جلد دوم

خطباتِ خالد

جدید فرض

مفکرِ اسلام ڈاکٹر علامہ

خالد محمود

پی ایچ ڈی

انتخاب:

حافظ عبدالحمید لیکے

ترتیب:

حافظ محمد ندیم قاسمی

ناشر: ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ یو کے



یا اللہ مدد



خطبات خالد

جلد دوم

مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ

خالد محمود

پی۔ایچ۔ڈی

انتخاب: عبدالرحیم چاریاری

ترتیب: حافظ محمد ندیم قاسمی

ناشر: جامعہ حنفیہ
بالمقابل صدیق برادرز○ امداد ٹاؤن ○ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
041-8750313



زیر اہتمام: بسم اللہ پبلیکیشنز
منشی محلہ، فیصل آباد
041-2604175



جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ...... خطبات خالد (جلد ۲)

افادات ...... حضرت علامہ خالد محمود صاحب

مرتب ...... مولانا محمد ندیم قاسمی پسروری

اشاعت اوّل ...... نومبر 2005ء

تعداد 1100

صفحات 448

قیمت ......

ملنے کا پتہ ...... جامعہ حنفیہ امداد ٹاؤن شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
فون: 041-8750313

زیر اہتمام ...... بسم اللہ پبلیکیشنز، علی سنٹر منشی محلہ بھوانہ بازار فیصل آباد
فون: 041-2604175، 0301-7105647

ملنے کے پتے

☆...... مکتبہ اہل سنت منشی محلہ گلی نمبر 6 امین پور بازار فیصل آباد فون: 2612313

☆...... مرکزی دفتر تحریک خدام اہلسنت پاکستان مدنی مسجد، چکوال

☆...... جامعہ حنفیہ، تعلیم الاسلام محلہ آراشین، جہلم

☆...... مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور ☆...... مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

☆...... کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی ☆...... مکتبہ محمودیہ، شیراز پارک، فیصل آباد

☆...... مکتبہ العارفی، ستیانہ روڈ، فیصل آباد ☆...... مکتبہ جامعہ حنفیہ، بورے والا، وہاڑی

☆...... مکتبہ حلیمیہ، سائٹ ایریا، کراچی ☆...... مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

انتساب

جن کی خصوصی دعاؤں اور بے نہایت شفقتوں کے طفیل دین اسلام اور مسلک حقہ کے ساتھ وابستگی نصیب ہوئی۔ پیر طریقت، قائد اہلسنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی تحریک خدام اہلسنت پاکستان و خلیفۂ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ترجمان اہلسنت وکیل صحابہ مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جانشین قائد اہلسنت مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ امیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان برادرِ مکرم حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن ظفر صاحب مدظلہ اور اپنے والدین مرحومین کے نام!

گر قبول افتد زہے بصد عز و شرف

خادم اہلسنت

محمد عبدالرحیم چاریاری

اجمالی فہرست

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمین......والصلوٰة والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین......وعلی خلفاء الراشدین المھدیّن وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

...... اما بعد......

قارئین کرام! دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی کئی اہم مواقع میں خطبات ارشاد فرمائے۔ معراج کی رات تمام انبیاء و رسل کو نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ بنی اسرائیل کے تحت ہے، پھر امت کو اس کی اطلاع ان الفاظ میں ارشاد فرمائی......انا خطیب الانبیاء... ..(الحدیث)......''میں انبیاء کا خطیب ہوں''۔

الحمدللہ! پاکستان کی صفِ اوّل کے اہل علم و فضل، علمی و تحقیقی دنیا کی قد آور شخصیت، قدیم و جدید فکر و فلسفہ کے عظیم شناور، مفکر اسلام، اور مخدوم اہلسنّت

حضرت العلام مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب زید مجدھم کے ایمان افروز اور وجد آفرین بیانات پر مشتمل "**خطبات خالد**" جلد ثانی کو **مکتبہ اھلسنت** فیصل آباد شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فی الحقیقت! حضرت علامہ صاحب مدظلہ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ امتِ مسلمہ کیلئے عالمی سطح کی ایک عہد ساز شخصیت ہیں جن کے ہاں شعلہ نوائی اور مبالغہ آرائی نہیں، بلکہ حقیقت سے بھرپور، عقل و خرد سے معمور اور سامعین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والے نایاب علمی موتی ہوتے ہیں جو سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بھی میسر نہ ہوں وہ آن واحد میں مل جاتے ہیں۔

آنجناب! بین الاقوامی خطیب، بہترین ادیب، گمراہ لوگوں کے لئے عالمی شہرت یافتہ طبیب، ایک درویش صفت مصلح، نقاد عالم، مفکر اسلام ہیں جس عنوان پر گفتگو فرمائیں اُسی کے شاہ سوار معلوم ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر کے تمام ملحدین وزنادقہ کیلئے بہترین معالج اور مذہب اسلام میں رخنہ پرداز وبائی امراض مثلاً عیسائیت، قادیانیت، رافضیت، غیر مقلدیت، پرویزیت، مودودیت، رضاخانیت، یزیدیت اور مماتیت وغیرہ کے لئے تیز دھار نشتر بھی ہیں، جس کا اندازہ قارئین کرام کو "خطبات خالد" کے مطالعہ کے بعد ہی ہوگا جو اپنی مثال آپ ہے۔ بقول مولانا عبدالماجد رحمۃ اللہ علیہ دریا آبادی کے!

نسبتوں کی لاج رکھتے ہیں، ہر مرض کا علاج رکھتے ہیں
خوف نہیں ہمیں بے دینوں سے، ہم حسینی مزاج رکھتے ہیں

یوں تو آپ کی بے نہایت شفقت اور الفت کہ متعدد دفعہ غربت کدہ کو

قدم رنجہ فرمائی اور جلوہ گری سے نوازا، مگر اپنا تخیل یہی رہا کہ

؎ وہ آئیں ہمارے گھر یہ ہماری خوش قسمت ہے
کبھی ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتا ہوں میں

جب کبھی میرے ہاں تشریف لانے کا وعدہ فرماتے تو اپنی حالت یہ ہوتی ہے کہ

؎ خبر گرم ہے ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

خطبات خالد جلد ثانی کی طباعت کی اجازت کے بعد سے اب تک راقم الحروف راحت و سرور کے جس وجد آفرین ذوق سے سرشار ہے اُس کی کیفیت پیش کرنے میں درماندگی کا اعتراف کرتا ہوں۔

؎ ہم خوشی سے ہی مر جاتے اگر اعتبار ہوتا

اس قدر حیرت اور تعجب کی وجہ بھی واضح ہے کہ کہاں آں مکرم کی عظمت و رفعت اور ان کے کلام کا صوری اور معنوی ارتقاء اور کہاں اس خادم اہلسنّت کی تنگ دامنی اور مسکنت بھری بے سروسامانی۔

؎ کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

اظہار تشکر:

''خطبات خالد'' جو قرآن وسنت کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں ہر رنگ اور ہر خوشبو کے پھول کھلے ہیں کی طباعت کے لئے بھرپور معاونت اور مشاورت سے نوازنے والے جملہ احباب خصوصاً برادر مکرم استاذ العلماء حضرت

مفتی عبدالرحمٰن ظفر صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالرحیم بلوچ صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب، جناب حافظ محمد ندیم قاسمی صاحب، حافظ محمد اقبال سحر صاحب کا میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان کے اس تعاون کو قبول فرمائیں اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائیں۔

امین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ

سیدنا محمد والہ و صحبہ اجمعین۔

خادم اہلسنّت

محمد عبدالرحیم چاریاری

مدیر جامعہ حنیفہ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ اہلسنّت منشی محلہ گلی نمبر 6 امین پور بازار فیصل آباد

آئینہ مضامین

حق و باطل

خطبہ:

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصًا على سيد الرسل وخاتم الانبياء وعلى اله الاتقياء واصحابه الاصفياء ...... امابعد ...... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم...... بسم لله الرحمٰن الرحيم ......

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ......

(پارہ نمبر 1 سورۂ البقرہ آیت:42)

تمہید:

برادران اسلام ! اس وقت صرف چند منٹ حضرت کے تعمیل ارشاد کے لئے بات کرنے کا ارادہ ہے......دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین) پھر اس کے مطابق دین کو سمجھنے کی...... اور اس پر چلنے کی سعادت بخشے۔ (آمین)

حق، باطل اور دجل:

اس امت میں پہلی امتوں کے مقابلہ میں ایک خاص چیز پائی جاتی ہے...... جو پہلی امتوں میں نہ تھی......دو لفظ تو آپ نے عام سنے ہوں گے......" حق اور باطل" حق و باطل کی معرکہ آرائیاں پہلی امتوں میں بھی رہیں......انبیاء آئے حق لیکر اور اپنی خواہشات کے پرستار اٹھے اپنی خواہشات لے کر، حق و باطل باطل کی معرکہ آرائی سابقہ امتوں میں بھی رہی ہے۔

اس امت میں صرف حق اور باطل نہیں بلکہ تین چیزیں ہیں......وہ چیز

ہےتو باطل میں سے لیکن عنوان اس کا اپنا ہے.....وہ تین کیا ہیں اس امت میں؟

حق

باطل

دجل

دجل سے نکلا ہوا ہے لفظ دجال.....اور پیغمبر جو گزرے ان کی امتوں پر تو قیامت کا آنا نہیں.....قیامت کا آنا تو اس امت پر مقدر ہوا.....کہ اس امت کا جو آخر ہوگا وہ قیامت ہے.....اور اس میں پھر دجال کا بھی ظہور ہوگا.....تو اس میں یہ ایک امر حقیقی ہے.....کہ دجل یعنی دھوکہ اور فریب.....اس امت میں خوب چلے گا .....حق بالکل واضح ہے.....اور باطل بھی بالکل واضح ہے.....لیکن ان دونوں کے درمیان ایک لائن اور آ نکلی ہے دجل کی.....اور دجل کہتے ہیں.....حق اور باطل کو ملا کر چلنا.....اسے تلبیس بھی کہتے ہیں.....قرآن کریم نے حکم دیا ہے.....

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

"کہ حق اور باطل کو آپس میں نہ ملاؤ"

اگر انسان صرف باطل پر چلے.....تو صاف معلوم ہوتا ہے.....کہ یہ اہل باطل میں سے ہے.....لیکن حق و باطل کو آپس میں ملانا اس میں ایک نہیں..... بستیوں کی بستیاں اور شہروں کے شہر.....قرنوں کے قرن .....وہ اس مغالطے میں مبتلا ہو جاتے ہیں.....اسی سے پھر بھر تحریکیں بنتی ہیں..... اسی سے فرقے بنتے ہیں.....سو یہ راہ الحاد ہے..... یہ اس امت کیلئے ایک نئی راہ ہے..... نقطہ ابتدا ہے۔فتنوں میں تمیز پیدا کرنے کے لئے آج بھی الحمد للہ حق کے پیمانے اتنے ہیں کہ ان کی لائن پر جب بھی دعوت دی جائے تو فطری طور پر ایک جذبہ پیدا ہوتا

ہے...... جو سچ کی راہ تلاش کر ہی لیتا ہے...... حق کے لئے ایک کشش پیدا ہوتی ہے اور وہ اس زمانے میں بھی موجود ہے لیکن لوگ جس سے پریشان ہیں ...... وہ ہے...... ''دجل...... دجل'' یہ ہے کہ کسی کو تشکیک کے کانٹوں میں گھیر دیا جائے...... اور اسے اس مقام پر رکھا جائے کہ وہ کسی یقینی کو پا ہی سکے۔

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

دجل کی حقیقت:

انسان کی منزل ایک ہی ہے اللہ رب العزت کی معرفت اور اسکی محبت...... اور اسی کی محبت سے انسانوں کے یہاں عمل کے چراغ جلتے ہیں...... اسی کی محبت سے انسان تڑپتے ہیں...... اور آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں...... تاہم اس کے باوجود ایک لائن ایسی ہے...... کہ جس کا نام ہے دجل ...... اور اس میں حق و باطل اس طرح ملے دکھائی دیتے ہیں کہ دیکھنے اور سننے والا کبھی آسانی سے اس آگ کے دریا کو عبور نہیں کر پاتا۔

دجل کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ کو اور سچائی کو ملا کر اس طرح بیان کرنا کہ دوسرے کو پتہ ہی نہ چلے...... باطل پر حق کا لیبل اس طرح لگا دینا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ حق ہی ہے اور اس پر حق کا برانڈ نشان موجود ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو...... فرمایا کہ جتنے پیغمبر بھی آئے ...... وہ فتنہ دجل سے ڈراتے آئے...... اور میں بھی اپنی امت کو فتنہ دجل سے ڈراتا ہوں...... لیکن میں اسکی علامات بھی بتاتا ہوں...... کہ وہ فتنہ میرے اس دور میں ...... یعنی میرے دور رسالت میں...... میرے ماننے والوں میں...... اور

میری امت پر واقع ہوگا...... اور جوں جوں قیامت قریب آ رہی ہے...... یا ہم قیامت کے قریب جا رہے ہیں...... اتنا وہ دجل اور بھڑک رہا ہے...... ہم اپنے اردگرد اپنے دین کے خلاف...... اپنے عمل کے خلاف...... نیکی کے خلاف...... دجل کے اتنے کانٹے محسوس کرتے ہیں...... کہ اب نیکی پر انسان کا چلنا بہت مشکل ہو گیا ہے...... مثلاً ایک دجل کی بات کرتا ہوں...... ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن کریم ایک چشمہ علم ہے اور یہ ایسا ایک جامع نور ہے...... کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں اب اس شخص نے قرآن کی کیسی تعریف کی؟ (بڑی اچھی)

قرآن ایک چشمہ علم ہے

قرآن ایک منبع نور ہے

لیکن اس منقبت کے ساتھ وہ ایک اور بات بھی کہہ گیا کہ اس کے ہوتے ہوئے...... کسی اور چیز کی ضرورت نہیں...... اب اس میں وہ کیا کہہ گیا؟ وہ کہہ گیا ہے کہ

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایات

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتیں

اس کا جاننا قرآن جاننے کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں...... یہ کھلم کھلا کفر ہے...... کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتوں کی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی کوئی ضرورت نہیں...... اب دیکھئے کوئی اس تیسری بات کو قبول کرے گا؟ ہرگز نہیں...... اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا...... لیکن اس نے کیا کہا یہی نا کہ قرآن منبع نور ہے...... قرآن ایک ایسا چشمہ علم ہے...... کہ اس کے ہوتے

ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں حاصل...... اس کا یہی ہے جو میں نے کہا...... لیکن پہلی بات کھلم کھلا کہی گئی...... کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث کو جاننے کی ضرورت نہیں...... یہ کھلم کھلا انکار ہے...... اور دوسری بات جو کہی وہ بھی وہی بات ہے...... صرف فرق یہ ہے کہ پہلی کھلی طور پر کہی گئی ہے...... اور دوسری از راہ دجل کہی گئی ہے۔

حضور ﷺ کی تعلیمات کے پیامبر:

ایک اور بات کہتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ سے آپ کی تعلیمات اس امت کو ملیں اس میں دو آوازیں سامنے آتی ہیں...... آپ کے صحابہ کرامؓ خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار ہوں ...... اور آپ کی اہل بیتؓ جو گھر والے ہیں...... آپ کی اپنی فیملی ہیں...... اور آپ کا اپنا خاندان ہیں...... یہ سارے کہ سارے آپ کا فیض نور پا گئے ...... صحابہ کرامؓ بھی اور اہل بیتؓ بھی، صحابہ کرامؓ میں مہاجرین ہوں...... یا انصار آپ کی اپنی فیملی (Family) اور آپ کے خاندان کے لوگ ہوں...... جنہوں نے مان لیا سب فیض نبوت پا گئے...... ہاں جنہوں نے نہیں مانا خواہ وہ ابولہب ہو جو حضور ﷺ کے خاندان میں سے تھا...... خاندان قریش میں سے اس جیسے نے نہ مانا...... وہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا سارے فیض رسالت پا گئے ...... اور خدا کی بادشاہی ان کو نصیب ہو گئی اس کی بادشاہی میں داخل ہو گئے...... اب ان میں سے ایک ایک کی تعریف کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا گھر...... نور کا گھرانہ تھا اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورت نہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ۔اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیتؓ...... جو گھر والے ہیں وہ منبع نور ہیں...... ان کو مانو اور اس میں یہ

معنی چھپا ہوا ہے...... کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماننے کی ضرورت نہیں ۔ اب قرآن کی شان اس طرح بیان کرنا کہ سنت گرے...... اہل بیتؓ کی شان اس طرح بیان کرنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گریں......نماز کی شان اس طرح بیان کرنا...... کہ زکوۃ گرے...... یہ ہے وہ دجل کی لائن...... جواس امت کے لئے ایک کانٹوں کی باڑ ہے۔

دجل کو پہچانیں:

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا...... حفت الجنته با المکاره ...... کہ جنت کے اردگرد اتنے مکار...... اور اتنے کانٹے ہیں آپ کو کسی باغ میں داخل ہونا ہو......تو آپ کو کوئی راستہ ملے تو غنیمت ہے...... کانٹوں کو دیکھ کر لوگ گھبرا جاتے ہیں ...... فرمایا جنت جو ہے وہ گھری ہوئی ہے کانٹوں کے درمیان...... چاروں طرف دیکھو تو کانٹے ہیں ان کانٹوں کو عبور کر کے ہی تم خدا کی بادشاہی میں داخل ہو سکتے ہو......اس کے بغیر نہیں تو کانٹوں کو اٹھانا اور کانٹوں سے نمٹنا ایک مشکل مسئلہ ہے......تو میں یہ بات پہلے عرض کر چکا ہوں...... کہ انسان اب بھی الحمدللہ بڑی تعداد میں ملتے ہیں کہ جن کو خدا کی محبت کی مشعل کھینچتی ہے...... اور وہ اس کی محبت میں ذوق وشوق سے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرنا چاہتے ہیں......لیکن ذرا سا جب نکلتے ہیں تو آگے مختلف آوازیں آتی ہیں ان کو میں نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

اس امت کے لئے سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اس نے سب سے

پہلے جس طرح باطل کو پہچانا ہے دجل کو بھی پہچانیں...... باطل کو پہچانا اپنی جگہ مبارک اور اس کا بالکل صاف پتہ چلتا ہے...... اب وہ دجل کو بھی پہچانیں...... اور باطل سامنے آئے...... تو فوراً پتہ چل جاتا ہے...... لیکن جب دجل سامنے آئے تو وہ مخلوط پیرائے میں سامنے آئے گا ...... گو باطل کے ساتھ اس کی لائن ایک ہے...... اس لئے فرمایا کہ دجال کا جب ظہور ہوگا...... تو اس کی ایک آنکھ ہوگی...... دو آنکھیں نہیں ہونگی۔ اس زمانے میں فتنہ دجل کا سامنا کرنے کیلئے علمی طور پر خاصی محنت کی ضرورت ہے...... بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے اور میں اپنے حقیر سے تجربے کی روشنی میں کہتا ہوں...... کہ بہت زیادہ علم کی' کاوش کی' محنت کی جاننے کی ضرورت ہے...... فتنہ دجل کا سامنا کرنے کیلئے اس سے گھبرانا نہ چاہئے ...... کسی نے بڑی عمدہ بات کہی کہ بڑا مشکل لگتا ہے...... تو یہ راستہ جو دجل کا ہے اس سے بچنا دشوار ہے...... خواہ انسان کتنی احتیاط کیوں نہ کرے...... لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں پر یہ بھی انعام فرمایا...... کہ ان کانٹوں سے بچنا...... اور دجالی فتنوں سے بچنا آسان کر دیا' انسان جب اپنے دل پر تزکیے کی محنت کرتا ہے ...... تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل کام میں مدد کر دیتے ہیں۔ جب آپ اللہ کا ذکر کریں گے بار بار اس کو پکاریں گے...... تو پکارنے کے ایک معنی تو یہ ہیں...... کہ ذکر کی برکت ہو اور ایک اس کے معنی یہ ہیں...... کہ اے اللہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے اور ان حقائق کو سمجھنے کیلئے...... کانٹوں سے بچنے کیلئے اپنی ہمت کو کمزور پاتے ہیں...... تیری طرف رجوع کرتے ہیں تو اپنی طرف سے ہماری مدد فرما...... تو اللہ سے اس کا ذکر کر کے بار بار اس سے مدد مانگی جاتی ہے ...... یا اللہ مدد فرما...... ہمیں تو مانگنا بھی نہیں آتا ......

قسم تیری بخشش وعطا کی
فقیر ہیں تیرے در کے داتا
جو ہم کو دینا ہے بے طلب دے
سخی کے در پر سوال کیسا

سخی کے دروازے پر جا کر دستک نہیں دی جاتی سوال نہیں کیا جاتا...... سخی خود جانتا ہے اور وہ پہچانتا ہے...... تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیا میں امت محمدیہ کو خاص طور پر جس طرح بہت سے دجل کے فتنوں سے گزارا...... اور دجل کے فتنے ادھر ادھر پھیلا دیئے...... ہر طرف یہ کانٹے پھیلا دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاصہ کا دروازہ بند نہیں کیا۔

وہ یہ کہ اے میرے بندو! جتنی مشکلات ہیں ...... اتنا تم میری طرف آؤ اور میری محبت میں تڑپو...... میں اپنے اس فیض کے ذریعہ تمھارے روحانی تزکیہ کے ذریعہ اور اصلاح کے ذریعہ تمہاری مشکل آسان کردوں گا۔

صرف اپنے علم کے ذریعہ جو کانٹوں کی وادی کو عبور کرنے کی کوشش کرے اکثر ناکام رہے...... یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے کہ ایک کھڑکی کھلی ہے...... اس کی طرف سے سعادت کی...... وہ جن کے نصیب ہوتی ہے...... وہ پھر اس سے بچ جاتے

ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے اولیاء اور بڑے بڑے بزرگوں کی تاریخ جو ہے...... وہ یہ بتاتی ہے...... کہ جب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ان پر چمکا وہ ان فتنوں سے بچ گئے۔ اہل الحاد اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں رہتے...... ان کی دجالی کوششیں کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو ہی جاتی ہیں...... تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے ازالہ کی طرف لگا دیتے

ہیں...... اور اللہ کے وہ بندے دین کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ سے سعادت طلب کرتے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ ان سے دجل کے استیصال کا کام لے لیتا ہے۔

ہمارے ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ یزیدیت کے بارے میں بتائیں؟ اس کا جواب یہ ہے...... کہ یزیدیت وہ فتنہ دجل ہے...... جس میں...... (shugercoted) زہر دیا جاتا ہے...... قرآن کی عظمت کے سائے میں سنت کا انکار کیا جاتا ہے...... حدیث کی اتباع کے دعوے سے فقہ کا انکار کیا جاتا ہے...... اہل بیتؓ کی محبت کے سائے میں خلفاء راشدینؓ سے بدگمانی پیدا کی جاتی ہے...... یہ سب دجل کی راہیں ہیں...... اس کے لئے آپ حضرات کی اپنی بجھ چاہیے...... میں ایک بات کر کے اپنی بات ختم کروں گا۔

دجل کی مثال:

وہ یہ کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کر رہا ہے...... لیکن مجھے پتہ تھا کہ یہ دجال ہے...... ایک دجال وہ ہے...... جس نے قیامت سے پہلے ظہور کرنا ہے...... اس کا نام ہے دجال اکبر۔ میں اس کی بات نہیں کر رہا...... دجال اکبر کا وجود بتاتا ہے...... کہ دجال اصغر بھی ہیں اور وہ بہت سے ہیں...... اور سارا دجل اگلا پچھلا جس ایک شخص میں مجسم ہوگا...... وہ دجال اکبر ہے۔ تاہم دجال تو بہت سے ہیں۔

وہ شخص اس امت میں نہیں جو شخص جھوٹا دعوے نبوت کریں گے...... انہیں بھی حدیث میں دجال کہا گیا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہا تھا ...... اور لوگ کہہ رہے تھے...... کہ یہ عاشق رسولؐ ہے اتنی تعریف کر رہا تھا...... لیکن مجھے پتہ چلا تو میں نے اشارہ کیا کہ یہ دجال ہے...... اس سے

بچو، میں نے کہا اگر مجھے موقع دیا جائے چند منٹ کا، تو آپ سب مان جائیں گے کہ یہ واقعی دجال ہے۔

امیر مجلس جو تھے وہ سمجھتے تھے ...... کہ اس میں دجال والی کوئی بات نہیں بہر کیف آپ حضرات کہیں تو اس کی دجالیت یہاں بتا دوں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر رہا تھا...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے...... اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بڑا عمدہ دماغ عطا فرمایا تھا...... ایسی سوچ تھی کہ کوئی انسان ایسی لطیف سوچ نہیں رکھتا...... آپ نے جب عرب پر نظر کی اور یہ دیکھا کہ لوگ جو ہیں وہ جاہل ہیں امیین ہیں ...... ان کو کوئی تعلیم نہیں اور یہ کبھی بھی اپنی غلطیوں سے باز نہیں آئیں گے...... تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے دل میں جہنم کا ایسا ڈر پیدا کیا کہ جہنم کے شعلے یوں ہونگے ...... اس کی آگ یوں ہوگی تاکہ جاہل جو ہیں وہ ڈریں...... اور وہ برائیوں سے باز آجائیں یہ کہہ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہا تھا...... اور اس کی دجالیت یہ تھی وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا...... وہ اپنی سوچ اور قابلیت سے کیا...... وہ پیغمبر نہیں تھے۔ یعنی ہمارا تو اعتقاد ہے کہ اللہ کی طرف سے جو ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری...... وہ آپ کے بدن میں ذرے ذرے میں سرایت کر گئی۔

حتیٰ کہ آپ جو کریں وہ ہدایت
جو کہیں وہ ہدائت

جو آپ کے سامنے کیا جائے اور آپ اس پر خاموش ہوں وہ بھی ہدایت...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت میں رنگے ہوئے تھے...... اللہ کے رنگنے سے ...... صِبْغَةَ

اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَه ...... اب وہ کہتا تھا کہ نہیں...... آپ نے جو عرب میں انقلاب پیدا کیا...... اپنی دماغی سوچ سے کیا۔

دماغی سوچ تو ہوتی ہے لیڈروں کی
دماغی سوچ ہوتی ہے سیاست دانوں کی

وہ اپنی طرف سے بات بناتے ہیں...... وہ تجربات پر چلتے ہیں...... پیغمبر وحی خداوندی پر راہ استوار کرتے ہیں...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا تعارف کیا ہے......؟ پہلا یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں...... آپ کی تعریف یہی ہے...... جب اللہ کے رسول ہوئے...... تو آپ نے جو بھی انقلاب قائم کیا...... وہ پیچھے سے روشنی آ رہی تھی یا نہیں؟ (آ رہی تھی)۔ اب جو اس روشنی کا ذکر نہیں کرتا...... جو آپ کی سب سے بڑی شان تھی...... کیا وہ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر مانے ہوئے تھا......؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اعلیٰ شان تو وحی کے فیضان سے تھی...... اور پھر دیکھو آپ ﷺ نے امت کو کیا اس طرح ڈرایا...... جس طرح ہم ڈراتے ہیں...... بچی اور بچہ کو کہ ھوا آیا ھوا...... آیا ایسا ہم بچوں کے ساتھ تو کر لیتے ہیں...... لیکن بڑوں سے نہیں...... یہ باتیں ہمارے عقیدہ کے طور پر نہیں ہوتیں...... لیکن وہ دجال عقیدہ کے طور پر کہتا تھا...... کہ جس طرح تم بچے کو ''ھوا'' دکھاتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں کو ''ھوا'' دکھایا...... وہ جہنم سے ڈر گئے...... اب آپ بتائیں کہ اس کی تقریر دجل تھی یا نہیں؟ (تھی)

کیونکہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ کہ انبیاء اور اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں کی جو عزت ہے وہ اس کی نسبت سے ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ ہو تو کوئی

نیکی بھی ہے؟ (نہیں)

انبیاء اولیاء تیرے محتاج کل
تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری
ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

انبیاء اولیاء کی عزت کا باعث کیا ہے؟ اس کی نسبت۔ اور اگر ان کی اس سے نسبت نہیں...... تو پھر کوئی چیز نہیں...... اے مالک حقیقی تیری نسبت ان کی عزت کا باعث ہے وہ تیری طرف منسوب ہو گئے...... ان کی عزت قائم ہو گئی...... بڑے سے بڑا پیغمبر ہو...... بڑے سے بڑا ولی ہو...... ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے؟ تو یہ اللہ سے نسبت ہو گئی...... ہم ان کا اعزاز بھی جانیں گے...... اور پیغمبر کی شان بھی مانیں گے...... اب اس طرح پیغمبر کی شان بیان کرنا یہ انہیں خدا سے کاٹنا ہے یہ دجل ہے...... اہل بیتؓ کی شان اس طرح بیان کرنا کہ صحابہ کرامؓ سے کاٹنا یہ دجل ہے...... صحابہ کرامؓ کی شان اس طرح بیان کرنا کہ اہلبیتؓ سے کاٹنا یہ دجل ہے...... تو دجالی فتنے اس امت میں...... اس امت میں ظہور کئے ہوئے ہیں...... اور کر رہے ہیں۔ اور ان میں اس وقت سب سے بڑا فتنہ جو ہے...... وہ فری مشن کا ایک فتنہ ہے...... یہ ایک دجالی قوت ہے جو بین الاقوامی طور پر کام کر رہی ہے...... اور جوں جوں وقت آگے بڑھ رہا ہے دجالی فتنے اور آ رہے ہیں...... اور دجالی فتنہ پورے عروج پر ہو گا...... جب وہ دجال اکبر ظہور کرے گا...... اور دجال پر اعتقاد رکھنا کہ دجال ظہور کریگا...... اور تمام فتنوں کا نمائندہ ہو گا...... ہماری عقائد کی کتابوں میں اس کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

تو دجال کے فتنے سے دوری کے لئے
شیطان کے فتنے سے دوری کے لئے
کفر کے فتنے سے دوری کے لئے

اللہ سے تعلق ہو...... اللہ والوں تعلق ہو...... انسان اللہ کا ذکر کرے اس کو دل و دماغ میں اتارے...... اللہ تعالیٰ بچالیں گے (آمین)نمازوں میں یہ دعا شامل کریں...... کہ یا اللہ دجل کے فتنوں سے حفاظت فرما...... اور صحابہ کرامؓ جب یہ دعا مانگتے تھے تو کہتے ...... فتنة المسیح الدجال...... اس فتنہ سے صحابہ کرامؓ نے بھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پناہ مانگی ہے...... تو اس سے پناہ مانگنا یہ بھی دعا میں شامل ہے۔

ایک تحریک کے بارے میں:

اس وقت بعض جو تحریکیں چل رہی ہیں حق کے عنوان کے ساتھ اور ان کے پیچھے کوئی پروگرام اور ہوتے ہیں...... اور ان پروگراموں میں یہ پروگرام بھی ہے...... تو پہلے اس کے معنی جانیں ...... کہ حزب التحریر کے معنی کیا ہیں؟ ایک لفظ ہے تحریر...... جس کو ہم کہتے ہیں ۔یہ (رائٹنگ) کے معنی میں نہیں...... ایک لفظ آپ نے عام سنا ہوگا...... حر،حر، کا معنی ہوتا ہے آزاد...... اور تحریر کا معنی آزاد کرنا...... یہ تو حزب التحریر ایک ایسا گروہ ہے...... جو کہتا ہے اے لوگو! اے مسلمانو! اس وقت جو مسلم حکمرانوں نے بادشاہوں نے یا جمہوریت کے علم برداروں نے تمہیں غیر اسلامی نظام میں جکڑ رکھا تھا اس سے نکالنے کے لئے ہماری ایک تنظیم وجود میں آئی ہے اس کا نام ہے حزب التحریر...... یعنی رہائی دلانا' آزاد کرانا...... اس غلامی سے جس غلامی میں تم جکڑے ہوئے ہو...... تو تمہیں آزاد کیا جاتا

ہے...... اس آزادی کے لئے یہ محنت ہورہی ہے ......اس کو کہتے ہیں حزب التحریر...... میں مانچسٹر میں تھا کہ کسی دوست نے فون کیا...... کہنے لگے یہاں حزب التحریر کے نمائندے آئے ہیں...... اور انہوں نے بہت سے نوجوانوں میں یہ تحریک پیدا کردی ہے...... وہ حزب التحریر کے نمائندے ہیں......تو اس کے متعلق ہماری کیا پالیسی ہونی چاہیئے؟ بعض لوگوں نے یہ پالیسی اختیار کی...... کہ دلائل کے ساتھ ان سے بات کی جائے...... میں نے کہا کہ ان کے ساتھ ٹکر نہیں لینا جو یہ کہیں یہ تحریک آزادی کی یہ تحریک مسلمانوں کے لئے ہے...... مسلمان حکمرانوں کے لئے ایک وحدت چاہیے۔تمام ملکوں میں انسانی آزادی...... ابتدائی آزادی جو یہ کہیں تم مان لو......فوراً صرف ایک سوال کرو کس طرح ؟ چنانچہ وہاں ایک بڑا اجتماع ہوا انہوں نے مجھے بھی بلالیا جو مناسب تقریر تھی میں نے کردی ...... اس کے بعد کہنے لگے کہ حزب التحریر کے نوجوان بھی تقریر کریں گے......تو ایک نوجوان آ گیا اس نے بڑی اچھی تقریر یاد کی ہوئی تھی اس نے تقریر کی...... کہ مسلمانوں میں، مسلمان حکمرانوں میں مسلم ممالک میں وحدت چاہیے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس بات سے سارے متفق ہیں بات اگلی کرو...... یہ تو وعظ ہے جو تمام علماء لیڈر وعظ کرتے آئے ہیں...... کہ مسلمانوں میں اتحاد چاہیے ۔اتحاد ایک ایسی چیز ہے...... جس کا کوئی بھی مخالف نہیں حکمرانوں کو...... مسلمان ممالک کو آپس میں جوڑ چاہیئے...... اس پر تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو...... یہی چیز تو میں نے کہی ہے ساری تقریریں اسی پر ہوئی ہیں...... اس سے آگے چلو......، وہ منزل جو کہتے ہو وہ کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے؟ اب وہ چپ ہے اور حیران کھڑا ہے اس کا دوسرا ساتھی ہوشیار تھا...... وہ آیا کہنے لگا میں کچھ بیان کرسکتا ہوں...... میں نے کہا سمجھ

کام کر رہی ہے تو کر سکتے ہو...... اور سمجھ کام نہیں کر رہی تو وقت ضائع نہ کرو۔

کہنے لگا کہ خدا کے فضل سے سمجھ کام کر رہی ہے...... اس لئے مجھے اجازت دیں...... میں نے کہا بولو...... کہنے لگا جب ہم متفق ہیں کہ اس طرح کا ایک اتحاد کا نظام چاہیے...... تو اس کو کس طرح حاصل کرنا ہے...... اس لئے اس پر ہم سب ملکر بیٹھیں سوچیں کوئی راہ تو نکلے گی...... میں نے کہا جب کوئی راہ نکلے گی...... تو آجانا میدان میں ہم تمہیں موقع دیں گے...... ابھی تو نہیں نکلی لوگ کہنے لگے...... پھر تم بیٹھو مجھے اپنی تقریر مکمل کرنے دو۔

دیکھو کوئی شخص بھی آواز لگائے کہ مسلمانوں میں اتحاد چاہیے...... آپ کہیں گے ٹھیک ہے تمام ممالک میں اتحاد چاہیے...... تمام عالم اسلام میں اتحاد چاہیے...... آپ کہیں گے یہ ٹھیک ہے...... لیکن کس طرح؟ اب جب آپ کہیں گے کس طرح؟ وہ سارے منظر آپ کے سامنے واضح ہو جائیں گے...... کہ ان کے سامنے کوئی نقشہ ہی نہیں ہے...... اگر یہ نقشہ ہو کہ تخریبی طور پر ہر ملک میں قتل کا دروازہ کھولا جائے...... اور خون ریزی کی جائے...... اور قانون توڑا جائے...... تو اسلام اس طرح قانون توڑنے کی اجازت نہیں دیتا...... اسلام کے اپنے اصول اور بنیادیں ہیں...... یہ ایک سلامتی کا دین ہے...... ہر مسلمان فطرۃً امن پسند ہوتا ہے...... تاہم کوئی شخص اس عنوان سے آئے...... تو اس سے ایک ہی سوال کیا جائے...... یہ کس طرح ہوگا...... تو یہ ایک طرح کا دم ہے...... مثلاً جس طرح کہتے ہیں کہ بچہ رو رہا ہے...... اس کو دم کریں...... تو یہ اس طرح ایک دم ہے...... کہ جب آپ کہیں گے کس طرح؟ اور میں نے آزمایا ہے یہ دم ہے۔

سوال:...... انسان کی تاریخ میں اولاد اور آل کسے کہتے ہیں؟

جواب: ......انسانوں کی تاریخ میں اولاد اور آل کہتے ہیں کسی کے بیٹے ہوں پوتے ہوں خاندان ہو اس کی آگے اولاد ہے ایک ہے انسانوں کی تاریخ اور ایک ہے قوموں کی تاریخ......قوموں کی تاریخ میں جو آل ہے......وہ کسی ایک نظریہ کے پیرواس کو بحال سمجھیں...... انہیں آل کہتے ہیں......مثلاً اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے...... اَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ......ہم نے فرعون کے ساتھیوں کو......فرعون کے لشکر کو......فرعون کے ماننے والوں کو ڈبو دیا تو...... اَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ......تو آل فرعون کون ہوئے؟ ایک قومی اعتبار سے کہ جو اس کے پیرو ہیں......تو جب افراد کی بات ہو تو پھر اولاد مراد ہوتی ہے......ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ذکر کرتے ہیں درود شریف میں تو ذکر یہ ہے...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم قومی طور پر ذکر کرتے ہیں...... یا ایک فرد کے طور پر؟ اگر ایک پیغمبر کے طور پر کر رہے ہیں...... اور قومی سطح پر لا رہے ہیں......تو پھر آپ آقا ہیں......اور ان کے سارے پیرو جو ہیں......وہ آل میں شامل ہوں گے......تو اس لئے علماء نے اس کے تحت لکھا ہے......اگر اہل قرابت مراد لیتے ہو تو اہل قرابت میں ابولھب کو کس قانون سے نکالو گے......ابولھب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا ہے......تو درود شریف سے ابولھب کو نکالنا ہے......تو کوئی قانون تو بیان کرنا پڑے گا......اور قانون وہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ایک قومی حیثیت میں مذکور ہیں...... خاندانی حیثیت سے مذکور نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......ہر تقویٰ اختیار کرنے والا اور اپنے دامن کو گناہ سے پاک رکھنے والا وہ میری آل میں سے ہے......حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاندان کے لحاظ سے عرب تھے...... اور حضرت سلمان فارسیؓ تھے......کوئی

جوڑ ہے (نہیں) تو آپ نے فرمایا......ان سلمان من اهل بيت ......سلمان اہلبیتؓ میں سے ہے...... حالانکہ وہ تو فارسی النسل تھے......اور آپ عربی تھے......تو فرمایا کہ سلمان میرے اہلبیتؓ میں سے ہے......معلوم ہوا کہ رسالت کا قرب جو ہے......وہ اہل بیتؓ کے دائرہ میں داخل کرسکتا ہے......خواہ وہ عجمی کیوں نہ ہو۔

پاکستان کی بات ہے میں ایک دفعہ ٹرین میں سفر کررہا تھا...... اور فیصل آباد اور وزیرآباد کے درمیان ٹرین چل رہی تھی......اور میں سفر میں تھکا ہوا تھا میں ایک کنارہ پر تھا...... میں نے دیکھا کہ دوسری طرف کچھ نوجوان لڑکے ہیں...... سارے (student) معلوم ہوتے تھے وہ بیٹھے اور ان کے پاس دو پادری بیٹھے ہوئے ہیں کہیں چرچ سے آئے ہوں گے......تو ایک پادری نے سوال کیا کہ بیٹا تم مسلمان ہو اگر میں آپ سے کوئی مذہب کی بات پوچھوں تو کوئی حرج تو نہیں سمجھو گے؟ کیونکہ ٹرین کا سفر ہے وقت گزر جائے گا......تو میں کوئی عقیدے کی بات پوچھ لوں تو تم (mind) تو نہیں کروگے...... تو لڑکوں نے کہا کہ نہیں آپ پوچھیں...... مسلمان جو درود شریف پڑھتے ہیں تمہیں اس کا پتہ ہے؟ کہتے ہیں پتہ ہے تم پڑھ سکتے ہو؟ اس نے کہا......ہاں......ہر ایک نے درود شریف پڑھا......تو پادری کہنے لگا...... بیٹا اس کا کچھ ترجمہ بھی بیان کردو......میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا معنی کیا ہے؟ لڑکے نے کہا...... کہ ترجمہ تو مجھے نہیں آتا......تم پڑھتے بھی ہو کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ پڑھتا ہوں ترجمے کے بغیر......ترجمہ مجھے نہیں آتا۔

پادری کہنے لگا کہ اچھا ترجمہ میں کرتا ہوں......تم اتنا تو بتادو کہ تمہارے علماء مولوی یہی ترجمہ کرتے ہوں گے...... یا میں نے کوئی غلط کیا ہے؟ اگر میں نے غلط کیا تو مجھے کہہ دینا...... میں چھوڑدوں گا...... میں آپ کو تنگ نہیں کرنا چاہتا

لڑکوں نے کہا ہاں جی کریں...... اس نے کہا...... اللھم صل علی محمد و علی ال محمد ...... کہ اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور رحمت بھیج...... اور ان کی آل پر اور جیسا کہ تو نے آل ابراھیم پر رحمت بھیجی...... اور رحمت بھیج آپ پر...... درود بھیج آپ پر۔

پادری چپ کر گیا اور کہا کہ بیٹا تمہارے علماء نے کبھی تمہیں یہ ترجمہ سنایا ہوگا یا درس میں جاؤ یا جمعہ میں جاؤ کبھی تو بیان کرتے ہوں گے...... کیا یہ ترجمہ ہے یا اس میں میں نے غلط بات کہی ہے؟ کیا خیال ہے؟ لڑکوں نے کہا ہاں ہاں ہمارے علماء بھی اسی طرح ترجمہ کرتے ہیں...... جو آپ نے ترجمہ کیا...... آپ نے ٹھیک کیا...... تو پادری کہنے لگا...... کہ اچھا بیٹا! تم مجھ سے چھوٹے ہو...... بیٹوں کے برابر ہو...... مجھے بڑا نہ سمجھنا...... اگر میں غلطی کروں...... تو تم میری اصلاح کرنا...... ہم انسان اگر ایک دوسرے کی اصلاح نہیں کریں گے...... تو اصلاح کے لئے کیا فرشتے آئیں گے؟ میں غلط کہوں تو میری اصلاح کر دینا...... اور پھر کہنے لگا...... کہ تم ترجمہ دہراؤ...... اے اللہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اور رحمت کر...... اس نے ترجمہ کیا تو پادری کہنے لگا کہ اس کا مطلب ہوا کہ ابھی تک خدا کی رحمت آپ پر پوری نہیں ہوئی...... تو آپ رحمت کا مصداق ہونے میں کامل ہوئے یا وہ ابھی تک ناقص ہیں...... اور امت جان کر کے دعا کر رہی ہے...... کہ ان پر اور رحمت کر دے اور رحمت کر دے...... کبھی تو آپ پر رحمت تمام ہو جائے گی۔

تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے نقطہ ہدایت کس طرح بنے؟ کہ امت دعا کر کے آپ کے مصداق رحمت ہونے کو پورا کر رہی ہے...... ورنہ آپ ابھی تک اپنے مقام پر ناقص ہیں (معاذ اللہ) تو صاف کہتا ہے...... کہ معاف

رکھنا محسوس نہ کرنا...... مجھے سمجھا دو میں تو ایک طالب علم ہوں......تو کیا تمہارے عقیدے میں تمہارا جو پیغمبر ہے...... وہ خدا کی رحمت کا نشان ہونے میں ناقص ہی رہا ہے...... اور امت اس وقت تک کتنے درود پڑھ چکی ہے...... امت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اتنے درود کے بعد بھی وہ کامل نہیں ہوا ؟تم اپنے علماء سے پوچھنا کہ کتابوں میں کہیں ہے کہ پندرھویں صدی تک درود پڑھنا بند کردو...... کیونکہ رحمت پوری ہوگئی ہے یا ابھی نہیں ہوئی؟ کہنے لگے کہ نہیں تو کیا اب پڑھتے ہی رہو گے؟ قیامت تک پڑھتے ہی رہو گے؟اب اس کا فقرہ تو بڑا ہی زہریلا تھا...... جملہ بڑا ہی زہریلا تھا اب مجھ سے نہ رہا گیا۔

میں اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ بات کروں...... کیونکہ سفر ہی کی وجہ سے ہم کچھ آرام کر لیتے ہیں...... ورنہ اتنی ہماری زندگی قیام میں نہیں گزری جتنی سفر میں گزری ہے۔

منزلوں کی بات چھوڑ کس نے پاس منزلیں کیں
یا سفر اچھا لگا یا ہم سفر اچھا لگا

تاہم ایک ایمانی رگ پھڑکی تو بات یہ تھی...... ان میں کوئی مجھے پہچانتا نہیں تھا...... میں ان دنوں مرے کالج سیالکوٹ میں پڑھاتا تھا......کسی نے نہ پہچانا کہ یہ کون ہے؟انہوں نے سمجھا کہ دیہاتی مولوی ہے......میں نے آتے ہی سوال کیا...... میں نے کہا کہ پادری صاحب! آپ نے جو بات کی ہے......اس میں لفظ واضح نہیں ہوئے...... دو لفظ آپ نے بار بار بولے ہیں ؟ناقص یا کامل...... مجھے ان الفاظ کے معنی سمجھ میں نہیں آئے ......ایک لفظ آپ نے بولا ہے "ناقص" اور ایک لفظ آپ نے بولا ہے "کامل" دونوں ایک دوسرے کے

مقابل ہیں......دونوں لفظوں میں سے کسی ایک کو واضح کردیں...... کہ ناقص کیا ہے؟ یہ اس کا مفہوم جو ہے...... وہ اضافات میں سے ہے......کسی کی نسبت سے کسی کو ناقص یا کامل کہا جاتا ہے......حقائق اضافیہ بالمقابل ہوتے نہیں ہیں ان کو بیان کیا جاتا ہے...... اس طرح کہ یہ اس کے مقابلے میں ناقص ہے یا اس سے کامل ہے۔

آپ نے لفظ ناقص بولا ہے یہ ہے رومال...... یہ دوفٹ یا چارفٹ والے رومال سے چھوٹا ہے...... اور ایک فٹ والا جو ہے یہ اس سے بڑا ہے......تو تم کہوگے کہ اس سے بڑا ہے اور اس سے تم کہوگے ناقص ہے...... تو ناقص کا لفظ مفہومات اضافیہ میں سے ہے...... جب تک آپ وہ بندھن نہ توڑیں...... اور بتائیں نہ کہ اس کا معنی کیا ہے؟ بچے بھی نہیں سمجھ سکتے...... میں بڑا ہوں میں بھی نہیں سمجھ سکتا......ناقص کس کے مقابلہ میں؟ آپ نے لفظ ناقص بولا ہے یا نہیں؟ کہنے لگا...... بولا ہے......تم نے کہا کہ تم اپنے پیغمبر پر درود بھیجتے ہو اس کا معنی یہ کہ ابھی تک وہ ناقص ہیں......تم نے کہا ہے......لیکن ناقص کا لفظ جو ہے یہ مفہومات اضافیہ میں سے ہے......کس کی نسبت سے آپ انہیں ناقص کہہ رہے ہیں۔

آپ یہ بتائیں کہ یہ ناقص کا لفظ آپ نے ان کے سامنے کس کے مقابلے میں بولا ہے؟ پادری چپ ہے کہنے لگا کہ یہ تو میں بھی نہیں سمجھا...... کہنے لگا آپ بتا دیں؟ میں نے کہا لفظ تم بولو اور معنی میں بیان کروں...... یہ کوئی دیانت ہے؟ دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ جو لفظ تم بولتے ہو اس کے معنی تمہیں آتے ہوں...... اور جو میں بولتا ہوں اس کے معنی مجھے آتے ہوں...... کسی انسان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی ایسا لفظ بولے......جس کے اسے معنی نہ آتے ہوں......تم نے جرم

کیا اور تمہیں اپنے جرم کی معافی مانگنی ہوگی...... ایک لفظ تم بولتے ہو اور معنی تمہیں نہیں آتا...... جب میں نے کہا کہ تمہیں اپنے جرم کی معافی مانگنی ہوگی...... ابھی اس نے معافی مانگی نہیں...... تو لڑکے ہوشیار ہو گئے...... تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے کبھی علم بولتا ہے...... اور کبھی زیادت بولتی ہے...... اور یہ دونوں پیمانے اپنی اپنی جگہ پر ہیں۔

مجھے پادری کہنے لگا کہ میں نے تو غلطی کی ہے...... مجھے معنی نہیں آتے تو میں بار بار معافی مانگتا ہوں...... اور اب چونکہ آپ آ گئے ہیں...... آپ ہی بیان کر دیں میں پھر معافی مانگ لوں گا...... میری غلطی ہے کیا آپ بیان کر دیں؟

میں نے کہا کہ یہاں ناقص کا لفظ جب بولا گیا...... وہ بولا گیا ہے خدا کے مقابلہ میں...... پیغمبر پر اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل کیوں نہ ہو...... فضل در فضل ...... کیوں نہ ہو لیکن کبھی وہ نقطہ نہیں آئے گا کہ خالق اور مخلوق میں کوئی فرق نہ رہے۔

پیغمبر کا لینا ختم نہیں

اور خدا کا دینا ختم نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خزانے اتنے لامحدود ہیں...... کہ جتنا درود امت پڑھ چکی کروڑہا سال...... اور پڑھتی رہے پھر بھی رسول اور خدا ایک نہیں ہوسکتے...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وسیع ہے...... ان کا اتنا وسیع ظرف ہے...... کہ ان پر خدا کی رحمت برسے ان کا لینا ختم نہیں...... اور اس کے خزانے اتنے لامحدود کہ اس کا دینا کسی مد پر ختم نہیں۔

تو ہم جو درود پڑھتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں...... کہ اللہ کی ذات کامل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برابر نہیں...... اس لئے تو کہتے ہیں...... اور رحمت

اور رحمت......اور رحمت......اللہ نے ہمیں درود شریف دیا اور ہمیں رکھا توحید پر اور تم میں توحید ہو تو خدا کا بیٹا نہ مانتے۔

عیسائیوں کی گمراہی کے اسباب جو ہیں ان پر میں نے بڑا غور کیا......اور جب میں مرے کالج میں پڑھاتا تھا اور وہاں بھی عیسائی تھے......اور میرا کمرہ بھی چرچ کے ساتھ تھا......اور جب میں نکلتا اپنے کمرے سے اور لڑکوں کی کلاس لینی ہوتی تھی تو چرچ سے گزرتے ہوئے کہتا گرجا......لڑکے ادھر آجاتے......گرُ جا......تو عرض کرتا ہوں کہ دوسری دنیا کی قوموں کو توحید صحیح صرف اس لئے نصیب نہیں......کہ ان کے ہاں درود شریف کا تصور نہیں...... ہمارا درود ایک ایسی چیز ہے......کہ اس نے ہمارا سب کچھ بچالیا......اسلام کی پوری تعلیمات کا خلاصہ بھی آئے گا...... کہ یا اللہ ہم تیرے حضور شکر گزار ہیں......کہ تو نے درود کی تعلیم دے کر اس سے بچالیا......ہم اپنے نبی کی شان اتنی بیان کریں......کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کے برابر کر دیں...... ایسا کبھی نہ ہوگا......درود شریف دونوں میں ہمیشہ فاصلہ بتلائے گا۔

علماء کرام فرماتے ہیں اتنی تسبیح بیان کریں جتنی ممکن ہو......لیکن پھر بھی خدا اور رسول برابر نہیں ہو سکتے ہیں؟ (نہیں)تو پھر عقیدہ توحید کو کس نے بچایا؟ (ہم نے)

اگر کسی قوم میں بھی یہ بات ہوتی......تو وہ توحید کو پاجاتے ہم کو عقیدہ توحید اسی درود سے نصیب ہوا ہے......تو پادری کہنے لگا اچھا اب میری تسلی ہوگئی ہے...... میں نے کہا تسلی اس بات میں ہوگئی کہ ناقص اور کامل کے معنی سمجھ میں آگئے؟اور کہا کہ یہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ تمہاری قوم میں درود کیوں نہیں؟اور درود نہ

ہونے سے تم کس کھڈ میں گرے؟ تو پادری کہنے لگا کہ میرا اسٹیشن آ گیا ہے۔

سوال:...... مسئلہ دجل کیا ہے؟ آج حق و باطل آپس میں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ آج جو جہاد ہو رہا ہے...... اور اس کا عنوان بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے...... حق و باطل کے ساتھ اس طرح مل کر چل رہا ہے کہ پہچاننا مشکل ہے۔

جواب:...... پچھلے دنوں امریکہ گیا ہوا تھا...... وہاں مولانا محمد رفیق صاحب سے ملنا ہوا آپ وہاں ختم نبوت کا کام کر رہے ہیں واشنگٹن میں...... ان کے ہاں اجتماع تھا تو ایک شخص نے مسئلہ پوچھا؟ میں نے کہا کہ میں مسئلہ کا جواب دے دوں گا...... لیکن تم یہ وعدہ کرو کہ میرے بعد تم یہ مسئلہ کسی اور سے پوچھنا نہیں...... عہد کرو باوضو ہو کر جو میں کہوں اس پر عمل کرنا ہے...... وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا ہم تو بطور شغل کے پوچھتے ہیں عمل کے لئے پوچھنا نہیں ...... میں نے کہا کہ عمل کے لئے پوچھنا ہے تو یہ ہے کہ آپ کو کوئی عالم جس پر آپ کا اعتماد ہو چلتا پھرتا بھی نظر آ جائے یا اس کے گھر جا کر اس سے پوچھیں...... کہ یہ مسئلہ ہمیں بتائیں کیونکہ میں نے عمل میں اترنا ہے...... تو میں مسئلہ بتا دوں گا...... اس نے کہا کہ میں تو جتنے بھی معروف علماء یہاں آتے ہیں تقریباً ہر ایک سے پوچھتا رہتا ہوں۔

تو میں نے اس کو کہا کہ بات یہ ہے اس بات کو برا نہ ماننا...... میں اتنا سستا مولوی نہیں ہوں کہ تم شغل کے لحاظ سے مجھ سے پوچھو...... تمہارا میرا تعارف آج ہو رہا ہے...... کسی عالم نے کہا کہ یہ طالب علم ہے پھر وہ عالم...... اس سے پوچھنے لگے کہ تم انہیں جانتے نہیں...... تو تم اپنی عاقبت جو ہے وہ ان سے وابستہ کیوں کر رہے ہو؟ تمہاری ان کے ساتھ عقیدت اتنی ہو کہ ان کے بعد تم کسی سے

پوچھو نہیں۔

بعض لوگ مسئلہ پوچھتے ہیں شغل کے لئے...... ہمارے ساتھی نے بات پوچھی ہے...... وہ عمل کرنے کے لئے نہیں پوچھی...... انہوں نے معلوم کرنے کے لئے پوچھا ہے...... کہ مسئلہ دجل کیا ہے؟ کہ حق .... باطل کے ساتھ مل کر چل رہا ہے کہ پہچاننا بہت مشکل ہے...... اور طالب علم بطور پہچان کے لئے اور دجل کو جاننے کے لئے اس لحاظ سے پوچھ رہے ہیں...... اور مجھے ان کا پوچھنا...... ان کی طرح معلوم ہو رہا ہے۔

بات یہ ہے کہ اسلام میں جہاد کے کچھ قوانین ہیں کہ جہاد کا امیر ہونا چاہیے...... اور پھر اس کے اپنے احکام نہیں پہلے یہ سمجھتے کہ جہاد کی غایت کیا ہے؟ ھدایۃ میں ہے...... اعلاء کلمۃ اللہ اور دفع الشر عن العباد ...... کہ جہاد کی غایت کیا ہے...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام کی عزت اونچی ہو مسلمان کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا...... اعلاء کلمۃ اللہ ...... اور...... دفع الشر عن العباد ...... کے لئے ہے...... اور انسانوں پر جو ظلم ہو رہا ہے...... اس ظلم کو روکنے کے لئے۔

اب تو کسی شخص کا یہ نظریہ ہے کہ کشمیر میں کشمیریوں پر ظلم ہو رہا ہے...... اور وہ جگہ ہماری ہمسائیگی کی ہے...... تو فقہاء لکھتے ہیں کہ کسی ملک میں اگر مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے...... تو ساتھ کے ملک والوں پر ان کی مدد کرنا ضروری ہو جاتی ہے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ اگر وہاں کا حکمران مدد نہیں کرتا...... اور تم اپنے طور پر ہمسایہ کی مدد کرو تو یہ...... دفع الشر عن العباد...... کے تحت جائز ہے...... تو معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے ایک لائن یہ کھلی ہے۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں جہاد کے جو قوانین ہیں وہ اس جہاد میں پورے ہو رہے ہیں جو ہو رہا ہے...... ہم نے روس کے ساتھ جو لڑائی لڑی...... تو سات آٹھ پارٹیاں تھیں...... وہ ایک کمان میں نہ تھیں اور ساتوں لڑتی رہیں کامیابی ہوئی...... لیکن ایک امارت نہ ہونا...... ایک جھنڈا نہ ہونا...... جو اسلام نے ضروری قرار دیا تھا...... اسے نظر انداز کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو پھر کتنا نقصان اٹھانا پڑا ؟ نقصان تو زیادہ ہوا......اور اتنا روس کے مقابلے میں نہیں ہوا...... جتنا اب آپس کی جنگوں میں ہو گیا۔

اب اس لحاظ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسلام کے قوانین کو پورا کیا جاتا......تو صورت حال یہ نہ ہوتی...... ہاں ایک بات ہم نے تکوینی طور پر محسوس کی ہے...... ہم تو گناہ گار لوگ ہیں بہت سے اللہ والے جو ان کے ساتھ رہے نہیں الحمدللہ اس موضوع پر کچھ ان سے بھی تعلق رہا...... اور بات چیت کا موقع بھی ملا ہے۔

خدا کی طرف سے تطہیر کا ایک عمل تکوینی طور پر ہو رہا ہے...... اس وقت ایک قوم خدا کی بغاوت میں اتنی اتری ہوئی ہے...... کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان کا جواب کیا ہو...... اور یہ مغربی لوگ خاص طور پر سچائی کے خلاف اور اسلام کو دبانے کے لئے اس طرح ابھرے ہوئے ہیں...... کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں کوئی قانونی راہ جو فقہ کے قوانین کے مطابق ہو نظر نہیں آتی...... تو ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ خود بخود ہمیں پوچھنے کے بغیر بڑے جو علماء ہیں......انہیں پوچھنے کے بغیر فتوی حاصل کرنے کے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں...... اور جب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں......تو ہمیں یہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ باطل طاقتوں کو پسپا کرا

دیتے ہیں......تو جہاد گر اپنی وضع میں اسلامی قوانین کی شرطوں کے مطابق پورا نہیں ہورہا ہے......لیکن جو اٹھے ہوئے ہیں ......ان کو اہل اللہ نے بیان کیا کہ کہیں یہ خدا کو تکوینی عمل تطہیر ہی تو نہیں؟ خدا نے سوسائٹی کو گندے عناصر کو پاک کرنے کی اچانک تکوینی راہ کھول دی ہے۔

بڑے علماء جو اہل فتوی ہیں ان سے فتوی نہیں لیا گیا لیکن تطہیر کا عمل سوسائٹی کو پاک کرنا ہے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس صدی میں اس درجہ میں رکھا ہے کہ یہ خدا کا تکوینی عمل تطہیر ہے جو جاری ہو چکا ہے......تو معلوم نہیں اس تطہیر کی لہروں میں کتنی قوتیں بہہ جائیں اور مسلمان جہاں بھی اٹھے...... اگر حالات ایسے ہوں کہ شریعت کے قواعد کے مطابق اس سے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے ......تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکوینی عمل ظہور میں آتے ہیں......اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تشریع اور تکوین کے فیصلے ساتھ ساتھ چلتے دکھائے ہیں......حضرت موسیٰ شریعت کے علمبردار تھے......اور خضر جو تھے وہ خدا کے نظام تکوین کی لائن کے تھے......تو خدا نے دونوں نظاموں کو مقابلہ میں چلا کر دکھایا حتیٰ کہ حضرت خضر نے کہا......الم اقل لك انك لن تستطيع معى صبرا......میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم صبر نہیں کرسکو گے......اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ وقت بھی آتا ہے کہ صبر کے پیمانے لبریز بھی ہوں تو ان کو دبانا پڑتا ہے۔

اس وقت جہاد شرعی تقاضوں کے مطابق نہیں......لیکن ہم اس کو خدا کی رضا کے خلاف کوئی قدم نہیں کہہ رہے......کہ تکوینی طور پر عمل تطہیر جاری ہے۔

سوال......یارسول اللہ میں یا کی وضاحت فرمائیں کہ کیا یا کہہ سکتے ہیں؟

جواب ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو بھی صحابی آتے تھے......تو کہتے

تھے یارسول اللہ......تو یا رسول اللہ کہنا جائز ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضری ہو۔ جب کسی کو مخاطب کریں تو اس سے کوئی تو بات کہی جاتی ہے تو جب ہم حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں......یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمتو یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آتے تھے......تو کہتے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب کسی کو بلایا جائے......تو اس سے کوئی نہ کوئی بات کہی جاسکتی ہے...... یہ ضروری چیز ہے مثلاً حضرت صاحب ہیں آپ ان کو آ کر کہیں حضرت صاحب......تو پھر کیا حضرت صاحب' انہوں نے دھیان کیا تو بات کوئی نہ کی صرف کہے حضرت صاحب انہوں نے کہا میں ہوں بات تو کوئی کرو؟ وہ کہتا ہے حضرت صاحب......تو اس سے سمجھا جائے گا کہ یہ بے ادبی کر رہا ہے......جب کسی ضرورت سے مخاطب کیا تو آگے بات تو کہہ ہم یارسول اللہ کے خلاف نہیں ہم یہ کہتے ہیں......کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کے ساتھ کوئی بات کہی جائے......تو وہ اسی طرح ہے جیسے کوئی کہے حضرت صاحب' حضرت صاحب' حضرت صاحب' اور بات کوئی بھی نہ ہو......تو صریح بے ادبی ہے کہ کسی کو بلانا اور کہنا کچھ بھی نہ......اور اکثر جو لوگ کہتے ہیں یا تو ان کو یا کے معنی نہیں آتے کہ یا دوسرے کے ساتھ خطاب کرنے کے لئے ہے ......ہم کہیں یا اللہ' یا اللہ......ہم اس کے ساتھ کہتے ہیں......تو ہم پکارنے کے ساتھ حق تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں۔

جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں ہماری یہاں نماز نہیں ہوتی......ان کے بارے میں پکا عقیدہ ہے کہ ان کی کہیں بھی نہیں ہوتی......اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجالی فتنہ جب آئے گا اور دجال میرے مدینہ کا رخ کرے گا......

تو یہاں داخل نہیں ہو سکے گا...... ان الله جعل الملا ئکته علی انقابِ المدینۃ ...... مدینہ کی سرحدوں پر اللہ نے فرشتے مقرر کردیئے ہیں کہ یہاں داخل نہیں ہو سکے گا...... تو جب مدینہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اس درجہ میں کی...... تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ وہاں نمازیں نہ ہوں...... وہاں نمازیں تو پڑھی جارہی ہیں لیکن ان کی نماز نہیں ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وہاں فرشتے مقرر کردیے ہیں...... اور فرمایا کہ یہ وہاں داخل نہیں ہو سکے گا...... چنانچہ جو مولوی کہتے ہیں کہ وہاں کے اماموں کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی...... ان کے نام لکھ کر حکومت نے لگائے ہوئے ہیں...... کہ یہ داخل نہیں ہو سکتے...... دجال کے ساتھ ان کا داخلہ بھی اس پاک سرزمین پر بند ہے۔ جن کی نمازیں ان کے بقول حرمین میں نہ ہوں تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

وماعلینا الا البلاغ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطبہ:

الحمدللّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سیّد الرسل و خاتم الانبیاء وعلیٰ الہ الا تقیاء و اصحابہ الاصفیاء......

امابعد ......فاعوذباللّٰہ من الشطین الرجیم...... بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم......

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...... (سورۂ جمعہ آیت 2,3 پارہ 28)

صدق اللہ مولانا العظیم

تمہید:

بزرگان محترم...... سامعین عزیز دوستو اور بھائیو! آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور میں نے اس وقت مناسب سمجھا کہ سورۂ جمعہ کی ایک آیت کا تھوڑا سا بیان ہو جائے...... اللہ تعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے:

یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے...... بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ ......جس نے امیین میں ایک رسول بھیجا......تو امیین کسے کہتے ہیں؟ عام طور پر اس کا معنی یہ کیا جاتا ہے......ان پڑھ لوگ یا بے پڑھے لکھے......تو پوری دنیا میں عرب قوم ایسی تھی مکہ والے...... اس طور پر جن کو کہا جاتا تھا......امیین...... کہ یہ بے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ان

پڑھ لوگ ہیں اور یہاں ان پڑھ کا لفظ کسی عیب کے طور پر نہیں تھا...... ہم یہاں کسی کو کہیں کہ ان پڑھ ہے تو بطور عیب کے کہتے ہیں...... تو وہاں لفظ ان پڑھ کسی عیب کے طور پر نہیں تھا۔ بلکہ ایک قوم کا تعارف تھا...... اور یہ ایک قوم کی پہچان تھی۔

عرب کے اردگرد یا قریب جتنے بھی ممالک ہیں۔ خواہ یمن ہو، خواہ شام یہ وہ علاقے تھے جہاں کچھ نہ کچھ تہذیب موجود تھی...... کچھ نہ کچھ ثقافت موجود تھی اور وہاں کچھ مدارس بھی تھے...... شام میں الہیات کے موضوع پر دین کے موضوع پر خاصی درس گاہیں بھی تھیں...... جنہیں عیسائی لوگ چلا رہے تھے...... لیکن عرب کا علاقہ اور خاص طور پر مکہ یہاں......

کوئی مدرسہ نہیں

کوئی مکتب نہیں

کوئی دانش کدہ نہیں تھا

اور یہاں کے سارے لوگ کہے جاتے تھے...... امیین...... ہیں ان پڑھ ہیں...... بے پڑھے لکھے ہیں...... ویسے یہ لوگ اتنے دانا تھے...... اتنے سمجھدار تھے کہ ستاروں کی گردش پر موسم بتا دیتے تھے کہ اب یہ ہوگا یہ ہوگا...... وہ بطور نجومی کے نہیں...... بلکہ کھلم کھلا ستاروں کی حرکتوں کو پہچانتے تھے...... جس طرح ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ سردیوں کا موسم کب جاتا ہے...... پنجابی لوگ کہتے ہیں کہ جب "بسنت" آئے...... تو سردیوں کا موسم گیا سمجھا جاتا ہے یا نہیں؟ ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ نہ ہو انہیں صرف علامت سمجھا جائے تو یہ کفر کی بات نہیں اور بسنت تو کوئی آسمانی علامت نہیں...... تاہم عوامی سطح پر یہ بھی ایک علامت سمجھی جاتی ہے کہ جب بسنت آئے...... تو سمجھو سردی گئی۔

ایک مکے کا بدو عرب نکلتا ہے وہ کہتا ہے کہ سردی کب جاتی ہے؟ جب

چاند اپنی تیسری رات ثریا ستاروں سے آملے وہ کہتا تھا۔

اذا مــاقــارن الــقــمــر اثــريــا

لثــالثــه فــقــد ذهــب الشتــاءِ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ علم ستارگان کے کتنے ماہر تھے...... اور بحری سفروں کے بھی وہ بڑے مشاق تھے...... کشتیوں' جہازوں کے سفر میں جو کیپٹن ہو اس کا...... اس کو کہتے ہیں ''امیر البحر'' بحری جہاز رانی میں یہ لفظ اب تک چلا آرہا ہے یہ عربی لفظ ہے یہ بتاتا ہے...... کہ یہ لوگ کس طرح سمندروں کے ماہر تھے...... اور پانیوں پر عبور رکھتے تھے۔

یہ لوگ اپنے فن میں خاص طور پر حساب میں اس قدر ماہر تھے کہ اب تک ان کے حساب کا ایک اپنا نظام ہے جسے کہتے ہیں...... ''الجبراء'' جس لفظ سے پہلے الف، لام آجائے وہ عام طور پر عربی ہوتا ہے...... تو گویا اس مستقل قاعدے کا نام جو بہت آسان طریقے سے سوال حل کر دے۔ اسے کہتے ہیں ''الجبراء'' تو الجبراء کن کی پیداوار ہے؟ (عربوں کی)

تو عرب لوگ اس لحاظ سے توان پڑھ تھے کہ وہاں مدرسہ کوئی نہیں پہلے سے تہذیب کوئی نہیں' لیکن وہ بہت دانش مند لوگ تھے۔

ہواؤں پر

ستاروں پر

پانیوں پر

سمندروں پر

وہ خاص عبور رکھتے تھے...... علم حساب میں اپنے تجربات کی روشنی میں چلتے تھے...... لیکن یہ ساری چیزیں فطری طور پر تھیں...... وہاں ان کا کوئی مدرسہ نہیں

تھا......وہ امیین تھے جیسے اب پیدا ہوئے ہوں۔

امیین کون ہیں:

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اتارنے کیلئے وہ جگہ چنی...... جہاں پہلے سے کوئی تہذیب قائم نہ تھی...... پہلے سے کوئی مدرسہ نہ تھا......تاکہ پہلا مدرسہ بنے تو اس پیغمبرؐ کے دم قدم سے بنے...... جہاں پہلے سے کوئی تہذیب موجود ہو تو آنے والے کو پہلے پرانی تہذیب کاٹنی پڑتی ہے......اور نئی بساط بچھانی ہوتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ بالکل خالی میدان ہو اور پیغمبرؐ جب آئے تو اسی کعبے کے نام پر آواز دے جس کی بنیاد پہلے سے حضرت آدم علیہ السلام رکھ چکے تھے۔

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِO الَّذِىْ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍO

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اس جگہ کے لوگوں کا نام کیا رکھا...... "امیین"......آپ نے یہ بات تو اکثر سنی ہوگی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں نبی امی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہا گیا "نبی امی" اس کا معنی یہ کہ......امیین ......میں آئے انہی میں سے تھے......تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لئے کیا وہ لفظ جو پوری قوم کے لئے تھا......کیا کسی عیب اور کمزوری کا نشان ہو سکتا ہے؟ (نہیں) تو مکے والے لوگ کیا تھے؟......(امیین)

اور مکہ کے قریب ہی ایک جگہ تھی مدینہ منورہ......اس وقت اس کا یہ نام نہ تھا......لیکن یہاں کچھ یہودی پہلے سے آباد ہوئے موجود تھے...... یہودیوں کو عام طور پر کہا جاتا تھا...... پڑھے لکھے لوگ اور پڑھے لکھے کو عربی میں کہتے ہیں "اہل کتاب" اور جو پڑھے لکھے نہ ہوں ان کو کہتے ہیں۔ "امیین" تو مکے والے امیین تھے اور شام کے لوگ "اہل کتاب" امیین مدینہ میں بھی تھے......لیکن وہاں اہل

کتاب بھی تھے کتاب والے بھی تھے...... تو اب متبادل لفظ سامنے آئے۔

ایک...... امیین

ایک...... اہل کتاب

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کن میں بھیجا؟ فرمایا......
هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا...... اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے...... امیین...... میں اپنے خاص رسول ﷺ کو بھیجا انہی میں سے...... اس کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے جو کام لگائے پھر وہ بیان فرمائے اور فرمایا...... واخرین منهم...... اور کچھ آخرین ہیں ان میں بھی اسی کو بھیجا...... یعنی ان آخرین کا بھی وہی رسول ہوگا جو ان اولین کے لئے آیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں آخرین کا جو عطف ڈالا ہے اوہ...... امیین...... ہے...... اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنا ایک رسول ﷺ بھیجا...... امیین...... میں اور آخرین میں...... دونوں میں ایک ہی رسولؐ ہے اور آخرین تک صرف ایک ہی رسول کی بعثت ہے۔

آخرین کا تعارف:

آخرین کون ہیں؟...... لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...... جو ابھی تک ان تک نہیں پہنچے ان سے نہیں ملے...... تو اللہ تعالیٰ نے...... امیین...... میں پیغمبر بھیجا...... اور کن میں بھیجا؟ (آخرین میں) کیا معنی؟ آخرین میں بھی یا وہی ایک ہے جس کو کہا گیا...... امیین...... میں اور آخرین میں۔

وہی ایک پیغمبر ﷺ...... هُوَالَّذِیْ...... اللہ تعالیٰ وہ ہے...... هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ...... جس نے بھیجا اپنا رسولؐ...... امیین...... میں اور......

وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ...... اورآ خرین میں...... جوابھی ان......
امیین...... سے نہیں ملے۔

تو ہمارے نبی پاکصلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اورآپ کی تشریف آوری دونوں کے لئے ہے...... امیین...... کے لئے بھی اور...... آخرین...... کے لئے بھی......تو اب...... امیین...... میں تو کلام نہیں...... سمجھ آ گئی...... آخرین......کون ہیں؟ یہ لفظ کن کے مقابلہ میں آیا؟...... امیین...... کے مقابلہ میں......اور امیین ...... مکہ والے تھے......تو یہ جوفرمایا کہ...... آخرین...... میں بھی بھیجا......تو یہ...... آخرین کون ہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری تو صحابہؓ نے سوال کیا حضورصلی اللہ علیہ وسلم یہ...... آخرین......کون ہیں؟ آپ نے صحابہ کرامؓ پرنظر کی یہ نظر پہچان رہی تھی کہ اب...... آخرین......کون لوگ مراد ہونگے......آپ کی نظر مبارک میں حضرت سلمان فارسیؓ پرآ کرٹھہر گئی...... سب صحابہ کرامؓ پرنظر کی اور سلمان فارسیؓ پرآ کرنظرٹھہر گئی......تو آپ نے فرمایا کہ...... آخرین...... سے مراد اس کی قوم کے لوگ ہیں۔

سلمان فارسیؓ صحابہ کرامؓ میں اس اعتبار سے معروف تھے کہ صحابہ کرامؓ سارے عربی تھے...... امیین...... میں سے تھے......اور باہر کے ملکوں کے جولوگ آئے ہوئے تھے......ان میں

روم کے صہیبؓ تھے
حبشہ کے بلالؓ تھے
فارس کے سلمانؓ تھے

تو آپ نے سلمان فارسیؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا...... کہ اس کی

قوم کے لوگ ہیں اور آگے فرمایا کہ کہ اگر ایمان ثریا ستاروں تک جالٹکے وہاں اڑ جائے' مسلمان برائے نام رہ جائیں...... ایمان ثریا ستاروں تک اڑ جائے...... دور چلا جائے...... تو ابناء فارس میں سے اس کی قوم کے جو لوگ ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو ایمان کو وہاں سے بھی جا لیں گے۔

لنا له رجل من ابناء فارس

اب جب آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسیؓ کی قوم کے لوگ ہوں گے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ...... آخــریــن ...... سے عجمی لوگ مراد ہیں اور پھر جہاں تک زمین پھیلی ہے وہاں تک کے تمام لوگ...... آخــرین...... میں شامل ہیں ان سب کے لئے صرف آپ ہی رسول ہونگے...... وہ لوگ تھے مکے والے...... امیــن...... عربی اور یہ لوگ عجمی تو ان...... امیــن...... کے لئے ایک لفظ تو یہ...... امیــن ...... ہے اور ایک دوسرا لفظ ان کے لئے تھا عرب...... اور عرب کہتے ہیں جس کا گلہ خوب چلے...... جس کی بات خوب چلے...... جس کو بولنا آتا ہو...... تو جب وہ اپنے آپ کو کہتے تھے...... کہ بولنا ہمیں ہی آتا ہے تو دوسری کو کیا سمجھتے تھے؟ (گونگے) بولنا ہمیں ہی آتا ہے...... ہم عرب ہیں اور جو ہمارے مقابلے میں ہیں...... وہ تو گونگے ہیں اور گونگے کو عربی میں کہتے ہیں عجم...... تو ہم جب کہتے ہیں ''عرب و عجم'' تو اب اس سے ساری دنیا مراد ہوتی ہے۔

عرب کا معنی اچھے بولنے والے جن کی زبان خوب چلے ......اور عجمی جو ان کے علاوہ ہیں یعنی گونگے......بس یہی کل دنیا ہے اور ان سب کیلئے بس ایک ہی رسول ہے......وہ کون جو پہلے......امیین...... میں اٹھا ان میں مبعوث ہوا۔

تو سلمان فارسیؓ کن میں سے تھے؟ عجمیوں میں...... تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا...... اللہ تعالیٰ نے یہ پیغمبرؐ بھیجا...... فــی الامیــن...... مکہ

والوں میں اور مکہ کے مضافات بھی اس میں آ گئے...... وآخـریـن...... اور عجمیوں میں بھی یہی پیغمبر ﷺ ہے...... پیغمبر ﷺ تو عجمی نہیں...... پیغمبر ﷺ خود تو امی ہے...... لیکن اس کی رسالت اور نبوت جس طرح...... امیین...... میں ہے کہے اسی طرح آخرین میں بھی وہی ایک پیغمبرؐ ہے تو...... آخـریـن...... کون لوگ ہیں؟ ......لما یلحقوا بھم...... جو ابھی ان سے ملے نہیں اور ان سے پھر ملے کون؟ ان پر نظر کیجئے۔

امیـین...... وہ لوگ ہیں جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے جب اپنی بعثت کا اعلان کیا تو...... امیین...... میں کیا...... تو اب آپ کی رسالت اور نبوت...... آخـریـن...... کے لئے بھی ہے...... لیکن ابھی تک...... آخرین...... ان کے ساتھ مل نہیں سکے...... زمانے کے لحاظ سے بھی ابھی تک نہیں ملے...... ایک سلمان فارسیؓ اگر آ گئے یا دوسرے...... تو اور بات ہے...... لیکن ابھی تک وہ ان سے ملے نہیں...... اور یہ کہ اور ان کے قربتوں کو نہیں پہنچے...... ھو السمیع العلیم...... اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت سب کے لئے:

توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ...... امیـین...... کے لئے بھی اور...... آخـریـن...... کے لئے بھی، اس پیغمبر کی دعوت پہنچے گی سارے عجم کو بھی۔ جس طرح آپ عرب میں آپ خود تشریف لائے اور سب کے سامنے تشریف فرما ہوئے...... لیکن ان کی دعوت پہنچے گی ساری دنیا کے لوگوں کو...... آخرین...... کو۔

آپ گو ان عجمیوں میں سے نہیں لیکن نبوت آپ کی ان کے لئے بھی

ہے......تو یہ آیت اولاً ہوئی ختم نبوت کی کہ یہ پیغمبر ﷺ جو ہیں وہ......امیین...... کے لئے بھی اور...... آخرین...... کے لئے بھی۔ ضمنی طور پر آپ نے فرمایا کہ اس سے سلمان فارسیؓ کی قوم کے لوگ مراد ہیں......اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستاروں تک بھی جا پہنچے......تو وہاں سے بھی اسے یہ لوگ لے آئیں گے...... ابناء فارس میں سے ایسے لوگ ہوں گے ......جو ایمان کو وہاں سے بھی لے آئیں گے۔

اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ایمان کو وہاں سے لے آئیں گے...... یہ کن پر پوری اتری؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ پر۔

کہ امام حنیفہؒ ابنائے فارس میں سے ہیں
امام بخاریؒ بھی ابنائے فارس میں سے ہیں
امام مسلمؒ بھی ابنائے فارس میں سے ہیں
امام ترمذیؒ بھی ابنائے فارس میں سے ہیں
امام ابوداؤدؒ بھی ابنائے فارس میں سے ہیں

امام نسائی (اہل سندھ) پاکستان میں سے ہیں اور دوسرے بھی بہت سے محدثین ابنائے فارس میں سے اٹھے...... یہ جو میں نے امام نسائی کا نام لیا پاکستان میں سے وہ اس لئے کہ ان کی اصل سندھ سے تھی۔

تو ہمارے ان علاقوں سے اٹھنے والے علماء میں تاریخ جن کا پتہ دیتی ہے امام نسائی وہاں کے ہیں...... پھر یہ ادھر چلے گئے...... زیادہ شہرت بطور سندھی کے نہ ہوئی...... لیکن جس طرح باقی محدثین کو ابنائے فارس میں سے کہتے ہیں...... امام نسائی اہل ہند میں سے ہیں...... اور اب کے لحاظ سے پاکستان والوں میں سے۔

تو اللہ پاک نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا...... امیین...... میں اور ......آخرین...... میں۔ آپ عرب وعجم کے پیغمبرؑ ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور آپ سب کیلئے ایک ہی نبی ہیں...... اور اس ضمن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ عجمی لوگوں کو اٹھایا ہے اور ان کی عظمت جتائی ہے......قرآن کریم اترا عربوں میں...... پڑھا گیا عربوں میں لیکن اگلے ادوار میں یہ زیادہ سمجھا گیا......عجمیوں میں امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاریؒ جن علمی رفعتوں تک پہنچے وہ اپنی مثال آپ ہی رہے...... فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہؒ کے عیال ٹھہرے۔

عجمی علماء:

مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ امویوں میں سے خلیفہ عبدالملک نے اپنے ایک مقتدر وزیر سے سوال کیا کہ اس وقت سلطنت اسلامی بڑی پھیلی ہوئی ہے ......تو بتا کہ مکہ کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اس نے نام لیا تو خلیفہ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ جو تو نے نام لیا وہ عربی ہے یا عجمی؟ یعنی وہ...... امیین...... میں سے یا...... آخرین...... میں؟ تو اس کے وزیر نے جواب دیا کہ وہ تو عجمی ہے......اچھا بصرہ کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فلاں ہے...... عربی ہے یا عجمی؟ کہا عجمی ہے ......شام کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فلاں ہے...... عربی ہے یا عجمی؟ ہے تو عجمی ......یمن کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فلاں ہے وہ عربی ہے یا عجمی؟ ہے تو عجمی ...... جزیرہ کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فلاں ہے...... وہ عربی ہے یا عجمی؟ کہا جی عجمی ہے۔

خلیفہ عبدالملک عربی تھا...... یہ لوگ مکہ کے رہنے والے تھے......متولی عبد مناف کی اولاد میں تھے......عبدالمالک کا رنگ اڑ رہا تھا کہ ہائے عرب اب اس حالت پر آ گئے ہیں کہ یہ اب اتنے بڑے بڑے شہر ہیں...... جتنے بڑے بڑے

علاقے ہیں...... ان میں ہر علاقے کا بڑا عالم...... عجمیوں میں سے ہے۔

یہ دین کسی کی میراث تو نہیں...... یہ سارے بنی نوع انسان کے لئے ہے یہ ایک پیغام رحمت ہے...... جو بھی اس میں چلے گا...... تو اللہ اس کو دے گا تو سارے نام لئے جارہے تھے کہ عبدالمالک سوال کرتا کرتا کوفہ پر آ گیا...... کہنے لگا کہ کوفہ جو عراق میں ہے اس کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اس نے کہا ابراہیم نخعی ...... یہ اس علاقے کا سب سے بڑا عالم ہے تو کہا کہ وہ عربی ہے یا عجمی؟ تو اس نے کہا کہ وہ عربی ہے...... اب عبدالمالک کی جان میں جان آئی...... اس نے کہا کہ اگر اب بھی یہ نام سامنے نہ آتا تو میرا کلیجہ پھٹ جاتا۔

بڑے لوگ:

تو سب وقت کے اونچے اونچے علماء اور مشہور شہر جو تھے...... ان میں سے انہوں نے جاننا چاہا کہ علم کے روشن چراغ کن کے پاس ہیں...... تو سارے نکلے عجمی، تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی...... کہ اگر ایمان ثریا ستاروں تک بھی چلا جائے تو اہل فارس اس کو وہاں سے لے آئیں گے۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل فارس میں اور ان عجمیوں میں وہ لوگ پیدا کئے کہ عرب دنیا خود ان پر حیران تھی...... سوائے کوفہ کے کہ وہاں امام ابراہیم نخعیؒ تھے یہ عرب تھے۔

تو میں اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ امام ابراہیم نخعی کی جو گدی تھی کوفہ میں، عراق میں...... اس کا وارث کون ہوا؟ امام ابراہیم نخعی کی مسند تدریس جہاں وہ پڑھاتے تھے...... اس کے وارث ہوئے ایک واسطے سے...... امام ابوحنیفہؒ...... امام ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد حماد ابن ابی سلیمان (120ھ) اور ان کے شاگرد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (150ھ) تو امام ابوحنیفہؒ جو فقہ حنفی کے موسس ہیں...... ان میں

یہ خصوصیت ہے کہ ان کے استاذ اعلیٰ جو تھے وہ عربی ذوق رکھتے تھے..... اور عرب تھے اور ان علاقوں میں اور عرب امام نہیں تھا۔

تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو اپنا حلقہ بنا..... اس میں عربیت میں جو لوگ نمایاں ہوئے..... ان میں امام محمدؒ تھے..... امام محمدؒ ایک دفعہ کوئی مسئلہ بیان کر رہے تھے..... زبان عربی تھی تو انہوں نے ایک مقام پر لفظ استعمال کیا ''غزالہ'' سورج کے لئے غزالہ کا لفظ تکلے کے لئے بھی ہوتا ہے..... انہوں نے یہ لفظ سورج کے لئے استعمال کیا..... عرب کا ایک بہت بڑا ادیب گزرا ہے۔

عرب نے چار ایسے آدمی پیدا کئے جو اپنی لغت عربی اور ادبیت کے لحاظ سے بے مثال مانے گئے ..... ان میں ایک علامہ مبرد ہوئے..... تو علامہ مبرد نے یہ لفظ استعمال کیا..... غزالہ کا لفظ سورج کے لئے..... تو ادیب اس پر سوال کرنے لگے کہ اس کی سند کیا ہے؟ کوئی لفظ جب کسی معنی میں استعمال کیا جائے..... تو اس کے لئے سند لائی جاتی تھی عربوں کے پرانے اشعار سے..... اب مبرد بہت بڑا آدمی ہے..... لیکن اس نے ایک لفظ استعمال کیا..... اس پر سوال کیا گیا کہ یہ غزالہ کے معنی سورج کے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ تو مبرد کہتا ہے..... قالہ محمد ابن حسن..... کہ ابو حنیفہؒ کے جو شاگرد تھے محمد بن حسنؒ..... اس نے یہ لفظ اس معنی میں استعمال کیا..... اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام محمدؒ کی **Authority** عربی زبان میں کیسے چلتی تھی؟

تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس علمی میں حدیث کے اونچے لوگ جو تھے ان میں امام ابو یوسفؒ ... اور عربیت کے اونچے لوگوں میں امام محمدؒ..... اور اجتہاد اور قضا کے اونچے لوگوں میں امام زفرؒ ... بڑے بڑے لوگ تھے..... ان کے ساتھ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی محنت کی اور اپنی فقہ مرتب

کروائی...... آپ کی یہ فقہ جو حنفی فقہ کہی جاتی ہے یہ امام ابوحنیفہؒ کی شخصی فقہ نہیں...... ان کی شورائی فقہ...... حضرت امام نے خود مرتب نہیں کیا ہے اور اسے مرتب امام محمد (189ھ) نے کیا ہے...... اور کئی مقامات پر اس فقہ میں حضرت امام سے اختلاف بھی ہے...... سو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک شورائی فقہ ہے۔

میں اس وقت آپ کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت...... امیین...... اور...... آخرین...... دونوں میں ہے...... آپ کی نبوت جب دونوں میں ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بعثت ہے وہ آخرین میں بھی ہوئی یا آپ خود...... آخرین...... میں سے ہیں؟ فرمایا

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اللہ تعالیٰ نے...... امیین...... میں رسولؐ بھیجا...... انہی میں سے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت...... امیین...... میں بھی ہے اور...... آخرین...... میں بھی۔ دونوں کے لئے آپ ہی ایک رسولؐ ہیں۔

یعنی آپ کی پیغام رسانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت...... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت دونوں کے لئے ہے...... لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود امی ہیں...... امیین...... میں سے۔

اہل بدعت کا غلط استدلال:

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض اہل بدعت نے اس سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو...... امیین...... میں بھی ہیں اور...... آخرین...... میں بھی...... تو آخرین میں تب ہی ہو سکتے ہیں...... آپ ان میں بھی رہ کر حاضر ناظر ہوئے ہوں...... ورنہ قرآن نے جو کہا...... امیین...... اور آخرین میں بھی...... تو آپ کو آخرین میں بھی...... حاضر ناظر ماننا پڑے گا...... تو اس کا

جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت ہے دونوں میں...... لیکن خود آپ ایک ہیں۔

تو پیغمبر ﷺ کی رسالت جس علاقے میں ہو تو اس کی بعثت ان تمام علاقوں میں ہوتی ہے...... جہاں کے لئے وہ بھیجا گیا لیکن اس کا ہر جگہ موجود ہونا ضروری نہیں ہوتا کسی ایک ملک کا حکمران بھی تو ایک انسان ہوتا ہے لیکن اس کا دائرہ حکومت کیا دور دور تک محیط نہیں ہوتا۔

میں نے مثال دی تھی صدر ضیاء الحق کے دور میں کہ ضیاء الحق صدر ہے سارے پاکستان کے لئے...... لیکن ہوتا تو ایک ہی جگہ ہے...... اب جو یہ کہے کہ وہ صدر ہے سارے پاکستان کے لئے...... اس لئے وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا چاہئے یہ غلطی کبھی کسی نے کی؟ (نہیں) اس کی صدارت ایک حقیقت ہے...... لیکن وہ حاوی ہے سارے پاکستان پر...... گو وہ خود ہر جگہ موجود نہیں۔

اسی طرح...... رسالة النبی لاتنقطع بوفاة...... پیغمبر کی وفات بھی ہو جائے...... تو اس کی رسالت منقطع نہیں ہوتی...... رسالت باقی ہے...... پیغمبر جب وفات پا جائے تو اس کی رسالت باقی رہتی ہے۔ جب تک نیا پیغمبر نہ آئے...... تو معلوم ہوا کہ رسول کا خود ہر جگہ موجود ہونا ضروری نہیں...... رسول فوت بھی ہو جائے لیکن جب تک نیا پیغمبر ﷺ نہیں آتا...... اس کی رسالت کا حکم باقی رہا۔

تو...... هُوَالَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا ...... میں یہ سمجھا گیا کہ پیغمبر...... امیین...... کے لئے بھی اور...... آخرین...... کے لئے بھی۔ پیغمبر ایک ہے اس کی رسالت ہے سب کے لئے...... لیکن یہ کہنا کہ وہ...... آخرین...... میں بھی ہے...... اور یہ ایک مخفی پیرایہ میں ہر جگہ حاضر ناظر ہے یہ غلط ہے۔

مرزا غلام احمد کا استدلال:

مرزا غلام احمد کی باری آئی تو اس نے کہا کہ اللہ نے جو کہا کہ یہ پیغمبر......

امیین ...... کے لئے بھی اور...... آخـریـن...... کے لئے بھی تو حقیقت میں تو حضور مکہ میں آئے ...... امییـن...... میں آئے......تو...... آخـریـن...... کے لئے آپ پیغمبر کس طرح ہونگے ...... اس سے مراد یہ کہ اس پیغمبر کا ایک مصداق انڈیا میں پیدا ہوگا......تو......آخرین...... کے لئے وہ پیغمبر ہو۔

یہ بات کتنی غلط ہے لیکن جب علمی پیرائے میں پھیلائی جائے......تو بہت سے لوگ اس کا شکار ہو جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے...... کہ اللہ نے پیغمبر کو بھیجا ......امیین...... میں تو اس کا نام تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی پیغمبر کو بھیجا...... پھر ایک دوسری شکل میں......آخـریـن...... میں احمد نام سے......محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ اس پیغمبر کا سایہ ظلی طور پر پھیلا......آخـریـن...... میں اور......آخـریـن...... میں وہ پیغمبر اترا دوبارہ تو اس کا نام ہو گیا احمد۔ حضور...... امییـن...... کے لئے محمد نام سے اور......آخـریـن...... کے لئے احمد نام سے معروف ہوئے......دنیا میں یہ احمد غلام احمد بن کر معروف ہوا...... ایسے خدا نے غلام احمد کے نام سے قادیان میں اتارا...... انـا انـزلـنـاہ قریباً من القادیان......تو رسالت کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ...... امییـن...... کے ضمن میں بیان کر دیں......اب...... آخـریـن...... قرآن لیں گے تو کن سے؟ (امیین سے) یہ نہیں کہ براہ راست ان پر خدا کی طرف سے وحی اترے گی۔

ایک قادیانی کہتا ہے اس کا ایک شعر ہے تو یہ کفر یہ لیکن ان کا ذہن بتانے کے لئے میں عرض کرتا ہوں وہ کہتا ہے۔

محمد ہی اتر آئے ہیں ہم میں

ہم جو غلام احمد کو کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے...... یہ کوئی نیا نہیں...... وہی حضور ﷺ دوبارہ آ گئے ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ کیونکہ خدا نے کہا ہے......

واخرین منھم ...... کہ پیغمبر آخرین میں بھی ہیں...... تو چونکہ یہ واقعہ ہے کہ آپ مکہ میں ہوئے اور وہیں فوت ہوئے...... تو...... آخرین...... میں جو آئیں گے وہ ایک دوسری شکل میں آئیں گے اور وہ مرزا غلام احمد ہے۔

محمد ہی اتر آئے ہیں ہم میں
اور پہلے سے بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آخرین کا مسئلہ سمجھنے میں قادیانیوں کو مغالطہ لگا...... انہوں نے تو ایک نئی نبوت تجویز کر لی...... اہل بدعت کو مغالطہ لگا...... تو انہوں نے حاضر ناظر کا عقیدہ بنالیا...... یہاں دونوں بھٹک گئے۔

حضور ﷺ کے فرائض:

جتنے بھی گمراہ طبقے ہیں ہر ایک کو سمجھنے کے لئے یہ آیت جڑ ہے...... اللہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو...... امیین...... میں بھیجا اور آپ کے ذمہ چار فرض لگائے...... یَتلُوا عَلَیھِم اٰیٰتِہٖ...... کہ قرآن کی آیتیں ان کو پہنچائیں کن کو؟ (امیین کو) تو...... آخرین...... میں بعثت تو ہے لیکن...... آخرین...... کو یہ آیتیں پہنچائیں گے؟ (نہیں) آیتیں کن کو پہنچائیں؟ (امیین کو)...... یَتلُوا عَلَیھِم اٰیٰتِہٖ...... اور ان میں ایک ایسی جماعت پیدا کریں جن کے دل پاک ہو چکے ہوں...... وَیُعَلِّمُھُمُ الکِتَابَ وَالحِکمَۃَ ...... اور ان کو سکھائیں "علم وحکمت"...... اِن کَانُوا مِن قَبلُ لَفِی ضَلَالٍ مُّبِین...... بے شک یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے...... تو فرمایا یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کن کو سنائے؟ (امیین کو) اور پاک دل لوگ کن میں سے اٹھائے؟ (امیین میں سے) کتاب وحکمت کی تعلیم کن کو دیں؟

انہی (امیین کو) اور بعثت اس کی...... وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...... میں بھی ہے ان کی بعثت ان کے لئے بھی ہے...... جو ابھی ان سے نہیں ملے یعنی ...... آخرین۔

تو اس سے یہ پتہ چلا کہ آخرین کو جو دین پہنچے گا وہ کن سے؟...... (امیین سے)...... یعنی وہ قرآن لیں گے (امیین سے) اور...... اُمِّیّیْنَ...... لیں گے حضور ﷺ سے۔

تو رسالت کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے...... امیین...... کے ذیل میں بیان کر دیں...... اور تزکیہ قلب کا انعام بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے ان پر اتارا اب ان کی سند سے اور ان کا صدقہ یہ فیضان ملے گا...... آخرین کو بھی...... اور تعلیم کتاب کی یعنی تفسیر کا علم، حدیث اور سنت، یہ بھی اصلاً...... امیین...... میں ملے گی اور آخرین کو ان سے ملے گی اب یہ ترتیب اسلام قائم ہوئی...... کہ آخرین جو ہیں وہ دین میں آزاد ہیں یا امیین کے تابع؟ (امیین کے تابع) پہلے یہ نعمت ان کو ملی...... پیغمبر ﷺ نے اپنے فرائض رسالت ان پر پورے کئے پھر یہ نعمت ان سے آخرین کو ملی۔

تو اگر غلام احمد کی بات مانی جائے کہ پھر ایک نیا نبی اتارا تو پھر جو نیا نبی ہو گا کیا وہ پہلے...... امیین...... سے جو امیین ہیں...... اس سے کتاب وسنت کی سند پائے گا...... نہیں وہ تو آزاد ہو گیا...... اب اس کے علم کی سند کن سے چلے گی...... اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طریقے سے بیان کیا جس سے پتہ چلا کہ وہ...... امیین...... ہیں جن سے لے کر...... آخرین...... کو آگے چلنا ہے۔

یہاں ایک ضمنی بات سامنے آئی۔ پیغمبر ﷺ اگر علم سکھائے امیین کو...... وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ...... تو محنت کس پر ہو گی؟ پیغمبر ﷺ اگر امیین کو

قرآن سکھائے، سنت سکھائے...... تعلیم دے تو محنت کس پر ہوئی؟ ان کے دماغوں پر اور جب ان کو اپنے فیض صحبت سے ان کے دلوں کو پاک کرے تو محنت کس پر ہوگی ان کے دلوں پر...... تو پیغمبر محنت کرتے ہیں دماغ پر بھی اور دل پر بھی...... جب وہ دماغ پر محنت کرتے ہیں تو ان سے علم پھیلتا ہے...... اور جب وہ دلوں پر محنت کرتے ہیں...... تو ان سے تزکیہ پھیلتا ہے۔

تو...... امیــــن...... کے بارے میں فرمایا کہ ان کے بارے میں پیغمبر کی محنت یہ ہے کہ وہ انہیں قرآن پڑھ کر سنائے اور اسے اپنی سنت کے ساتھ ملا کر سمجھائے بھی...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر کیا ہے؟...... وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ...... "علم" یعنی ان کے دماغ کو علم سے بھر دے گا...... پہلے فرمایا...... وَيُزَكِّيهِمْ ...... ان کے دلوں کو پاک کر دے گا...... تو وہ لوگ کون تھے؟ صحابہ کرامؓ جو علم کی دولت بھی پائے ہوئے تھے اور ان کے دلوں میں تزکیہ کی نعمت بھی پوری اتری تھی۔

صحابہ کرامؓ کون تھے؟

صحابہ کرامؓ کون تھے؟ جواب میرا یاد رکھیں...... جن کے دماغوں اور دلوں پر اللہ کے پیغمبر ﷺ نے محنت کی۔

آپ یہاں جن کو استاد کہتے ہیں جن سے آپ استفادہ کرتے ہیں وہ آپ کے دماغوں پر محنت کرتے ہیں...... جو یونیورسٹیوں اور کالجوں میں پڑھاتے ہیں...... وہ آپ کے دماغوں پر محنت کرتے ہیں...... دلوں پر نہیں۔

اس...... امیــن...... کے پیغمبر ﷺ نے ان کے دلوں اور دماغوں دونوں پر محنت کی...... تو صحابہ کرامؓ وہ طبقہ ہے کہ جن کے دلوں پر اور دماغوں پر پیغمبر ﷺ نے محنت کی ...... اور کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہم لوگوں کو جو علم آیا وہ صحابہ کرامؓ

کے ذریعہ سے...... اور جو تزکیہ کا سلسلہ چلا وہ بھی ان کے ذریعہ سے...... براہ راست پیغمبرؐ نے ان کے دلوں اور دماغوں پر محنت کی (یعنی صحابہ کرامؓ کے)

بلکہ میں کہا کرتا ہوں قاری کون ہے؟ جس کی نظر قرآن پر پڑی...... جو دیکھ کر پڑھے......عربی زبان میں اس کو کہتے ہیں ''قاری''

قاری کون	......	جس کی نظر قرآن پر پڑے
حاجی کون	......	جس کی نظر کعبے پر پڑے
قرآن پر نظر پڑے	......	تو انسان قاری ہو جاتا ہے
کعبہ پر نظر آئے	......	تو انسان حاجی ہوتا ہے
پیغمبرؐ پر نظر پڑے تو	......	مسلمان صحابیؓ ہوتا ہے

قرآن پڑھے تو قاری ہے...... کعبہ پر جن کی نظر پڑے اور کعبہ کا طواف جن کو نصیب ہوا وہ حاجی ہو گئے...... اب تو قاری بھی ہو سکتے ہیں...... حاجی بھی ہو سکتے ہیں...... لیکن اب صحابی کوئی نہیں ہو سکتا...... اب دونوں چیزیں تو جاری رہیں...... ایک کیوں نہیں؟ اس لئے کہ یہ وہ طبقہ ہے کہ جن کے دل اور دماغ دونوں پر محنت ہوئی۔

آج جو دماغوں پر محنت ہوئی وہ تو کچھ باقی ہے...... جو علم مدارس میں پڑھایا جا رہا ہے۔

وہی قرآن ہے

وہی سنت ہے

اور وہی حدیث ہے

علم وہی ہے لیکن جو دوسرا پہلو تھا کہ دلوں پر محنت ہو وہ جو پیغمبر ﷺ کی ہوئی۔ اور پوری ایک قوم آپ نے تیار کر لی جو...... یُزَکِّیۡهِمۡ...... کا مصداق تھے۔

آج وہ محنت ایک جگہ ہے یا علیحدہ علیحدہ؟ (علیحدہ علیحدہ) کسی نے اللہ کے ساتھ محبت کرنی ہو...... اور سلوک کی منزل طے کرنی ہو تو وہ آ جاتے ہیں مشائخ کے پاس...... خانقاہوں میں کہ ہم چاہتے ہیں اپنے دلوں کی صفائی اور دلوں کا تزکیہ جسے تصوف کہتے ہیں اسی کو علم احسان کہتے ہیں۔

اور دماغوں پر محنت کرنی ہو تو مدارس ہیں...... لیکن یہ محنت یکجا ہو ایک ہی جگہ تعلیم ہو اور ایک ہی جگہ تزکیہ یہ کن کو نصیب ہوئی؟ (صحابہ کرامؓ کو) اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ان کا ثانی نہیں...... کیوں؟ مرشد کامل اور معلم کامل ایسا کہ اس سے بڑھ کر استاد کوئی نہیں...... اس نے دماغوں پر بھی اور دلوں پر بھی محنت کی۔

آج لوگ جو کہتے ہیں کہ آج علماء کا وہ معیار نہیں رہا...... جو قرآن پاک کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے...... تو وجہ اس کی یہ کہ زیادہ محنت ہو رہی ہے...... دماغوں پر، دلوں پر نہیں...... جب تک دلوں پر محنت نہ ہو وہ سعادت نصیب نہیں ہوتی...... جو انبیاء کی میراث ہوتی ہے۔

ہماری نسبت دیوبند سے:

تو میں ایک بات کی طرف توجہ دلاؤں گا...... پہلے ایک بات عرض کر دوں ہر شخص اپنے باپ کا پتہ دیتا ہے...... ہم جو لوگ دیوبند سے نسبت رکھتے ہیں...... اور ہمارا علم سمجھنے کا' پڑھنے کا وہی طریقہ ہے...... جو ان حضرات کا تھا تو ہم لوگ جو دیوبند سے نسبت رکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہماری مادر علمی کیا ہے؟ کہاں کے ہو؟ تو اپنے باپ کا پتہ دو تو ہم نام لیں گے دیوبند کا...... دیوبند ہمارا علمی باپ ہے۔

اب اس کی شاخیں ہزاروں ہندوستان پاکستان میں موجود ہیں...... لیکن نام کس کا چلتا ہے؟ (دیوبند کا) تو کوئی پوچھے کہ تمہارا دادا کون ہے؟ باپ تو تم نے کہہ دیا ''دیوبند'' اور دادا کون ہے؟ یہ محدثین دہلی ہیں دیوبند سے پہلے سب سے

بڑا مدرسہ پورے ہندوستان میں کون سا تھا؟ (دہلی کا) جسے مدرسہ رحیمیہ بھی کہا جاتا تھا......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ بھی کہا جاتا تھا...... اس کے بعد کہا جاتا تھا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ......تو شاہ ولی اللہؒ کے بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیزؒ...... انہی کے بیٹے کا نام شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ ...... انہی کا ایک بیٹا، شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ ...... یہ قرآن پاک کے پہلے مترجم ہیں۔ ہندوستان میں قرآن پاک کے پہلے مترجم......سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ کیا باپ نے......شاہ ولی اللہؒ نے فارسی میں پھر...... ان کے بیٹوں نے اردو میں ترجمہ کیا......اس وقت اردو زبان نئی نئی بن رہی تھی۔

شاہ عبدالقادرؒ نے ترجمہ کیا بامحاورہ...... شاہ رفیع الدینؒ نے کیا لفظی ترجمہ، باپ نے کیا فارسی ترجمہ......اور بڑے بھائی نے تفسیر لکھی فتح العزیز......تو یہ وہ خاندان ہے...... جس کے ذریعہ ہندوستان میں علم کے چراغ روشن ہوئے...... اس کو کہا جاتا ہے ''شاہ ولی اللہ کا خاندان'' تو علماء دیوبند کے ساتھ ہماری نسبت ہے باپ کی...... اور محدثین دہلوی کی طرف ہماری نسبت ہے دادا کی......تو کسی سے پوچھا جائے کہ وہ صحیح نسل ہے یا نہیں......تو ضروری ہے وہ باپ دادا کا نام لے سکے۔

اب ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں...... میں کہوں کہ آپ نے علم کہاں سے حاصل کیا؟ اس کے مطابق......تو آپ کہیں براہ راست تو یہ جواب اور ہے اور ایک یہ کہ دیوبند کے اساتذہ سے...... انہوں نے کن سے کیا محدثین دہلی سے......تو جو اپنا شجرہ علمی بتا دے...... جس طرح شجرہ نسب بتایا جاتا ہے...... کہ میں نے ان سے علم حاصل کیا...... اس کی بات زیادہ معتبر ہے یا اس کی؟ کہ جو کہے کہ میں نے خود مطالعہ کیا؟ آپ خود مطالعہ والوں میں سے ہیں یا باپ دادا

والوں میں سے؟ (باپ دادا والوں میں سے) تو خود مطالعہ کر کے قرآن اور سنت کو سمجھنے کے جو لوگ داعی ہیں اگر کوئی موجود ہو تو وہ ہاتھ کھڑا کر دے......اگر ان سے اور علم لیں جن کا کوئی باپ دادا ہو......تو باپ کا نام؟ ''دیوبند'' اور دادا کا نام ''دہلی'' یاد رکھیئے! ہم ان دونوں کے ساتھ چلنے والے ہیں۔

کچھ باتیں نماز کے بارہ میں:

میں ایک گذارش کرتا ہوں میں آج کی مجلس میں چاہتا تھا کہ آپ کو نماز کے چند مسائل بھی بتا دوں......آج ارادہ تھا ساتھیوں کو کہ کچھ نماز پڑھنے کا طریقہ اور نماز کی ادائیگی کا طریقہ بھی بتا دوں کیوں؟ اس لئے کہ نماز وہ عمل ہے کہ جس میں دماغ پر بھی محنت ہوئی......اور دلوں پر بھی محنت ہوئی......نماز میں یہ دونوں محنتیں متحد ہو جاتی ہیں......آپ کو اگر پتہ ہے کہ فجر کی نماز میں فرض کتنے ہیں؟ (دو) اور منہ ہے قبلے کی طرف تو یہ جو آپ کو پتہ ہے کہ فرض ہیں اور منہ قبلے کی طرف...... پہلے...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ......پھر الحمد شریف اور پھر سورۃ پڑھنی ہے ......یہ جو کچھ آپ کو پتہ ہے......یہ وہ محنت ہے جو دماغوں پر ہوئی ہے اور آپ کے باپ دادا اور اساتذہ نے آپ کو سکھائی نماز......لیکن یہ وہ ہے جو دماغوں پر محنت ہوئی۔

نماز کا وقت ہوتا ہے......اب بھی الحمدللہ ہر مسجد میں تقریباً تین چار صفیں ہو جاتی ہیں......تو معلوم ہوا کہ جو دماغ پر محنت ہوئی وہ باقی ہے......کسی سے پوچھیں فجر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ فوراً کہے گا دو فرض دو سنت......اب آپ کو یہ تو یاد ہے کہ اتنی رکعتیں ہیں اور مغرب کی تین......لیکن یہ سارا جواب اس محنت کا نتیجہ ہے جو دماغوں پر ہوئی ہے......آپ بتائیں کہ آپ نے دلوں پر کتنی محنت کی نماز میں؟ ایک بات نمبر دو......پچھلے سال جو آپ کی نماز تھی اور اس سال بھی جے

دونوں میں کیا فرق ہے؟

صحابہ کرامؓ پچھلے سال نماز کے جس مقام پر تھے جوں جوں وقت آگے پھیلتا گیا...... وقت آگے بڑھتا گیا تو اس وقت ان کی نماز پچھلے سال والی نہیں...... اگلے سال والی ہے...... یہ نماز میں ترقی کرتے گئے۔

نماز کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ نماز ایک متحرک چیز ہے جو آگے بڑھتی جاتی ہے ٹھہرتی نہیں...... اس لئے قرآن کریم نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہتا...... اس میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے...... اور یہ قیام اس طرح ہے جس طرح دیوار اینٹ پر اینٹ اٹھتی چلی جاتی ہے...... تو جو نماز خدا تک نہ پہنچا سکے...... خدا سے نہ جڑ سکے...... اس کا مطلب یہ کہ اس کے لئے دلوں پر محنت نہیں...... کس پر محنت ہے؟ (دماغ پر)

جن لوگوں کی کوشش ہے کہ مسلمان نماز کا مقام نہ پائیں...... وہ اب تک نماز کے بارے میں وہ بحثیں کرتے چلے جاتے ہیں جو دماغ کی ہوں...... دلوں پر لوگ آئیں ہی نہ...... آج پورے ملک میں جہاں بھی ہمارے دین کو سیکھنے والے بھائی موجود ہیں...... تو وہاں بھی جھگڑے ہیں کہ نماز میں آمین اونچی کہنی چاہیے کہ آہستہ؟ رفع یدین صرف شروع میں کرنا ہے یا ہر دفعہ...... رمضان آجائے تراویح آٹھ ہیں یا بیس...... تو یہ جو ساری محنتیں ہیں ان کا تعلق کس سے؟ (دماغ سے) ہم بھی اس میں ایک مؤقف رکھتے ہیں لیکن ہیں یہ ساری محنتیں کس پر ہیں؟ (دماغ پر) اور چودہ سو سال ہو گئے اور یہ پندرہویں صدی جارہی ہے...... اور امت کی زیادہ محنت دماغوں پر ہی لگی ہوئی ہے...... امت کی محنت یہی ہے۔

تراویح آٹھ ہے یا بیس

آمین اونچی ہے یا آہستہ

حیرت ہوتی ہے اس قوم پر کہ جو چودہ صدیاں عبور کر چکی ہو......اور ابھی تک دماغوں پر محنت ہی ہو رہی ہے...... وقت کب آئے گا؟ جب دلوں پر محنت نصیب ہوگی...... یہ مقام نماز آپ کو اللہ والوں کے ہاں ہی ملے گا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شاہ عبدالحیؒ کا مقام نماز:

ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے ایک ساتھی تھے مولانا عبدالحیؒ محدث دہلویؒ، دونوں شاگرد تھے شاہ عبدالعزیزؒ کے ......تو دونوں نے کہا اور آپس میں سوچا کہ کوئی ایسا مرشد تلاش کریں...... جو ہمیں کم از کم ایک نماز تو پڑھا دے...... جس میں صحابہ کرامؓ کی نماز کی جھلک ہو...... ہم جو صحابہ کرامؓ کی پیروی کا نام لیتے ہیں تو اس لئے کہ جو صحابہ کرامؓ کی نماز کی شان تھی اور وہ انہی کی تھی......شاید ہمیں بھی اِس کی کوئی ایک جھلک نصیب ہو جائے...... کوئی مرشد کامل اس نماز کی جھلک ہمیں ہی دکھا دے...... زندگی میں ایک نماز بھی نصیب ہو جائے کہ جس میں جھلک ہو صحابہ کرامؓ کی نماز کی...... تو ساری عمر کی نمازیں پار......تو کوئی ایسا مرشد تلاش کریں۔

انہوں نے سیّد احمد شہیدؒ جو شاہ عبدالعزیزؒ کے خلیفہ تھے......ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے پاس آ کر ڈیرے ڈال دیئے......دونوں ہر روز نماز پڑھتے تھے۔ ان کے پیچھے...... یہ دونوں بڑے محدث تھے...... بڑے عالم تھے یہ آپس میں باتیں کرتے کہ بات تو وہیں کی وہیں رہی......ہم آئے تھے کیا مقصد لئے لیکن بات تو وہیں کی وہیں رہی...... کیا کریں؟ پھر جواب دیتے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ ہم جب آ گئے ہیں تو ہمیں اس فیض سے محروم نہ رکھنا...... ہمیں اپنی راہ دکھا، ہم کہاں تک پڑھتے پڑھاتے آئے...... راستوں کو پہنچانتے آئے ......لیکن ہم چاہتے ہیں ایک نماز تو ایسی ملے...... جو صحابہ کرامؓ کی نماز کی طرح ہو۔

اس کیلئے جو شخص دل کی صفائی کی تلاش کیلئے نکلے تو کسی کیا خوب کہا:

صوفی نہ شود صافی چوں در نہ کشد جامے

بسیار سفر باید تا پختہ شود جامے

ترجمہ: ہر صوفی صافی نہیں ہو جاتا جب تک پیالے کی تہہ تک نہ پی جائے کسی خام کو پختہ ہونے تک بڑا لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہے...... مطلب یہ ہے کہ صوفی کو حقیقی معنوں میں صوفی بننے کیلئے بڑی طویل ریاضت اور محنت درکار ہے۔

خام اور نامکمل کو مکمل ہونے کیلئے لمبا سفر کرنا پڑتا ہے۔اپنی کمزوریوں کو دور کر کے پختہ ہونا اس سفر سلوک میں بہت ضروری ہے۔

اب دونوں بھائی' دونوں ساتھی...... دونوں وقت کے بڑے عالم مشورہ کرتے ہیں...... مولانا عبدالحئی صاحب وہیں خانقاہ میں تھے آدھی رات کے وقت حضرت نے ایک مرید کو بھیجا کہ وہ جا کر عبدالحئی کو کہے کہ آج تہجد کی نماز ہمارے ساتھ پڑھے...... اس وقت وہ وہاں اکیلے تھے آئے شامل ہو گئے...... صبح آ کر انہوں نے مولانا اسماعیلؒ صاحب کو کہا کہ ہمیں وہ دولت مل گئی...... آج رات تہجد کی نماز کے وقت حضرت سیّد احمد شہیدؒ نے بلایا اور کہا کہ آج ہم تہجد کی نماز اکھٹے پڑھیں گے...... تو جو نماز پڑھی تو ساری عمر کی جو تمنا تھی اس نماز کی ایک جھلک نصیب ہو جائے...... جو صحابہ کرامؓ کی نماز تھی وہ جھلک ہمیں مل گئی۔

اب شاہ صاحب حیران کہ روز میں ساتھ ہی ہوتا تھا...... ابھی چند دن سے میں اپنے کام میں گیا اور یہ وقت آ گیا...... تو اولیاء اللہ جو اونچے درجے کے ہیں...... ان پر بھی ہر وقت وہ کیفیت نہیں ہوتی...... وہ وقت کبھی آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت لہروں کی صورت میں اترتی ہے...... اس لئے جو لوگ اہل اللہ کے پاس آتے ہیں...... پھر ان کو کچھ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ وہ گھڑی کب آ جائے......

ان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کہ چٹکی بجائے اور آپ کو پہنچا دیں وہ ایک وقت ہے...... جو کسی کسی وقت ان کاملین پر آتا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک وقت آتا ہے اہل اللہ کی مجلس میں کہ جس میں ایک گھڑی سو سال کی مخلصانہ عبادت سے بڑھ جاتی ہے۔

میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ نماز کا صحیح جلوہ نصیب ہوا...... ان اہل اللہ کو اور اس میں حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحیؒ اپنے وقت کے امام اور پیشوا تھے۔

ساتھ ایک مسئلہ بھی بتا دوں کہ نماز پڑھتے ہوئے ہمارا دھیان ہمیشہ رہتا ہے نیت ہم نے کی تھی کہ نماز ہم پڑھ رہے ہیں...... اللہ کی طرف دھیان کر کے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے...... لیکن جونہی نماز شروع کی...... تو جو ہم نے توجہ باندھی تھی اللہ کی طرف وہ توجہ اکھڑی کتنی دفعہ وہ توجہ اکھڑی بیس دفعہ آپ کی پچیس دفعہ آپ کی دس دفعہ...... تو وہ توجہ اکھڑی ہی رہی...... اپنی نیت تو باندھی تھی...... صرف اللہ کے لئے اور یہ نئے نئے نظارے اور دنیا کے افکار اس میں کیسے آ گئے؟ تو ہر ایک آدمی کی توجہ کتنی دفعہ اکھڑی؟ اس کو وہی جانتا ہے یا کوئی اور (وہی جانتا ہے) تو ہر ایک کی اکھڑتی ہے یا نہیں؟ (ہے) کسی کی زیادہ کسی کی کم، میں نے یہ بات کی کہ ہر ایک کی توجہ اکھڑتی ہے ایک نے کہا کہ میری کبھی نہیں اکھڑتی...... میں نے کہا کہ یہ بڑا ولی ہے اس کی زیارت کر لیں...... میں نے کہا کہ تو بیان کر کیسے؟ کہنے لگا کہ میری طبعیت کبھی لگی ہی نہیں کہ اکھڑے...... میں شروع سے نماز کی نیت کرتا ہوں کہ نماز اللہ کے لئے ہے...... ارکان پر دھیان ہے...... رکعات پر دھیان ہے......

یا جو پڑھ رہا ہوں اس پر دھیان ہے اور جس کے لئے پڑھ رہا ہوں اس کا دھیان میں نے کبھی نہیں کیا۔ اب کہنے لگا کہ میری کبھی اکھڑی نہیں...... اس کا مطلب ہے کہ میری توجہ کبھی بندھتی ہی نہیں تو اکھڑتی کن لوگوں کی ہے؟ (مبارک لوگوں کی) وہ مبارک ہیں جن کی طبعیت اکھڑے...... اس کا معنی یہ کہ پہلے کبھی لگی تھی نا...... اور جس کی پوری نماز میں ایک دفعہ بھی اللہ کا دھیان آجائے...... تو اس ایک دھیان کا صدقہ نماز ساری قبول ہو جائے گی...... لاصلوۃ الا بحضور القلب ...... کا تقاضا پورا ہو جائے گا...... لیکن درجہ وہی رہے گا کہ اس کی پچیس دفعہ توجہ اکھڑی تھی...... اس کی بیس دفعہ اس کی پچاس دفعہ...... اس کی دس دفعہ...... اس کی دو دفعہ...... تو جتنا اس میں اکھڑنا ہے...... اس کے مطابق نمازوں کا درجہ ہے...... لیکن جس کی ایک دفعہ بھی توجہ لگ گئی تو اللہ......

رحیم ہے

رحمٰن ہے

مہربان ہے

رؤف ہے

اپنے بندوں کو خالی نہیں چھوڑتا...... قبول کر لیتا ہے۔

سیّدنا فاروق اعظمؓ کی نماز:

تو آپ میں ہیں جن لوگوں کی نماز میں ایک دفعہ بھی توجہ نہیں بندھی...... حضرت عمرؓ کی ایک نماز کی مثال دیتا ہوں...... فرمایا کرتے تھے کہ نماز کی حالت میں میرے سامنے میدان جہاد کے لشکر ترتیب پاتے ہیں...... تو نماز میں دھیان کدھر ہے؟ دھیان تو خدا کی طرف ہے...... اب یہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دھیان تو لگایا خدا کی طرف اس کی یاد میں کھو گیا...... تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے

اس دھیان کو یہ اہمیت عطا فرمائی...... یہ قبولیت بخشی کہ اس نے میری اس ریاضت کا ثمرہ مجھے نماز میں ہی دکھا دیا......یعنی قبولیت کے آثار اس میں پیدا ہو گئے...... آپ نے ......انی لا جھز الجیش وانا فی الصلوٰۃ......کہ میں لشکروں کو ترتیب دیتا ہوں نماز کے اندر لیکن کس طرح کہ میں خود دھیان نہیں کرتا...... لشکروں کی طرف...... میں دھیان کرتا ہوں خدا کی طرف اور جب اللہ تبارک و تعالیٰ اس دھیان کو قبول فرمالیتا ہے......تو اس قبولیت کا ثمرہ مجھے نماز میں ہی دے دیتا ہے......اور میرے لشکروں کو ترتیب میں ایک تکوینی جھلک آ جاتی ہے۔

اب کسی نے اسے اس طرح پڑھا کہ حضرت عمرؓ نماز میں نقشے تیار کرتے تھے جنگ کے...... یہ خدا کی تکوینی امداد تھی کہ جہاں ان کی فوجیں جاتیں...... فتح قدم چومتی کیونکہ نقشے نماز میں یہ تکوین الٰہی آپ کے دل میں ڈالے گئے تھے اور پھر لشکر اسی کے مطابق تیار ہوئے تھے۔

نماز میں حضرت عمرؓ نے خود دھیان نہیں باندھا لشکروں کی طرف...... یہ ثمرہ ہے جو خدا نے ان کو دکھا دیا...... تو شاہ اسماعیلؒ اس مقام کو اس طرح بیان کرتے ہیں...... یا مولانا عبدالحیؒ اسے طرح بیان کرتے ہیں فرمایا کہ ''اگر نماز میں کسی کی ملاقاتیں فرشتوں سے ہونے لگیں اور ارواح کا کشف ہو جائے...... جو خدا کی طرف توجہ باندھی ہے......اس کا ثمرہ اگر نماز میں ہی آ جائے جو نماز کا مقام توحید ہے تو یہ اس کے خلاف نہیں...... یہ وہ ثمرہ ہے جو اسے یہیں مل گیا۔ ہاں اپنی طرف سے دھیان باندھنا کہ لشکر میں نے کس طرح ترتیب دینے ہیں...... یا اپنی طرف سے دھیان باندھنا اپنی کسی بات کا......اپنی طرف سے دھیان باندھنا کہ یا اللہ مجھے رزق دے دے...... یا اللہ میری دکان زیادہ کامیاب ہو جائے تو اپنی طرف سے اس طرح دھیان باندھنا......اللہ سے توجہ ہٹا کر' یہ تو بری بات ہے۔

لیکن خدا کسی کو انعام دکھا دے تو یہ اچھا۔ حضرت مولانا سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اس پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سند لاتے ہیں فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیرو شیر

ترجمہ" :پاک لوگوں کے حال کا اندازہ اپنے حال سے نہ لگا (ان کی حالت کو اپنی حالت پر قیاس نہ کر) اگر چہ شیر اور شیر لکھنے میں ایک جیسے ہیں۔ (شیر بمعنی درندہ اور......شیر بمعنی دودھ) لفظوں کی ایک شکل سے معنی ایک نہیں ہو جاتے۔"

مطلب یہ کہ اگر چہ ایک پاکباز انسان اور ایک عام انسان میں بظاہر کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا...... دونوں دیکھنے پر ایک جیسے نظر آتے ہیں......لیکن باطنی طور پر وہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں......انبیاء بھی تو جامہ بشری میں دوسروں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

کہ جو بڑے اونچے درجے کے لوگ ہیں......ان پر تم اپنے آپ کو قیاس نہ کرو لکھنے میں شیر اور شیر ایک جیسے ہیں......لیکن معنی کتنا مختلف ہے......تو فرمایا۔ حضرت عمرؓ جو کرتے تھے وہ خود کرتے تھے یا اللہ ان کو نماز میں ہی اس کا ثمرہ دے دیتے تھے؟ (اللہ تعالیٰ دے دیتے تھے) ہاں نماز میں اپنی توجہ......

یا اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر لشکر پر لگا دینا

یا اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر اپنی دکان پر لگا دینا

یا اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر اپنے دفتر پر لگا دینا

کسی اور کام پر لگا دینا یہ جائز نہیں اپنی توجہ کو ہٹانا...... اس کو عربی میں صرف کہتے ہیں یعنی دوسری طرف پھرا علم صرف میں ایک مادہ کن کن صیغوں میں پھرتا ہے اس طرح تصوف کی اصطلاح میں ایک لفظ صرفِ ہمت ہے......صرف

ہمت کا معنی اپنی ہمت کہ دوسری طرف پھیر دینا۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! نماز میں اپنی پوری ہمت خدا پر لگاؤ اور ہمت میں آنے کی پوری کوشش کرو کہ اگر آپ کو دس سال ہو گئے نماز پڑھتے ہوئے تو اب آپ کی نماز گیارہویں سال میں آجائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی...... نماز بھی مومنوں کی معراج ہے...... اور معراج میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گئے تو بڑھتے گئے یا نہیں؟ (بڑھتے گئے تھے) تو جو نمازی ہیں وہ نماز میں بڑھتے جائیں...... اور نماز میں بڑھنے کا یہی طریقہ ہے...... کہ جب نیت باندھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں تو جب تک خدا توجہ کو نہ پھیرے تم توجہ درمیان میں سے نہ ہٹاؤ۔

اہل شعور کے لئے سبق آموز:

ایک قصہ یاد آیا چھوٹا سا ایک شخص بادشاہ کے پاس گیا...... سلام کرنے کے لئے اور جب وہاں گیا تو وزیر بھی وہاں بیٹھا تھا اپنے کسی کام کے لئے...... اب جب اس نے جا کر بادشاہ کو سلام کیا تو ساتھ ہی اس نے وزیر کی طرف منہ کر کے اس سے بھی مصافحہ کر لیا...... تو یہ جو مصافحہ اس نے وزیر سے کیا...... وہ جو اس نے بادشاہ کے حضور حاضری دی تھی...... اس میں مخل نہیں...... کیوں؟ اس کی حاضری تھی بادشاہ کے پاس اور آگے اگر وزیر مل گیا تو اس نے اس کو ضمنی طور پر سلام کہا ہے...... ہاتھ ملایا ہے لیکن حاضری اس کی کس کے پاس ہے؟ (بادشاہ کے پاس) اس نے اپنی ہمت بادشاہ سے وزیر کی طرف نہیں پھیری۔

آپ جب نماز پڑھتے ہیں تو اللہ کے حضور بادشاہ کے پاس حاضر ہوں اور آخر میں نماز میں کہتے ہیں...... اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَات......

تمام مالی عبادتیں

تمام زبانی عبادتیں

تمام بدنی عبادتیں

ساری اے اللہ تیرے لئے...... اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَات ...... یہ کہہ کر اللہ کے سامنے یہ تحفہ پیش کیا...... تو کیا دیکھا کہ اللہ کے مقام قرب میں حضور ﷺ بھی پہنچے ہوئے ہیں...... ہم تو ابھی ابتداء میں ہیں...... لیکن جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے...... اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَات ...... تو وہاں دیکھا کہ حضور بھی پہنچے ہوئے ہیں تو اگر وہاں نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے کہتا ہے...... اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ...... اب جب نبی ﷺ پر سلام بھیجا...... تو خدا کو چھوڑ کر یا خدا کے حضور پہنچ کر؟ (خدا کے حضور پہنچ کر) اللہ کے حضور پہنچ کر نبی ﷺ پر سلام ہے اللہ کو چھوڑ کر نہیں...... سو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف ہمت نہیں کی۔

اور اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹانا اس کو کہتے ہیں صرف ہمت...... ہمت کو کسی دوسری طرف پھیر دینا تو شاہ اسماعیل شہیدؒ نے یا مولانا عبدالحئیؒ نے یہ کہا تھا کہ نماز میں اپنی توجہ خدا سے ہٹا کر کسی اور طرف پھیرنا یہ نماز کی بڑی آفت ہے۔

اپنی طرف سے مومن کی کوشش ہو کہ دھیان لگا رہے پھر اگر اکھڑ جائے شیطان چکر دے جائے...... شیطان دوسری طرف پھیر دے تو پھر وہ اس کی بات ہے اس کی اپنی نہیں...... لیکن اپنی طرف سے نہ پھیرو...... جس شخص نے نماز میں اپنی توجہ ہٹائی دوسری طرف...... تو اس نے صرف ہمت کی اور یہ قرب الٰہی میں پہنچنے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

ایک جگہ یہ بیان کیا تو ایک عام آدمی تھا...... تھا سچا' الحمدللہ اس کو اصلاح

نصیب ہوئی...... کہنے لگا میری دکانیں چار ہیں اور چاروں پر ملازم رکھے ہیں......
تو میں چار رکعتوں میں چاروں دکانوں کا حساب کرتا ہوں...... تو میں نے کہا کہ
جب تو حساب کرتا ہے جب تو نیت باندھتا ہے تو کیا؟ کہنے لگا کہ جب نیت
باندھتا ہوں تو یہ کہ خدا کی عبادت کیلئے حاضر ہوں...... میں نے کہا خدا کی طرف
دھیان ہوتا ہے؟ (ہاں) پھر پھیر لیتا ہوں ادھر...... تو میں نے کہا کہ یہ حرام ہے
...... میں نے کہا کہ جو تو نے ابتداء میں خیال باندھا تو بنیاد تو بندھ گئی...... تو پھر تو
دھیان دوسری طرف کیوں پھیرتا ہے...... کہتا ہے چاروں کا حساب جو کرنا ہوا......
بھائی حساب کرنے کا تجھے یہی موقع تھا؟ اس کو خدا سے توجہ ہٹا کر توجہ باندھنا' اس
کو کیا کہتے ہیں؟ (صرف ہمت)

تو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ صرف ہمت خدا سے نہیں
کرنا...... خدا کی طرف جو توجہ باندھی ہے...... اس کو وہاں سے ہٹانا نہیں توجہ کو توڑنا
نہیں...... اور اللہ تبارک وتعالیٰ اگر اس مقام پر پہنچا دے کہ اللہ کے حضور حاضر
ہیں...... تو اللہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کے پیغمبر بھی حاضر ہوئے ہیں
...... تو ان کو بھی...... اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ...... کہہ دو...... تو یہ توجہ خدا سے ہٹا
کر نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے دربار میں پا کر ہے۔

امام غزالی اس مقام پر فرماتے ہیں...... فاذا الحبیب فی حریم
الحبیب ...... کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب جو ہیں...... وہ پہلے حاضر تھے...... اس نے
جب دیکھا کہ میں تو اللہ کے حضور حاضر ہوں تو اس نے نظر ڈالی تو اس نے کہا......
السلام علیك ایها النبی ورحمة الله۔

تو اب یہ جو صلوٰۃ وسلام ہے...... وہ خدا سے توجہ ہٹا کر ہے یا اس کے
ضمن میں؟ (اس کے ضمن میں) جب...... اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ...... کہا تو

خدا سے توجہ ہٹا کر کہایا خدا کے حضور جو حاضری تھی اس کے ضمن میں کہا؟ (اس کے ضمن میں) تو یہ حرج نہیں۔

تو حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آواز اٹھائی تھی کہ نماز میں اپنا دھیان خدا سے پھیرنا اور......

کسی پیر پر لگانا
کسی بزرگ پر لگانا
کسی پیغمبر پر لگانا

یہ جائز نہیں...... اگر اللہ کے حضور حاضری ہو وہاں پیغمبر بھی موجود ہوں...... بے شک سلام کریں...... تو انہوں نے بات اٹھائی تھی نمازی کو نماز کا مقام بتانے کی...... تو لوگوں نے پروپیگنڈہ شروع کیا کہ یہ دیوبند والے کہتے ہیں کہ نماز میں نبی ﷺ کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے...... اب یہ بتائیں کہ نماز میں کسی کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے...... یہ کیسی واہیات اور غلط بات ہے...... اس بات کے مقابلے میں کہ جو میں نے عرض کی...... میں نماز کا ایک مقام بتا رہا ہوں...... نماز کا مقام توحید نماز میں خدا سے ربط بتا رہا ہوں...... خدا پر توجہ باندھنا بتا رہا ہوں...... صرف ہمت کرنی جائز نہیں بتا رہا...... اپنی توجہ کو اللہ رب العزت سے نہ ہٹاؤ کس کے لئے کہ آپ کے یہ بھائیوں کو اپنی نماز میں توحید کا یہ مقام حاصل ہو جائے۔

یہ کس قدر جاہلانہ زبان ہے کہ جب کہہ دیتے ہیں کہ جی نماز میں نبی ﷺ کا خیال ہی نہ آئے...... ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔ (استغفر اللہ)

بھائی ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے۔ اور قرآن پڑھ رہا ہے تو قرآن میں ابراہیم کا نام آتا ہے تو ابراہیم کا خیال آئے گا یا نہیں؟ (آئے گا) موسیٰ کا نام آتا

ہے...... تو موسیٰ علیہ السلام کا خیال آئے گا یا نہیں؟ (آئے گا) آدم علیہ السلام کا نام آتا ہے اور آپ کا خیال آئے گا؟ (آئے گا) تو خیال تو سب کو آئیں گے...... لیکن ہم توجہ اس طرف نہیں باندھیں گے یعنی یہ عقیدہ نہ بتائیں گے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش ہیں...... موسیٰ علیہ السلام کا نام آیا تو ہم نے اب موسیٰ علیہ السلام کی طرف توجہ باندھ لی ہے' اب ہم موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش ہیں یحییٰ علیہ السلام کا نام آیا تو گویا ہم یحییٰ علیہ السلام کے سامنے پیش ہونگے...... یہ دھیان باندھیں گے؟ (نہیں) خیال اور چیز ہے اور ہمت باندھنا اور ہے۔

تو شاہ صاحب نے جو بات کہی تھی وہ خیال کی نہیں کہی تھی وہ تھی کہ ہمت نہ باندھو...... لیکن جاہل لوگوں نے پروپیگنڈہ کرنے کے لئے اسے خیال کہہ دیا۔

اب یہ جو بات میں نے کہی ہے یہ فرشتوں کا کشف...... اور نعمتوں کا ثمرہ نماز میں ہی نظر آئے...... وہ کن خوش نصیبوں کو تھا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو...... تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ صرف کامیاب سیاستدان اور کامیاب خلیفہ ہی نہیں تھے...... روحانی مقام ان کا اتنا اونچا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نماز کے ثمرات ان کو نماز میں ہی دے دیتے تھے...... یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگے جو آیتیں اتارنی ہوں...... ان کے مضمون پہلے کئی دفعہ حضرت عمرؓ کے دل میں اتار دیئے جاتے تھے...... آیتیں ابھی نہیں اتریں...... ان کے مضمون آپ کے دل میں اتار دیئے گئے...... آیتیں اتریں گی وہ تو پیغمبر پر اتریں گی...... ان کے مضامین ان کے دل پر اتار دیئے جاتے۔ آپ حضورؐ سے جا کر عرض کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دل چاہتا ہے کہ مسلمان عورت کے لئے پردے کا حکم ہو...... یہ دل چاہتا ہے کہ شراب حرام ہو...... اب بات تو اچھی ہے کون نہ کرے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے عمر بن خطابؓ واپس جاتے تو جبرائیل حاضر ہوتے...... جو بات

عمرؓ نے کہی...... جبرائیلؑ آیات الٰہی کے طور پر لے آتے......تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود حیران ہوتے کہ پہلے وہ بات کس دل میں اترتی ہے...... کیونکہ حکم کا اترنا پیغمبر پر ہوتا ہے غیر پیغمبر پر نہیں۔

تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کی یہ شان دیکھ کر فرمایا کہ......"میرے بعد اگر نبوت ہوتی تو عمرؓ کے لئے ہوتی"۔تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے خدا بولتا ہے......تو ایک منصب ہے"محدّث"......اہل اللہ میں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... لقد کان فیما قبلکم من الامم محدّثون...... کہ پہلی امتوں میں بھی ایسے محدث گزرے ہیں میری امت کا محدّث عمرؓ ہے۔

تو آپ سے پوچھا گیا کہ محدّث کیا ہے؟ تو فرمایا کہ محدّث وہ لوگ ہیں کہ جن سے خدا ہم کلام ہوتا ہے......لیکن وہ نبی نہیں ہوتے...... خدا جن سے ہم کلام ہو......وہ نبی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جن سے خدا ہم کلام ہوتا ہے......لیکن وہ نبی نہیں ہوتے ان کو کہتے ہیں محدّثین......تو حضرت کی امت میں کوئی محدّث ہے......تو عمرؓ ہیں۔

تو اب جن کا روحانی مقام اس درجہ کا ہو ان پر حضور کی محنت...... یزکیھم. کس درجے کی ہوئی ہوگی......هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا ......میں حضرت کی ایک یہ محنت بھی بتائی گئی جو آپ...... امیین......دلوں پر کریں گے۔

میں ایک بات کہہ کر ختم کروں گا کہ آپ مین جو لوگ پڑھے لکھے ہیں ......تعلیم یافتہ ہیں...... یا علم تفسیر میں خوئی ذوق رکھتے ہیں یا روز کسی درس کی حاضری میں وہ ایک ذوق رکھتے ہیں...... ان سے میں گزارش کروں گا کہ یہ جو مقام میں نے بتایا کہ نماز کا مقام توحید...... آپ کو کچھ تو سمجھ آ گیا؟ (جی) اب ایسے مضامین روز بیان نہیں ہوتے......تو میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ

اس کو زبانی یاد کریں..... تو ہمارے دادا سے آپ کو نسبت ہو جائے گی..... یعنی محدّثین دہلی سے..... ہماری مادر علمی تو دیوبند اور دادا کی نسبت دہلی سے ہے ..... یہ ہماری علمی نسبت ہے محدّثین دہلی سے اور یہ علماء کبائر جو چلے آرہے ہیں ..... ان سے سب سے نیچے ہیں وہ لوگ کہ جو دہلی چھوڑ کر دیوبند چلے گئے اور انہوں نے اب دیوبند کو اپنا مرکز علم بنایا۔

دیوبند کے مدرسے کی بنیاد کنہوں نے رکھی؟ جو سب سے نیچے ہیں..... انگریز حکومت کے آنے کے بعد دہلی اجڑ گئی..... تو میں نے اس پر لکھا..... ''دہلی مرحوم کے روشن ستارے'' ان کے بعد ہمارے باپ کا تعارف ہوتا ہے..... دیوبند کے نام سے..... تو میں یہ بتاتا ہوں کہ وہ کیا لفظ لکھا ہوا ہے؟ شاہ عبدالعزیز محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ دیوبند سے پہلے ہمارا مرکز علم ہیں۔ ان کی وفات ہوئی 1239 ھ میں..... اور دیوبند میں ہمارا مرکز علم حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند ہیں ..... جنہوں نے دیوبند سے ہی پڑھا مکمل..... پہلے جن لوگوں نے پڑھایا وہ باہر سے پڑھے ہوئے آئے تھے دہلی سے پڑھے ہوئے آئے..... لیکن جو مرد کامل دیوبند سے ہی پڑھ کر اٹھا وہ شیخ الہند ہے..... تو ہماری باپ کی نسبت ان سے ہے دادا کی نسبت دہلی سے ہے تو شاہ عبدالعزیز کا سن وفات کیا ہے؟ (1239) اور شیخ الہند کا (1339) تو دیوبند کی اس صف میں اور دہلی کی اس صف میں سو سال کا فاصلہ ہے..... وہ مرکز ہے دہلی کا اور یہ مرکز ہے دیوبند کا..... اب شاہ ولی اللہ کے علم کی نسبت آپ کو عراق اور حرمین تک لے جائے گی..... حنفی ہونے کے ناطے حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے آپ کو عراق سے وابستہ رکھا۔

غلط پروپیگنڈہ:

جو مسئلہ میں نے آپ کو بتایا نماز کا اس سلسلہ میں اور یہ جو پروپیگنڈہ

ہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ نماز میں نبی ﷺ کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے...... اس کا پورا تجزیہ اور حقیقت...... کسی مفتری کا نام لینے کے بغیر علمی طور پر میں نے اس جگہ واضح کر دی ہے...... یہ مولانا عبدالحیؒ ہیں کہ جن کو نماز کی وہ جھلک نصیب ہوئی تھی...... جس کا میں نے ذکر کیا ہے...... آگے کس طرح وہ نماز (Develop) ہوئی وہ اس وقت میرا موضوع نہیں تھا...... حضرت مولانا شاہ عبدالحیؒ نے اس کو بیان کیا اپنے مرشد حضرت سید احمد شہیدؒ کی زبان سے...... صراط مستقیم (کتاب کا نام ہے) کے چار باب ہیں...... دو باب مرتب کیے مرشد کے فیض کی روشنی میں انہوں نے اور دو مرتب کئے شاہ اسماعیلؒ نے، تو شاہ اسماعیلؒ کا بھی پورا تذکرہ...... اور جتنے ان پر اعتراضات یہ لوگ کرتے ہیں...... ان سب کا میں نے اس (چارٹ) میں جواب دیا ہے اور کسی فرقے اور طبقے کا نام نہیں لیا ...... ہمیں اپنی بات مثبت کہنی ہے دوسروں پر اعتراض اور Attack وہی کرتے ہیں جو اندر سے خالی ہوں اس کے برعکس جن کے پاس......

صداقت

اور حقیقت

موجود ہو۔ ان کو کیا ضرورت ہے کسی پر اٹیک کرنے کی تو میں نے اس پر پوری تفصیل بیان کی ہے...... تو میں آپ حضرات میں سے صرف دس آدمیوں کو یہ گزارش کروں گا...... کہ اگر انہوں نے یہ مسئلہ جو میں نے آج بیان کیا ہے...... یــزکیھــم ...... کے تحت دلوں کا تزکیہ ہوتا ہے...... اور جو علماء دیوبند پر اعتراض ہوتے ہیں اہل بدعت کی طرف سے کہ ان کے ہاں نماز میں حضورؐ کا خیال آجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے...... اس کی حقیقت کیا ہے؟ بات آپ سب حضرات کو سمجھ آ گئی ہوگی۔

دیوبند سے مسئلہ پوچھا گیا وہ فرماتے ہیں کہ نماز میں خیال تو سب کو آئے گا جب حافظ تراویح میں قرآن پڑھائیں گے...... اور پیغمبروں کے نام بھی آئیں گے۔ پچھلے واقعات سامنے آئیں گے...... تو نماز میں خیال تو ان امور کا بے شک آئے گا۔ خیال پر اختلاف نہیں...... توجہ باندھنا اور نیت باندھنا اس پر اعتراض ہے کہ نیت باندھو صرف خدا کی...... خیال باندھو صرف خدا کا...... توجہ باندھو صرف خدا کی طرف۔ وہاں سے توجہ ہٹانا درست نہیں...... صرف ہمت نہ کرو...... توجہ کسی اور طرف نہ باندھو...... اپنا استاد لائق تعظیم...... لیکن نماز میں اس کی تعظیم نہ ہو...... مرشد کی تعظیم نماز میں نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں کرے حضرت عثمانؓ پر بڑی عجیب بات کہی...... وہ اس (چارٹ) میں نہیں زبانی یاد آ گئی...... حضرت عثمان غنیؓ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کوئی شخص جنگل میں نماز پڑھنا چاہتا ہے...... اور ڈر ہے کہ لوگ آگے سے نہ گزریں اور آگے رکھنے کیلئے کوئی چیز نہیں...... لوگ کبھی کوئی چھتری رکھ دیتے ہیں ...... کوئی لاٹھی رکھ دیتے ہیں...... لیکن اس وقت کوئی چیز نہیں تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا ایک آدمی ہے جس نے نماز پڑھی ہوئی ہے تو وہ اس کو کھڑا کر لے...... نماز پڑھنی ہے اور کوئی چیز نہیں ہے...... لکڑی بھی نہیں اور آگے سے کوئی گزرے تو خطرہ ہے نماز میں خلل کا...... ایک شخص نے نماز پڑھی ہوئی ہے اس کو کھڑا کر لے ...... آپ نے فرمایا ہاں کھڑا اس طرح کرے کہ اس کی ادھر پشت ہو چہرہ نہ ہو چہرہ اس کا آگے ہو...... جس طرح امام ہوتا ہے...... اس کی پشت ہوتی ہے ...... اور وہ نماز کے لئے مخل نہیں تو پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جو نماز تو پڑھ چکا ہے...... لیکن وہ اگر اس طرف منہ کر کے کھڑا ہوگا تو آپ کو اس کا چہرہ نظر آئے گا...... اگر وہ استاد ہے یا پیر ہے یا بزرگ...... تو اس کی تعظیم پیدا ہوگی...... تو

اللہ نہیں چاہتا کہ خدا کی تعظیم میں کسی اور کی تعظیم شامل کرو۔

اس لئے حضرت عثمانؓ کا یہ فیصلہ کہ اس کا دھیان آگے ہو کسی کی پشت دیکھو تو تعظیم پیدا ہوتی ہے؟ (نہیں) یہ اللہ تعالیٰ نے چہرے میں اور ماتھے میں وہ عظمت رکھی ہے کہ باکمال لوگوں کے سامنے جب لوگ آئیں...... تو ان کا دل جھک جاتا ہے...... لیکن یہ تاثیر اللہ تعالیٰ نے ان کاملین کے ماتھے میں رکھی ہے۔

تو فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہ اس کا منہ ادھر کرو ادھر پشت رہے تو دیکھئے تو حضرت عثمانؓ کی نظر کہاں پہنچی...... توحید کس طرح ان بزرگوں کے دل و دماغ میں بسی ہوئی تھی۔

ایک اور بات سنئے! ایک مولوی صاحب تھے مسجد میں اور مسجد کے جو منتظمین تھے...... ان میں ایک عزت مآب چودھری صاحب بھی تھے...... تو چودھری صاحب نے کہا ہوا تھا کہ میں ظہر میں آجاؤں...... تو نماز شروع کیا کرو...... ورنہ نہیں' جلدی نہ کرو...... وہ روز آجاتے روز نماز پڑھتے ایک دفعہ وہ آئے نہیں...... تو امام صاحب جو تھے انہوں نے نماز تو شروع کرادی...... تو خیال تھا کہ شاید اب آگئے ہوں...... اب آگئے ہوں...... اب آگئے ہوں' حتیٰ کہ رکوع میں چلے گئے...... تو انہوں نے رکوع ذرا لمبا کر دیا...... کہ اگر رکوع میں بھی شمولیت مل ہو جاتی ہے نا؟ (جی) تو رکوع لمبا کر دیا...... تو خیر وہ آئے یا نہیں یہ تو نہیں پتہ...... لیکن رکوع لمبا کر دیا...... اب سوال یہ ہے کہ نماز چودھری صاحب یا پیر صاحب کی بزرگی کا لحاظ کیا' کیا یہ جائز ہے......؟

فقہی مسئلہ:

تو فقہ حنفی کی کتاب ہے ''درمختار'' اس میں بحث کی کہ اگر کسی نے رکوع لمبا کر دیا کسی آدمی کے انتظار میں...... تو کیا یہ جائز ہے؟ تو درمختار میں ہے......

یخشی علیه الکفر ......اس پر کفر کا اندیشہ ہے......صرف نا جائز ہی نہیں کہ نماز جو خالصتاً تعظیم ایک ذات کی تھی......اس نے اس میں مسجد کے چودھری کو شامل کر کے اس کے لئے رکوع لمبا کیا تو چونکہ یہ نماز ہی اس کی......اس کی تعظیم کی گئی...... اب اس کرنے والے پر کفر کا اندیشہ ہے۔

اب کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی امام کو چودھری کا تو انتظار نہیں، بڑے آدمی کا انتظار نہیں......لیکن اس نے نماز میں محسوس کیا کہ کئی لوگ وضو کر کے نماز میں آرہے ہیں تو وہ جو چار پانچ آدمی آرہے ہیں......وہ عوام میں ہیں یا خواص میں؟ (عوام میں) ان کی کوئی عزت اور تعظیم امام صاحب کے دل میں نہیں تو امام صاحب رکوع میں گئے۔تو انہوں نے رکوع کو لمبا کر دیا......کہ ان بے کسوں کی مدد ہو جائے اور ان کو جماعت نصیب ہو جائے' جماعت کا ثواب مل جائے...... یہ آخری رکوع ہے چوتھی رکعت کا اس میں یہ شامل ہو جائیں......انہوں نے ان کی ہمدردی کے لئے رکوع لمبا کیا یا ان کی تعظیم کیلئے؟ (ہمدردی کیلئے) اور جو پہلے چودھری صاحب کا انتظار کیا تھا......اس کیلئے انہوں نے رکوع کو لمبا کیا تھا......وہ ہمدردی کے لئے یا تعظیم کیلئے؟ (تعظیم کے لئے)

تو درمختار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ کوئی امام اگر رکوع کو لمبا کرتا ہے کسی کی تعظیم کے لئے اس پر کفر کا اندیشہ ہے ہمدردی کے لئے یہ جائز ہے۔

دیکھئے فقہاء کتنی باریکی کے اندر اترتے ہیں......اس سے پتہ چلا کہ نماز میں اللہ کی تعظیم کے ساتھ کسی کی تعظیم کو ملانا جائز نہیں......اس لئے حکم ہوا' کہ جب تم نماز پڑھو جنگل میں تو کوشش کرو کہ کوئی لکڑی ہو یا چھتری ہو آگے گاڑو......تاکہ کوئی شخص نمازی کے آگے سے نہ گزرے......یہاں انسان کو نہ کھڑا کرو......اگر لکڑی نہیں پھر بے شک انسان کو کھڑا کرلو تو لکڑی کا درجہ زیادہ ہے یا انسان کا؟

(انسان کا) اب اگر کوئی کہے کہ دیکھو مولوی صاحب نے عجیب مسئلہ کیا کہ لکڑی آگے ہو تو نماز جائز ہے۔ اور انسان ہو تو پھر درست نہیں...... تو ایسی بات جاہل کہہ سکتے ہیں یا پڑھے لکھے؟ (جاہل) کہ دیکھو انہوں نے بے جان لکڑی کا درجہ جاندار انسان اشرف المخلوقات سے بڑھا دیا۔

میں نے سبق پڑھایا ہے:

میں یہ کہہ کر بات کو ختم کر رہا ہوں کہ علم کی بات ذہن میں اترنی چاہیے میں نے آپ کو سبق پڑھایا ہے جس طرح استاد پڑھاتے ہیں...... جس طرح علماء تقریر کرتے ہیں...... وہ لائن میں نے چھوڑ دی...... میں نے استاد کی طرح کیوں کہا؟ بیس سال میں نے ڈگری کالجوں میں پڑھایا ہے...... تو عادت ہے کہ پڑھانے کے انداز میں بات کہوں...... تو میں نے آپ کو اس لئے یہ بات کہی...... اب شاید مجھے اس انداز میں موقع نہ ہو بات کرنے کا...... میں پھر کبھی آؤں تو اور بات ہوگی...... پھر کبھی درس ہو تو اور بات ہوگی...... لیکن یہ بات تو شاید دوبارہ نہ ہو تو جن ساتھیوں کو یہ بات سمجھ میں آ گئی...... ان سے درخواست کرتا ہوں...... کہ وہ اس کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور سمجھیں تو آپ کو نماز کا وہ مقام نصیب ہو جائے گا...... جو پہلا مقام ہے کہ توجہ خدا پر باندھنا یہ نصیب ہو جائے گا...... تو نماز کی انتہا کس پر ہوتی ہے ...... التحیات...... پر، تو ہم جب کہتے ہیں ..... التحیات للہ والصلوات والطیبات .... اللہ کے حضور حاضری دی۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے قرب میں موجود دیکھے آپ کر بھی .... اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا اللہ سے توجہ کا ہٹنا نہیں ہٹانا نہیں یہ سارا منظر جب جبرائیل نے دیکھا مومن نے کہا ... اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ تو پھر اللہ تعالی نے جواب میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا...... اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی...... کہ یہ تیرا سلام میری امت کے نیک بندوں پر بھی اترے...... اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْن ...... اے اللہ سلامتی کا تحفہ جو نماز میں آرہا ہے...... یہ ہم پر بھی اور سارے صالحین امت پر بھی...... نمازی نے کیا کہا؟ صرف نبی ﷺ پر...... اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ...... نبی ﷺ کی رحمت جوش میں آئی...... انہوں نے کہا...... اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْن ...... جبرائیل ساری یہ بات سن رہے تھے اور انہوں نے کہا...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ...... التحیات مکمل ہوگیا...... آپ کا التحیات مکمل ہے...... بعد میں دعائیں ہیں۔

نماز میں محنت اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... پر محنت کرو...... تو پھر سورۃ فاتحہ پڑھنا اور سورۃ ملانا...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... کے بعد...... تو پہلی محنت کس پر؟ (سبحانک اللھم پر) کیوں؟ یہاں نیت باندھی جاتی ہے اور...... اَلتَّحِيَاتُ...... پر اس کی انتہاء ہے......

یہاں اس کا پھل دیکھا جاتا ہے۔

ثمرہ دیکھا جاتا ہے۔

نتیجہ دیکھا جاتا ہے۔

تو سب سے پہلی محنت کس پر ہے؟ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نماز قائم کرنا نصیب فرمائے۔ (آمین) اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے دلوں پر محنت کی تھی...... جو تزکیہ قلب کی محنت وہاں سے پا چکے تھے...... ان کا سب سے اونچا مقام کیا تھا؟ (نماز) اور اولیاء اللہ

ترستے رہے کہ صحابہ کرامؓ کی جو نماز ایک تھی...... اس کی جھلک ہمیں مل جائے...... اس دور آخر میں اس نماز کی جھلک اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں شاہ اسماعیلؒ شہید اور شاہ عبدالحئیؒ پر ڈال دی۔

صراط مستقیم بے مثال تالیف:

میں باوضو ہوں اللہ نے قرآن کریم پڑھنے کا موقع دیا...... تفسیر بھی تھوڑی بہت پڑھی...... حدیث بھی پڑھی۔ لیکن عقیدہ توحید کی سمجھ آئی۔ صراط مستقیم (کتاب کا نام) پڑھنے سے...... اس سے کتاب فقہ اور حدیث پاک کے رموز کھلے ایک مرشد کامل...... وہ جو مرشد کے ارشادات ہیں جو مولانا عبدالحئیؒ دہلویؒ اور مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جمع کئے ہیں...... اس کو پڑھنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہوا...... سارے علوم پہلے پڑھے ہوئے حل ہو گئے تو میں نے کہا اللہ تو نے بڑا ہی تحفہ دیا...... تو صراط مستقیم کی وہ بات جس کی میں نے یہاں شرح کی ہے...... اللہ سمجھنے کی توفیق بخشے...... تو ہمارا علمی باپ کون؟ دیوبند اور دادا کون؟ دہلی تو یہ جو دو سلسلے جاری ہیں اس طرح اوپر سے آپ کو بھی دو سلسلے ملیں...... ہمارا دین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا تو پہلا طبقہ صحابہ کرامؓ کا، خلفاء راشدینؓ کا اور پھر ان سے آگے پورے صحابہ کرامؓ...... ان میں نمایاں طور پر جو صف بنتی ہے وہ کن کی؟ خلفاء راشدینؓ کی ہمارا صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہلسنت کا جو عقیدہ ہے اس کے تحفظ کے لئے یہ بھی اسی طرح کی ایک تحریر ہے...... یہ شجرہ مودت ہے' مودت کے معنی عربی میں محبت اور جوڑ کے تو ہمارا خدام دیوبند کا منصب رہا کہ ہم امت کو جوڑ کر چلتے ہیں توڑ کر نہیں...... ہم غلط فہمیاں دور کر کے امت کو جوڑتے ہیں یا ہم کسی کے خلاف زبان کھولتے ہیں؟ (نہیں) اگر یہ کہا کہ نماز میں کسی اور طرف رخ نہ کرو یہ توحید صرف خدا کی شان ہے۔

پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے لطف جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں لطف عام اس کا
شہادت دے رہی ہے اس کی یکتائی پر ذات اس کی
دوئی کے نقشے سب جھوٹے سچا ایک نام اس کا

تو صحابہ کرامؓ اور صف اول، کے بارہ میں عقیدہ کی صحت آپ کو نصیب ہوگئی۔

سوال: رکوع میں آدمی شامل ہو جائے تو اس کی رکعت ہو جاتی ہے۔ جبکہ احناف کے نزدیک قیام فرض ہے اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک سورۃ فاتحہ لازم ہے۔ قیام دونوں کے نزدیک فرض ہے۔

جواب: جب کوئی شخص رکوع میں آیا ہے اور رکوع میں شامل ہو جائے تو رکوع میں وہ کہاں سے جائے گا؟ قیام سے تو قیام خود ہی ہو جائے گا...... یعنی جب وہ آیا ہے آتے ہی رکوع میں ہی چلا گیا یا کھڑا بھی ہوا ہے...... تو جب اس نے نیت باندھی تو نیت جب باندھ رہا ہے کانوں تک ہاتھ اٹھا رہا ہے تو کانوں تک ہاتھ رکوع میں اٹھائے گا؟ نہیں تو وہ کانوں کو ہاتھ کھڑے ہی لگائے گا...... تو اتنا اس نے قیام کر لیا پھر رکوع میں داخل ہوگیا...... اب قیام تو اس سے ہوگیا' لیکن قیام کا امام کے ساتھ ہونا ضروری ہے یہ کہیں نہیں...... رکوع کا امام کے ساتھ ہونا ضروری ہے...... اگر کسی نے رکوع امام کے ساتھ نہیں پایا اس کو رکعت نہیں ملے گی...... اگر قیام امام کے ساتھ نہیں پایا...... قیام اس کا ہوا ہے نماز میں داخل ہونے کیلئے...... تو اس کا اتنا ہی قیام کافی ہے جب کھڑا ہوا تو قیام اس کا ہوگیا۔

فجر کی نماز کی رکعتیں کتنی ہیں؟ (دو) اور مغرب کی؟ (تین) یہ جو لفظ ہے رکعات...... رکعات کس سے نکلا ہے...... رکوع سے تو اللہ کی شان دیکھو کہ رکعتوں کا نام بھی رکوع پر ہی ہوا ہے...... معلوم ہوا کہ رکعت تب ہی ہوگی اگر رکوع ملا ہے......

تو جب رکوع اس کو مل گیا..... تو معلوم ہوا کہ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں تھی۔ حتیٰ کہ جو کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھو..... وہ بھی کہتے ہیں کہ اگر رکوع میں چلا گیا..... تو اس کی فاتحہ معاف ہے..... یہ نہیں کہا جائے گا کہ فاتحہ نہیں ہوئی اس لئے رکعت نہیں ہوئی..... تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ فاتحہ رکن نہیں۔

سوال: آپ نے کہا کہ صحابہ کرامؓ والی نماز وہ تو نماز محمدی پڑھتے تھے اور اور آپ صحابہ کرامؓ والی؟

جواب: صحابہ کرامؓ والی نماز جو میں نے کہا اس سے مراد رکعات نہیں..... رکوع سجود کی تفصیل نہیں..... اس سے مراد یہ تھی کہ جس طرح نماز میں دل ان کا بندھا ہوا ہے اور خدا کا فیضان ان پر اتر رہا ہے..... تو وہ ہے صحابہ کرامؓ والی نماز ہے..... ورنہ جو ہم سب کی نماز ہے..... یہ وہی نماز ہے جو حضور ﷺ نے نقشہ دیا..... کیا ہر ایک کی نماز میں رکوع ہے یا نہیں؟ (ہے) ہر ایک کی نماز میں سجدہ ہے یا نہیں؟ (ہے) کیا آپ کی نمازوں میں التحیات ہے یا نہیں؟ (ہے) اور رکعتیں بھی وہی حضور والی ہیں یا نہیں؟ (ہیں) تو نماز تو آپ کی ہے محمدی..... لیکن دل کے حالات ایسے بتا رہے ہیں کہ صحابہ کرامؓ والی نماز نہیں۔ صحابہ کرامؓ والی نماز یہ کہ دل کی بھی وہاں تک رسائی ہو..... تو میں نے جو یہ کہا کہ صحابہ کرامؓ والی نماز پڑھو..... باطن کے لحاظ سے یا ظاہر کے لحاظ سے؟ (باطن کے) باہر کے لحاظ سے الحمدللہ جو نماز کا نقشہ ہے..... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا ہے اور ہم جس طرح نماز پڑھتے ہیں..... تو لوگ ہمیں غلط پروپیگنڈے سے کہتے ہیں کہ یہ محمدی نماز نہیں..... وہ آپ کے پاس کہتے ہیں ہمارے پاس آ کر نہیں کہتے ..... کیوں؟ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ نماز کا کوئی طریقہ بتاؤ جو محمدی شریعت کے خلاف ہو..... یہ نماز یں ہماری یونہی ہیں تو کسی کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونا کہ ہر شخص حوالے جیب میں

لئے پھرتا رہے...... آپ کا فرض ہے اور ایک نسخہ بتادوں...... آپ کی نماز پر کوئی شخص اعتراض کرے...... تو ایک ہی اس کا جواب دیں کہ یہ بات ہمارے علماء سے جا کر کہو۔

ہم عام اہلسنت اپنے کارخانے میں کام کرتے ہیں...... ہم اپنے سکول میں پڑھاتے ہیں...... ہم ڈاکخانے میں ملازم ہیں...... فلاں جگہ ملازم ہیں...... ہم عالم نہیں ہیں' ہمیں اپنے علماء پر اعتماد ہے...... اور یقین کرتے ہیں کہ ہماری نماز...... نماز محمدی ہے...... تمہیں اگر اعتراض ہے تو ہمارے علماء سے جا کر پوچھ لو...... آپ اگر کہہ دیں کہ ہمیں پتہ نہیں تو کوئی حرج ہے؟ (نہیں) ہم اپنے علماء پر اعتماد کرتے ہیں تم نے اگر پوچھنا ہے تو ان سے پوچھ لو...... اگر کہتے ہو کہ وہ وقت نہیں دیتے...... تو آپ کہیں میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور وقت دلا دیتا ہوں ...... اور جب لے جائیں تو پھر یہ جانیں' وہ جانیں آپ کی چھٹی...... آپ اپنے کام پر واپس تشریف لے جائیں۔

لیکن ہر شخص یہ جواب دے کہ نماز محمدی ہے یا نہیں؟ ہر شخص جواب دے سکتا ہے؟ میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں تو اتنے میں لاؤڈ سپیکر بند ہو گیا...... تو میں کہوں گا کہ بھائی تو ٹھیک کر یا میں کہوں کہ جو اس لائن کو جاننے والا ہے اس کو بلاؤ...... تو جب بجلی خراب ہو جائے تو ہر ایک کو نہیں کہا جاتا لاؤڈ سپیکر خراب ہو جائے...... ہر ایک کو نہیں کہا جاتا تو دین ہی ایک رہ گیا کہ ہر کسی کو پتہ ہو کہ نماز محمدی کیا ہے؟

کس قدر جاہل ہیں اور فتنہ باز وہ لوگ جو ہر نمازی سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کو پتہ ہو پورا...... تو ایک شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے...... میں نے کہا کہ تو

ایمانداری سے بتا تو نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے؟ اب کہتا ہے کہ نہیں، میں نے کہا کہ پھر تو اس کو حدیث کیوں پیش کر رہا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا...... تو یہ جو کہہ رہا تھا کیا اس نے دیکھا تھا؟ (نہیں) تو دیکھا تو میں نے بھی نہیں تو میں نے کہا کہ جس مولوی نے تمہیں یہ سکھایا ہے عقل اس کو بھی نہیں۔

میں اپنے اس ساتھی سے پوچھتا ہوں الحمدللہ آپ نمازی ہیں...... لیکن آپ نے جو ابتداء میں نماز سیکھی...... وہ مشکوۃ سے سیکھی تھی؟ کہتے ہیں نہیں...... قدوری پڑھ کر سیکھی تھی؟ (نہیں) ایک رسالہ تھا جو بازار میں ملتا تھا ان دنوں...... اس کی قیمت تھی چار آنے...... اس پر لکھا ہوا تھا نماز مترجم...... وہ لے کر ہم آئے اور والدہ نے یاد کرانی شروع کی...... تو نماز آپ نے سیکھی اس رسالے سے...... نماز آپ نے سیکھی اپنے والد سے یا والدہ سے...... اس کے بعد آپ کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی مشکوۃ پڑھنے کی...... یا قدوری پڑھنے کی...... تو دیکھا کہ اس نماز کی بنیادیں بھی قائم ہیں...... تو کوئی نماز کو سیکھنے والا ایسا ہے کہ جس نے حضور کو دیکھ کر نماز شروع کی ہو...... آپ میں سے کوئی ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور نماز شروع کی؟ (نہیں) اور یا کوئی ہے جس نے بخاری شریف پڑھ کر نماز شروع کی یا کوئی ہے جس نے ہدایہ پڑھ کر نماز شروع کی بھائی نماز تو ہم نے شروع کی ہے...... اپنے باپ، بھائی یا کسی بزرگ کے سکھانے پر...... دو آنے یا چار آنے کا رسالہ ہم خرید کر لائے...... ہم نمازی ہو گئے۔

اس وقت کی نمازیں آپ بتائیں جب آپ نے علم نہیں پڑھا تھا...... اور اس وقت نماز پڑھی تھی...... سیکھی تھی تو وہ نمازیں خدا قبول کرے گا یا نہیں؟ (ان شاء اللہ) تو معلوم ہوا کہ خدا کا نماز قبول کرنے میں معیار یہ ہے کہ تمہاری

نیت درست ہو...... ورنہ بچپن کی نمازیں، آپ اپنے بچوں کو مسجد میں لے جاتے ہیں۔تو آٹھ سال کا بچہ ہو وہ نماز پڑھتا ہے...... تو اس کو بخاری پڑھا کر لے جاتے ہیں؟ (نہیں) مشکوٰۃ؟ (نہیں) تو خدا اس کی نمازیں قبول کرتا ہے یا نہیں؟

میں ایک دفعہ افریقہ گیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد وہاں بہت ہیں...... تو امام مالک کے نزدیک ستر جو ہے وہ گھٹنے سے لے کر ناف تک نہیں...... ہمارے مسلک میں ستر جس کا ڈھانپا رہنا ضروری ہے...... وہ گھٹنے سے ناف تک ہے امام مالکؒ کے مسلک میں ایسا نہیں بالکل گھٹنے کے پاس جو حصہ ہے ان کے ہاں وہ ستر میں نہیں تو میں نے وہاں ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو دیکھا...... اتنا ہجوم جتنا عید کی نماز ہو...... بڑے نمازی اور جتنی آپ کی مسجدیں عید میں بھرتی ہیں...... اتنی وہاں ہر نماز میں بھرتی ہیں...... تو ہم وہاں گئے تو میں نے باہر دکانوں پر کھڑے کچھ نمازی دیکھے نوجوان کہ جنہوں نے نیکر پہنی ہوئی ہے اور نماز پڑھ رہے ہیں...... تو میرے ساتھ ایک مولوی صاحب تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ جو نیکر پہن کر نماز پڑھ رہے ہیں...... ان کا تو ستر نظر آ رہا ہے...... میں نے کہا کہ مالکی فقہ میں اس کی گنجائش ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ فقہی مسائل میں...... اجتہادی مسائل میں کہ جس نے کوئی مسئلہ بتایا اور غلطی کر گیا...... تو اس کو بھی ایک اجر اور جو صحیح نتیجہ پر پہنچا کوئی غلطی نہیں...... اس کو دو اجر ملیں گے۔

تو اجتہادی مسائل میں اجر ملتا ہے سزا نہیں اب امام مالک مدینہ کے امام ہیں...... انہوں نے اگر ستر کے مسئلہ پر اختلاف کیا اور ان لوگوں نے عمل کیا ہم سمجھتے ہیں یہ عمل غلط ہے...... لیکن یہ بھی اور اللہ کے ہاں اجر پائیں گے۔

تو اب سوال یہ تھا کہ ہم اس نماز میں شامل ہوں یا نہ؟ تو میرے دل میں

بڑی کراہت آئی کہ میں ان لوگوں میں نماز میں کس طرح شامل ہوں؟ تو میں نے کہا کہ امام تو آگے صحیح ہوگا...... تو اب بڑا ہجوم تھا کالوں کا...... اور ایسا ہجوم کہ نیکروں کے ساتھ کھڑے ہیں کوئی کس طرح کھڑا ہے کوئی کس طرح کھڑا ہے...... عورتیں بھی کھڑی ہیں مرد بھی کھڑے ہیں...... پہلے دل نے فیصلہ کیا کہ ہم نماز میں شامل نہ ہوں...... پھر میں نے ادھر دھیان کیا۔

میں نے کہا وہ مالک ان نادانوں کے دلوں کے جذبوں کو تو جانتا ہے...... اب یہ دوڑ دوڑ کر نماز میں شامل ہو رہے ہیں...... جن کو مسائل کا کوئی علم نہیں اور دین کا کوئی علم نہیں...... ان کے دلوں کی نیت جو ہے...... وہ تو اللہ جانتے ہیں تو جو نماز ان کی قبول کرے گا کیا میری ایک نماز بھی ایسی قبول نہیں کرے گا؟ میں اللہ اکبر کہہ کر اس میں شامل ہو گیا۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جذبات دیکھے جاتے ہیں، نیات دیکھی جاتی ہیں...... اور آپ کو پتہ ہے کہ دنیا میں ہر چیز کی قیمت ہے...... لیکن جذبے کی کوئی قیمت نہیں...... یہ خدا کی طرف نکیں تو صحیح دھیان تو کرو خدا کی طرف...... دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن میں نے پھر یہ کہہ دیا۔

تو نمازوں کے بارے میں یاد رکھیں...... ایسے آدمی نہیں ملیں گے...... جنہوں نے بخاری دیکھ کر نماز یاد کی ہو...... جنہوں نے ھدایہ دیکھ کر نماز یاد کی ہو...... نماز اسی طرح چلتی آرہی ہے...... کہ پچھلوں نے پہلوں کو گھروں اور مسجدوں میں نماز پڑھتے پایا......

......آپ نے......

ماں کو پڑھتے پایا

باپ دادا کو پڑھتے پایا

کسی کو بہن نے نماز سکھا دی

کسی کو بھائی نے نماز......اس طرح آئی ہے یا نہیں؟ (آئی ہے) اس طریقے کو کیا کہتے ہیں...... اس طریقے کو کہتے ہیں...... "سنت" سنت کے معنی ہیں کہ پہلوں کو دیکھ کر جو بات چلے...... ہم نے اپنے باپ دادا کو نماز پڑھتے پایا، انہوں نے اپنے باپ دادا کو پایا انہوں نے اپنے باپ دادا کو پایا......تو یہ سند......

Rightly Fraced tase back to the Companion

صحابہ کرامؓ تک یہی بات گئی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پڑھی......تو نماز اس امت میں قائم ہوئی ہے سنت سے...... حدیث سے نہیں۔ کتابوں میں جو آئی ہیں...... وہ کیا ہیں؟ (حدیثیں) اور جو عمل امت کا چودہ سو سال سے چلا آیا ہے اس کا نام ہے "سنت" صحابہ کرامؓ کو تابعین نے دیکھا ......تابعین کو تبع تابعین نے دیکھا...... ان کو آگے مجتہدین نے دیکھا اور ان کو محدثین نے دیکھا......تو اب تک جو نماز قائم ہوئی ہے امت میں وہ سنت سے قائم ہوئی ہے یا حدیث سے؟ (سنت سے) تو آپ کون ہوئے؟ (اہلسنت) جنہوں نے نماز سنت سے پائی ہے کہ پہلوں نے جو کیا وہ ایک سنت چلی آرہی ہے...... جب تک میدان میں کوئی ایسا نمازی کھڑا نہ ہو جو کہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر نماز شروع کی...... یا بخاری پڑھ کر شروع کی...... اس وقت تک یہ نہ کہیں کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی۔

ایک شخص مجھے ملا تھا...... جس نے کہا تھا کہ میں نے نماز بخاری شریف دیکھ کر شروع کی ہے...... میں نے کہا کہ تو پہلے نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کہتا ہے میں ہندو تھا...... پھر میں مسلمان ہوا......تو میں نے مطالعہ شروع کیا...... جب میں نے مطالعہ شروع کیا...... تو پھر میں مسجد میں جا کر کسی مولوی صاحب کے ہاتھ میں

مسلمان ہوا...... اور پھر نماز شروع کی...... تو سوائے اس ہندو کے کوئی نہیں جس نے حدیث دیکھ کر نماز شروع کی ہو...... اس ہندو کے سوا کوئی ایسا ہے جس نے حدیث دیکھ کر نماز شروع کی؟ تو نماز تو مسلمانوں میں ایک تسلسل سے چلی آرہی ہے کس سے؟ (سنت سے)

سوال: وہ کہتے ہیں کہ نماز حنفی آپ نے اس کا نام کیوں رکھا ہوا ہے؟

جواب: نماز حنفی اس لئے نام رکھا کہ ایک نسبت جو ہے کہ ہم لوگ حدیثیں پڑھتے ہیں تو حدیث میں نمازوں کی کئی قسمیں ہیں...... کہیں آتا ہے کہ آپ نے ہاتھ یہاں باندھے...... کہیں آتا ہے ناف سے نیچے باندھے کہیں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آمین اونچی کہی...... کہیں آتا ہے کہ انہوں نے آمین آہستہ کہی...... اب ان میں سے ہم خود کون سا طریقہ چنیں نماز کا...... ایک طریقہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ ہم یہ طریقہ چنیں...... یہ جو ہم نے اپنا حق چننے کا تھا...... ہم نے امام ابوحنیفہؒ کو دے دیا...... اور نماز کا نام رکھ دیا ''حنفی'' اگر میں اپنی نماز کو حنفی نہ کہوں اور خود طریقہ چنوں تو اس کا نام ہوگا ''محمودی نماز'' ہوئی ...... کیونکہ میرا نام محمود ہے تو یہ نماز محمودی ہوئی...... آپ کا نام مقبول ان کی نماز مقبولی نماز...... اور ان کی نماز' نماز خواجگان...... تو بھائی یہ نمازوں کی نسبتیں اپنی طرف کرنے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ

ابوحنیفہؒ کی طرف کرلو

امام شافعیؒ کی طرف کرلو

یا امام مالکؒ کی طرف کرلو

ہم نے کہا کہ اونچی نسبتیں کرلیں تو یہ اس سے بہتر ہے...... کہ انہیں اپنی طرف کریں۔

تو یہ جو حنفی لفظ ہے یہ محمدی کے مقابلے میں نہیں صحابہؓ کے مقابلے میں نہیں اپنے مقابلے میں ہے کہ ہم لوگ خود اپنی رائے قائم نہیں کرتے...... ابوحنیفہؒ کی مان لیتے ہیں تو یہ ہم نے اچھا کام کیا کہ اپنی طرف نسبت نہیں کی...... اوپر کی طرف نسبت کر لی ہے۔

ہم لوگ ہندوستان کے رہنے والے ہیں پھر پاکستان میں آئے تو ہمارا مرکز علم یہاں کہاں ہے؟ (دہلی) تو ہم پاکستان کے لوگ ان مراکز کے ساتھ ہیں ...... دہلی اور دیو بند...... تو شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سمجھائی...... میں جب کتابیں پڑھ رہا تھا...... ہر طرح کی روایتیں پڑھیں...... رفعنی رسول اللہ...... مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریق بتلایا...... ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة ...... کہ حنفی فقہ میں وہ بہترین طریقہ موجود ہے...... جس میں نماز کی وہ ادا ہے۔ جو میری سنت کے سب سے زیادہ قریب ہے ...... تو اس میں حنفی کا لفظ پایا جاتا ہے...... جب یہ درست ہے تو حنفی نماز میں اصلاحاً کوئی غلطی نہیں۔

تو شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب، الانصاف صفحہ نمبر 53 پر لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں جو شخص عالم نہیں اس کے لئے تقلید واجب ہے...... وجب علیه ان یقلد لمذهب الی حنیفه ...... وہ ابوحنیفہؒ کے مذہب کی پابندی کرے واجب ہے۔ یہ کس نے لکھا ہے؟ (شاہ ولی اللہؒ) تو شاہ ولی اللہؒ وہ ہیں جو تمام علماء کے سرتاج ہیں۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے باپ ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ تقلید واجب ہے۔ ہندوستان والوں پر کس کی؟ (ابوحنیفہؒ) کیوں؟ یہاں فقہ انہی کی رائج ہے۔

شافعی فقہ نہیں

مالکی نہیں

حنبلی نہیں

تو فرماتے ہیں وہ ابو حنیفہؒ کی پیروی کرے...... یہ لکھا ہوا ہے اگر آپ شاہ ولی اللہؒ کے تذکرے پڑھ لیں تو جو لوگ کہتے ہیں کہ حنفی اپنے آپ کو کیوں کہتے ہیں؟ یہ اس لئے کہ ہماری نسبت اپنی طرف نہ رہے امام ابوحنیفہؒ...... کی طرف ہو جائے...... اپنے آپ کو مٹانا اور بڑوں سے نسبتیں پانا ایک بڑا انسانی شرف ہے۔

سوال: امام ابوحنیفہؒ کا اپنا نام کیا تھا؟ وہ اس نام سے کیوں منسوب نہیں کیا واقعی ان کی بیٹی کا نام حنیفہ ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہؒ کا اپنا نام نعمان ہے...... ان کے والد کا نام ثابت تھا......اور عربوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ نام کے ساتھ کنیت بھی رکھ لیتے ہیں...... کنیت کا معنی کہ کنایہ کے طور پر نام آ جائے...... اب حضرت ابو ہریرہؓ کا نام کس کو معلوم ہے؟ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے...... لیکن ابو ہریرہؓ یہ کنیت ہے...... تو اگر ابو ہریرہؓ جیسے صحابیؓ کو بلی کے نام پر ابو ہریرہؓ کہا گیا...... تو ابوحنیفہؒ کو تو حنیفہ کے نام پر ابوحنیفہؒ کہا گیا ہے ...... اگر وہ بیٹی ہے تو بیٹی کا درجہ بلی سے تو آگے ہے...... تو اتنے جلیل القدر صحابیؓ کا نام کیا تھا ''عبدالرحمٰن'' کنیت ان کی کیا؟ ابو ہریرہؓ...... تو نسبت ابو ہریرہؓ کی کس طرف ہوئی؟ بلی کی طرف ...... تو اگر بلی کی بجائے بیٹی کی طرف ہو جائے تو اس میں کوئی عیب ہے؟ (نہیں)

تمام محدثین نے ابو ہریرہؓ کی روایتیں نقل کیں اور کسی نے نہ کہا کہ دیکھو اتنی گستاخی کیوں؟ یہ کیا اس کو بلی کا باپ بنا دیا۔

نمبر 2:۔ واقعہ حنیفہ، ابو حنیفہ کی بیٹی کا نام نہیں تھا...... جنہوں نے یہ بیان کیا ان کی غلطی مؤرخین نے لکھ دی ہے...... وہ دین جو ابراہیم علیہ السلام کا چلا آ رہا ہے...... اس کو شروع سے کہتے آئے تھے ملت حنیفہ...... اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ......تو

جو ابراہیم کی طرف نسبت تھی دین حنیف کی...... اس اعتبار سے ابو حنیفہؒ کو کہا کہ یہ اسی دین کا پرچار کرنے والے اور اس دین کے استاد ہیں کہ جس میں حنفیت ہے ...... اس معنی میں جس میں ابراہیم کا دین...... دین حنیفی تھا...... تو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کی ایک بیٹی حنیفہ تھی یہ درست نہیں۔

تو میں الزاماً کہتا ہوں کہ بھائی پھر بھی اگر بیٹی بھی ہو تو بیٹی کی طرف نسبت وہ اونچی ہے یا ملّی کی طرف طرف زیادہ اونچی ہے؟ (بیٹی کی طرف)

سوال: آج کل کے نوجوان پوچھتے ہیں کہ تصوف کی کیا حقیقت ہے اور مرشد کی کیوں ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: یہ بات آپ خود جانیں میں نے آپ کو مسئلے کا جواب تو دے دیا کہ فرض کی رکعتیں فجر کی کتنی ہیں ''دو'' مغرب کی کتنی ہیں ''تین'' تو میں نے مسئلہ تو بتا دیا ...... اب یہ کہ آپ کا دل جو ہے وہ اس نماز کا مقام پالے...... جو صحابہ کرامؓ کی نماز کا تھا...... تو میں آپ کو کچھ دے سکا ہوں؟ بتا تو سکا ہوں لیکن کچھ دیا نہیں پایا...... تلقین اور نصیحت تو کی...... لیکن دے تو نہیں سکا...... جب میں نہیں دے سکا تو اس کا جواب آپ کو خود مل گیا...... کہ مرشد کی ضرورت کیوں ہے؟ مرشد کی ضرورت اس لئے کہ اس کی خدمت میں بار بار حاضری سے دل میں وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو پاک دلوں کی ہوتی ہے...... مرشد اپنے مریدوں کے دلوں پر محنت کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اس طرح بتاتے ہیں فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جب آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں...... ہمارے دل کا حال اور ہوتا ہے جب ہم چلے جاتے ہیں تو وہ حال باقی نہیں رہتا تھا...... تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنا حال یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں

ہوں تو کیفیت اور اور اثر بہت اونچا...... تو جب ان کا اپنا یہ حال ہے...... تو ہم لوگ جو عاصی ہیں حضرت سے چودہ صدیوں کے فاصلے پر ہیں...... ہم اپنے اپنے گھروں میں جائیں تو عام ہوں گے...... تو وقت میں جو لوگ ایسے ہوں جن کے بارے میں گمان ہو کہ اللہ ان سے پیار کرتا ہے...... ان کی مجلس میں آپ رہیں تو آہستہ آہستہ ان کے دل میں پاکیزگی آپ کے دلوں میں بھی اترے گی...... تو مرشد کی ضرورت اسی لئے ہے کہ وہ اس راہ پر لگائے باقاعدہ تربیت کے ساتھ...... اس لئے کہتے ہیں کہ مرشد اس کو بناؤ جس تک رسائی ہو...... اس سے آپ کو کام مل سکیں۔

ایسا نہ ہو کہ ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا مرشد کون ہے؟ اس نے کہا کہ ترکی میں کسی کو مرشد مان آیا ہوں اور وہ بھی ...... کس طرح مان آیا ہوں' خط بھیج کر...... تو جس سے استفادہ کرنے کی راہ آسان نہیں اس کی بیعت سے کیا فائدہ؟

سوال:۔ حضور لکھتے بھی تھے...... آپ خط پڑھتے بھی تھے تو پھر آپ کو امی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ پڑھتے تھے...... یہ صحیح نہیں آپ خط پڑھواتے تھے...... پڑھتے نہیں تھے...... تو وہ امی تھے۔ الفاظ کو پہچانتے نہیں تھے...... اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ رکھا ہوتا تھا...... کہ جب کہیں خطوط بھیجیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ دیں۔

تو یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھ سکتے تھے...... یہ قرآن کے مطابق نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اے میرے پیغمبر ﷺ...... ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان ...... آپ نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے اور ایمان کے تقاضے کیا ہیں؟ اور فرمایا...... لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِينِكَ ...... آپ اپنے ہاتھ سے لکھ نہیں

سکتے تھے...... لَا تَخُطُّهٗ ......تو نہیں لکھ سکتا...... بِيَمِيْنِكَ......اپنے ہاتھ سے......اگر تو لکھ سکتا ہوتا......اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ......تو شک کرنے والے شک کرتے کہ قرآن خود تیار کیا ہے......اور پھر لائے ہیں پبلک میں...... کیوں؟ اس لئے جو امی ہے اس کے ذہن میں خیال تو آ سکتے ہیں۔لیکن وہ لکھ تو نہیں سکتا۔

اب میں الحمدللہ کئی کتابوں کا مصنف ہوں تو میں نے جو کتابیں لکھیں ہمیں بار بار پڑھنی پڑتی ہیں...... بار بار ہم تصحیح کرتے ہیں کئی دفعہ خود لکھے لفظ کاٹتے ہیں تو تب جا کر کہیں کتاب بنتی ہے......قرآن کریم جب بھی کاتبین وحی لکھتے رہے ان میں سے کسی نے پھر اس میں کوئی کانٹ چھانٹ نہیں کی۔

تو قرآن جیسی کتاب وہ امی لے کر آیا جس نے کبھی اس میں کمی بیشی نہیں کی...... وہ کتاب ایسی ہے کہ اب تک بے مثال ہے۔اللہ رب العزت نے خود فرمایا کہ یہ کتاب جو ہے یہ ہم نے آپ پر اس طرح اتاری کہ...... لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ...... آپ اسے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتے تھے......اگر لکھ سکتے ہوتے ......اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ......تو کافر دعویٰ کرتے کہ لکھ کر لائے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

عظمت نزولِ وحی

خطبہ:

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی...... خصوصاعلی سید لرسل و خاتم الانبیاء......وعلی الہ الاتقیاء واصحابہ الاصفیاء...... اما بعد ......
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم...... بسم اللہ الرحمن الرحیم...... اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ......

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ...... او کما قال النبی ﷺ......

تمہید:

حضرات علماء کرام، واجب الاحترام بزرگان ملت، سامعین عزیز، دوستو اور عزیز طالب علمو!

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کا فضل و احسان ہے کہ ایک سال کے بعد پھر مجھے پاکستان حاضر ہونے کا موقع ملا اور مختلف شہروں میں اپنے

دوستوں سے

بھائیوں سے

عزیزوں سے

علماء کرام سے

ملاقاتیں بھی ہوئیں اور خطاب کرنے کا بھی موقع ملا اور اس دورہ پاکستان کا آج یہ آخری خطاب ہے۔ اب میں پھر اس ملک سے رخصت ہو رہا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ خیر و عافیت سے لے جائے اور پھر آپ کی خدمت میں

حاضر ہونے کے مواقع عطا فرمائے۔ (آمین)

اس وقت ملک کے جو حالات دیکھے اور جو جو تاثرات لئے وہ اس وقت میرے الوداعی عنوان کا موضوع نہیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے

اس وقت جیسا کہ اعلان ہوا مجھے قرآن کریم پر چند باتیں گوش گزار کرنی ہیں اور آپ سے دعا حاصل کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع دے۔ (آمین) اس وقت درس قرآن کا ایک عنوان پیش نظر رکھئے۔

مسلمانوں کے بڑے دشمن:

مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ ذرا تاریخ عالم پر اور مسلمانوں کی پچھلی چودہ سو سال کی تاریخ پر نظر کیجئے۔ مسلمانوں کی عمر رفتہ کو آواز دیجئے۔ اور معلوم کیجئے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اللہ کریم نے قرآن کریم میں فرمایا۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۸۲)

عداوت میں سب سے زیادہ سخت...... الیھـــــود...... یہودیوں کو......

والــذیــن اشـر کـوا...... اور مشرکوں کو پاؤ گے' تو یہود اور ہنود' یہودی اور ہندو، یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

اور بعض اوقات کچھ دوست پوچھتے ہیں جب کہیں باہر جانے کا موقع ملے کہ یورپ اور امریکہ میں کام کرتے ہوئے آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

تو میں کہا کرتا ہوں کہ یہ اس صدی کا المیہ ہے کہ امریکہ میں اور یورپ

کے اکثر ممالک پر ان کی اقتصادیات پر، یہاں تک کہ ان کی معاشیات پر بھی یہود چھائے ہوئے ہیں۔ یہودیوں کی تعداد بہت معمولی ہے۔ لیکن اس وقت بھی برطانیہ میں، اس کی پارلیمنٹ میں ان کے چالیس سے زیادہ ممبران ہیں اور مسلمانوں کی تعداد برطانیہ میں یہودیوں سے بہت زیادہ ہے اور ان کا پارلیمنٹ میں ایک بھی ممبر نہیں امریکہ میں ان کی گنتی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ لیکن وہاں کے عام بینکوں پر، وہاں کی معیشت پر یہی لوگ چھائے ہوئے ہیں۔

کس طرح چھائے ہوئے ہیں؟ یہ اس وقت موضوع نہیں لیکن چھائے ہیں یہ خبر دے رہا ہوں۔ اس وقت میرا پہلا سوال تھا کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ (یہودی) اور یہودیوں کے ساتھ مشرکین تو یہود و ہنود مسلمانوں کے بالعموم سب سے بڑے دشمن ٹھہرے یہود و ہنود کی تاریخ کا مرکز کیا ہے؟ ان کی تاریخ کس کے گرد گھومتی ہے؟ یہ سوال ہے اس کا جواب بھی یاد رکھیں کہ ان دونوں قوموں کی تاریخ گائے کے گرد گھومتی ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے بعد میں قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ گائے کا بچھڑا بنایا اور بنایا کس سے؟ قوم کے زیورات سے، تو یہ اعلان تھا اس بات کا کہ یہ قوم دولت پر مرنے والی ہے۔ یہ ایک نمونہ تھا۔ تمام قوم کے زیورات اکٹھے کر کے سامری نے گائے کا بچھڑا بنایا اور قوم اس کے سامنے سجدہ ریز ہوئی۔ اس میں اشارہ تھا کہ یہود قوم پیسے پر مرے گی، دولت پر اور سونے پر، گائے کے گرد ان کی تاریخ گھومتی ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اسرائیل کے کچھ قافلے چلتے چلتے افغانستان کی راہ سے ہندوستان داخل ہوئے تھے۔ تو یہاں براہمنوں میں یہ لوگ براہ راست داخل ہوئے۔ اور براہمنوں میں بھی آپ نے دیکھا کہ براہمن لوگ گائے کے گرد جمع ہیں اور اس کی

پوجا کرتے ہیں۔ اسرائیل نے جب گائے کی پوجا کی اور موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو ان کو پتہ چلا کہ قوم گائے کے آگے جھکی ہوئی ہے اور انہوں نے معلوم کیا کہ اس کا بانی کون؟ تو بانی کا نام تھا سامری۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا...... فما خطبك يا سامري......

سامری پر جب یہ سزا وارد کی گئی تو اس کا بدن دوسروں انسانوں کے قریب آنے پر الرجک ہوگیا۔ جب کوئی انسان سامری کے قریب آتا تو وہ اسے دور سے کہتا دور رہو میرے قریب نہ آؤ اس کے قریب آنے سے

اس کے جسد کو

اس کی Skin کو

اس کی باڈی Body کو

اس کی کھال کو

تکلیف ہوتی' جلنے لگتی تو دور سے کہتا...... لامساس...... دور رہو' دور رہو'

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا...... موسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس کو خبر دی گئی۔ اس کو جب سزا دی گئی تو وہ یہ تھی۔ اے سامری تیری سزا یہ ہے کہ جب کوئی تیرے قریب آئے...... تو تو کہے گا...... ان تقول لامساس...... کہے' نہ چھونا۔

یہ چھوت چھات پہلے ایک بیماری تھی جو پھر ہندوؤں میں ایک قومی امتیاز بن گئی۔ ہندو قوم میں چھوت چھات کہاں سے آئی ہے؟ (سامری سے وہاں بھی لوگ گائے کے گرد گھومے اور یہاں ہندو گائے کے گرد گھومے۔ وہاں سامری کی سزا یہ تھی کہ جب کوئی انسان تیرے قریب آئے تو تو کہے چھونا نہیں۔ اور یہاں چھوت چھات کی بیماری ہندوستان میں برہمن اور شودر میں فارق ٹھہری۔ باقاعدہ طور پر انہوں نے کہا کہ کوئی اچھوت ان کو چھو جائے تو یہ بھرشٹ ہو جائیں گے۔ ان

کا اپنا نظریہ ہی یہ ہے کہ بھرشٹ ہو جاتے ہیں اور یہاں اس وقت اس چیز کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ مسلمانو کے سب سے بڑے دشمن کون ہیں؟ یہودی اور ہندو، یہ دونوں سب سے بڑے دشمن ہیں اور دونوں کی تاریخ گائے کے گرد گھومتی ہے؟

دشمن کی پہچان سورۃ البقرہ کے آئینہ میں:

اور آپ کی کتاب، کتاب اللہ قرآن کریم میں سب سے بڑی سورۃ کون سی ہے؟...... (سورۃ بقرۃ)...... ہے اور بقرۃ کے معنی گائے کے ہیں...... سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل کی پوری تاریخ...... یہ گائے کی پرستش اور پوجا کا پورا واقعہ یہ پوری سورۃ کا مرکزی نقطہ ہے اور یہ گائے گائے نہیں یہ اصل میں ان کی دولت کی دیگ ہے جس پر یہ سردار بن کر بیٹھے ہیں...... گائے کے فلسفے کے گرد یہ قرآن کریم کا سب سے پہلا سبق ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ اے مسلمانو! اگر دنیا میں زندہ رہنا ہے تو سب سے پہلے اپنے دشمن کو پہچانو' دشمن کی پہچان آپ کو ہو گی...... سورۃ بقرۃ کے آئینہ میں۔ جب تک تم دشمنوں کو نہیں پہچانو گے تم زندہ نہ رہ سکو گے...... بنو اسرائیل شروع سے بنو اسماعیل کے مخالف چلے آرہے ہیں تاہم دنیا کے آخر میں یہ دونوں قومیں بھی بالآخر ایک ہو جائیں گی اور وہ وقت کامل امن کا ہو گا۔

قرآن کی دوسری سورۃ کا تعارف:

یہ اسی طرح سمجھو کہ دوسرے نمبر پر دنیا میں جو بڑی قوم ہے۔ وہ ہے عیسائی' قوم نصاریٰ نصاریٰ کی تاریخ کس کے گرد گھومتی ہے؟ عیسیٰ بن مریمؑ کے گرد، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس کے بیٹے؟ (حضرت مریمؑ کے) مریم کس کی بیٹی؟...... (عمران کی)...... یہ جو عمران کا پورا خاندان ہے اس کو کہتے ہیں آل عمران، تو قرآن پاک کی یہ دوسری بڑی سورۃ ہے اس کا نام ہے آل عمران' اس

سے پتہ چلا کہ البقرۃ سے تمہیں یہودیوں کا پتہ چلے گا اور آل عمران کے مطالعہ سے تم عیسائیوں کو سمجھ سکو گے...... اس میں اس قوم پر گزری مختلف منزلوں کی پہلے سے نشان دہی کر دی گئی ہے۔

جب تک تم ان دو سورتوں سے آگے نہ گزرو تمہاری عملی زندگی صحیح نہیں بن سکتی، تم پہلے اپنے دشمن کو پہچانو...... من تعلم لسان قوم امن شرھم...... جو کوئی کسی قوم کی زبان پہچان لیتا ہے وہ ان کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے ان دونوں قوموں کی......

ان کی زبان کو
ان کی عادات کو
ان کی سوچ کو
اور ان کی فکر کو

پہچانو...... البقرۃ اور آل عمران...... البقرۃ کے معنی ہیں گائے اور آل عمران کا معنی ہے...... عمران کا خاندان۔ البقرۃ کے ذریعے تم یہودیوں کو پوری طرح سمجھ سکو گے۔ اور آل عمران کے ذریعہ عیسائیوں کو سمجھ سکو گے۔ بعض اوقات طالب علم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم جیسی عظیم کتاب گائے سے کیوں شروع ہوتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہاں گائے سے مراد صرف گائے نہیں...... اس گائے سے مراد یہودیوں اور ہندوؤں کا مرکزی اقتصادی نقطہ ہے...... گائے وہ کہتے ہیں گڑ ماتا جس سے انسان پرورش پاتا ہے...... یہ نقطہ دولت ہے جس پر یہودی اور ساہوکار دونوں جمع ہیں۔

البقرۃ اور آل عمران کی فضیلت:

اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب جب سب سائے اٹھ چکے

ہوں گے۔ اس دن یہ دونوں سورتیں بادل بن کر آئیں گی، اور لوگوں کو اپنی پناہ میں لیں گی تو حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میدان حشر میں...... غیابتان غمامتان ...... ان دونوں سورتوں کے بارے میں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے قریب یہود و نصاریٰ پھر سے ایک دوسرے سے آملیں گے...... ان کی پھر سے مسلمانوں کے خلاف ایک ملی بھگت ہو جائے گی...... اس وقت ان کا فتنہ پورے عروج پر آئے گا۔ اس وقت یہ دونوں سورتیں بدلیوں کی شکل میں آئیں گی اور ان کے سائے میں پناہ لینے والے اس وقت ان کی مشترکہ سازشوں سے محفوظ رہ سکیں گے...... یہ بدلیاں اس وقت مومنوں کو پناہ دیں گی۔

اور جو لوگ یہاں ان سورتوں سے پیار کرتے ہوں گے اور ان کو سمجھتے ہوں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اس دن ان کا سایہ عطا فرمائیں گے...... جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا...... سوائے اس کی رحمت کے سائے کے۔

تو میں توجہ اس طرف دلا رہا ہوں کہ سب سے بڑا دشمن کون؟ یہود و ہنود اور دوسرے نمبر پر مسیحی تو میں یہود کی تاریخ گائے کے گرد گھومتی ہے اور عیسائیوں کی تاریخ عیسیٰ بن مریم کے گرد گھومتی ہے۔ یعنی عمران کے خاندان کے گرد البقرہ اور آل عمران میں ان کا پہلا تعارف ہے...... اس میں ایک سوال کا جواب آ گیا کہ ہندوؤں کے بعض حلقوں میں جانے کا موقع ملا...... امریکہ کے جنوب میں سرینام جیسے مورش وغیرہ کے ملک میں بہت تعداد میں ہندو موجود ہیں...... میں نے وہاں انہیں قرآن کریم پر ایک عجیب سوال کرتے پایا...... مسلمانوں تمہاری کتاب پہلے کھلے تو کیا نام ملے گا...... گائے کا...... تو بجائے خدا کے تعارف کے، بجائے آخرت کے تعارف کے...... پہلے جب ہم دیکھیں تو کیا نام ملے گا' گائے ...... کہیں ہے شہد کی مکھی، کہیں ہے عنکبوت مکڑی...... ایسے ناموں پر تمہاری کتاب ہے

......تم اس کتاب کو ایک انقلابی کتاب کہتے ہو...... ایک بڑا علمی خزانہ سمجھتے ہو؟ لیکن اس کی پہلی صورت ہے گائے...... گائے بھی کوئی موضوع ہے؟

میں کہتا ہوں کہ گائے ہے تو ایک جانور کا نام لیکن اس کے پیچھے ایک پوری تاریخ ہے۔ یونہی اعتراض ہندو کر دیتے ہیں۔ تو اعتراضات سے تو کچھ نہیں بنتا۔ بات ہے کہ اس کے پیچھے بھی تو کوئی حقیقت ہے۔ جس طرح مجھے یاد آیا۔

ایک پنڈت کا اعتراض اور اس کا جواب:

ایک پنڈت مسلمانوں اور ہندوؤں کے مشترکہ مجمع میں تقریر کر رہا تھا اور بار بار کہہ رہا تھا مسلمانو، تمہارا بھی کوئی مذہب ہے کہ تم کہتے ہو کہ مرغی کو ذبح کرو۔ مرغی کو اگر کوئی مسلمان ذبح کرے تو اس کا گوشت کھا لیتے ہیں اور اگر کوئی مرغی مر جائے تو اس کا گوشت نہیں کھاتے تو یہ کوئی مذہب ہے، کہ خدا کی ماری ہوئی حرام اور اپنی ماری ہوئی حلال، یہ بھی کوئی مذہب ہے؟ میں نے کہا پنڈت جی، اس بات کو چھوڑیں آپ کوئی اپنی بات بتائیں کہنے لگے کیا؟ تو میں نے کہا کہ آپ کی شادی ہوئی ہے؟ کہنے لگے ہاں، میں نے کہا کہاں؟ کہنے لگے وہاں، وہاں سے مراد یہ تھی بہت دور، ہمیں بتایا کہ مسلمانوں کے ہاں چچا کے ہاں، خالہ کے ہاں، پھوپھی کے ہاں، ماموں کے ہاں، فرسٹ کزن جو ہے وہاں شادی کر لیتے ہیں، لیکن ہمارے دھرم میں یہ نہیں ہیں۔

خالہ کی بیٹی

پھوپھی کی بیٹی

ماموں کی بیٹی

چچا کی بیٹی

یہ بہنیں ہیں تو فرسٹ کزن میں شادی نہیں ہوگی۔ وہ کہنے لگے ہمارے

دھرم میں ہمارے شاستر میں سارے رشتے چھوڑ کر پھر شادی ہوتی ہے۔ تو ہمارے ہاں کوئی قریبی رشتہ نہیں ہوتا میں نے جب پوچھا کہ تمہاری شادی ہوئی ہے؟ اس نے کہا ہاں، کہاں؟ وہاں، تو میں نے پوچھا کہ آپ کی کوئی بہن بھی ہے؟ جی ہاں اس کی بھی شادی ہوئی ہے؟ جی ہاں، وہ کہاں؟ وہ بھی وہاں بہت دور کے لوگوں میں۔

میں نے کہا کہ آپ اب ہمیں ایک بات بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب تمہیں جنم دیا تم پیدا ہوئے' تمہیں وجود ملا' تو اسی گھر میں تمہارے ماں باپ کے ہاں' تمہارے ماتا اور پتہ کے ہاں خدا نے ایک لڑکی بھی بھیجی جو تمہاری بہن ہے۔ خدا نے بھیج دی تھی۔ جو تمہاری بہن بنی۔ اب ہمارے سوال کا جواب دیں کہ جو لڑکی خدا نے خود تمہارے گھر بھیجی وہ تو تمہارے لئے حرام اور جن کو تم لاؤ وہ حلال تم اس کا جواب دو۔

تو تمہارا سوال ہمارے ذمہ یہ تھا کہ جو مرغی خود ماری وہ حلال اور خدا کی ماری ہوئی حرام، اور جو لڑکی جو خود خدا نے بھیجی وہ حرام اور جسے تو خود لائے وہ حلال، تم اس کا جواب دو تو ہم اس کا جواب دیں گے۔

اب پنڈت جی کو ہوش نہ رہا۔ انہوں نے تو ایک مغالطہ پیش کیا۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں تھی جب کہا کہ جس لڑکی کو خدا نے بھیجا اس کو تم حرام جانتے ہو اور جو اپنی لائی ہو اس کو حلال جانتے ہو، اس کا جواب دو تو ہم اس کا جواب دیں گے۔ اب پنڈت جی بہت پریشان ہوئے اور پریشان ہو کر کہنے لگے کہ پیاس لگی ہے پانی پلانا۔

ہمارے ہاں تو پانی ایک گلاس میں ایک پیالے میں مسلمان پی لیتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں اور خاص طور پر جو پنڈت ہیں۔ وہ کسی کے برتن میں پانی نہیں پیتے۔ اب انہوں نے پانی پینا تو تھیں تھا۔ کوئی لائے بھی تو نہیں پینا تھا تو سامنے

ایک ٹونٹی لگی ہوئی تھی پانی کی تو وہاں دوڑے دوڑے گئے پانی پینے کیلئے تو پانی پیا۔

اب مجھے خیال آیا کہ پانی پی کر ذرا طبیعت ٹھنڈی ہوئی تو کوئی آ کر پھر الٹی سیدھی کہیں گے۔ جب آئے تو میں نے ایک اور سوال کر دیا۔ میں نے کہا کہ پنڈت جی پانی کہاں سے پی کر آئے اس نے کہا وہاں سامنے سے، میں نے کہا کہ جس ٹونٹی سے آپ نے پانی پیا وہ کس نے بنائی؟ کہا معمار نے یا مستری نے؟ میں نے کہا کہ ایک انسان کی بنائی ہوئی ٹونٹی کا پانی تو آپ کیلئے حلال اور جو خدا کی بنائی ہوئی ٹونٹیاں ہیں ان کا حرام تو کیا آپ ان کی وجہ بتا سکتے ہیں۔

میں نے کہا کہ ایک سوال تو آپ کے ذمہ پہلے تھا اور ایک سوال اب اور آ گیا ان دونوں کا جواب تم دو اس کا...... تمہارے سوال کا جواب میں دوں گا۔ بس اس طرح آگے سلسلہ چلتا رہا میں وہ سارا واقعہ نہیں عرض کر رہا، میں تو صرف یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں اور اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کیلئے سب سے بڑا اہم کام یہ ہے کہ وہ سورۃ البقرہ اور ال عمران کو جانیں اور پہچانیں جتنے شبہات عیسائی ہمارے دین پر پیش کرتے ہیں......

تحریک کے

دین کے

عقائد کے

اگر سورہ آل عمران کا مطالعہ کرو سارے کے ساروں اعتراضات کا ازالہ ہوگا...... اگر البقرہ کا مطالعہ کرو...... تو جو کچھ یہود دنیا میں کر رہے ہیں ان سب کا ازالہ ہوگا اور اس کو وہی شخص سمجھ پائے گا...... جو البقرۃ کا مطالعہ کرے۔

مغضوب اور ضالین سے مراد:

سورۃ فاتحہ کے آخر میں آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں ان

لوگوں کے راستے پر چلا...... جن پر تیرا انعام ہوا...... وہ کون تھے...... غیر المغضوب علیھم ولا الضالین...... وہ تھے جن پر تیرا غضب نہیں اور وہ جو گمراہ ہیں تو جن پر غضب تھا...... وہ یہود ہیں...... اور جو گمراہ ہوئے وہ عیسائی ہیں تو سورۃ فاتحہ کے آخر میں...... مغضوب علیھم ولا الضالین...... دو قوموں کی نشاندہی تھی...... مغضوب علیہم کیلئے سورۃ البقرہ اور ضالین کیلئے سورۃ آل عمران سارے سوالات کی شفا ہوں گی...... تو تینوں سورتوں میں ایک ربط ظاہر ہوگیا۔

تو یہ الفاتحہ میں البقرہ میں اور آل عمران میں ربط ہے کہ الفاتحہ کے آخر میں...... مغضوب علیھم ولا الضالین۔ مغضوب علیھم...... کی پوری تفسیر البقرۃ...... اور...... ولا الضالین...... کی پوری تفسیر آل عمران میں دیکھئے......

تو یاد رکھیں کہ عقائد میں سب سے بڑا فتنہ کون ہیں؟ دو قومیں، یہود اور نصاریٰ اور جو مطلقاً مشرکین ہیں...... وہ یہودیوں کے ساتھ شامل ہیں فرمایا......

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا...... والذین اشرکوا...... کا عکس یہود پر ہے...... تو ان کو یہودیوں کے ساتھ شامل کیا گیا۔ اس لئے میں یہود و ہنود دو لفظ بول رہا تھا...... تو میں بتا یہ رہا ہوں۔

المائدۃ اور النساء کا ربط:

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ دولت سے پیار کرنے والی قوم کون سی ہے؟...... (یہود)...... اور ان کے بعد ہندو، ہندوؤں کو بھی آپ دیکھیں کہ جس طرح ہندو بنیا بیاج سے بنتا ہے۔ بیاج یعنی سود سے، تو یہودی بھی سود سے بنی ہوئی ایک قوم ہے...... اور دنیا میں جو بڑے بڑے بینک ہیں...... عالمی بینک ہوں یا ملکی وہ سب یہودیوں کے ہیں...... ملکی بھی ہوں تو انہیں کے زیر اثر چل رہے ہیں۔

ہندوستان کے رہنے والے لوگ آپ کو بتائیں گے اور جنہوں نے ہندوستان کا دور دیکھا وہ بتائیں کہ سودی کاروبار کن کے ہاں چلتا تھا؟ (ہندوؤں کے ہاں) اور ہم نے دیکھا یورپ اور امریکہ میں یہودیوں کے ہاں سارا سودی کاروبار چل رہا ہے وہ اس کا مرکز ومحور ہیں۔

تو عقیدے کیلئے سب سے بڑا فتنہ کون ہیں؟ یہود اور عیسائی یہ اسی طرح سمجھیں کہ معاشرے میں سب سے بڑا فتنہ کس کے ربط سے پیدا ہوتا ہے؟...... (عورت سے)...... اور عورت کے بعد معاشرے کا سب سے بڑا موضوع دولت ہے...... اولاد واموال واقعی بہت بڑی آزمائش ہیں...... نعمت بھی یہی ہیں اور بسا اوقات مصیبت بھی یہی بنتے ہیں...... اور قرآن پاک میں آل عمران کے بعد...... جو سورة آئی النساء...... (عورت)...... اور اس کے آگے المائدة...... (دولت)

تو عقائد کے فتنوں سے نمٹنے کیلئے البقرۃ اور آل عمران اور جو معاشرے کے مسائل ہیں ان میں عورت اور دولت کے مسئلے کو سمجھنے کیلئے النساء اور المائدة کو دیکھئے قرآن پاک میں یہ اس ترتیب سے وارد ہیں ...... الفاتحہ، بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ۔

یہاں عورت کے بارے میں ایک بات کہتا ہوں آپ حضرات نے عورت کے بارے میں بارہا سنا ہوگا مسئلہ، کہ عورت محرم کے بغیر باہر نہ نکلے، آج کل دیکھا کہ حج کے موقع پر کئی عورتیں مسئلہ پوچھنے کیلئے آتیں ہیں کہ محرم کے بغیر جاسکتی ہیں یا نہیں۔ لیکن مارکیٹ میں شاپنگ میں جانا اس کیلئے کبھی کسی نے مسئلہ نہیں پوچھا کہ محرم کے بغیر جاسکتی یا نہیں، اور اگر کبھی کہا بھی کہ تم محرم کے بغیر کیوں جاتی ہو؟ تو کہتی ہیں کہ سب بہن بھائی ہیں۔ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں تو بہن بھائی ہوئے یا نا؟ عجیب استدلال ہے۔

مرداورعورت کی ذمہ داری:

میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ محرم کا مسئلہ سنا ہوا ہے یا نہیں؟ (سنا ہوا ہے) اب حرم کا محرم کون ہوگا، مرد یا عورت؟ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق محرم مرد ہی ہوگا...... اب مرد کے ذمہ کتنی ذمہ داری آئی؟ ایک تو مرد کی اپنی ذمہ داری جس کو وہ ادا کرے اور ایک وہ عورت جس کا وہ محرم ہو کر اس کے ساتھ جا رہا ہے......تو مرد پر ذمہ داری کتنی آئی؟ ......(دو کی)...... ایک تو اپنا دھیان رکھے اور ایک اس عورت کا دھیان...... دھیان رکھنے کو کہتے ہیں مشاہدہ' شاہد کہتے ہیں دھیان رکھنے والا......تو شہود کی ذمہ داری مرد کی ہے اور عورت کی ذمہ داری...... کسی اور کا شہود' کسی اور کا مشاہدہ' کسی اور کا دیکھنا نہیں ڈالا گیا......تو مرد کے ذمہ اپنے آپ کو دیکھنا بھی ہے اور جس کا وہ محرم ہے...... اس کو بھی دیکھے تو دونوں کا شہود مرد کے ذمہ......اور عورت کے ذمہ کسی اور کا شہود نہیں تو پھر عورت کی شہادت آدھی نہ ہو تو اور کیا ہو...... مرد کی نسبت تو یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ مرد ذمہ دار ہے اپنا بھی اور جس کا محرم ہے اس کا بھی...... دونوں کا، تو وہ جب دونوں کا شہود کرے گا تو اس کی شہادت عورت سے ڈبل ہونی چاہیے اور عورت کی ذمہ داری یہ نہیں اس کی شہادت آدھی کافی ہے......تو یہ جو مسئلہ ہے کہ عورت کی شہادت آدھی کیوں؟ برابر ہونی چاہیے۔ دراصل یہ زینہ ہے محرم کے انکار کا۔

اگر آج مسلمان اس موضوع پر ذرا کمزوری دکھائیں گے تو پھر آگے دیکھیں گے سارا نظام شریعت اجڑ جائے گا جس کی بہار نذر فنا ہو جائے گی۔ اس لئے سمجھو کہ یہ جو مطالبہ ہے کہ عورت کی شہادت مرد کے برابر ہونی چاہیے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے شہود کو مرد کے شہود کا درجہ دیا جائے اور جس طرح مرد کا شہود آزاد ہے...... کسی اور کی نگرانی کا محتاج نہیں تو عورت کا شہود بھی اسی طرح سے

ہو...... کسی محرم کی ضرورت نہیں...... اسلام میں عورت کو یہ عزت دی گئی ہے کہ اسے اپنے حال پر نہیں چھوڑا گیا۔

میں یہ عرض کرتا ہوں ایک دفعہ برطانیہ میں ایک کامن پلیٹ فارم پر یہ بات چلی کہ عورت اور مرد کے حقوق برابر ہیں میں نے کہا کہ برطانیہ اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ ملک سمجھتا ہے۔ اب تک برطانیہ میں بھی شادی کے بعد اپنا کمانا اور پیٹ پالنا عورت کے ذمہ نہیں۔ ہمارا جو لاء (Law) ہے۔ Eligious Laws یا Personal Laws وہ ایک طرف لیکن برطانیہ میں بھی' جدید دنیا میں بھی شادی کے بعد عورت کا خرچہ مرد کے ذمہ ہی ہوگا...... عورت مکلف نہیں کہ خود کمائے اور کھائے۔ اگر کوئی مرد کماتا نہیں وہ لائق ملامت ہے۔ لیکن عورت اگر نہیں کماتی اور شادی شدہ ہے اس کا خرچہ اس کے خاوند کے ذمہ ہوگا۔ وہ لائق ملامت نہیں تو میں نے اس کو کہا کہ تم جب کہتے ہو کہ مرد اور عورت میں مساوات رہے تو اگر مساوات ہے تو شادی ایک معاہدہ ہے۔ Between Two Acntratr Parties اور اس کا تعلق سیکس سے ہے۔ لیکن اس کے بعد زندگی کی ذمہ داریاں کیا تم نے عورت اور مرد کی برابر رکھیں یا عورت کا خرچہ، اور اس کے رہنے کی جگہ اس کا نان ونفقہ اس کی ذمہ داری میں نہیں جدید دنیا بھر بھی یہ ساری ذمہ داری مرد پر ڈالتی ہے تم بتاؤ؟ اب مساوات کہاں رہی۔

انہوں نے کہا ہاں یہ عورت کی تمام ذمہ داریاں مرد پر آئیں گی میں نے کہا کہ جب مرد پر آئیں گی تو اب تمہاری برابری کہاں گئی؟ دنیا کی کوئی تہذیب، دنیا کا کوئی ملک عورت کو شادی کے بعد اپنے خرچے کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا' تو انہوں نے بھی مانا کہ دونوں میں واقعی فرق ہے۔

مستورات کا جلوس:

آپ نے سنا ہوگا کہ ایک دفعہ اس نعرہ مساوات کے ساتھ عورتوں کا

ایک جلوس نکلا تھا...... تو جب جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو بڑی عورتیں آگے آگئیں وہ کہنے لگیں دیکھو تو سہی ہم عورتیں ہیں...... کچھ خیال کرو...... کچھ حیا کرو...... اب دیکھیں فرق ہو گیا۔ مطلب یہ کہ تم جو لاٹھی چارج کر رہے ہو مرد ہوتے تو اور بات تھی ہم تو عورتیں ہیں...... میں کہتا ہوں جس بات کیلئے تم نکلی ہو اس میں تو واقعی فرق کوئی نہیں...... لیکن اس میں فرق اچانک آ گیا...... کہ دیکھو ہم عورتیں ہیں۔ انہیں اس وقت خیال نہ رہا کہ ہمارا تو نعرہ تھا کہ ہم برابر ہیں تو اب جب مار پڑی تو کہا کہ کچھ تو خیال کرو کہ ہم تو عورتیں ہیں۔ اب فرق یاد آیا؟ فطرت پر تعزیریں نہیں بٹھائی جا سکتیں...... حقیقت بے ساختہ پکار اٹھتی ہے۔

عورت کی گواہی آدھی کیوں؟

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ شہادت دینا گواہی دینا، یہ کام چھوٹا ہے یا بڑا؟ ...... (بڑا)...... جب کوئی قتل ہو جائے تو لوگ گواہی دینے سے چھپتے ہیں یا چلے جاتے ہیں؟...... (گھبراتے ہیں)...... تو معلوم ہوا کہ گواہی دینا بڑا کام ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے فرمایا...... ولا تکتموا الشھادۃ ...... کہ تم گواہی نہ چھپاؤ اللہ رب العزت جانتے تھے کہ کچھ لوگ اپنے مفاد کیلئے اور اپنے تحفظ کیلئے گواہی دینے سے بچیں گے حکم الٰہی ہوا کہ تم گواہی کو نہ چھپاؤ...... معلوم ہوا کہ گواہی دینا تھا بڑا کام تبھی تو خدا نے کہا کہ چھپانا نہیں۔ یعنی لوگ چھپائیں گے' انسانی کمزوری ملے گی کہ گواہی نہ دینی پڑی لیکن خدا نے کہا کہ تم نہ چھپاؤ تو اگر گواہی دینا چھوٹا کام ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا...... ولا یأب الشھداء اذا ما دعوا...... کہ جب گواہوں کو بلایا جائے وہ انکار نہ کریں۔ معلوم ہوا کہ بات اسی طرح ہو گی...... کہ وہ انکار کریں لیکن حکم خداوندی ہوا...... ولا یأب الشھداء اذا ما دعوا...... کہ گواہ انکار نہ کریں جب انہیں بلایا جائے تو معلوم ہوا کہ گواہی دینا...... بہت بڑی بات ہے۔

اکثر اوقات دیکھا گیا کہ مردوں میں بھی حوصلہ نہیں ہوتا کہ حالات کو (Face) فیس کریں اور گواہی دیں۔ تو اللہ نے گواہی عورت کی مرد سے آدھی رکھی تو یہ شفقت کی وجہ سے کہ گواہی کا بہت بڑا بوجھ ہے یہ مردوں پر ڈالا جائے...... عورتوں پر نہیں تو عورتوں کو تو خوش ہونا چاہیے تھا...... کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت بڑی ذمہ داری سے بچا لیا...... اور وہ ذمہ داری کیا ہے کہ جب گواہی دی جاتی ہے تو گواہی دینے کے بعد عداوتیں ابھرتی ہیں تو شریعت کا تقاضا ہوا کہ عورت عداوتوں سے بچ جائے۔ اب یہ کہنا کہ اس میں عورت کی توہین ہے۔ عورت کی توہین تب ہے کہ اگر علم میں عورت کی گواہی آدھی ہو۔ عدالت میں تو عورت کی گواہی آدھی ہے، لیکن علم میں عورت کی گواہی آدھی نہیں۔ وہ اسی طرح سند ہے جیسے کوئی ثقہ مرد کوئی روایت کرے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کی ہوئی حدیث کا جو درجہ ہے وہی درجہ حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث کا ہے۔ اب حدیث ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں...... تو جو روایات ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ سے یا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں تو ثبوت علم کے اعتبار سے ان کا وہی درجہ ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی احادیث کا ہے۔

اگر اسلامی شریعت نے عورت کا مقام علم کے اعتبار سے گرایا ہوتا تو عورتوں کی روایت کی ہوئی حدیث آدھی لائق قبول ہوتی...... لیکن یہ نہیں، تو علم میں درجہ روایت کا ایک جیسا ہے۔ تو گواہی کی ذمہ داری چونکہ بہت بڑی ذمہ داری تھی...... اس اعتبار سے فرمایا کہ معاشرہ کے ان اختلافات کا بوجھ عورت پر نہ ڈالو...... اس میں بھی یہ فرمایا کہ اگر دو مرد نہ ہوں تو گواہی ہے ایک مرد کی اور دو عورتوں کی اور بعض ایسے مسائل بھی ہیں دلگداز...... جس میں عورت کی گواہی رکھی

ہی نہیں۔

اب ان عورتوں کو معلوم نہیں یہ مسئلہ اور یہ ان تفصیلات کو جانتی نہیں...... عورت یہی نہیں کہ خود پردے میں رہے...... بلکہ عورت اس بات کی بھی مکلف ہے کہ وہ بلاضرورت دوسرے مردوں کو نہ دیکھے۔

آج کل زمانہ الٹ ہوگیا جب یہ دھوکے کا پردہ آیا ہے تو برقعے کے اندر سے عورت سب کو دیکھتی ہے اور مرد جو ہیں وہ سوائے ایڑیوں کے کچھ نہیں دیکھ پاتے...... جب دیکھا تو یہی حال ہے نا؟...... (جی)...... کہ ایڑی سے صرف رنگ کا پتہ لگتا ہے۔

اب جو عورت کو کہا گیا کہ تیری گواہی آدھی ہے...... تو اس میں مزاج شریعت کا پتہ چلتا ہے...... کہ اے عورت تیرا کام دیکھنا ہی نہیں کہ گواہی تک ضرورت پہنچے...... اور جب عورت کہتی ہے کہ نہیں میری گواہی برابر کی ہو تو اس میں گویا وہ مطالبہ کر رہی ہے کہ میری آنکھیں ہر طرف کھلی رہیں...... اور وہ جو حیاء عورت کی ایک فطرت تھی وہ اس سے باہر نکلنا چاہتی ہے...... ہر صورت مجھے اس بحث میں نہیں جانا چاہیے...... میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ معاشرے میں ہمارے سماج کیلئے سب سے خطرناک مسئلہ کیا ہے؟...... (عورت)...... اور عورت کے بعد؟...... (دولت)

مسلمانوں میں بدعات اور اس کی اقسام:

دولت کے دو حصے سمجھیں بعض لوگ چائے کی پیالی پر بھی ایمان لٹا دیتے ہیں۔ اور پھر آپ کو پتہ ہے کہ اس زمانے میں جتنی بدعات دسترخوان کے گرد جمع ہوئی ہیں اتنی کسی اور چیز کے گرد نہیں۔

کسی شخص نے مجھ سے پوچھا کہ مسلمانوں میں بدعات جو رائج ہوگئیں وہ کتنی قسموں کی ہیں تو میں نے کہا کہ ایک بدعت ہے عام اور جتنی عام بدعات

ہیں ان سے زیادہ بدعات ہیں کہ جو صرف کھانے کے گرد ہی گھومتی ہیں۔ مثلاً کوئی فوت ہوگیا اس کو کھانا بھیجو...... فوت ہونے والا وفات سے پہلے کھانوں کی ایک فہرست تیار کرے...... اور اپنے اعزہ کو کہے کہ یہ کھانے مجھے بھیج دیا کرو...... اب؟

تیسرے دن

ساتویں دن

دسویں دن

اکیسویں دن

چالیسویں دن

یہ جو تیجا، ساتواں، چالیسواں ہے یہ ساری چیزیں کس کے گرد گھومتیں ہیں؟ ......(کھانے کے)...... یا یوں کہیں کہ جب بائیس رجب آئے تو امام جعفر صادقؒ کے نام کے کونڈے تیار کئے جائیں ان آسمان سے سائے میں رکھا جائے ...... یہ بدعت بھی کھانے کے گرد، پیر صاحب کی گیارہویں کھانے کے گرد، شیخ عبدالحق کی سرمنی کھانے کے گرد...... مالیدہ شاہ مدار کھانے کے گرد...... پائے شاہ مدار کھانے کے گرد...... تو جتنی بدعات کھانے کے گرد جمع ہوئی ہیں...... اتنی پوری زندگی میں اور کہیں نہیں...... ساری زندگی کی بدعات ایک طرف اور کھانے کی بدعات ایک طرف تو جب کھانے کے گرد بدعات لے کر آئیں تو ان کا سب سے بڑا ذوق یہ ہے کہ کھانے کیلئے طرح طرح کے عنوان کہ

کٹیں گی جتنی مرغیاں

بڑھیں گے اتنے امتی

بیٹر کی جو موت ہے

وہ قوم کی حیات ہے

دراصل یہ ہے کہ بدعات جو جمع ہوتی ہیں زیادہ کس کے گرد؟......

(کھانے کے)

اس لائن کا ایک حامی تھا...... اس نے اپنے آپ کو کہا کہ چھوٹی چھوٹی پلیٹوں سے میرا کام نہیں چلتا...... کہتا ہے میں شہید دیگ ہوں......اور پھر دعا کی کہ مطبخ میں ہو تربت میری۔ کہ میری خانقاہ بنے تو وہ بھی کچن میں بنے۔ مطبخ کچن کو کہتے ہیں۔

میں شہید دیگ ہوں مطبخ میں ہو تربت میری
خانساموں کے قدموں پر اٹھے میت میری

تو جن لوگوں کے مسائل اور زیادہ دسترخوان کے گرد گھومتے ہیں۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے سبق ملتا ہے کہ عقائد کیلئے البقرۃ اور آل عمران...... اور معاشرے کیلئے، جہاں تم نے عورت کا مسئلہ سمجھا...... تو اس کے بعد دسترخوان کے مسئلے کو سمجھو اس کی وجہ سے کئی لوگوں کا ایمان بگڑتا ہے اور لوگ اس قسم کے کھانوں کے گرد شریعت کی دولت کو پامال کر دیتے ہیں، قربان کر دیتے ہیں۔

دولت کے حصے:

دولت دو حصوں میں ہوتی ہے یا دسترخوان کی صورت میں اور یا مال کی شکل میں تو عرب میں مال ہوتے تھے مویشی تو المائدۃ کے بعد انعام یہ (چوپائے) تمہاری جائیداد ہیں...... اور جو کھانے پینے کا مسئلہ ہے اس کا فیصلہ المائدہ سے کیجئے عورت اور دولت کے مسائل سے معاشرے کے مسائل کو سمجھو۔

تو جس قوم نے البقرۃ اور آل عمران سمجھ لی...... ان شاء اللہ العزیز عقائد کے لحاظ سے وہ گمراہی کی دلدل میں نہیں گرے گی...... اور جس نے عورت اور دولت کے مسائل، دسترخوان اور جائیداد کے مسائل کو پوری طرح سمجھ لیا تو وہ

معاشرے میں کسی گندگی کا شکار نہیں ہوگی...... تو جب عقائد اور معاشرے کی اصلاح ہوگی...... پھر آخرت کا مسئلہ ہے...... اپنے حقوق کا مسئلہ ہے...... اللہ کے آگے جھکنے کا مسئلہ جو ہے...... اللہ رب العزت کے نام کو بالا کرنے کا مسئلہ ہے ...... اوران مسائل کی ذمہ داریاں ہیں...... ان مسائل اور پہلے مسائل......(عقائداور معاشرے کے مسائل) میں ایک ہیں۔

یہ ایک اسی طرح ایک درمیانہ مقام ہے...... جیسے جنت اور دوزخ کے درمیان اعراف ہے۔

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

سورۃ المائدہ اور سوہ انعام کے بعد سورہ اعراف کے مختلف مراحل کا مطالعہ کیجئے۔

سورتوں میں ربط:

جب آپ دین کے نام پر عملی زندگی میں آئیں گے تو عملی زندگی میں آتے ہوئے نظریات کی سرحدیں تو آپ نے عبور کرلیں۔ البقرۃ اور آل عمران کے ساتھ۔ لیکن جب تمہیں اپنی ملکی سرحدوں کو مضبوط رکھنا پڑے گا تو جہاد کے مسائل کیلئے الانفال...... اور التوبہ...... میں پوری تفصیل موجود ہے...... مختصراً عرض ہے کہ قرآن پاک کی تمام سورتیں جو ہیں وہ آپس میں اس طرح ملی ہوئی ہیں کہ اگر ایک کو اپنے مقام سے آگے پیچھے کردو تو سارا نظام بگڑ جائے گا۔ اس کو یوں سمجھیں جب کسی دشمن کو مخاطب کیا جائے تو یہ گویا اعلان جنگ ہے جیسے کہتے ہیں...... قل یایھا الکفرون...... لا اعبدما تعبدون ...... اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم کرتے ہو اعلان ہوا...... تو اس طرح مخاطب کرنا یہ مقام

دعوت نہیں مقام دعوت کا پیرایہ اور ہے...... یاایھا الناس...... اے لوگو......
یاایھا الناس ضرب مثلا فاستمعوا له ......قرآن پاک کا مقام دعوت میں اس طرح خطاب ہوتا ہے......اور جب کہا گیا...... یاایھا الکفرون لا اعبد ماتعبدون ...... یہ تو اعلان جنگ ہے کھلم کھلا......اور جب اعلان جنگ ہوتو پھر کیا ہوتا ہے فتح ہے یا شکست؟ تو مسلمانوں کو بتایا گیا کہ...... یاایھا الکفرون...... کے بعد تم نے شکست کا تصور نہیں کرنا آگے فتح کی بشارت سن لو...... اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح...... فتح ہی فتح ہے۔اور جب فتح ہوتی ہے......تو پھر دشمن سرنگوں ہوتے ہیں...... تبت یدا ابی لهب وتب ......اور جب دشمن سرنگوں ہوتے ہیں تو تب توحید کا جھنڈا اونچا ہوتا ہے......قل هو اللّٰه احد...... پھر تو دعا کی جائے کہ اے اللہ! اس شجر اسلام کو نظر بد سے بچا اس کے لئے دوسورتیں ہیں......اور وہ یہ دوسورتیں ہیں۔

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس

میں نے قرآن پاک کی کچھ اول کی سورتیں...... اور کچھ آخر کی سورتیں......آپ کے سامنے ذکر کر دی ہیں...... اور ان کے مضامین کی طرف اشارہ بھی کچھ کر دیا ہے...... اور اب میں اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ ان کے تمام عنوان اور ان کے نام اور ان کے مضامین آپس میں صرف ملتے جلتے ہی نہیں...... یہاں تک کہ پوری کتاب قرآن مجید کی آیات آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں...... کتابا متشابها......میں اس کی شان اعجاز اور نمایاں ہے۔

کلام خدا بندے کی زبان پر:

تو میں نے اس وقت قرآن کریم کے بارے میں کچھ باتیں عرض کی ہیں......اور ایک بات کہہ کر بات ختم کروں گا کہ اس وقت ہمیں اپنے لئے روشنی کا

مینار اور ہدایت قرآن کریم کو بنانا چاہیے...... حدیث اسی کی تفسیر ہے......علامہ شعرانی نے کیا خوب کہا ہے...... جمیع ماتقول الامة شرح السنة وجمیع السنة شرح للقرآن ...... جو کچھ آئمہ نے فرمایا وہ حدیث کی تشریح ہے اور ساری احادیث بمعہ اقوال آئمہ کے قرآن کی تشریح ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ محنت قرآن پر ہونی چاہیے۔ یہ ہماری بنیاد ہے اور ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ انسان بندگی سے کب نکلا ہوتا ہے جب وہ قرآن پڑھ رہا ہو...... جب وہ قرآن پڑھ رہا ہے......تو ہے وہ بندہ اور مخلوق...... لیکن مخلوق کی زبان پر کلام خالق جاری ہے...... یہ قرآن بول کس کا ہے؟...... (اللہ کا)...... جب بندہ خدا کا کلام بولے تو اتنے عرصہ کیلئے تو وہ اپنے مخلوق کے آداب سے نکل گیا...... تو ہم بندے ہیں شروع سے لے کر آخر تک بندے ہیں ......لیکن وہ خاص اوقات برکت کے ہیں...... کہ جس وقت قرآن ہماری زبان پر جاری ہو......اللہ کا کلام ہماری زبان پر جاری رہے...... یہ کلامِ خالق ہے اور اس کا نام ہے کلام اللہ شریف یہ خدا کا بول ہے...... اور ہو خدا کا بول اور ہو بندے کی زبان پر تو اس سے بندے کو بہت عروج حاصل ہو گیا ہوا۔

انسان کیلئے، بندے کیلئے سب سے اونچا مقام کون سا ہے؟ جب وہ قرآن پڑھ رہا ہو...... نماز میں سب سے اونچا مقام قیام کا ہے......اور قرآن اسی رکن نماز میں آتا ہے۔ یہ رکوع سجود میں نہیں آتا یہ عاجزی کے محل ہیں۔

سجدہ عاجزی کا نشان

رکوع عاجزی کا نشان

لیکن قرآن قیام میں آئے گا کیونکہ قرآن جس کی صفت ہے......اس کا ایک نام قیوم ہے ......کہ قرآن قیام میں پڑھا ہے قرآن کو قیام میں رکھو......تو

قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ یہ عاجزی قبول نہیں کرتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا نہ رکوع میں قرآن نہ پڑھو...... جبکہ قرآن پڑھنا بھی عبادت اور رکوع بھی عبادت...... لیکن فرمایا کہ نہیں رکوع میں قرآن نہیں پڑھنا...... اور فرمایا کہ سجدے میں قرآن نہیں پڑھنا...... کہ قرآن پڑھنا بھی عبادت اور سجدہ بھی عبادت...... لیکن سجدے میں قرآن نہیں پڑھنا کیوں؟ اس لئے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اس کو عاجزی کے محل میں نہ اتارو...... رکوع اور سجدہ عاجزی کے محل ہیں۔

قرآن امام ہے:

بلکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھے کیوں مقتدی ہونا ماتحتی کا نشان ہے تو قرآن کو ماتحت نہ بناؤ، قرآن جہاں بھی رہے امام ہو کر رہے قرآن پاک میں کتاب موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ نے فرمایا...... ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ ...... موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اگر شان امامت رکھتی ہے...... تو آقا کی کتاب کیوں امامت نہیں رکھتی۔

قرآن کا اکرام کرو:

تو قرآن کے درس کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھو کہ جب اللہ کا بول انسان کی زبان سے نکلتا ہے...... یہی چند لمحے ہیں کہ جس وقت اس کو عروج نصیب ہوتا ہے کہ ہے وہ بندہ لیکن اس وقت خدا کا کلام اس کے بول میں آرہا ہے...... پھر وہ اس کا جتنا بھی احترام کرے کم ہے...... مسلمانوں کو حکم ہے...... جب وہ ایک دوسرے کو ملیں تو کیا کہتے ہیں...... السلام علیکم ...... تم پر سلامتی ہو...... یہ دعا ہے۔

لیکن اگر قرآن پڑھ رہا ہوتو اس کو سلام نہ کہو...... اس لئے کہ سلامتی کی دعا بندے پر ڈالی جاتی ہے...... یہ شان بندے کی ہے کہ ہم اسے السلام علیکم کہیں اور یہ مخلوق کی شان تھی...... لیکن جب اس کی زبان پر کلام خالق اترا ہوا ہے تو اب جس کی زبان پر کلام خالق اترا ہوا ہو اس کو تم سلام نہ کرو...... کیونکہ وہ اس وقت اس سے اگلے مقام پر جاچکا ہے...... اس لئے قرآن مجید پڑھنے والے کو السلام علیکم نہ کہو۔

قرآن کلام خداوندی ہے مخلوق نہیں:

دوستو، عزیزو، بزرگو اور بھائیو! میں اسی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اللہ کے کلام کی بڑی شان، اس کا بہت عروج ہے اور قرآن مخلوق نہیں...... کلام اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے (نہیں سمجھے)...... آپ نے بارہا علماء سے مسئلہ سنا ہوگا...... کہ جب اللہ نے جہاں بنایا...... تو اسے ''کُــنْ'' سے وجود دیا...... جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کیا کہتا ہے ''کن'' ...... (ہوجا)...... انــمـا امره اذا اراد شيئا ان يقـول لـه كن فيكون...... اللہ کہتا ہے کن اور کائنات بن جاتی ہے۔ تو کن کیا ہے؟ اللہ کا بول...... کن...... ہوجا...... فیکون...... پھر وہ آگے چیز بن جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ...... جو مخلوق ہے وہ تو بنی ہے ''کن'' کے نتیجے میں...... فیکون ...... کے نتیجے میں۔

اگر قرآن خود مخلوق ہو تو پھر اس کیلئے اور کــن ماننا پڑے گا...... یعنی اگر قرآن خود مخلوق ہو تو یہ مخلوق بھی کن سے وجود میں آرہی ہے...... پھر اور کن ماننا پڑے گا۔ اور وہ کن بھی کلام ہے پھر اس کیلئے اور کن ماننا پڑے گا...... ظاہر ہے کہ تسلسل محال ہے۔

تو اب اس بات کو یاد رکھیں کہ کن کیا ہے؟...... (اللہ کا بول)...... اور

یکون کیا ہے؟ (کائنات) تو مخلوق نے وجود پکڑا اللہ کے بول سے تو قرآن کریم اللہ کا بول ہے...... اور ہماری بولی جو ہے اس میں تغیر آتا ہے...... تقریر جب شروع کی تو آواز تھی تیز...... لیکن آہستہ آہستہ آواز بدل گئی...... یا جوانی میں آواز ہے تیز بڑھاپے میں آواز بدل گئی...... تو آواز اور بول جو مخلوق کا ہے اس میں......

تغیر کی

تبدّل کی

ضعف کی

گنجائش ہے انسان کا بول تغیر پذیری سے گزرتا ہے...... اور خدا کا بول تغیر پذیری سے بالاتر ہے تو مسئلہ سمجھ میں آ گیا...... کہ قرآن محفوظ کیوں ہے؟ اللہ کا بول تغیر اور تبدل سے پاک اور مبرا ہے۔

پہلی کتابیں اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں...... اللہ کا بول نہ تھیں...... مثلاً موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو فرماتے ہیں...... فوجد الالواح...... موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں دیکھیں جس میں تورات کا نسخہ تھا...... تو موسیٰ علیہ السلام کو تورات کیسے ملی؟ تختیوں پر لکھی ہوئی تو موسیٰ کے سامنے جب خدائی احکام آئے...... تو ان کی پہلی شکل بول تھی یا کتابت؟ (کتابت)

مصطفیٰ کریم ﷺ کے سامنے جب جبرائیل نے اللہ کا کلام پہنچایا...... تو اللہ کے کلام کی پہلی شکل بول کی تھی...... دوسری کتابت تھی وہاں کتابت پہلے بول بعد میں...... اور یہاں بول پہلے کتابت بعد میں۔

تو قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی محفوظ کتاب ہے تو یہ کلام بھی ہے...... اور کتاب بھی اس میں اللہ پاک کے کلمات محفوظ پہلے ہیں۔ اور حروف منقوش بعد میں ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو جو تورات ملی اس میں حروف محفوظ پہلے تھے......تو نقش ہونا جو ہے یہ خود صفات خلق میں سے ہے یعنی مخلوق میں سے۔

برادران محترم! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس وقت آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں ان لمحات میں آپ اپنے آپ سے......

انسانی کمزوریوں سے

مخلوق کی کمزوریوں سے

بندگی کی کمزوریوں سے

نکلے ہوئے ہوتے ہیں تو جتنا وقت زیادہ مل جائے قرآن پڑھنے میں...... اتنا وقت ہی انسان...... انسانی کمزوریوں سے نکلا رہتا ہے......اب انسانی کمزوریاں کیا ہیں؟ یہ ایک بڑی طویل داستان ہے...... انسانی کمزوریاں ایک پورا موضوع ہے......میں اس وقت اس کی بھی تفصیل میں نہیں جاتا...... ایک بات صرف کہتا ہوں...... موت سے ڈرنا یہ انسانی کمزرویوں میں سے ہے یا نہیں؟...... (ہے)...... اور کوئی بھی **Thinker** اس کا انکار نہیں کر سکتا...... کہ موت سے ڈرنا انسانی کمزوریوں میں سے ہے۔

قرآن مضبوط بناتا ہے:

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ اپنی خلافت کے بالکل آخری دور میں ہیں ان کے گرد بلوائیوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے...... موت سامنے نظر آ رہی ہے...... اور خدام کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم کریں تو وہ فوجیں جو کافروں سے ٹکر لیتی ہیں...... کیا وہ آپ کی حفاظت نہ کر سکیں گی؟ فرمایا کہ نہیں...... بیت المال کا خرچہ جن فوجیوں کو ملتا ہے وہ فوجیں میری جان کی حفاظت کیلئے نہیں...... کہ میری جان کی حفاظت کریں...... اور خرچہ ان کو ملے بیت المال سے...... اور اگر میں اپنے پاس سے

خرچہ دے کر ان کو رکھوں تو اب میرے پاس وہ دولت نہیں رہی کہ اپنے لئے ایک علیحدہ فوج رکھ سکوں جو کچھ تھا وہ قدان مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آتے ہوئے جتنی دولت میں نے حضرت پر نچھاور کی...... قربان کی...... اب میرے پاس وہ سرمایہ نہیں رہا کہ اپنی حفاظت کیلئے خادم رکھ سکوں...... اور بیت المال سے میرے محافظ ہوں...... اس کو میں جائز نہیں سمجھتا...... یہ سنتے ہی حضرت امیر معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے...... انہوں نے آنے والے دور کو دیکھ لیا کہ آگے کیا ہو گا؟

کھول کر آنکھیں میرا آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو موت نظر آ رہی ہے...... جب اپنا کوئی نہیں فوجوں کو اجازت نہیں دے رہے، بلوائی حملہ کر رہے ہیں...... وہ خون کے پیاسے ہیں۔

بہت سے مورخین نے سوال اٹھایا...... کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا...... کہ کوئی موت کا ڈر ہو...... میں نے کہا کہ عثمانؓ نے جتنی قرآن کی خدمت کی ہے......اور جتنا کلامِ خالق ان کی زبان پر اترا شاید ہی کسی کی زبان پر اترا ہو......تو جب کلام خالق زبان پر چھائے گا...... پوری طرح تو انسانی کمزوریاں اٹھ جاتی ہیں......اور انہی میں سے موت کا ڈر ہے...... جو عثمانؓ کے دل میں نہیں رہا کیوں؟ جتنا کلام خالق ان کی زبان جاری رہا......اس کے برابر انسانی کمزوریاں آپ سے نکلتی گئیں یہاں تک کہ اب انہیں موت سے کوئی ڈر نہیں لگ رہا۔

قرآن پڑھنا سعادت ہے:

کلام خالق سب سے زیادہ انسان کیلئے سعادت ہے......اور جب انسان

مر رہا ہوتا ہے اس وقت اس کو

بچے یاد آرہے ہیں

جائیداد یاد آرہی ہے

دنیا کے کام یاد آرہے ہیں

تو جب افسوس ہوتا ہے تو کہتے ہیں...... کہ اس کے پاس سورۃ یٰسین پڑھو...... قرآن پڑھو تاکہ قرآن کا صدقہ وہ انسانی کمزوریوں سے نکلے اور اللہ کے ہاں اس طرح پیش ہو کہ اس کی رحمت استقبال کرتی ہوئی آئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ وجل شانہ قرآن پاک کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے...... اور قرآن پاک پر پورا ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

قرآن کے پانچ حقوق:

قرآن کریم کے حوالہ سے ہمارے ذمہ پانچ باتیں ہیں...... قرآن کے ہم پر پانچ حق ہیں۔

پہلا حق یہ ہے کہ ہمارا قرآن پر ایمان ہو...... اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں...... ایمان بالقرآن یہ ہے کہ ہم اس قرآن کریم کو اسی ترتیب سے قرآن مانیں اور جانیں جو جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا کرتے تھے...... اور آپ کاتبین وحی کو لکھایا کرتے تھے۔

دوسرا قرآن پاک کا ہم پر حق یہ ہے کہ ہم اس کو صحیح پڑھ سکیں اور کم از کم اتنا تو صحیح آتا ہو کہ نماز صحیح ہو جائے۔

تیسرا حق قرآن کا یہ ہے کہ ہم اس کے تقاضوں پر عمل کریں۔

اور چوتھا حق یہ ہے کہ اس کے احکام کو آگے پہنچائیں۔

اور پانچواں یہ ہے کہ اس کے گرد حفاظتی پہرے ڈال دیں۔

تو بحمد اللہ ہم مسلمان ہیں۔ اتنا عظیم مجمع اتنے دور دراز سے ہمارے بھائی آئے ہوئے سارے کے سارے جو اسوقت شریک اجتماع ہیں سب کا قرآن پر ایمان ہے؟...... (ہے)...... تو پہلا حق تو پورا ہوگیا...... اب یہ ہے کہ اس کو صحیح پڑھیں کہ نماز ہو جائے...... اس کی پوری کوشش کریں اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا۔ اس میں ہم بہت پیچھے ہیں...... اس کے احکام آگے پہنچائیں...... اس میں ہم بھی بہت پیچھے ہیں اور اس کے گرد حفاظت کے پہرے ڈالیں اس میں بھی یہ بہت پیچھے ہیں۔

تو اس وقت شکوہ نہیں...... شکایت نہیں کر رہا، قرآن کے ہم پر جو حق ہیں ان کو بیان کر رہا ہوں میں نے ایک جگہ یہ حقوق بیان کیے تو ایک شخص کہنے لگا کہ آپ نے ایصال ثواب چھوڑ دیا کہ ایصال ثواب کے موقع پر بھی تو قرآن پڑھا جاتا ہے...... تو میں نے کہا وہ قرآن پاک کا ہم پر حق نہیں کہ ہم اسے ایصال ثواب کریں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ وہ قرآن پاک کا ثواب پہنچا دیتا ہے تو حق یہی ہیں جو میں نے عرض کیے ہیں۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ قرآن پر ہمارا حق ہے کہ اس کا ایصال ثواب کریں...... یہ تو بے ادبی ہے...... لیکن یہ بھی نہیں کہ تم ایصال ثواب کو قرآن کے حق میں شامل کرو تو ہمارا ایمان قرآن پاک کے گرد ان پانچ عنوانوں سے گھومتا ہے...... اب اگر کوئی شخص مسلمان کہلائے اور اس کا قرآن پر ایمان نہ ہو یا کہے کہ قرآن پاک کے الفاظ بدلے ہوئے ہیں یا کہے کہ یہ صحیفہ عثمانؓ ہے...... جو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا تھا...... یا یہ کہے کہ یہ پیغمبر ﷺ کی ترتیب پر نہیں اس طرح کی باتیں کرے...... تو کیا وہ مسلمان ہے؟ (نہیں) تو معلوم ہوا کہ قرآن ہماری بنیاد ہے۔

قرآن محفوظ ہے:

اللہ جل شانہ نے فرمایا...... انانحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون......

بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا۔ ذکر نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوگا کہ دنیا قائم نہ رہے...... تو سب سے پہلے قرآن سینوں اوراوراق سے اٹھایا جائے گا...... رفعت المصاحف ...... یہ اٹھایا جائے گا...... اس کے نقوش اٹھائے جائیں گے۔ سینوں سے بھی اور اوراق سے بھی ...... اس دولت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر لیجئے۔ پیشتر اس کے کہ آنے والا وقت آجائے ...... یہ وقت ہے خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا خدا میں اور بندوں میں جوڑ کس چیز سے لگتا ہے؟...... (قرآن سے) ...... قرآن مخلوق نہیں، کلام خالق ہے اور جب بندوں کی زبان پر آتا ہے تو انسان اتنے وقت تک بندگی سے نکل جاتا ہے...... قیامت پوری کائنات کی فنا کا نام ہے ...... اور قرآن خدا کی صفت کلام ہے اس پر فنا نہ آئے گی قیامت سے پہلے اس لئے اٹھالیا جائے گا کہ اسے قیامت کے جھٹکے نہ لگیں۔

اللہ سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

وما علینا الا البلاغ

نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟

خطبہ:

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ----- اما بعد ......
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ----- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ----- وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ----- (سورۃ عنکبوت)

تمہید:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کے دو بڑے پیمانے عطا کئے ہیں پورے بدن انسانی میں بس انہی کی فرماں روائی ہے ----- دماغ سوچتا ہے اور دل پورے بدن کو چلاتا ہے دماغ ضرورتوں اور مقدمات کو ترتیب دیتا ہے اور دل بدن کے قریب کی اور انتہائی دور کی رگوں تک خون پہنچاتا ہے دماغ فیل ہو جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اور دل فیل ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہتا اس اعتبار سے اس کا مقام اونچا ہے۔

یہ دل ہی ہے جو سارے بدن میں خون دوڑاتا ہے پھر اس کی واپسی پر اس کو صاف کرتا ہے اور اسے پھر صالح بنا کر زندگی کی رگوں میں لے جاتا ہے اور اس کا یہ عمل اور اس کی دھڑکن پل بھر کے لئے نہیں رکتی خواہشات کے گرد پہرہ دیتا ہے اور دماغ اس کے سامنے اس کے نفع و نقصان کی راہیں کھولتا ہے۔

دل و دماغ میں محل صلاح و فساد کون ہے:

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں محل صلاح و فسا دل ہے دماغ

صرف تدبیریں مہیا کرتا ہے...... آنحضرت ﷺ نے پورے بدن انسان کی اصلاح' قلب سے وابستہ بتلائی ہے دماغ سے نہیں ......حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب......(صحیح بخاری ج1 صفحہ 13)

خبردار انسانی جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ فاسد ہوجائے تو سارا بدن فاسد ہوجائے گا خبردار......وہ گوشت کا لوتھڑا ''دل'' ہے۔

آنحضرت ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے سے دور جاہلیت کی ہر تعلیم اور حاصل کردہ تربیت کی نفی کی تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ آپ کی نبوت کسی سوچ' فکر اور اکتساب کی پیداوار نہیں اور نہ یہ آپ کے دماغ کی کسی کاوش کا نتیجہ ہے۔ قرآن میں فرمایا:

وَمَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ......(سورۃ عنکبوت:48)

''اور آپ نہ پڑھتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتے تھے اپنے داہنے ہاتھ سے (اگر ایسا کرتے) تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے۔''

اور یہ بھی فرمایا:

مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا (پارہ 25 الشوریٰ 52)

آپ نہ جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور نہ ان دیکھی چیزیں آپ کو معلوم

نہیں لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنایا ہم اس سے راہ سمجھا دیتے ہیں جسے چاہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک میں امّی بھی کہا گیا کہ آپ نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہ پائی تھی...... نہ کسی معلم کے آگے تعلیم وتعلم کی کوئی منزل طے کی تھی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بس اللہ کا چناؤ تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب سکھایا۔ قرآن کریم میں ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً...... (پ۵: النساء:۱۳)

"اور اللہ تعالیٰ نے اتاری آپ پر کتاب اور حکمت اور آپ کو سکھائیں وہ باتیں جو آپ جانتے نہ تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔"

ان تفصیلات سے یہ بات کھل کے سامنے آتی ہے کہ نبوت کا مورد دماغ نہیں اور نہ ہی اس کے لئے دماغ کی پہلے سے کوئی تربیت کی جاتی ہے...... انبیاء کرام براہ راست اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں وہ دوسرے کسی انسان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کرتے اور کوئی یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ اس نبی نے مجھ سے یہ تعلیم حاصل کی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں بعض مشرکین نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ آپ کو کوئی انسان یہ قرآن سکھا جاتا ہے......

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ (پارہ 14 النحل: آیت 103)

اللہ تعالیٰ نے اس کی کھلی تردید فرمائی ہے اور بتلایا کہ آپ پر اترنے والا کلام اس بات کا شاہد عدل ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں اور نہ کسی انسانی سوچ کا نتیجہ ہے اور نہ ہی کسی انسانی تعلیم پر مبنی ہے یہ ایک صاف ستھرا کلام الٰہی ہے جس میں کسی بشر کے کلام کا التباس نہیں۔ وہ اپنے اس الزام میں جس آدمی کی طرف انگلی

اٹھاتے تھے وہ خود ایک عجمی شخص تھا وہ عربی میں یہ بے مثل بلاغت لائے یہ کیسے ہو سکتا تھا؟

مُوردِ نبوت دل ہے دماغ نہیں:

نبوت کسی انسانی سوچ کی پیداوار نہیں ہوتی اور نہ کسی قوت متخیلہ کا نتیجہ ہوتی ہے---- نبوت براہ راست دل پر اترتی ہے دماغ پر نہیں...... قرآن کریم میں ہے۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ---- عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ......
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ...... (پارہ19: الشعراء193)

لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا ایک اور جگہ فرمایا:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۹۷)

سو اس (جبرائیل امین نے) اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے...... اگر نبوت کا مورد دماغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی نہ فرماتے کہ جبرائیل امین آپ کے دل پر اترے ہیں ان کا آپ کے دل پر اترنا بتلاتا ہے کہ نبوت کا مورد دل ہے دماغ نہیں---- شیخ اکبر ابن عربی لکھتے ہیں:

اعلم ان الوحی لا ینزل به الملك علی غیر قلب نبی اصلا ولا یامر غیر نبی بامر الٰھی جملة واحدة ---- (فتوحات مکیہ ج۳ ص:۳۸)

اور تم جان لو کہ فرشتہ وحی لیکر اس دل پر نہیں اترتا جو نبی نہیں اور نہ ہی غیر نبی کو کسی امر الٰہی کے لئے ایک جملہ بھی کہتا ہے:

دلوں پر اترنے والے فرشتے کا نام جبرائیل امین ہے اور دماغ پر اترنے

والے سائے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا...... مرزا غلام احمد قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ اس پر آنے والے سائے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ (تذکرہ اوہام ص ۱۳)

یہ بھی اس نے پہلی بار نہ بتلایا...... پہلی بار جھوٹ بولا کہ میرا کوئی نام نہیں پھر کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔

ہم نے مرزا غلام احمد کا دور نہیں پایا ورنہ ہم اس سے پوچھتے کہ یہ انگریز فرشتہ زیادہ خوب صورت تھا یا وہ ہندو لڑکا زیادہ حسین تھا؟ جسے آپ پاس رکھتے تھے۔

جب کوئی الہام انگریزی میں ہوتا تھا...... تو آپ اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور وہ تھوڑی سی آپ کی استادی کی خدمت سرانجام دیتا تھا۔ مرزا غلام احمد کی شہرت اس کے دماغ کی پیداوار تھی...... ورنہ وہ اسے اپنی مشکلات میں شمار نہ کرتا سچی نبوت دل پر اترتی ہے اور جھوٹی دماغ پر...... یہ دیکھئے مرزا غلام احمد کی ایک کتاب ہے ''نصرت الحق'' اس میں وہ لکھتا ہے میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی اور ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا...... مشکلات کسے مخصوص ہوتی ہیں؟ دماغ کو...... دل ان مشکلات کا تجربہ نہیں کرتا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا ہو...... تو اس کے لئے بھی دماغ ہی محنت کرتا ہے۔ دل کو اس محنت سے کیا؟ اس کی شاہی سارے بدن پر حکومت کرتی ہے...... مرزا غلام احمد کی غلط عربی ترکیبیں بتاتی ہیں یہ کلام اس کا اپنا ہے...... اور خدا تو کسی بات کے لئے غلط ترکیب اختیار نہیں کرتا...... پیغمبروں کا مورد عمل دل ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی محنت کا مرکز:

آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کے دلوں پر بھی محنت کی اور دماغوں پر بھی

آپ نے ان دلوں پر جو محنت کی وہ قرآن کریم میں...... ویز کیھم...... کے الفاظ میں مذکور ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو مرتبہ ملا وہ اس اعتبار پر تو بے شک اللہ تعالیٰ کی عطا تھی کہ اللہ نے انہیں اس دور میں پیدا کر دیا تھا...... لیکن تزکیہ اور تعلیم کی جہت سے بے شک وہ ایک اکتساب تھا البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اکتساب سے نہیں...... اللہ کی عطا سے ملی تھی...... اور وہی جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے اس کے لئے کس کو چنے...... اَللّٰـهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه...... یہ عقیدہ کہ نبوت محنت اور ریاضت سے ملتی ہے ایک زندقہ والحاد ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ان صف اول کے مسلمانوں پر محنت کی ان کے دلوں کو روشن کیا اور ان کے دماغوں کو بھی جلا بخشی یہاں تک کہ وہ پوری دنیا کے انسانوں کے لئے پیشوا کا درجہ پا گئے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (سورۂ آل عمران 110)

تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں...... جو لوگوں کے لئے حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا...... اور منع کرتے ہو برے کاموں سے...... اور ایمان لاتے ہو تم اللہ پر...... یہ جو کہا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو...... یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت واضح کی ہے یہ کوئی نصیحت نہیں کی جا رہی ایک خبر دی جا رہی ہے۔ یہ ان کے دلوں کے خانوں کی ایک بیرونی آواز ہے جو پوری دنیا میں لگی...... یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح آزما چکا تھا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ...... (الحجرات 3)

''وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا اللہ نے ادب کے ساتھ...... واسطے

ان کے ہے معافی اور بڑا ثواب۔''

فقہاء دماغوں پر اور روحانی شیوخ دلوں پر محنت کرتے ہیں:

اولیا کرامؒ اور مشائخ عظامؒ کی محنت کا میدان دل ہوتا ہے دماغ نہیں ان کی تعلیم ان کے اوردو وظائف اور ان کے اشغال یہ سب دل کی اصلاح کے لئے ہوتے ہیں...... کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ ان بزرگوں کی محنت' دماغ ٹھیک کرنے پر ہورہی ہے یہ کیوں؟ یہ اس لئے کہ اولیاء ربانی اس بات میں خاتم النّبیین کے وارث ہوئے ہیں جیسا کہ فقہاء دماغی جہد و وسعت میں انبیا کے وارث ہوئے ہیں ...... انبیاء جب کوئی بات اجتہاد سے کہتے ہیں تو ان کا دماغ کام کرتا ہے...... اور جب وہ کوئی بات وحی خداوندی سے کہتے ہیں تو ان کے دل پر یہ وحی اترتی ہے وحی میں غلطی نہیں پڑتی لیکن اجتہاد میں ان کا اپنا ذہن کام کرتا ہے...... جس میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وحی کو مداخلت کرنا پڑتی ہے اور نبی کو خطا پر نہیں رہنے دیا جاتا۔

تاہم یہ بات صحیح ہے کہ اولیا ابتدا ہی سے مورد وحی الطاف ربانی ہوتے ہیں اور ان کی سند فقہاء کی نسبت عالی ہوتی ہے...... فقہاء کرام کو یہ امتیاز حاصل ہوتا ہے کہ نبوت کی وراثت ان کے پاس واسطوں سے پہنچتی ہے...... براہ راست وہ خدا سے متعلق نہیں ہوتے...... ولایت میں چونکہ پیغمبر کا واسطہ لازم نہیں ہوتا اس لئے شریعت میں ولی کی بات حجت نہیں ہوتی...... یہاں فقہ کا فیصلہ وراثت نبوت کہلاتا ہے...... مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں:

صوفیاء کا علم حلت وحرمت میں سند نہیں ہے...... ہمیں اتنا کافی ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں اور اس معاملہ (یعنی حلت وحرمت) میں امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلیؒ اور ابوالحسن نوریؒ کا عمل'' (مکتوبات دفتر اول ص ۲۰۲) آپ یہ بھی

لکھتے ہیں:

احکام شریعت کے ثابت کرنے میں معتبر کتاب وسنت ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع امت بھی حقیقت میں احکام کے مثبت ہیں......ان چار شرعی دلیلوں کے سوا اور کوئی ایسی دلیل نہیں جو احکام شرعیہ کو ثابت کر سکے......الہام حلت وحرمت کو ثابت نہیں کرتا......اور باطن والوں کا کشف فرض وسنت کو ثابت نہیں کرتا ولایت خاصہ والے لوگ اور عام مؤمنین مجتہدوں کی تقلید میں برابر ہیں۔ (مکتوبات دفتر دوم ص: 141)

انبیا کا دماغ ہمیشہ دل کے تابع رہتا ہے:

نبوت کا مورد دل ہے جن دلوں پر نبوت اتری وہ کلی صلاح پاگئے...... اسلام میں صلاح کا عمومی مرکز دل ہے اب اس صلاح کے بعد ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی الائش نہیں رہی......اب ان کا دماغ بھی عام انسانی دماغ نہ رہا وہ ہمہ تن ان کے دلوں کے تابع ہوگیا۔ انسان کو نیند کیوں آتی ہے وہ ایک دماغی تھکاوٹ کا باعث ہے انسان سو کر اٹھتا ہے تو اس کا دماغ تازہ دم ہوجاتا ہے......آنحضرتؐ نے اپنے نیند کے تقاضے کو آنکھوں تک محدود بتلایا اور دل کی بستی ہمیشہ آباد بتلائی جس پر اللہ کا نور بے حجاب اترتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ان عینیّ تنا مان ولا ینام قلبی. (رواہ الشیخان)

صرف میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا وہ بیدار رہتا ہے۔

انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا. (راہ ابن سعد)

یہ صرف آپ اپنی خصوصیات ہی نہیں بتا رہے آپ سب نبیوں کو اس صفت میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

رات کو سوتے انسان اپنے خیالات میں گم ہو جائے تو کبھی احتلام کی صورت بھی پیدا جاتی ہے...... نبی کو اس لئے احتلام نہیں ہوتا کہ اس کی صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لم یحتلم نبی قط ۔ رواہ الطبرانی)

سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کوئی نبی کبھی محتلم نہیں ہوا کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔(مدارج النبوۃ ص:52 ج1)

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو احتلام ہوتا تھا...... اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی حدیثیں سیرت المہدی میں جمع کی ہیں اور اس میں اپنے باپ کے احتلام کا ذکر کیا ہے۔

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سچی نبوت کا مورد دل ہے دماغ نہیں...... اس لئے نبوت میں تدریج نہیں نہ اس کے لئے کسی تعلیم کی ضرورت ہے...... اس کے لئے کسی تشویق اور طلب کی کوئی حاجت نہیں ہوتی ہے ...... دماغ صرف اس لئے ہے کہ وہ دل کے گرد حفاظت کا پہرہ دے عقل وحی کی خادم بن کر چلے گی گو کبھی اللہ تعالیٰ عقلی اقتضاء کو نبوت کے گرد سے اٹھا دے اور نبی کے ہاتھوں کھلے معجزات ظہور میں آئیں یہ وہ وادی ہے...... جہاں صرف ایمان چلتا ہے اور عقل بالکل عاجز نظر آتی ہے...... اس لئے ایسے اعمال کو معجزات کہتے ہیں معجزات کے پیچھے اسباب کی کوئی علت نہیں ہوتی۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

سو اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ دل و دماغ کے پیمانوں میں دل

سبقت لے گیا اور دماغ اس کے ساتھ ساتھ چلا ہے جس طرح چاند سورج کے پیچھے پیچھے آتا ہے۔

شیطانی وحی کا مرکز دماغ:

شیطان جن انسانوں کو نبوت کے لئے اکساتا ہے وہ ان کے دماغ پر اترتا ہے ان کو اس سلسلہ میں جو چالیں سمجھاتا ہے اور راہیں سکھاتا ہے...... ان کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے...... قرآن کریم میں اس شیطانی وحی کی بھی خبر دی گئی ہے۔

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ...... (سورۃ الانعام: 121)

اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہوئے۔

سچی اور جھوٹی نبوت کے فاصلے:

جھوٹی نبوت دماغ پر اترتی ہے بعض اوقات یہ تبخیر معدہ اور سوداوی غلبہ کا نتیجہ ہوتی ہے انسان غلطی سے اسے وحی یا الہام سمجھنے لگتا ہے...... تاریخ میں ایسے مجنوں مدعیان نبوت کی کبھی کوئی کمی نہیں رہی ان مجانین پر کفر کا فتویٰ صرف اس لئے دیا گیا کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت پر اس طرح ڈٹے کہ اپنی حالت نارمل ہونے پر بھی انہوں نے اپنے اس کفر سے توبہ نہیں کی...... ان کی یہ صورت حال کچھ بھی ہو یہ بات پورے یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ جھوٹی نبوت دل پر نہیں دماغ پر اترتی ہے اور پھر اسے وہ الہام بھی ہوتے ہیں جس کے معنی وہ خود بھی نہیں سمجھتا...... مرزا غلام احمد تسلیم کرتا ہے کہ:

"یہ بات بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اپنی زبان تو

کوئی ہو اور الہام اسے کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔'' (چشمہ معرفت ص209)

تعجب ہے کہ مرزا غلام احمد پر کئی ایسے الہامات بھی اترے جس کا معنی وہ خودنہیں سمجھتا تھا...... انگریزی میں اترنے والے الہامات کو سمجھنے کے لیے اس نے ایک ہندو لڑکا ساتھ رکھا ہوا تھا جس سے ان الہامات کا ترجمہ پوچھتا وہ لڑکا ان الہامات کا ترجمہ کرتا اور پھر قادیان میں نبوت چلتی عجب نبوت تھی جو ایک ہندو لڑکے کی مدد سے چلتی تھی...... مرزا غلام احمد اسی کو وحی قرار دیتا اور اپنے مریدوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتا:

قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر سے پوچھا گیا نبی کی زبان کچھ اور ہوتی ہر اور اسے الہام کسی اور زبان میں ہوتا ہے...... جسے وہ خود بھی سمجھتا نہ تھا بلکہ کسی ہندو لڑکے سے ترجمہ کرواتا...... ہو یہ کیسے ہونا ہوگا؟ مرزا ناصر نے اس کا جواب دیا کہ وہ ہندو لڑکے کو قائل کرنا چاہتے ہوں گے کہ اسلام کتنا بابرکت ہے...... جس میں اب بھی وحی ہوتی ہے۔

(تاریخی قومی دستاویز ص:232)

ہندوؤں میں اسی طرح تبلیغ کی جائے تو یہ اس تک پرانے اسلام کو پہنچانا ہوگا یا نئے مذہب کو جس کی وحی اب ہو رہی ہے...... یہ ہمارے قارئین خود سوچ لیں ...... مرزا ناصر سے یہ بھی پوچھا گیا کہ ایسی وحی کا کیا فائدہ جسے غلام احمد نہیں سمجھتا تھا کیا اللہ میاں ایسی وحی بھیجتا ہے جسے نبی نہ سمجھ سکے؟...... مرزا ناصر نے اس سوال کا جو جواب دیا اسے پڑھیے اور قادیانیوں کی علمی سطح کا اندازہ کر لیجئے ...... ہم تو اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اللہ کو جا کر سمجھا نہیں سکتے کہ وحی اس زبان میں نازل کرنا جو نبی کی اپنی زبان ہو۔

اب آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد پر اترنے والی نبوت اور اس کے الہامات انسانی کاوش کا نتیجہ ہیں...... اگر یہ دل پر اترنے والی نبوت ہوتی اور آسمانی ہدایت ہوتی تو اس کا معنی خود صاحب وحی بتلاتا نہ کہ اس کا معنی پوچھنے کے لئے اسے آدمی رات کو کسی ہندو لڑکے کی ضرورت ہوتی...... ایک مرتبہ وہ ہندو لڑکا کسی اور کی خدمت میں گیا ہوا تھا کہ یہاں مرزا غلام احمد کو انگریزی میں الہام ہوا۔

Shall give you a largre party of Islam

مرزا صاحب کو اس کے معنی نہیں آتے تھے اور وہ ہندو لڑکے کا انتظار کرتے ہی رہ گئے اور انہیں مجبوراً لکھنا پڑھنا...... آج اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ ہی اس کے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ 3 ص: 552)

بعض قادیانی مناظر کہتے ہیں کہ دوسرے دن اس ہندو لڑکے سے ملاقات ہوئی تو اس الہام کے سارے معنی کھل گئے تھے اور مرزا صاحب کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے...... ہمیں اس وقت اس پر بحث نہیں کہ اس ہندو لڑکے کی صحبت سے چودہ طبق کس کے روشن ہوئے تھے...... بتلانا صرف یہ ہے کہ ایسے الہامات اور وحی جسے خود صاحب وحی نہ سمجھ پائے بتلاتے ہیں کہ اس کا تعلق ہرگز دل پر اترنے والی نبوت سے نہ تھا۔

مراق اور مالیخولیا کے مریض کیا کرتے ہیں:

مشہور یونانی حکیم علامہ برہان الدین نفیس دماغی امراض کی بحث میں لکھتا ہے "مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں مرض تیز سوداء سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔"

(شرح اسباب)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور ہونے والے امور کو پہلے سے ہی خبر دیتا ہے اور کبھی اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

جناب حکیم محمد خان بھی لکھتے ہیں۔

''کہ مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامت کا بھی دعوی کر دیتا ہے خدا کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔'' (اکسیر اعظم ج:ا ص:188)

مرزا غلام احمد پر مراق کا دورہ:

مرزا غلام احمد پر مراق کا بھی اثر تھا...... اس کے لئے اگست ۱۹۲۶ء کے رسالہ ریویو قادیان کا مطالعہ کیجئے...... مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اسباب کے تحت پیدا ہوا تھا۔ (رسالہ مذکور صفحہ ۱۰)

ہمیں اس میں بحث نہیں کہ یہ مرض موروثی تھا یا نہیں...... البتہ ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی کے اس بیان سے یہ بات کھل گئی کہ مرزا قادیانی واقعی مراق کا مریض تھا...... اس صورت میں اگر انہوں نے وحی اور الہام کے دعویٰ کئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں مرزا غلام احمد کی بیوی کو بھی یہی مرض تھا مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ:

''میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے''

(منظور الٰہی ص ۲۴۴ از منظور الٰہی قادیانی)

ڈاکٹر شاہ نواز نے مرزا محمود کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے:

''حضرت صاحب خلیفہ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مجھ کو کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے''۔ (ایضا ص:11)

جھوٹے مدعیان نبوت جتنے بھی ہوئے وحی والہام ان پر دماغ کی راہ سے اترتے رہے ان کا سچے پیغمبروں سے کوئی اشتباہ نہیں ہوسکتا...... کیونکہ وحی

نبوت سچے نبیوں کے دلوں پر اترتی ہے دماغوں پر نہیں...... آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں پر غور فرمائیں اس سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی اس کی نبوت کی یہ پوری کاروائی اس کی ذہنی ترتیب سے مرتب ہوتی تھی ......غلام احمد خود ایک جگہ لکھتا ہے:

''میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی اور ایک مسیح موعود کا دعوی تھا''۔(نصرۃ الحق ص:53)

یہ دعوؤں میں ترتیب کیوں سوچی جا رہی تھی محض اس لئے کہ یہ ساری کاروائی دماغ کی تھی دل کی نہیں...... مرزا غلام احمد کا یہ منصوبہ کہ علماء اور مسلمانوں کو کس طرح فریب دیا جائے اور انہیں کس کس طرح کے پیچ میں پھنسایا جائے ......یہ ساری محنت اس کے دماغ کی تھی...... مرزا صاحب کو اس کی فکر ابتدا ہی سے تھی۔مرزا غلام احمد کا فراڈ خود اس کی زبانی پڑھیں۔غلام احمد لکھتا ہے:

''یہ الہامات (جو مرزا صاحب نے براھین احمدیہ میں درج کئے ہیں) اگر میری طرف سے اس وقت ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے...... تو وہ ہزار ہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے...... یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ وہ ایک دفعہ اس کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہیں الہامات سے ابھری ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسی رکھا ہے اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں...... اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے کہ خدا کی قدرت ہے

کہ انہوں نے قبول کرلیا اور بیچ میں پھنس گئے۔ (اربعین حصہ دوم ص: 21)

لوگوں کو پھانستا کن لوگوں کا کام ہوتا ہے چالاک اور فراڈی لوگوں کا...... انبیاء کبھی اس قسم کے پیچ نہیں بتاتے کیونکہ نبوت ان کے دلوں پر اترتی ہے اور اس کے انوارات دور دور تک پہنچتے ہیں...... البتہ دماغوں پر اترنے والے الہامات میں کئی پیچ ہوتے ہیں۔

مرزا قادیانی حکیم نورالدین کو ایک خط میں لکھتا ہے:

''جو کچھ آن مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثل مسیح ہونے کا دعوی کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثل مسیح بننے کی حاجت نہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ حصہ: 5 صفحہ:84)

آسمانی دعوؤں پر کبھی یہ زمینی مشورے نہیں ہوتے ہیں...... خدا کے نام پر سازشیں کسی شریف آدمی کو زیبا نہیں دیتیں...... یہ مشورے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مثل مسیح کا دعوی کسی آسمانی آیت پر مبنی نہ تھا یہ دماغی سوچ تھی...... مرزا غلام احمد کچھ اور سوچتا تھا اور حکیم نورالدین کسی اور سوچ میں گم تھا ان دونوں کی سوچ میں جو سوچ غلبہ پاجاتی وہ دعویٰ کی شکل میں سامنے آجاتی...... مسیح موعود یا نبوت کا دعویٰ آسمانی کسی آیت پر مبنی ہو آپ ہی سوچئے......اور یہ بھی سوچئے کہ کیا اس قسم کی سوچ اور غور وفکر کی مرزا غلام احمد کو کیا کوئی حاجت تھی؟......تاہم ان خوابوں سے اتنی بات ضرور واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا غلام احمد تیرہ تاریک راہوں سے تدریجاً مرتبہ نبوت پر آیا اور یہ وہ نبوت ہے جو دل پر نہیں اس کے دماغ پر اتری ہے...... جھوٹی نبوت اور سچی نبوت میں یہ جوہری امتیاز ہے۔

تحریک قادیان کو سمجھنے کیلئے چند نکات:

جب یہ معلوم ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اس کے صفراوی

مزاج کی پیداوار تھی اور اس کا دعویٰ نبوت شیطانی اثرات سے ماثور رہا...... تو اس تحریک کو مزید سمجھنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی پانچ باتوں پر غور کیجئے:

۱)...... اپنی نبوت منوانے کے لئے دعوت کو کافی نہ سمجھنا لوگوں کو دباؤ اور زلزلوں کی پکڑ سے ڈرا کر اپنے حلقہ میں لانا کیا یہ عوام کی بلیک میلنگ نہیں؟

۲)...... بعض غیبی خبروں کے پالینے کو جو کبھی جنات اور قیافوں کے ذریعہ بھی معلوم کی جاسکتی ہیں...... نبوت قرار دینا نبوت کی ایک بالکل نئی اصطلاح ہے...... جو پہلے کہیں نہیں پائی گئی۔

۳)...... اپنی پیشین گوئیوں کو تحدی سے پیش کرنا اور انہیں اپنے دعوے کی صداقت کا معیار ٹھہرانا اور وہ پوری نہ ہوں تو اس میں قیدیں بڑھاتے چلے جانا اور اپنے پچھلے جھوٹ کو تاویلات تیور کے سہارے دینا...... مرزا صاحب کا ایک نہایت محبوب مشغلہ تھا۔

۴)...... مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی الہامات میں اس کی اپنی سوچ کا نمایاں دخل رہا ہے دوسری زبان میں غلط چلنا اپنی غلط سوچ سے ہی ہوسکتا ہے...... خدا کی وحی میں تو کبھی کوئی غلطی راہ نہیں پاتی۔

۵)...... مرزا صاحب سے احتلام وقوع میں آنا یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کے دماغ میں شیطان وارد ہو...... یہ ان لوگوں کو نہیں ہوتا جو سچے نبی ہوتے ہیں اور دخل شیطانی سے محفوظ رہتے ہیں...... مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کئی دعوؤں سے گذرنے کے بعد کیا ابتدا میں وہ صرف الہام کا مدعی تھا...... پھر مثل مسیح بنا اور چلتے چلتے نبوت کے دعوی پر آ پہنچا اور اسے اپنے پچھلے عقائد اور مسلک کو ترک کرنا پڑا۔

مرزا بشیر احمد محمود لکھتا ہے:

''الغرض حقیقت الوحی کے حوالے نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا...... مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔ (الفضل 4 ستمبر 1941ء)

کیا اسی تبدیلی کو مرزا صاحب نے بخوشی قبول کیا یا آپ سے یہ عقیدہ جبراً منوایا گیا...... مرزا محمود کا کہنا ہے کہ نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ نے وحی میں جبراً تبدیلی کروائی۔ (ایضاً)

یہ تدریجی نبوت محض دماغ کی پیداوار ہی ہو سکتی ہے دل کے پیرائے تدریج کے پیمانوں میں کبھی نہیں ڈھلتے...... سچی نبوت دل پر ہی اترتی ہے اور جھوٹی نبوت دماغی قالب سے ڈھل کر آتی ہے...... قرآن کریم میں جتنے انبیاء کرامؑ کا ذکر ہے ان میں ایک بھی ایسا نہیں جسے نبوت تدریجاً ملی ہو...... مرزا غلام احمد کا یہ دعوی غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے نبوت ملی تھی یعنی اگر آپ موسیٰ کی پیروی نہ کرتے تو نبوت تک نہ پہنچتے...... پیروی تدریجاً ہوتی ہے تو اس کے بعد جو نبوت ملے گی وہ بھی تدریجاً ہو گی...... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ...... اس کا مطلب ہے کہ نبوت محنت اور ریاضت اور پیروی سے مل سکتی ہے اور یہ بات صریح الحاد اور کھلا زندقہ ہے مرزا غلام احمد کا غلط دعویٰ دیکھیں:

''ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جن کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا''۔

(چشمہ مسیحی ص:24)

قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد کو نبوت تدریجاً ملی تھی یا یکدم مل گئی...... مرزا ناصر کا جواب یہ ہے کہ:

''ساری کائنات کا نظام تدریج پر ہے بچہ بننے سے فوت ہونے تک

تدریجی مراتب ہیں"۔ (تاریخی قومی دستاویز ص: 221)

"پھر ایک سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ گندم کے دانے سے میرے کی بناوٹ تک کیا یہ تدریج نہیں"۔ (ایضاً ص: 222)

اس میں مرزا ناصر نے دعویٰ کیا ہے کہ موالید ثلاثہ میں نباتات پہلے وجود میں آئی (گندم کا دانہ پہلے بنا) اور جمادات (ہیرا اور پتھر وغیرہ) بعد میں بنے ...... ہم اب تک یہی سمجھتے رہے کہ جمادات' نباتات اور حیوانات میں تدریج ہے ...... لیکن جمادات کے بعد وجود میں آئے ...... یہ ایک نئی تحقیق ہے جو نئی نبوت ہی کی ہوسکتی ہے...... تاہم اس مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری تحریک کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس کا یہ سارا کاروبار دماغی سوچ اور فکری کاوش پر مبنی تھا...... یہ کوئی آسمانی حکم نہ تھا...... انبیاء کبھی تدریجاً نبی نہ بنے کہ انہیں نبوت ملتے ملتے کئی سال لگ گئے ہیں نبوت کئی تدریجی مراحل سے گزرنے کا نام نہیں...... نبوت یک دم عطا ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد کا نبوت کے بارے میں یہ دعوی کہ اسے تدریجاً نبوت ملی واضح کرتا ہے کہ یہ سب دماغی کاوش تھی...... کہ موقعہ بموقع مختلف دعوے کیے جاسکیں اور ہر لحہ گرگٹ کی طرح اپنے رنگ بدلتے جائیں...... مرزا غلام احمد کے دعوؤں پر نظر رکھنے والا کوئی شخص یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ساری کاروائی پوری دماغی سوچ پر رہی ہے...... یہ کوئی الٰہی نشان نہ تھا...... پھر پیغمبروں کے دلوں پر نظر کیجئے وہ کس قدر رحم اور محبت سے معمور ہوتے ہیں...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ ان کا دل مخالفین کے لئے بھی شفقت سے کس قدر بھرا ہوا تھا۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(سورہ ابراہیم:36)

''سو جس نے میری پیروی کی سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا
سو وہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اب مرزا غلام احمد کا اپنے مخالفین پر تبصرہ بھی دیکھئے اس سے آپ اندازہ کر سکیں گے...... کہ سچی نبوت اور جھوٹی نبوت میں کتنا طویل فاصلہ ہے۔ مرزا غلام احمد اپنی کتابوں کے بارے میں لکھتا ہے:

تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها فيقبلني ويصدق بد عوتى الا ذرية البغا ياالذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔ (آئینہ کمالات اسلام: ص 547)

میری وہ کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان محبت اور مودت کی آنکھوں سے دیکھے گا اور اس کے معارف سے نفع پائے گا اور میرے دعوی کی تصدیق کرے گا ...... صرف حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں جو مجھے قبول نہ کریں گے۔ یہ مرزا غلام احمد کے اسلام کے کمالات کا آئینہ ہے اسی آئینہ میں دیکھیں...... تو آپ کو پتہ چلے گا کہ مرزا غلام احمد کی ذہنی کاوش کیا تھی؟ اور اس سوچ میں وہ کس قدر گندگی کا شکار ہو گیا تھا...... عام لوگوں کی سادگی اور لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کے لئے مرزا غلام احمد کی یہ وحشت انگیز آواز سنئے اور اندازہ کیجئے کہ قادیان کے کتنے نادان اس کی اس بلیک میلنگ کا شکار ہوئے ہوں گے...... اپنی نبوت منوانے کے لئے مرزا غلام احمد کی دہشت گردی دیکھئے...... وہ لکھتا ہے:

''میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے ...... اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جوان میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں

ہوگی"۔ (کشتی نوح ص:4)

پھر اس نے یہ بھی لکھا میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا اس پیش گوئی کو ایسے طور پر ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا...... اور وہ سمجھ جائے کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے...... بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست کھاتے رہے ہیں...... جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں' میں نے لکھا...... اگر اس پیش گوئی کے مطابق خدا اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلاتا تو ان کا حق ہے کہ میری تکذیب کریں۔ (ایضاً) یہ غلام احمد کی عبارت کشتی نوح سے آپ نے سن لی۔

اس قسم کے بے شمار دعوے اس کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں...... آپ ہی سوچیں کہ اپنی بات منوانے کے لئے دہشت کا یہ پیچیدہ جال بچھانا اور لوگوں کو اپنے سلسلہ میں لانے کیلئے بلیک میلنگ کرنا کیا کسی خدا پرست آدمی کا کام ہوسکتا ہے؟ (نہیں)...... یہ صرف وہی لوگ ہیں جن کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے...... دلوں پر اترنے والی نبوت اور الہام میں آپ کبھی یہ نقشے اور دعوے نہیں دیکھیں گے۔ جھوٹا دعویٰ نبوت ہمیشہ دماغ میں ہی ترتیب پاتے ہیں۔

نبوت کی نئی تعریف سے عام لوگوں میں رسائی پانا:

جو لوگ دینی تعلیم نہیں رکھتے انہیں نبوت کی ایک نئی تعریف مہیا کر کے اپنی نبوت کس طرح منوائی جاسکتی ہے...... اس کے لئے مرزا غلام احمد کی اس عبارت پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں...... کہ مرزا غلام احمد کی یہ نبوت اس کے دل پر اتر رہی ہے یا اس کے لئے وہ اپنے دماغ کو استعمال کر رہا ہے...... مرزا غلام احمد

قادیانی کی ایک عبارت سنئے:

''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سیّد ومولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو وہ بلاشبہ بے دین اور مردود ہے...... لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات معتد بہ کے اظہار واثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الہیہ بخشے جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے...... سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا...... یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی۔ (چشمہ معرفت ص:324)

مرزا غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:

اگر اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے؟...... اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے''۔ (تبلیغ رسالت ج:10 ص:17)

مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ بھی دیکھیں:

یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ یا مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص:68)

ان عبارات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نبوت کی ایک نئی تعریف کر کے عام لوگوں میں رسائی پانا چاہتا تھا...... وہ جانتا تھا کہ اس نئی نبوت

کی تجویز سے لوگ اسے ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف نہ سمجھیں...... اور اس طرح وہ ختم نبوت کے عقیدہ میں لچک پیدا کر رہا تھا۔ نبوت آخر نبوت ہے اگر چہ اسے کسی بھی پہلو سے تجویز کیا جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی:

مرزا غلام احمد پہلے تحدی سے ایک بات کی پیشگوئی کرتا تھا...... پھر اسے پیش آمدہ حالات پر منطبق کرنے کے لئے وہ اس کے الفاظ میں کچھ کچھ تبدیلی کرتا تھا...... اب آپ ہی بتائیں کہ یہ دل پر اتری نبوت ہے یا دماغی قوتوں سے اس کا تانا بانا بنا جارہا ہے۔ مرزا غلام احمد کی ان دماغی سازشوں کی کہانیاں اس کی کتابوں سے نمایاں ہیں اور بڑی دلچسپ ہیں...... ہم یہاں اس کی ایک پیشن گوئی بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے پنڈت لیکھرام کے بارے میں پیشن گوئی کرتے ہوئے کہا:

> ''خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے (جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے) چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا...... سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے ظاہر کرتا ہوں...... کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے...... اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا...... تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا

جائے...... کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص: 651)

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی میں یہ دعویٰ کیا کہ پنڈت لیکھرام ایسی موت کا شکار ہوگا جو خرق عادت ہوگی...... جس میں کسی انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہوگا مگر جب پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے قتل کر دیا...... تو جھٹ سے مرزا غلام احمد نے اپنی پیشگوئی کے الفاظ بدل دیئے...... اب یہ کہا گیا کہ ''میں نے بھی اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا''۔

(نزول المسیح ص: 177 روحانی خزائن ج: 18 ص: 553)

پیشگوئی کے الفاظ میں تبدیلی محض اس لئے کی گئی کہ سابقہ پیشگوئی کو اس پر فٹ کیا جاسکے...... اور جب تک پوری چالاکی اور عیاری کے ساتھ الفاظ نہ بڑھائے جائیں اس وقت تک بات نہیں بن پا رہی تھی...... اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ سب دماغی کاروائی نہ تھی...... اور کیا یہ درست نہیں کہ جھوٹی نبوت دماغ پر اترتی ہے...... دل اس کی آماجگاہ نہیں ہوتا۔

مرزا غلام احمد کے عربی الھامات میں اس کی اپنی دماغی سوچ:

انسان جب ایک بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں لاتا ہے...... تو ترجمہ کرتے وقت اس کے اپنے محاورات زبان اس پر عمل کرتے ہیں...... اور اس کی یہ دوسری زبان کی عبارت اس کے اپنے ذہن کی پیداوار سمجھی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو کوئی بات بتائیں اور اس کے لئے دوسری زبان استعمال کریں...... تو خدا اس کے ترجمہ میں غلطی نہیں کرتا اور اس میں زبان کی صحت بخوبی کارفرما ہوتی ہے...... اس پہلو سے بھی مرزا غلام احمد کی وحی پر غور کریں۔ ہم یہاں صرف ایک نقطہ پر بحث کرتے ہیں۔

رحم کرنا جس پر رحم کیا جائے اردو میں اس کا مفعول صلہ کے ساتھ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے یہاں لفظ پر کا صلہ موجود ہے......عربی میں رحم کا مفعول بغیر صلہ کے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم کو رحم کرے...... (کو صرف مفعول کی نشاندہی کے لئے ہے)......عربی میں اسے اس طرح کہیں گے......یرحمك الله ...... (اللہ تم کو رحم دے) اور اردو محاورے میں اس طرح کہیں گے اللہ تم پر رحم کرے۔ اب اگر کوئی اپنے دماغ کی رو سے اس کا ترجمہ کرے گا......اور فوراً اردو دان ہوگا تو کہے گا......یرحمك الله علیك ......اور اللہ جب یہ بات کہے گا تو صحیح الفاظ یہ ہوں گے......رحمکم الله ...... یہاں لفظ پر کے لئے کوئی عربی لفظ نہ آئے گا۔ اور علیک کے الفاظ آپ نہ دیکھیں گے...... پہلے آپ مرزا غلام احمد کی عبارت دیکھیں:

عیسیٰ ربکم ان یرحمکم علیکم...... (براہین احمدیہ ص:50 روحانی خزائن ج ۱ ص: 601)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسے اس طرح ذکر کرتا ہے:

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ج وَاِنْ عُدْ تُّمْ عُدْ نَا (سورۂ بنی اسرائیل:8)

''بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر''

اور یہ بھی فرمایا......اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ...... (بنی اسرائیل:54)

مرزا غلام نے جب اس مضمون کو اپنی وحی کے طور پر پیش کیا تو اس عربی میں اپنے اُردو کے محاورے کے الفاظ اختیار کئے......جس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے۔ کہ یہ وحی اس بندے کے اپنے دماغ کی پیداوار ہے...... ورنہ خدا تعالیٰ تو کسی بات کو کسی دوسری زبان میں لانے میں غلطی نہیں کرتا۔

مرزا غلام احمد کا احتلام اور حدیث ''الحلم من الشیطان'':

حدیث میں ہے کہ احتلام شیطان کے دخل سے ہوتا ہے انبیاء کے دماغ

شیطانی دخل سے محفوظ ہوتے ہیں...... مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد تسلیم کرتا ہے کہ اس کے باپ کو احتلام ہوتا رہا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت دل پر اتری نہ تھی...... یہ خود اس کے اپنے دماغ کی اختراع تھی اور اس دماغ کی جس میں شیطان کا تصرف چلتا تھا۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا...... جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ (سیرۃ المہدی ج:3 ص:242)

مرزا غلام احمد کے لڑکے کا یہ اعتراف اور پھر استعجاب بتلاتا ہے مرزا غلام احمد کے سر پر شیطان مسلط تھا...... اور اس کی یہ ساری سوچ شیطانیت کا نتیجہ تھی۔ سو حاصل کلام یہ کہ اللہ کے نبی کبھی اس قسم کی شرارتوں میں ملوث نہیں ہوتے۔ نبوت ان کے دلوں پر اترتی ہے اور وہ دلوں پر ہی محنت کرتے ہیں...... ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کے صحابہ کرام میں تزکیہ کی شان نکھری ہوتی ہے...... جب کہ جھوٹے لوگوں کا دماغ چلتا ہے اور وہ اپنی چالاکی اور شیطانی تصرفات کے ذریعہ لوگوں کو اپنے پیچ میں پھانسنے کی سازشیں کرتے ہیں...... مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری تحریک کی کارستانیاں آپ کے سامنے رہیں تو واضح ہوگا کہ ان کا دین محمدیؐ سے کوئی رشتہ نہیں...... ان کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے۔ ان کے مقابل انبیاء اور وارثین نبوت لوگوں کے دلوں سے روحانی گندگی نکالتے ہیں...... اور ان کے قلوب کی صفائی کرتے ہیں۔

آج بھی مرزا طاہر احمد کی محنت کا میدان دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ یہ بھی وہی دماغی کاوشیں اور شیطانی چالیں ہیں اور ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس

کے امیر شیخ المشائخ مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتھم اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو دیکھیں یہ سب کے سب حضرات لوگوں کے دلوں پر محنت کرنے والے ہیں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو جھوٹے پیروں اور سچے پیروں کے فرق کو سمجھنے کی توفیق ارزاں فرمائے جھوٹے پیروں کی ہمیشہ مریدوں کی جیبوں پر نظر ہوتی ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ غلام احمد قادیانی نے مریدوں سے چندہ حاصل کرنے کے لئے کیا کیا جال بن رکھے تھے...... (آمین ثم آمین)

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد ۱۶ شمارہ ۳، ۴ مورخہ ۱۳ تا ۲۶ جون ۱۹۹۷ء)

وماعلینا الا البلاغ

﴿حیات عیسیٰ علیہ السلام﴾

خطبہ:

الحمدلله و کفی و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ خصوصاً علی سیّدالرسل و خاتم الانبیاء و علی اله الاتقیاء و اصحابه الاصفیاء ...... امابعد...... فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم ...... بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ......وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا......

قال النبی صلی اللّٰه علیه و سلم ......والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسرالصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب...... (صحیح بخاری ج۱ص۴۹۰)

تمہید:

صاحب صدر، گرامی قدر، واجب الاحترام علماء کرام، بزرگان قوم، سامعین عزیز، دوستو اور بھائیو!

کافی سالوں سے جیسا کہ ابھی صدر محترم نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے مجھے پاکستان آنا ہوتا رہا...... لیکن وہ دورے اس قدر مختصر سے رہے کہ اس علاقہ میں آنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

الحمدللہ اس دفعہ یہاں قیام کچھ طویل ہوا...... اور یہ موقع اس سال میسر آیا ہے...... اور اتفاق یہ کہ اس سال پاکستان میں یہ دوسری حاضری ہے...... اللہ تعالیٰ اس حاضری کو یہاں سب دوستوں کے مل بیٹھنے اور حق کی بات سننے سنانے کا موجب فرمائے۔

پہلے پہل مجھے انگلینڈ جانے کا موقع ملا...... تو مشرق و مغرب کا تقابل یک نظر سامنے آیا...... سوچتا رہا کہ مشرقی ممالک میں اسلام اس کثرت تعداد اور عظمت شان سے پھیلا ہوا ہے...... مشرق وسطیٰ اور مشرق اقصیٰ میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہت وسیع ہے اور ان کی اکثریت غالب...... کہ ہر جگہ مسلمان ہی مسلمان نظر آتے ہیں...... لیکن یااللہ! یہ یورپ کے ایوانوں میں مسلمان اس قدر قلیل التعداد کیوں ہیں...... یہاں کے لوگ کب تک صلیب کی پوجا میں لگے رہیں گے۔

یورپ میں اکثریت عیسائیوں کی ہے...... کچھ تعداد یہودیوں کی ہے...... اور کچھ مسلمانوں کی...... لیکن ان دو قوموں کی تعداد دیکھ کر بارہا دل میں خیال گزرتا کہ یااللہ ان کی یہ کثرت کب ٹوٹے گی؟ اور دینی اختلافات سے نکل کر یہود و نصاریٰ ان دو ملتوں کا خاتمہ کب ہوگا؟ سب اولاد آدم ایک جھنڈے تلے کب آئے گی...... اے پروردگار! تیرا یہ دین برحق ہے یہ کب ان ملتوں پر غالب آئے گا...... اور ان کی سیاسی شوکت اور ان کا وجود ملی کب ختم ہوں گے۔

اے اللہ! تیرا وعدہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ یہ تھا...... کہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا...... ہمارے یہ پیغمبرؑ صداقت دے کر بھیجے گئے...... لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ...... کا ان سے وعدہ تھا...... آپ اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دیں۔

دنیا میں جتنے دین ہیں ان پر اس دین کو غالب آنا ہے...... علم و استدلال کا غلبہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی ہو گیا تھا...... لیکن سیاسی شوکت کے اور ملکی استحکام کے لحاظ سے بھی تو یہ دین تمام ملتوں کو کاٹتا ہوا سب کے اوپر آئے گا ...... علیٰ وجه النهار ...... چڑھتے سورج کی طرح نمایاں ہوگا...... ہاں سوچ اس وقت یہ ہے کہ یہ وقت کب آئے گا؟ اور کب اسلام کو عالمی شوکت حاصل ہوگی؟

مجھے عیسائی آبادیوں کی اکثریت میں گزرنا ہوتا...... لندن کے ایوانوں ان کے پارلیمنٹ ہال اور ان کی بڑی بڑی بلڈنگوں کے سامنے سے گزرنا ہوتا...... تو جی میں یہ خیال بار بار آتا کہ یا اللہ اس اختلاف مذاہب اور کثرت ملل کا خاتمہ کب ہوگا؟ اور کب وہ وقت آئے گا کہ پوری دنیا اسلام کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

میں غور سے پڑھتا جاتا تھا تقدیر اجارہ داروں کی
پہلو سے گزرتی جاتی تھیں مغرور قطاریں کاروں کی

دو قوموں کی تباہی:

بار بار دل میں خیال پیدا ہوا کہ دیگر مذاہب وملل پر ملت اسلامیہ کا غلبہ کب ہوگا؟ اللہ نے قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائی...... اور مسئلے کا حل مل گیا کہ یہ دو قومیں یہود و نصاری جس نام پر گمراہ ہوئی ہیں...... اسی نام اور عنوان سے یہ ہدایت پائیں گی...... آپ سوچیں وہ کس نام پر اور کس عنوان سے راہ راست سے بھٹکیں...... تاریخ شاہد ہے کہ یہ دونوں قومیں گمراہ ہوئی ہیں...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں مارے گئے...... اور انہوں نے آپ کی والدہ پر بڑے بڑے بہتان باندھے...... عیسائی غلط عقیدت اور فرط محبت میں مارے گئے اور آپ کو خدا کا بیٹا سمجھنے لگے۔

دو گمراہ قومیں:

تاریخ بتلاتی ہے کہ دونوں قومیں گمراہ ہوئیں...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر اور اسی نام سے انہوں نے اپنے ہاں غلط فہمیوں کو جگہ دی...... تو اللہ کو منظور ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ رکھے...... آپ قیامت سے

پہلے آئیں...... اور جن کے نام پر یہ دونوں قومیں گمراہ ہوئیں...... ان کے سامنے آپ اسلام کی صداقت کے ساتھ جلوہ گر ہوں...... یہ دونوں قومیں گمراہ ہوئیں...... ان کے سامنے آپ اسلام کی صداقت کے ساتھ جلوہ گر ہوں...... یہ دونوں قومیں اس وقت ان پر ایمان لائیں...... اور اس طرح ان دونوں قوموں کا خاتمہ ہو...... اور دنیا میں ایک ہی دین اور ایک ہی ملت رہ جائے...... یہود و نصاریٰ دونوں مسلمان ہو جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آئیں گے...... یہودیوں سے کہیں گے کہ مجھے اور میری والدہ پر عیب لگانے والو...... اعتراض کرنے والو! میں خدا کا نشان ہو کر پھر آیا ہوں سارے یہودی اس پر مسلمان ہو جائیں گے...... عیسائیوں کو کہیں گے کہ تم مجھے خدا کا بیٹا کہتے تھے نہیں میں خدا کا بندہ ہوں...... اور ان تمام معجزات کی شان کے باوجود خدا کا بندہ ہوں...... خدا کا بیٹا نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا خاتمہ ہوگا...... پھر یہ ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی اور وہ ملت اسلام ہوگی۔

حضور ﷺ کا دین غالب رہے گا:

اسی وقت تک مختلف ملتوں کا وجود ہے...... جب تک عیسیٰ علیہ السلام آ نہیں جاتے...... اختلافِ ملل صرف اسی وقت تک رہے گا...... حکمت خداوندی میں یہ طے ہو چکا ہے...... کہ ایک وقت ساری دنیا کے مذاہب ایک ہو جائیں گے...... ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی...... اور یہ قیامت سے پہلے ایک دور ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یهلك الله فی زمانه الملل كلها الاملة الاسلام"

اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں فرمایا:

وَاِنَّ مِنُ اَهُلِ الۡكِتَابِ اِلَّالَيُؤُمِنَنَّ بِهٖ قَبُلَ مُوُتِه (پ6النساء ع:22)

''اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ ایمان لے آئے گا عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ساری ملتیں اپنے اپنے موقف سے ہٹ ہٹا کر ایک لائن پر آ جائیں گی...... اور جب سب ایک لائن پر آ جائیں گے تو دنیا میں پھر ایک (ملت) ہوگی جس کا نام ہوگا...... ''ملت اسلامی'' قرآن کریم نے اسے بیان کیا...... اور احادیث نے اس پر گواہی دی حدیثوں میں یہ خبر چلی آ رہی تھی...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایبقیٰ علی ظهر الارض بیت مد ولا وبرالا ادخله اللّٰه كلمة الاسلام۔

''کوئی کچا اور پکا گھر ایسا نہیں رہے گا مگر یہ کہ اسلام کا کلمہ اس میں ضرور داخل ہوگا...... پوری دنیا کی وسعتوں میں صحراؤں اور میدانوں میں گھروں اور آبادیوں میں شہروں اور دیہاتوں میں ہر جگہ ہر کچے پکے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ داخل ہوگا''

لیکن اس کے انداز مختلف ہوں گے...... بعز عزیز کیوں کو عزت دیتا ہوا...... اور بذل ذلیل کیوں کو ذلیل کرتا ہوا...... یہ وہ وقت ہوگا...... جب تمام قوموں کو اپنے دروازے اسلام کے لئے کھول دینے پڑیں گے۔

اسلام ایک اجنبی مسافر کی شکل میں آیا تھا...... لوگوں نے اس سے اپنے دروازے بند کر لئے تھے...... لیکن ایک وقت ایسا آئے گا ہر کسی کو اپنے دروازے اس کے سامنے کھولنے پڑیں گے...... اور اسلام ہر گھر میں داخل ہوگا...... سبحان اللہ دیکھئے...... اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... کہ

انجام کار دنیا میں ایک ہی دین رہ جائے گا...... اور وہ وقت تب ہو گا...... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ میں نے قدسیوں سے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

اسلام صحرائے عرب سے نکلا...... اور روما جو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی...... اسے زیروزبر کر دیا۔ قیامت سے پہلے ایک دفعہ اسلام کی صداقت کا شیر پھر اپنی کچھار سے نکلے گا...... اور دیکھتے دیکھتے ساری زمین پر بس اسی کی بادشاہی ہوگی...... یورپ کی تہذیب آخری دم توڑ جائے گی۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اس وقت یورپی تہذیب دنیا پر چھائی ہوئی ہے...... اس وقت اس تہذیب کے اپنے فرزند ہی اسے اپنی گود سے نکال پھینکیں گے...... جب وہ وقت آئے گا...... تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی...... اور جو آشیانے اس شاخ نازک پر بنے ہوئے ہیں...... سب کے سب پیوست زمین ہو جائیں گے۔

سو یاد رکھیے! وقت آنے والا ہے اور یقیناً آنے والا ہے...... اور وہ وقت کون سا ہوگا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد کا۔

سوالات اور جوابات:

اب میں چند سوالوں کے جوابات عرض کرتا ہوں:

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی باتوں پر ہمارا ایمان ہے...... اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے......

ہر اس بات کو مانتے ہیں...... جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ...... ہماری سمجھ میں نہ بھی آئے...... تو بھی مانتے ہیں۔ ایمان میں یہ شرط تو نہیں؟ کہ ہماری سمجھ میں آئے...... اللہ تعالیٰ نے دین حق کو دلوں میں اتارنے کے لئے عجیب وغریب مثالیں دیں...... بعض لوگوں نے یہ سوال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور ہزارہا سال سے زندہ ہیں...... وہ وہاں رہ رہے ہیں ...... تو کھاتے پیتے کیا ہوں گے؟ کھانے پینے کے بغیر یہ حیات ناسوتی کیسے قائم رہی ہوگی؟ زندگی دنیا کی ہمیشہ قائم نہیں رہتی...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہیں آسمانوں پر کھاتے کیا ہیں؟ سوال سمجھ آ گیا کہ نہیں؟...... ہاں جی سمجھ گئے......

کیا ہے سوال...... کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اتنی لمبی عمر کھانے کے بغیر کیسے پائی؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی عجیب حکمت بیان فرمائی ہے...... آپ نے علماء سے اصحاب کہف کا قصہ بارہا سنا ہوگا۔

کئی سو سال گزر گئے اور وہ سوئے رہے...... پھر جب اٹھے تو وہی سکے جیب میں تھے ان کو پتہ نہ تھا...... کہ اتنا دور گزر گیا...... وہ اسی سکے کے ساتھ بازار میں سودا لینے گئے...... دوکانوں کے حلیے بدل چکے تھے...... انسان پہچانے نہ جاتے تھے ...... سکہ متعارف نہ تھا...... دنیا عجیب تھی...... جب دکان سے کھانا لینے گئے ...... تو پولیس نے پکڑ لیا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور یہ پرانے سکے تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ یہ قصہ آپ نے سنا ہے کہ نہیں؟

اس قصہ میں منجملہ اور حکمتوں کے ایک راز یہ بھی تھا کہ دنیا کو بتایا جائے ...... کہ اگر اصحاب کہف جو کئی سو سال سوئے رہے...... بغیر کھائے پیئے...... بازار سے کھانا لینے گئے؟ ایسے ہی سالہا سال وہ بغیر کھائے پیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ نہیں رکھ سکتا؟ بے شک زندہ رکھ سکتا ہے اللہ کی قدرتوں کو

پہچانو!......اللہ کی شانوں کو جانو!

اصحاب کہف کی زندگی اس دنیا کی مادی خوراک کے بغیر سالہا سال قائم رہی......خدا کی قدرت سے یا مادی خوراک پر؟

جواب یہ ہے...... خدا کی قدرت سے...... خدا کی قدرت سے یہ سب کچھ ایسا رہا...... مادی خوراک سے نہیں جب کچھ انسان زمین پر مادی قدرت کے بغیر زندہ رہ گئے......تو آسمان پر تو مادی مخلوق نہیں ہے...... وہاں کے باسیوں کی تو خوراک ہی اللہ کا ذکر ہے...... وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تادیر زندہ رہنا کون سے تعجب کا موجب ہے؟ کچھ تو غور کرو۔

آسمانی مخلوق کی غذا تسبیح وتہلیل ہے۔ایک حدیث میں ہے۔

یحزئیهم مایحزی اهل السماء من التسبیح و التقدیس

(او کما قال النبی ﷺ)

سو یہ بات کہ جب آپ آسمان پر ہیں تو کھاتے پیتے کیا ہوں گے...... یہ ایک مغالطہ اور ڈھکوسلہ ہے...... اصحاب کہف کا واقعہ صاف بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے ویسے ہی عمل میں آتا ہے...... وہ جب دینا چاہے تو کوئی اس کے ہاتھ کو روکنے والا نہیں...... اور نہ دے تو کوئی اس سے بزور لے نہیں سکتا۔

آج کل کے جدید پڑھے لکھے لوگ......اور سائنسدان کہتے ہیں کہ جب ہم خلا (ہوا کے اوپر) میں جائیں......اور فضا میں اور اوپر جائیں......تو ایک ایسا کرہ آتا ہے...... جسے کہتے ہیں ''کرہ نار'' (آگ ہی آگ) پھر آگے ایک حصہ فضا آتا ہے جسے ''کرہ زمہریر'' (ٹھنڈک ہی ٹھنڈک) کہتے ہیں۔

کوئی ذی روح ان کروں کو پار کرتا ہوا اوپر نہیں جاسکتا...... سائنس کا طالب علم پوچھتا ہے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے

ہو کہ وہ گئے کیسے جاسکتے تھے؟ جب کہ یہ کرے رستے میں حائل ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ابھی دنیا انسانوں سے آباد نہیں کی تھی...... اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے دنیا کی صف نہ بچھی تھی...... کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب پہلے دے دیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا آسمانوں پر جنت میں وہاں انہوں نے درخت کا پھل کھایا...... پھر وہ دنیا میں بھیجے گئے۔"

آدم علیہ السلام آسمانوں سے دنیا کی طرف ان کروں کو پار کرتے ہوئے آئے یا نہ؟ ہاں آئے یقیناً آئے...... اگر حضرت آدم علیہ السلام "کرہ نار" اور "کرۂ زمہریر" کو پار کرتے ہوئے اوپر سے نیچے آسکتے ہیں...... تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام...... کیا انہیں عبور کرتے ہوئے نیچے سے اوپر نہیں جاسکتے؟

بھائی! حضرت آدم علیہ السلام بھی آئے تھے یا نہیں؟ اور کروں کو پار کرتے ہوئے آئے تھے یا نہیں؟ اگر وہ آسکتے ہیں...... تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر آسمان کی بلندیوں پر نہیں جاسکتے۔

قرآن کریم نے بجا فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰہِ کَمَثَلِ آدَم (پ:3 آل عمران: ع:6)

"اگر مسیح کا جانا سمجھ میں نہ آئے ......تو حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ سامنے رکھ لینا۔"

پس حضرت آدم علیہ السلام کا آنا برحق ...... اور ...... حضرت مسیح علیہ السلام کا جانا برحق اللہ تعالیٰ کی حکمت سمجھئے اور قدرت دیکھئے...... ادھر اصحاب کہف کا قصہ دکھا دیا...... تاکہ بات سمجھنی آسان ہو جائے...... ادھر حضرت آدم علیہ السلام کا اتارنا بتلا دیا...... تاکہ بات جلدی سمجھ میں اترے۔

برادرانِ اسلام!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر ماننا کوئی امر مستبعد نہیں کوئی ایسی چیز جو ناممکن ہو...... پھر قادیانی مذہب کے لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا نہیں مانتے...... وہ مغالطہ دینے کے لئے عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں...... عام مسلمانوں کو یوں مغالطہ بھی دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر ہوں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ نیچے زمین پر سوئے ہوئے ہیں......تو یہ آپ کے مقام کے خلاف ہے...... کہ ان کا روضہ مبارک نیچے ہو...... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر جلوہ افروز ہوں؟

کہتے ہیں یہ تو بڑی بے ادبی ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود نے اسی مغالطہ آرائی کیلئے کہا تھا کہ:

غیرت کی جا ہے عیسیٰؑ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمین پہ شاہ جہاں ہمارا

میں نے اسے جواباً کہا تھا:

عزت کی جا ہے عیسیٰؑ اس سرزمین پہ اتریں
مدفون ہے جہاں پہ شاہ جہاں ہمارا

غیرت کی جا نہیں...... یہ عزت کی جا ہے۔ مرزائی اس قسم کے عجیب و غریب مغالطے دیتے ہیں۔

مثال سے سمجھئے:

''سمندروں اور دریاؤں میں موتی اوپر ہوتے ہیں یا بلبلے''؟

ہر فرد جانتا ہے کہ بلبلا اوپر ہوتا ہے...... ہاں ہاں بلبلا اوپر ہوتا ہے اور

موتی نیچے ہوتے ہیں...... آئندہ یہ کبھی نہ کہیے کہ عیسیٰ بن مریمؑ اوپر اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نیچے...... اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ (معاذ اللہ)

مجھے اس وقت آپ کو یہ بات کہنی اور سمجھانی ہے...... کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا آسمانوں پر ہونا...... اور قرب قیامت میں آنا...... یہ نہ حالات جدیدہ کے خلاف ہے نہ علوم جدیدہ کے خلاف اور نہ سائنس کے خلاف ہے...... ان لوگوں نے یوں ہی پروپیگنڈہ کیا ہوا ہے...... قادیانیوں کی اس سے غرض یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ زندہ ہیں آسمانوں پر...... اور یہ کہ وہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے...... اس عقیدہ کو مسلمانوں کے دلوں سے اٹھالیا جائے...... جب یہ عقیدہ اٹھا لیا گیا...... تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیٹ خالی ہو جائے گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریمؑ آئیں گے...... آئیں گے...... آئیں گے...... اور یہ حدیثیں متواتر درجے کو پہنچ گئی ہیں...... محدثین کے نزدیک یہ حدیث تواتر کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے سوال اٹھایا کہ اچھا عیسیٰ بن مریمؑ تو فوت ہو گئے...... لیکن یہ جو حدیثوں میں آیا ہے...... کہ عیسیٰ بن مریمؑ آئیں گے...... آئیں گے...... آئیں گے...... تو اس کا مطلب کیا؟ پہلا مسیحؑ تو ہے نہیں...... اور یہ آئیں گے آئیں گے...... اس کا مطلب آخر کیا ہے؟

مرزا صاحب نے پھر خود ہی جواب دیا:

اس کا مطلب یہ کہ کوئی شخص ایسی صفتوں کے ساتھ پیدا ہوگا...... جو عیسیٰ بن مریمؑ کی تھیں...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لئے میدان بنانے کے لئے

اپنے لئے سیٹ خالی کرانی چاہی...... اور یہ سارا قصہ بنایا...... کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر نہیں گئے...... وہ زندہ نہیں فوت ہوگئے...... قصہ ختم......

"اور جو آنے والا تھا، وہ میں ہوں"

حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد یقینی طور پر مذکور ہے...... لہٰذا اس آمد کا مصداق میں ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس منزل تک پہنچنے کیلئے کتنی کروٹیں بدلیں؟ خود اندازہ کیجئے...... پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا دعویٰ پھر نزول مسیح کی حدیثوں کی تصدیق...... اور پھر خود مثیل مسیح کا دعویٰ یہ سب کچھ کیا...... اپنی خاطر اور کہا کہ جس نے آنا تھا وہ میں ہوں میں مسیح موعود ہوں...... میں مثیل مسیح ہوں۔

میں اس مجلس میں اس پر تو بحث نہیں کرتا...... مجھے اس مختصر مجلس میں مختصر سی بات کرنی ہے...... لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ مسیحؑ کے آنے کا نشان کیا ہے؟

"پہلا نشان یہ کہ اس کے آنے پر لڑائیوں کا خاتمہ ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیحؑ آئے گا...... لڑائیوں کا خاتمہ ہوگا۔"

میں پڑھے لکھے بھائیوں و دوستوں سے پوچھتا ہوں...... کہ کیا دنیا میں لڑائیاں ختم ہو چکی ہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان...... یضع الحرب...... کی تصدیق عمل میں آچکی؟ دنیا کی سب سے بڑی جنگ جسے جنگ عظیم کہتے ہیں...... وہ کب ہوئی؟ جواب دو۔

وہ ۱۹۱۴ء میں لڑی گئی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی...... اس کے چھ سال بعد یہ جنگ شروع ہوئی...... پھر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ لڑی گئی...... جس کو "جنگ عظیم ثانی" کہتے ہیں...... میں سوال کرتا ہوں کہ دو

بڑی جنگیں کب لڑی گئیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانے کے بعد یا پہلے......
دونوں جنگیں مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد لڑی گئیں...... معلوم ہوا کہ اس وقت تک مسیحؑ موعود نہیں آیا تھا۔

مسیحؑ کے آنے پر تو جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا...... اور دنیا امن کا گہوارہ بن چکی ہوگی۔

اچھا بھائی اگر مرزا غلام احمد مسیح موعود ہوتا...... تو جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا یا نہ؟ مسیحؑ کا کام جنگوں کو ختم کرنا ہے یا جنگیں لڑانا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد سے پہلے اتنی لڑائیاں نہیں تھیں...... نہ ایٹم بم تھے اور نہ ہائیڈروجن بم تھے...... نہ اور کوئی ایسی چیز تھی...... لیکن اس کے آنے پر جو لڑائیاں شروع ہوئیں...... وہ بالکل مسیحؑ موعود کے خلاف ایک غیبی نقشہ بنا...... مسیحؑ موعود کی علامت یہ ہے...... کہ اس کے آنے سے لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا...... مگر مرزا غلام احمد کے آنے سے بڑی بڑی لڑائیوں کا آغاز ہوا...... یہ تو بالکل الٹ ہوا...... یہ شخص تو مسیحؑ موعود کی پوری نقیض نکلا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں خود کہتا ہے:

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر؟
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدالکونین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
عیسیٰ مسیحؑ جنگوں کا کر دے گا التواء

غلام احمد خود کہنے لگا کہ اب میں آیا ہوں اب میرے بعد جنگیں نہ ہوں گی...... اگر جنگیں ہوئیں تو میں جھوٹا...... اور جنگیں نہ ہوئیں تو میں سچا۔

خود مرزا لکھتا ہے:

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ وقت امن کا وقت ہے یا بدامنی کا؟ حاضرین! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ موجودہ وقت میں بین الاقوامی طور پر دنیا کی بڑی طاقتیں آپس میں ٹکرانے کو ہیں یا نہیں؟

اسرائیل اور مصر کی جنگیں
پاکستان اور ہندوستان کی جنگیں
چائنا اور رشیا کی جنگیں
عالمی جنگیں

میں کہتا ہوں کہ اتنا وقت بدامنی کا تاریخ عالم میں شاید کبھی نہ آیا ہو......اتنا مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد آیا ہے..... کیا یہی مسیح موعود ہونے کی علامت ہے؟

دنیا کی دو بڑی جنگیں کب لڑی گئیں؟...... کہو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد......اگر یہ مسیح موعود ہوتا تو لڑائیاں ختم ہوتیں یا چلتیں؟ معلوم ہوا کہ یہ مسیح موعود نہیں...... اس کا نام ایک دجال ہے اور وہ اپنے دعویٰ نبوت میں پورا کذاب ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیحؑ آئے گا...... تو بچے سانپوں سے کھیلیں گے...... تلعب الصبیان بالحیات ......لیکن سانپ انہیں کاٹیں گے نہیں؟ میں پوچھتا ہوں اور کہتا ہوں مرزائیوں کو کہ اپنے بچوں کے ہاتھوں میں سانپ پکڑا کر میدان میں لاؤ تاکہ دنیا دیکھے مسیح موعود آیا ہے یا نہیں؟

ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ پہچان نہ بتائی تھی کہ مسیح

موعود کے آنے پر بچے سانپوں سے کھیلیں گے...... اور سانپ کاٹیں گے نہیں؟

ابو داؤد شریف کی حدیث ہے کہ گائیں اور چیتے اکٹھے چریں گے...... اور شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے...... اور دنیا میں کوئی شخص غریب نہیں ہوگا۔ امن کی ایسی ہوا چلے گی کہ ساری ملتیں اور مذہب ختم ہو جائیں گے سوائے اسلام کے...... یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ کہ جنگ کا...... اور فرمایا دنیا پوری امن کا گہوارہ بنے گی...... جس طرح آج ظلمت سے بھری پڑی ہے...... (یہ مسلم اور ابو داؤد کی متفقہ احادیث ہیں) ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان اس پر اتفاق ہے ...... کہ مسیحؑ کے آنے کا نشان یہ ہے...... کہ وہ وقت امن کا ہوگا...... جنگوں کا نہیں...... مرزا قادیانی نے جو کہا ہے...... کہ میں مسیحؑ ہوں تو کیا اس کے وقت میں یہ علامتیں پوری ہوئیں؟ حالات کو دیکھتے ہوئے ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں...... کہ یہ مسیح نہیں...... جب یہ مسیح نہیں اور مسیح ہونے کا مدعی ہے...... تو یہ دجال ہے اور کذاب ہے۔

برادرانِ اسلام:

یاد رکھو جس مسیح نے آنا ہے؟ وہ مسیح بن مریم ہے (مریم کے بیٹے نے آنا ہے) چراغ بی بی کے بیٹے نے نہیں مرزا کس کا بیٹا ہے؟ یہ تو چراغ بی بی کا بیٹا تھا...... اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے مریم نہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریمؑ کے بیٹے نے آنا ہے...... اور مرزا کہتا ہے کہ چراغ بی بی کے بیٹے نے۔

یہ کیا استدلال ہے کہ نام تو مریمؑ کا ہو...... اور مراد چراغ بی بی لی جائے...... حدیث میں نام ہو مسیح کا...... اور مراد ہو غلام احمد قادیانی...... جب الفاظ کی مرادیں بدل جائیں...... لفظ کچھ ہوں اور معنی کچھ...... اس کو کہتے ہیں تاویل

......مرزا غلام احمد کبھی کہتا ہے تاویل استعارہ......اور کبھی کہتا ہے تاویل تشبیہ......
بہر حال یہ تاویل ہے کہ لفظ کچھ اور ہو......اور معنی کچھ اور۔

جب قادیانیوں کو کہا جاتا ہے کہ آنا تو مسیح نے ہے......غلام احمد قادیانی کیسے آ گیا؟ کہتے ہیں مسیح سے مراد غلام احمد ہے......جس طرح کہتے ہیں کہ مولوی صاحب بڑے بہادر ہیں......کوئی کہدے کہ یہ شیر ہیں......اب "شیر" کا لفظ ان کے لئے تو نہیں بنا تھا......وہ تو جنگل کے ایک جانور کے لئے وضع ہوا تھا......لیکن جب ہم نے کہا شیر ہے......تو یہ استعارہ کے طور پر کہا ہے...... جب استعارہ کے طور پر شیر کہا تو اب کوئی اس کی دم تلاش نہ کرے گا......کہ اس شیر کی دم کہاں ہے ......کیوں کہ یہ استعارہ کے طور پر کہا گیا تھا۔

اہل علم یاد رکھیں......لاستعارة فی الاعلام......کہ جو نام ہیں......ان میں استعارہ نہیں ہوتا......اب جو شیر ہے یہ اسم علم نہیں اسم جنس ہے......اعلام میں استعارہ نہیں ہوتا......مثلاً سٹیج سیکرٹری نے آج اعلان کیا کہ آج مولانا خالد محمود یہاں تقریر کریں گے......آپ نے اعلان کیا خالد محمود کی تقریر ہوئی...... جب آپ آئیں تو تقریر کوئی دوسرا کر رہا ہے......تو کوئی پوچھے یہ تو علامہ خالد محمود نہیں......وہ سیکرٹری کہے کہ اس نام سے مراد یہی شخص تھا...... جواب تقریر کر رہا ہے مراد وہی ہے تو قانون......قانون یاد رکھو! کہ اسم علم میں استعارہ نہیں ہوتا...... اگر آپ نے خالد محمود کہا اور دوسرے کو کھڑا کر دیا......تو یہ فریب سمجھا جائے گا ......کیوں کہ ناموں میں استعارہ نہیں چلتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریمؑ آئے گا...... قادیانی مبلغ کہتا ہے......غلام احمد آئیگا......اس نے استعارہ کس بحث میں داخل کیا؟ اعلام میں......ناموں میں......یہ دجل وفریب ہے' کھلا دھوکہ ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ مسیح بن مریم جب آئے گا......تو بابِ لد (دمشق میں دروازہ ہے) پر جائے گا......غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لدھیانہ جائے گا......اور میں لدھیانہ گیا تھا۔ (لدھیانہ پنجاب میں ایک شہر ہے غلام احمد واقعی وہاں گیا تھا) کہنے لگا......وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ دمشق میں باب لد پر جائے گا......اس سے مراد لدھیانہ تھی......تو میں لدھیانہ آ گیا ہوں...... مرزا قادیانی سے کہا گیا کہ احادیث کے الفاظ ہیں کہ مسیح بن مریم جب آئے گا......تو اس کے اوپر دو زرد رنگ کی چادریں ہوں گی...... وہ کہنے لگا زرد رنگ سے مراد دو بیماریاں ہیں......وہ مجھے بھی ہیں۔

بھائی! بیمار آدمی کا رنگ زرد و پیلا ہوتا ہے یا نہیں؟ اس سے مراد دو بیماریاں ہو گئیں...... ایک اوپر کی اور ایک نیچے کی...... اوپر کی بیماری یہ ہے کہ میرے دماغ میں مراق کا مرض ہے......اور نیچے کی بیماری یہ ہے کہ پیشاب زیادہ آتا ہے......بعض دفعہ رات میں سو......سو دفعہ آتا ہے...... دیکھئے غلام احمد نے کس صفائی سے ہر چیز کے معنی بدل دیئے......کہ مسیح کا معنی غلام احمد......اور مریم کا معنی چراغ بی بی......لد کا معنی لدھیانہ دو زرد چادروں کا معنی دو بیماریاں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے......کہ غلام احمد نے سارے کا سارا نقشہ بدلا...... ہر چیز کو مجاز کا لباس پہنا دیا......لفظ کچھ اور معنی کچھ......مگر مینارہ اس نے واقعی مٹی سے بنایا......اور اسے کہا مینارۃ المسیح وہ اس نے مٹی کا بنایا......اور اسے مجاز کا لباس نہ پہنایا۔

رجل تنبأ بعد ختم نبوة
فأتى بكفرٍ واضح وصريح

حمل النصوص علی المجاز باسرها

الا المنارۃ اذبنی بصفیح

اس کو دجل اور فریب کہتے ہیں میں تو کہا کرتا ہوں...... کہ اس کا نام بھی نبیوں والا نہیں...... کیوں کہ نبیوں اور پیغمبروں کے نام مفرد ہوتے ہیں...... ایک جیسے، آدمؑ، نوحؑ، موسیٰؑ عیسیٰؑ، یحییٰؑ، الیاسؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، یونسؑ، یعقوبؑ...... یہ سب ایک نام ہیں...... اور غلام احمد یہ دو نام ہیں یہ مرکب ہے...... تو جب تمام پیغمبروں کا نام ایک ایک رہا...... تو یہ دو نام والا کہاں سے یہاں آ گیا...... جب یہ کہا تو کہنے لگا کہ میں غلام کا لفظ ہٹا دیتا ہوں...... اور باقی رہ جائے گا...... احمد اور میرے ماننے والے احمدی بن جائیں گے۔

لطیفہ:

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر...... (آمین)...... آپ نے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنا پہلا نام ہٹایا...... غلام کو ہٹا دیا...... تو میں بھی اپنے نام سے پہلا حرف ہٹادوں گا...... میرا نام ہے عطاء اللہ اگر تو نے غلام ہٹایا...... اور باقی احمد رہ گیا...... تو میں عطا کو ہٹا کر کیا اللہ نہ رہ جاؤں گا۔

تو میں کہتا ہوں کہ میں نے تجھے نہیں بھیجا (یعنی خدا نے تجھے نہیں بھیجا) تو کہتا ہے مجھے اللہ نے بھیجا ہے...... میں کہتا ہوں میں نے تجھے نہیں بھیجا ہے۔

وہ کہتا ہے تم اپنا آدھا نام کیوں ہٹاتے ہو...... میں کہتا ہوں تم ایسا کیوں کرتے ہو...... صاف کہو کہ تم غلام احمد ہو احمد نہیں شاہ صاحب نے کہا کہ تم آدھا نام کیوں ہٹاتے ہو...... اگر تم ہٹاؤ گے تو میں بھی ہٹاؤں گا...... اور لوگوں کو بتاؤں گا کہ میں نے اسے نہیں بھیجا۔

حضرت شاہ صاحب کی یہ باتیں قادیان میں مرزا بشیر الدین محمود سے ہوئی تھیں۔

الغرض!...... نام اور عنوان بتارہے ہیں...... کہ وہ مسیح نہیں ہے مسیح کیا وہ تو مسلمان بھی نہیں مسیح کی پہچان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی...... جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ وہ حج کرے گا...... تو کسی نے غلام احمد سے پوچھا تو حج کرنے کیوں نہیں جاتا؟

اس نے جواب دیا تم مجھے مرواتے ہو...... ادھر وہ مجھے مار ڈالیں گے...... کہ تو نے دعویٰ نبوت کیا ہے...... میں حج کرنے کیوں جاؤں؟

الغرض!...... اس بات کو ذہن نشین رکھیں مرزا غلام احمد نے یہ سارے کا سارا چکر محض اس لئے چلایا تھا...... کہ انگریزی حکومت کو سپورٹ کرے کہے کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں...... اور میں کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تمہارے اوپر فرض ہے کہ سچے دل سے انگریز حکومت (سلطنت برطانیہ) کی پیروی کرو...... اور انگریزوں کو اپنے...... اولــــی الامــــر ...... میں داخل کرو...... مسلمان علماء انگریزوں کے خلاف تھے۔

کیا علماء دیوبند انگریزوں کے خلاف نہ تھے......؟ اب انگریزوں نے اپنی حمایت کے لئے کسی کو تو کھڑا کرنا تھا...... جو خدا کا نام لے کر ان کی حمایت کرے۔ انگریزوں نے دو شخص اپنی جماعت کے لئے چنے اور دو طبقے اپنی حمایت کے لئے کھڑے کیے...... ان دو میں سے ایک مسلمانوں کا مجدد بنا...... اور ایک مرزائیوں کا جھوٹا نبی ہوا۔

اس جھوٹے نبی کے پیرو سلطنت برطانیہ کی حمایت میں کھڑے ہوئے ...... اور اس انگریزی مجدد کے پیرو علماء دیوبند کے خلاف آ کھڑے ہوئے...... اس

کا لازمی نتیجہ تھا کہ مسلمان انگریزوں اور مرزائیوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔

مرزا غلام احمد کی جماعت کا پورے کا پورا زور یہ رہا کہ انگریزوں کی سپورٹ کریں...... غلام احمد کو پتہ تو تھا نہیں...... کہ پاکستان اور ہندوستان علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے...... اور یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ انگریزوں کو یہاں سے جانا ہوگا ......اگر پتہ ہوتا تو وہ ایسا کام نہ کرتا۔

یہ بات اب آپ بتائیں کہ غلام احمد کے بعد انگریزوں کو اس ملک سے جانا پڑا...... یا نہیں جانا پڑا۔

انگریز چلے گئے...... اب حکومت مسلمانوں کی ہے لیکن اب ان کے جاسوس ادھر ہیں کہ نہیں؟ مثلاً امریکہ...... رشیا...... اسرائیل کے جاسوس ادھر ہیں کہ نہیں؟...... ہیں...... وہ جاسوس اپنی اس کاروائی کے لئے مسلمانوں میں آ جا سکتے ہیں...... کیونکہ ظاہراً وہ پاکستانی ہیں اور مسلم نما بھی۔

اب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا ملک جاسوسوں سے پاک کریں...... اس ملک کو مرزائیوں کے نرغے سے بچائیں...... ان کو احمدی نہ کہیں یہ کفر ہے...... کیوں کہ اس کا نام غلام احمد ہے اس کا ماننے والا مرزائی ہے...... اگر اس کو کوئی ''احمدی'' کہتا ہے......تو اس کو توبہ کرنا فرض ہے...... کیوں کہ اس نے قرآن مجید کو جھٹلایا ہے۔

قرآن میں ہے......اِسْمُہٗٓ اَحْمَد ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا گیا ہے......اور حدیث میں ہے کہ یہ آپ ہی کا نام نامی ہے۔

انا محمد و انا احمد — میں محمد ہوں اور احمد ہوں

احمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے...... غلام احمد کا نہیں۔ اب اس طرح اگر کوئی مرزائی اپنا نام احمد رکھتا ہے...... اور احمدی کہلواتا ہے تو اس سے مرزائی چکر

دیتے ہیں...... کسی کو پتہ نہیں چلتا...... کہ اس نام والا احمدی کیوں کہلوا رہا ہے......
یہ منوا رہا ہے کہ غلام احمد ہی احمد تھا......اور قرآن کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔

ہر آدمی وعدے کرے...... کہ ہم ان کو احمدی نہیں کہیں گے...... جو بے خبری میں کہتے رہے ہیں...... وہ توبہ کریں۔

احمد نام ہمارے پیارے پیغمبر کا ہے......اور اس جھوٹے مدعی نبوت کا نام غلام احمد ہے...... مرزائیوں کی عبادت گاہیں مسجدیں نہیں...... ان کا نام مرزواڑہ چاہیے...... بروزن گوردوارہ آخر گوردوارہ بھی تو عبادت خانہ ہے۔

مسلمانو! آخر تم سکھوں کو احمدی کیوں نہیں کہتے......سکھ بھی آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں......اور حضرت بابا فرید شکر گنجؒ کا احترام کرتے ہیں۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ......انہ لعلم للساعة ...... کہ عیسیٰ بن مریمؑ کا وجود قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے ...... جب عیسیٰؑ آئیں گے تو کہیں اختلاف مذہب نہ رہے گا...... تمام ملتوں کا خاتمہ ہو جائے گا...... اور سب ایک ہی ملت اسلامی پر ہونگے...... حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور یہ متفقہ مسئلہ اور عقیدہ ہے......اس سلسلہ کی احادیث متواتر ہیں...... حافظ ابن کثیرؒ اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے اس تواتر کی تصریح کی ہے......اور میں نے عقیدہ خیر الامم میں اس پر صدی وار تواتر نقل کیا ہے......

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة

"کہ عیسیٰ مرے نہیں وہ قیامت سے پہلے تمہارے پاس آئیں گے۔"

ایک سوال یہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی ہے نبوت ختم ہوگئی......اب کوئی نبی نہیں آئے گا......تو آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے؟ آپ کا آنا کیا ختم

نبوت کے خلاف نہیں ہوگا؟

جواب عرض خدمت ہے کہ:

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا...... لا یحدث بعدی نبی ...... اور جو پرانے نبی ہیں وہ ایک نہیں سارے ہی آ جائیں تو بھی ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی...... حضرت عیسیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں ان کا آنا کسی کو نئے سرے سے نبوت ملنا نہیں ہے۔

آپ نے سنا ہوگا ...... علماء کرام سے کہ معراج کی رات سارے پیغمبر آئے تھے...... آئے تھے...... نہیں؟ کیا انہوں نے مسجد اقصیٰ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز نہ پڑھی تھی؟...... ہاں پڑھی تھی...... کیا اس صف انبیاء میں مرزا غلام احمد کو کہیں دیکھا گیا؟ اگر یہ نبی ہوتا تو کیا صف انبیاء میں میں اس کو جگہ نہ ملتی؟

اگر سارے پیغمبروں کے آنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی...... تو کیا عیسیٰ بن مریم کے آنے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی؟ نہیں ٹوٹتی...... پس ختم نبوت کا معنی یہ ہوا کہ کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا...... آپ کے بعد۔

اب آپ ہی بتائیں کہ مرزا غلام احمد کیا اس زمانہ کی پیداوار نہیں...... دجال اور کذاب نہیں...... اس کی پیشینگوئی محمدی بیگم والی بھی جھوٹی ثابت ہوئی...... محمدی بیگم مرزا غلام احمد کے مرنے کے بعد پچاس سال تک زندہ رہی...... اور مرزا صاحب اس کی حسرت لئے ہی قبر میں چلے گئے۔

برادران محترم! حیات مسیح اور پھر نزول مسیح کا عقیدہ اہل سنت کے عقائد

میں سے ہے...... ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے تمام وعدوں پر ایقان ہے...... حیات مسیح کے منکر اس زمانہ میں سر سید کے پیرو اور مرزا غلام احمد کے پیرو اور پھر مسٹر غلام محمد پرویز کے پیرو ہیں...... یہ معتزلہ نزول مسیح بن مریمؑ کا برملا انکار کرتے ہیں۔

ایک سوال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا آسمان پر زندہ ہیں؟ اور کیا شہداء قبروں میں زندہ ہیں؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی...... برزخ میں دنیوی بدن یا اس کے ذرات کے ساتھ عذاب و راحت کا کوئی تعلق ہو یہ بات ہمارے خیال سے بلند ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں...... جس کا شعور ہوتا ہے...... وہ چیز حواس سے محسوس ہوتی ہے وہ دکھائی دیتی ہے...... جس کا شعور ہی نہیں وہ کیسے دکھائی دے؟ عقیدہ یہی ہے کہ شہید زندہ ہیں یہ نہ سوچیں کہ یہ ہمیں زندہ کیوں نظر نہیں آتے' یہ صحیح نہیں...... کہ جو بات ہماری عقل میں آئے اسے تو مان لیں...... علاوہ اس کے کچھ نہ مانیں قرآن کہتا ہے...... وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ...... بہر حال حیات مسیح برحق ہے حیات شہداء بھی برحق ہے اور حیات النبیؐ بھی برحق ہیں...... جب شہداء زندہ ہیں...... تو پیغمبر بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں...... ہاں وہ اس زندگی میں مکلف نہیں ہیں...... جیسے یہاں کی زندگی مکلف ہے...... نماز، روزہ وغیرہ وغیرہ...... یہاں فرض ہیں...... یہ تمام فرائض وہاں نہیں ہیں...... وہ عالم دنیا نہیں عالم برزخ ہے...... شہداء اور انبیاء اس دنیا میں زندہ نہیں عالم برزخ میں زندہ ہیں...... اور وہاں ان پر نماز فرض نہیں نفلاً پڑھتے رہیں...... تو یہ اور بات ہے...... ان کو عبادت میں جو لذت ملتی ہے کسی اور چیز میں نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کی

شان کے برابر کائنات میں سے کوئی نہیں...... اللہ کی پوری مخلوق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے برابر کوئی شئے نہیں نہ جنت نہ ملا' اعلیٰ' نہ عرش' نہ کرسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے...... جس کا مقام اللہ رب العزت کی پوری مخلوق میں سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب آپ بتائیں حضور ﷺ کی شان جب سب سے اعلیٰ ہے...... حضور ﷺ کا بدن طیب سب سے اعلیٰ مخلوق ہے...... اس کے برابر کوئی مخلوق نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے روح قبض کرنے کے بعد اسے اعلیٰ علیّین میں رکھ دے...... اور اعلیٰ علیّین کا وہ درجہ نہ ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا ہے؟ بلکہ درجہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ہو...... اعلیٰ علیّین کا درجہ اتنا نہ ہوتو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجہ کیا ہے کہ اللہ نے آپ کی جان اعلیٰ بدن سے نکال کر علیّین کے ادنیٰ مقام میں رکھ دی...... اور اگر اعلیٰ علیّین کا درجہ اعلیٰ ہوتو اس کا مطلب صاف یہ ہوگا کہ (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن اعلیٰ نہیں...... اور آپ افضل الخلوقات نہیں...... اعلیٰ وہ جگہ ہے جو علیّین ہے۔

اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن سب سے اعلیٰ ہے تو اس کے اعلیٰ ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (روح مبارک کیسے اور جگہ رکھ دی) کیا یہ اس اصول کے خلاف تو نہیں ہوگا...... وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ...... ہم تو کہتے ہیں...... کہ اللہ تعالیٰ نے موت کا وعدہ ہر مخلوق سے کیا ہے...... اور موت کا پیالہ ہر کسی کو پینا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی بیشک اس کا مورد بنے۔

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" یہ وعدہ پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بے

شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی...... لیکن اس روح کے لئے زمین و آسمان میں اس وجود سے بہتر اور کوئی جگہ نہ تھی...... جہاں اسے رکھا جائے...... کچھ وقت یہ روح حالت سیر میں رہی...... پھر جب اس بدن کو دفن کیا گیا...... تو اللہ نے وہ روح اس بدن میں ایک برزخی شان سے لوٹا دی...... اور اس طرح لوٹائی کہ وہ ہماری آنکھوں سے پردہ میں ہے...... گو ہماری آنکھیں اس زندگی کو پا نہ سکیں ...... لیکن ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں...... اگر مان لیا جائے کہ روح کسی اور جگہ تھی ......تو یہ بھی ماننا پڑے گا...... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن سب سے اعلیٰ نہیں۔ اعلیٰ کوئی اور چیز ہے۔ (یہ ساری بات آپ نے ایک آدمی کے سوال پر کہی تھی) اور یہ خلاف عقیدہ اسلام ہے۔

ایک سوال یہ بھی ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تھے ......تو اس وقت بھی تو روح کہیں رکھی ہوئی تھی؟ آپ نے جواباً فرمایا:

اس وقت جو چیز اعلیٰ تھی...... روح وہیں رکھی ہوئی تھی...... وہ جگہ اس وقت اعلیٰ تھی...... کیونکہ اس وقت تک یہ بدن پیدا نہیں ہوا تھا...... یہ بدن طیب معرض وجود میں آ گیا......تو اس سے بہتر پوری کائنات میں کوئی جگہ نہیں۔

حضرات یاد رکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے بعد خدا کی خدائی میں کوئی شے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے زیادہ نہیں...... نہ اعلیٰ علیّین کی وہ شان ہے...... نہ عرش کی وہ شان ہے...... جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن طیب کی ہے۔

علمائے دیوبند کا تو یہ عقیدہ ہے...... کہ بدن تو درکنار بدن مبارک جس مٹی کے ساتھ قبر مبارک میں لگا ہے...... اس مٹی کے ذرہ ذرہ کی شان عرش سے زیادہ ہے۔

آپ کے ہاتھ کی شان لکڑی کے اس منبر سے پوچھیئے...... جس پر ہاتھ رکھ کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے...... آپ کے دست مبارک کا اثر ملاحظہ ہو...... کہ لکڑی کے ستون کو چھوئے تو اللہ تعالیٰ اس میں انسانی زندگی کا شعور پیدا کردے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے چھونا چھوڑ دیا...... تو صحابہ کرامؓ نے اس ستون سے انسانوں کی سی رونے کی آواز سنی۔

لکڑی کا وہ درخت جو مدت سے خشک تھا
چھو کر مرے مسیح نے بخشی اسے حیات
میں تو کہوں گا قبر بھی زندہ ہے آپؐ کی
واعظ کو شک ہے کس طرح ہے زندہ انکی ذات

آج یہ میرا موضوع نہیں...... ورنہ کچھ اور عرض کرتا...... اتنا صرف اس لئے عرض کر دیا ہے...... کہ لوگ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انکار سے حیات مسیح کا انکار کرنے لگے ہیں...... قادیانیوں کی بڑی خواہش ہے...... کہ مسلمانوں کو انکار حیات مسیح پر لے آئیں...... ہم اہل اسلام نہ حیات مسیح کے منکر ہیں...... نہ حیات شہداء کے...... اور نہ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔

ایک قادیانی نے رقعہ بھیجا کہ اللہ کے سوا جس جس کی پوجا ہوئی یا ہو رہی ہے سب مردہ ہو چکے ہیں...... اور اب ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ کب انہیں قبروں سے اٹھنا ہوگا...... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لوگوں نے پرستش نہیں کی؟ سو وہ بھی مردوں میں ہوں گے زندہ نہیں...... اس نے آیت بھی لکھ بھیجی:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ (النحل:21-20)

''اور جنہیں یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا سو وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود

پیدا کیے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں...... اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان لوگوں نے خدا بنایا تھا...... اس کا ثبوت بھی قرآن کریم میں پارہ 6 سورۃ المائدہ رکوع 10 میں موجود ہے۔

سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ...... میں داخل ہیں ...... اور وہ زندہ نہیں حیات مسیح کا عقیدہ غلط ہے۔

علامہ صاحب نے جواباً فرمایا:

تمہارے استدلال سے تو لازم آتا ہے کہ کسی زندہ انسان کی پوجا ہو ہی نہیں سکتی...... اللہ کے سوا جس کی بھی پوجا کی گئی...... وہ سب مردہ ماننے ضروری ہیں...... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ...... اور یہ عقیدہ بداہت کے خلاف ہے...... کیا دنیا میں بعض زندہ پیروں کو سجدے نہیں کیے جا رہے؟ کیا وہ زندہ سانس لیتے پیر مردہ شمار ہونگے کیا ان سے حکم نماز اٹھا ہوا سمجھا جائے گا......؟ کیا بعض لوگ فرشتوں کی پوجا نہیں کرتے رہے؟ کیا وہ فرشتے سب مرے ہوئے تھے؟ کیا لوگ شہیدوں کو خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے؟ کیا وہ ان کی منتیں نہیں مانگتے؟ تو کیا اس سے یہ لازم نہ آیا کہ سب شہداء مردے ہوں اور کیا یہ قرآن سے کھلا معارضہ نہ ہوگا...... قرآن کریم میں تو ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو...... وہ زندہ ہیں گو تم سمجھ نہ سکو...... اور تم کہو......" اموات غیر احیاء"۔

پس اسی آیت...... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ...... کا ایسا معنی کرنا جو بداہت کے خلاف ہو...... اور خود قرآن کریم کے بھی خلاف ہو...... ہرگز درست نہیں۔

یہ آیت توحید کے موضوع میں بیان ہوئی ہے...... کہ عبادت کے لائق صرف اللہ ہے اس میں اس سے بحث نہیں...... کہ اس کے سوا جو ہیں...... سب

مردے ہیں یا زندے جو مردے ہیں وہ عبادت کے لائق نہیں...... بھلا اگر وہ مردہ نہ ہوں زندہ ہوں...... جیسے کہ کروڑوں انسان زندہ ہیں...... تو کیا ان زندوں کی عبادت جائز ہوگی؟ اور وہ عبادت کے لائق ہوں گے؟ ہرگز نہیں...... سو عقیدہ توحید کو اس سے بحث نہیں کہ وہ دوسرے اس وقت زندہ ہیں یا مردہ...... حق یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی (خواہ زندہ ہو خواہ مردہ) عبادت کے لائق نہیں۔

سو اس آیت میں کسی کی موت کی حالت کا بیان نہیں...... اس کے مورد موت ہونے کا بیان ہے...... یعنی جو فرد بھی مورد موت ہو۔ (قطع نظر اس سے کہ اس پر موت آ چکی یا آئندہ آئے گی) وہ عبادت کے لائق نہیں عبادت کے لائق وہی ایک ذات ہے جس پر موت کبھی نہ آئے گی...... اور وہ ہمیشہ کے لئے حیی قیوم ہو...... اس پہلو سے دیکھا جائے تو حضرت عیسیٰ بیشک موردِ موت ہیں...... ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں...... ان پر کبھی تو موت آئے گی...... سو وہ اب بھی عبادت کے لائق نہیں حکماً وہ اس پہلو سے...... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ...... میں داخل ہیں...... اسی طرح دوسرے انبیاء کرام جن پر موت آ چکی...... گو وہ اب اپنی قبور شریف میں زندہ ہوں...... عبادت کے لائق نہیں...... باعتبار ماسبق کے وہ اموات غیر احیاء میں سے نہیں...... اس آیت میں ان کی موجودہ حالت کا بیان نہیں...... ان کے موردِ موت ہونے کا بیان ہے...... پس قادیانیوں کا اس آیت سے حیاتِ مسیح کے خلاف استدلال کرنا یا منکرین حیات کا اس سے انبیاء کرام کی موجودہ حالت پر وفات کا استدلال کرنا ہرگز درست نہیں۔

پھر اس چیز کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ یہاں احیاء سے علماء اور اموات سے جہاں بھی مراد لئے گئے ہیں...... ابو محمد عبداللہ بن ابی زید القیر وانی ......ایک جگہ لکھتے ہیں۔

یــرید بالاحیاء العلماء الذین یقبلون الوعظ ویسمعون ما یومرون به وبالاموات الجُھّال الذین لا یصغون الیٰ وعظ من یعظھم۔

تو اس صورت حال سے غیر احیاء سے کسی کا بالفعل مردہ یا زندہ ہونا مراد نہیں لیا جا سکتا...... قادیانیوں کا اسے وفات مسیح کی دلیل بنانا کسی طرح درست نہیں ہے۔

واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

﴿دین صحابہ کرامؓ کا﴾

خطبہ:

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سیّد الرسل و خاتم الانبیاء وعلی الہ الا تقیاء واصحابہ الاصفیاء...... امابعد ......فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم......بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا......

صدق اللہ مولانا العظیم...... و صدق رسولہٗ النبی الکریم ...... و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للّٰہ رب العلمین......

تمہید:

صاحب صدر، گرامی قدر، واجب الاحترام علماء کرام، بزرگان قوم، سامعین عزیز دوستو اور بھائیو!

آج ہماری حکومت پریشان ہے

ارکان اسمبلی پریشان ہیں

وزراء پریشان ہیں

کہ قوم نے مطالبہ کر دیا ہے کہ شریعت نافذ کی جائے...... ہر دینی حلقے کی کتاب وسنت کی تعبیر مختلف ہے...... کتاب وسنت کے علمی ذخائر ایسے ہیں کہ ان کی تشریح میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے...... پریشانی یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے نام سے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا ہے...... اب کریں کیا؟ اگر ایک فرقے کی

تشریح کا اعتبار کیا جائے اور اس کی فقہ کو نافذ کر دیا جائے...... تو ملک میں فرقہ بندی کی فضا پیدا ہوگی۔ آپ اخبارات میں اس قسم کی باتیں اکثر پڑھتے ہوں گے...... میں آپ سے صرف اتنی بات پوچھتا ہوں کہ یہ بات سوچنے کا وقت آج ہے یا آج سے چالیس سال پہلے تھا؟ (پہلے تھا) جب یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان میں ایک خطہ زمین ایسا بنایا جائے...... جہاں ہم اسلام کو نافذ کریں یہ اس وقت سوچنے کا مسئلہ تھا کہ اسلام میں

یہ جو بھانت بھانت کی بولیاں ہیں...... قرآن کریم کی اپنی اپنی تفسیریں ہیں...... اورطرح طرح کی فقہیں ہیں' اتنے مذاہب ہیں اب یہاں ہم کس فقہ کو نافذ کریں گے۔

تو یہ بات سوچنے کی ضرورت اس وقت تھی یا آج؟ ......(اس وقت) ......تو اس وقت تو سوچا نہ اور اب ملک بنا لیا...... اب ملک بن گیا۔ اس نام پرُ اب یہ کہنا کہ ہم نے نعرہ غلط لگایا تھا...... یہاں اسلام نافذ نہیں ہوسکتا۔ ہم کس فرقے کی بات مانیں...... اور کس فرقے کی نہ مانیں یہ مجبوریاں ہیں...... یہ بات بھی ہم نہیں کہہ سکتے دوسرے مذاہب ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے کہ اب ان کے ہاں اسلام لائق عمل نہیں رہا...... گواس کی وجہ فرقہ بندی کیوں نہ ہو؟ اب اگر موجودہ حکمرانوں کے سامنے یہ مجبوریاں ہیں...... تو ملک تو اسی نام پر بنا تھا نا...... اگر یہ کرنہیں سکتے تو ان کا کام ہے حکومت چھوڑ دیں پریشان کیوں ہیں؟ نہایت افسوس ہے کہ جو بات آج سے چالیس سال پہلے سوچنے کی تھی...... آج قوم کو اس میں ڈال دیا گیا ہے کہ اس کو سوچیں...... میں اس وقت صرف اسلام کا معنی عرض کروں گا۔

شریعت کیا ہے؟

اور اسلام کیا ہے؟

اسلام اور شریعت کیا ہے؟

اسلام اور شریعت کیا ہے؟ دین صحابہؓ...... صحابہ کرامؓ کا جو دین تھا۔ اس کا نام ہے اسلام...... میں نے ابھی آپ کے سامنے آیت پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ......

اے اصحابؓ رسولؐ...... اے اس وقت کے مسلمانو! اے میرے محبوب کے ساتھیو! میرے پیغمبرؐ کے ساتھیو!

الیوم...... آج کے دن...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... کم کے مخاطب کون ہیں؟ کم کی ضمیر کدھر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف۔

اس میں اب تک کسی کا اختلاف نہیں کہ کم کی ضمیر اصحابؓ رسولؐ کی طرف راجع ہے...... تو فرمایا میں نے مکمل کیا...... دِیْنَکُمْ...... تمہارا دین...... کن کا؟ (صحابہ کرامؓ کا) یہ نہیں کہا...... دینک...... اے نبی ﷺ تیرا دین کہ یہ کہتے کتاب و سنت...... کتاب و سنت...... دینک...... نہیں کہا...... فرمایا...... دِیْنَکُمْ...... تمہارا دین۔

تو اگر ان کا دین صحیح تھا اور وہی مکمل ہو تو صرف وہی دین مکمل مانا جائے گا...... لیکن یہ ماننا پڑے گا...... کہ اللہ نے جس دین کو مکمل کیا اور اس کا نام رکھا...... دینکم...... اور ترجمہ اس کا ہے دینِ صحابہؓ تو اس سے مراد یقیناً...... وہ ایک ہی دین ہے سب مسلمانانِ پاکستان جب تک دینِ صحابہؓ پر نہیں آئیں گے...... اسلام کی تعبیر اس وقت تک مبہم ہی رہے گی۔

اسلام دین صحابہ کرامؓ ہے:

پوچھتے ہیں اسلام ہے کیا؟ آپ سب جواب دیں اسلام دین صحابہؓ کا

نام ہے...... یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ قرآن کی نص ہے...... کوئی تفسیر نہیں کر رہا...... ترجمہ کر رہا ہوں...... دِیْنَکُمْ...... کیا معنی حضرت؟ (تمہارا دین) آپ علماء کرامؒ اللہ کے گھر میں ہیں...... خدا کیلئے حق کی گواہی دیں...... اسلام کا معنی دین صحابہؓ کے سوا اور ہے ہی نہیں...... اور یہ قرآن کی نص ہے...... اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو درمیان سے نکال دو تو لفظ...... دِیْنَکُمْ...... بالکل مہمل ہو جائے گا ...... گویا اسلام ہے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جس کو مکمل کیا...... اَلْیَوْمَ...... آج...... اَکْمَلْتُ...... میں نے مکمل کیا...... لَکُمْ...... تمہارے لئے...... دِیْنَکُمْ...... اے اصحابؓ رسول تمہارا دین۔

مجھے ایک بات یاد آئی میں نے ایک مجلس میں یہ بات کی کہ اللہ نے فرمایا تمہارا دین...... یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ کا دین...... تو نبی ﷺ نے دین کی نسبت اپنی طرف نہیں کی...... نسبت دین کی صحابہ کرامؓ کی طرف کی ہے۔ اللہ نے بھی دین کی نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف۔

دین کی نسبت صحابہ کرامؓ اور نبی ﷺ کی طرف:

تو ایک صاحب مجلس میں کہنے لگے کہ اپنی طرف بھی کی ہے...... میں نے کہا کہاں؟ کہنے لگے...... لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ...... وَلِیَ دِیْنِ...... کا معنی ہے میرا دین...... تو یہ اپنی طرف نسبت کی ہے...... تو میں نے کہا کہ یہ ہے کافروں کو مخاطب کر کے...... یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ...... کافروں کو خطاب ہو تو یہ ہے...... دین پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں کے گھر کی بات ہو تو یہ ہے...... دین صحابہؓ...... صحابہؓ معیار ہیں۔ اور وہی کتاب و سنت کی صحیح آواز ہیں......

یورپ میں بات کریں
امریکہ میں بات کریں

غیر مسلموں میں بات کریں

کافروں کے سامنے بات کریں

تو اس کا نام ہے دین پیغمبرؐ...... اور اپنے ملک میں بات کریں...... اسلامی ملک میں بات کریں...... مسلمانوں میں بات کریں تو یہ ہے دین صحابہؓ......

نعمت خداوندی کے مصداق:

اَلْیَوْمَ...... آج...... اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... میں نے مکمل کر دیا تمہارا دین ادھر ذہن نہ جائے کہ صحابہ کرامؓ اگر غلط پٹڑی پر چڑھے...... غلط لائن پر چڑھے...... تو اس کو مکمل کیا؟...... (نہیں)

جو صحابہؓ .... کا دین تھا

جو صحابہؓ .... کی لائن تھی

جو صحابہؓ .... کی پٹڑی تھی

اس کا ترجمہ آگے اللہ نے کیا فرمایا جو میں نے تم پر اپنا دین مکمل کیا وہ دین ہے کیا؟...... اتممت علیکم نعمتی...... وہی میری نعمت ہے...... تو نعمت کی نسبت کس طرف ہے؟...... نعمتی...... یہ اضافت کس کی طرف ہے؟...... (اللہ تعالیٰ کی طرف)

دین کی نسبت .... صحابہؓ کی طرف

نعمت کی نسبت .... اللہ کی طرف

ادھر صحابہؓ

ادھر رب

دین صحابہ کرامؓ اور نعمت خداوندی جب دونوں مل گئے...... جب دونوں ایک ہوئے...... تو اس کا نام رکھا...... اسلام...... فرمایا...... رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا......

یہ ہے تمہارے لئے دین اسلام۔

آیت کا شان نزول:

تو جب تک صحابہ کرامؓ معیار کے طور پر سامنے نہ رہیں اس وقت تک دین سمجھنا، سمجھانا اور اپنانا مشکل ہے...... حضرت یہ آیت کب نازل ہوئی تھی؟ یہ آیت نازل ہوئی تھی ۹ ذی الحجہ کو...... کیا تاریخ تھی؟ (۹ ذی الحجہ) تو ہمارا دین کب مکمل ہوا؟ ۹ ذی الحجہ کو...... حضور ﷺ پیدا کب ہوئے تھے؟ ......۹ ربیع الاول کو...... اور دین مکمل کب ہوا؟ ۹ ذی الحجہ کو...... تو

ہمارا آغاز ۹ سے ہے
اور ہماری انتہا بھی ۹ پر

نو سے نہ ٹکراؤ:

تو میں کہا کرتا ہوں کہ ۹ کے ساتھ ٹکرانا نہ، جو ۹ سے ٹکرائے گا وہ ختم ہو گا اور ۹ قائم رہے گا...... حکومتوں پر حکومتیں بدلیں...... وزارتوں پر وزارتیں بدلیں...... دین کی صدا اب بھی باقی ہے اور انکار کرنے والوں کا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہیں۔ ہاں!

ہاں اسی راہ گزر سے شام و سحر
اجنبی قافلے بھی گزرے ہیں

آج پچھلی حکومتوں کا تصور کریں...... جو حکومتیں اپنے اپنے وقت میں۔ باضابطہ حکومتیں تھیں وہ (Repeblic Parties) کی حکومتیں ہوں...... مسلم لیگ کی حکومتیں ہوں...... پیپلز پارٹی کی حکومتیں ہوں۔ حکومتیں آئیں گئیں، لیکن اسلام کی آواز آج بھی وہی ہے جو پہلے تھی۔

وزارتوں کے مقدر پر ناچنے والو
وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

اصول کے طور پر یہ بات یاد رکھیں کہ ۹ سے ٹکرانا نہیں۔ جو ۹ سے ٹکراتا ہے...... وہ گیا۔ ۹ سے ٹکرانا اس کا معنی کیا ہے؟ سنو! یہ ۹ کا پہاڑہ بچوں کو یاد ہے؟ حضرت مولانا کو ۹ کا پہاڑہ یاد ہے تو ضرب ٹکراؤ کو کہتے ہیں...... اور ضرب لگتی ہے تو پہاڑہ بنتا ہے۔ مثلاً

9 x 1 = 9

9 x 2 = 18

2 x 9 کا کیا معنیٰ 9 کو 2 سے ضرب دو 9 کو 2 سے ٹکراؤ...... تو جب ہم نے 9 کو 2 سے ٹکرایا تو کیا بنا؟ ...... (18) ...... اٹھارہ کس طرح لکھا جاتا ہے؟ ایک اور آٹھ...... ٹوٹل کیا ہوا؟ (9) 9 پھر آ گیا۔

9 x 3 = 27

2 اور 7 ٹوٹل 9 ...... پھر 9 آ گیا...... 9 سے ٹکر لی 4 نے۔

9 x 4 = 36

6 اور تین، ٹوٹل 9، اور پھر 9 نے ٹکر لی پانچ سے۔

9 x 5 = 45

4 اور 5 ...... 9 ...... پھر 9 سے ٹکر لی 6 نے۔

54 = 9 x 6 سے ٹکر لی سات نے، 63, 6 اور تین 9 پھر آ گیا۔ 9 پھر آ گیا۔ 9 سے ٹکر لی آٹھ نے 72، سات اور 9,2 پھر آ گیا، 9 سے ٹکر لی 9 نے، پھر بن گیا 81، 8 اور ایک 9، 9 ہر شکل میں باقی رہا۔

تو میں کہتا ہوں کہ 9 ایسا عدد کامل ہے کہ اس سے ٹکر نہ لینا، جس نے ٹکر

لی وہ گیا، اور 9 باقی رہا، تو 9 سے پیار کرنا، علم حساب یا ریاضی کی زبان میں مخالفت کو کہتے ہیں ضرب، اور پیار کو کہتے ہیں جمع' 9 کے ساتھ جس نے پیار کیا۔ 9 کے ساتھ جو جمع ہوا وہ باقی رہا۔ مثلاً

13 = 4 + 9، ان کا ٹوٹل تین اور ایک، کیا ہوا چار، وہ چار آ گیا۔ 9 + 5 = 14، چار اور ایک پھر پانچ، 16 = 7 x 9، ایک اور چھ پھر سات، تو جو اس کے ساتھ جمع ہوا وہ باقی رہا۔ جو ٹکرایا وہ گیا۔

ہمارے آقا کی پیدائش کس تاریخ کو 9 ربیع الاول کو...... دین مکمل کس تاریخ کو؟ 9 ذی الحجہ کو۔ الیوم۔ آج...... اکملت لکم دینکم ...... میں نے مکمل کر دیا تمہارا دین اور دین کیا تھا؟...... اتممت علیکم نعمتی ...... میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی...... ورضیت لکم الاسلام دینا...... اور تمہارے لئے چن لیا اسلام کو بطور دین کے' تو ہمارا دین مکمل ہوا؟ کس تاریخ کو 9 ذی الحجہ کو۔

خلافت انتظامی اور نبوت آسمانی مسئلہ ہے:

لیکن دین چلے گا کیسے؟ دین کو آگے چلانا...... اس کو کہتے ہیں۔ نظام خلافت، اہلسنت والجماعت کے ہاں خلافت انتظامی مسئلہ ہے...... اصول دین میں سے نہیں...... خلافت انتظامی مسئلہ ہے یا آسمانی؟...... (انتظامی)...... نبوت آسمانی مسئلہ ہے اور ضروری نہیں کہ انتظامی بھی ہو...... اور حکومت اور خلافت یقیناً ایک انتظامی مسئلہ ہے آسمانی نہیں۔

تو دین مکمل کب ہوا؟ 9 ذی الحجہ کو...... ایک صاحب کہنے لگے کہ حضور ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس لوٹے...... تو غدیر خم کے مقام پر آپ نے اعلان فرمایا...... من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ...... اور آپ نے خلافت اور امامت کا اعلان کیا...... میں نے کہا کیا تاریخ تھی؟ کہنے لگے اٹھارہ ذوالحجہ......

میں نے کہا اعلان کیا کیا؟ (امامت کا) میں نے کہا تو پھر امامت اصول دین میں سے ہے؟ کہنے لگے ہاں...... امامت اصول دین میں سے ہے......تو میں نے کہا کہ دین تو مکمل ہوا تھا 9 کو تو 9 کے بعد کی کوئی کاروائی انتظامی مسئلہ تو ہو سکتی ہے اصولی مسئلہ نہیں بن سکتی۔

تو امامت اور خلافت کے بارہ میں تسلیم کرو کہ...... یہ انتظامی مسئلہ ہے ...... یہ آسمانی مسئلہ نہیں۔ آسمانی نمائندہ خدا کا آخری زمین پر جو تھا وہ خاتم النبیین ﷺ تھے...... اور ختم نبوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی آسمانی نمائندہ اس قیادت اور نیابت کے ساتھ نہیں آئے گا۔

حکومتیں انتظامی

خلافتیں انتظامی

امامتیں انتظامی

تو تم جو کہتے ہو کہ آپ نے غدیر خم پر فرمایا تھا...... من کنت مولاہ فعلی مولاہ ...... تاریخ کیا تھی؟ کہنے لگے اٹھارہ...... تو میں نے کہا کہ ہمارا دین مکمل ہوا ہے 9 ذی الحجہ کو...... یہ نو کہاں لکھا ہے کہ نو کو مکمل ہوا؟ میں نے کہا صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی روایت سے اور اصول کافی میں امام محمد باقرؒ کی روایت سے دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ 9 کو دین مکمل ہوا...... اس سے ان لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی کہ دین تو مکمل ہوا 9 کو اور ہمارا امامتِ علی کا مسئلہ وہ تو اٹھارہ کی بات ہے...... تو اٹھارہ کی بات اصول دین میں سے نہیں ہو سکتی...... یہ ٹھیک ہے کہ نہیں ہو سکتی۔

روافض کی دلیل اور اس کا رد:

ایک ان کے گزشتہ عالم جس کا نام ہے ملاں خلیل وہ قردین کر رہنے والے

تھے...... انہوں نے اس کا جواب دیا ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ امامت بھی اصول دین میں سے ہے...... کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ......تو اس کے بعد پھر یہ آیت دوبارہ اتری...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ......اب دلیل میں کہتا ہے...... کہ سورۃ فاتحہ بھی تو دو بار اتری ہے......تو اگر سورۃ فاتحہ دو بار اتر سکتی ہے تو آیت...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... دو دفعہ نہیں اتر سکتی؟

میں کہتا ہوں سورۃ فاتحہ میں حقائق کا بیان ہے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ...... یہ حقائق ہیں اللہ تعالیٰ کا رب ہونا' حقیقت ہے...... اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... حقیقت ہے اس کو سو دفعہ بھی دہراؤ تو ثواب ہے...... آپ بیٹھے پڑھتے رہیں...... اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ...... ہزار دفعہ بھی کہیں......تو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیوں؟ حقیقت جتنی دفعہ دہرائی جائے کوئی فرق نہیں پڑتا...... اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ...... دعا ہے ستر (70) دفعہ دعا کرو کوئی حرج نہیں۔

اور کچھ باتیں ہوتی ہیں بقید وقت مثلاً آج 18 دسمبر کو مومن پورہ میں جلسہ ہوگا...... منادی نے یہ جو اعلان کیا یہ صرف آج کے لئے ہے...... آئندہ جتنی منادیاں بھی ہوں...... جتنے بھی جلسے ہوں کبھی منادی کہے گا...... آج 18 دسمبر کو مومن پورہ میں جلسہ ہے؟...... (نہیں)...... کیوں؟ اس لئے کہ جو چیز یہ قید وقت ہو جیسے...... آج 18 دسمبر 1986 یہ ایک ہی دفعہ کے لئے ہے...... دو دفعہ نہیں۔

تو اسی طرح 9 ذی الحجہ...... حجۃ الوداع کا وہ ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہے ......دو دفعہ نہیں تو...... اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ...... اگر دو دفعہ بھی اترے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... یہ جو آیت ہے اس میں

وقت کی قید ہے یا نہیں؟ (ہے) اگر خدا نو تاریخ کو کہے کہ آج میں نے دین مکمل کیا...... اور پھر 18 کو کہے نہیں...... نہیں آج کیا۔ دونوں میں ایک بات جھوٹ ہوگی یا نہیں؟......(ہوگی)...... وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا......تو خدا سے زیادہ سچی بات کس کی ہوسکتی ہے۔تو ہمارا دین مکمل ہوا ۹ کو...... ہم کہتے ہیں۔

حکمرانوں سے

وزارتوں سے

حکومتوں سے

9 سے ٹکر نہ لینا...... اور جو ٹکر لینے پر آ گئے...... اگر ٹکر لینے پر جم گئے...... سمجھو ان کے خاتمے کا دن آ گیا کیوں؟ جس نے بھی 9 سے ٹکر لی وہ ختم ہو گیا۔

ہمارا مزاج درمیانہ ہے:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حکومت کی یہ جو روش ہے کہ وہ شریعت بل کو مان نہیں رہے...... تو پھر آپ لوگ ڈٹ کر M.R.D میں کیوں نہیں آ جاتے؟ تا کہ حکومت سے جو ٹکر ہو...... وہ بالکل براہ راست ہو۔ میں عرض کرتا ہوں ہمارا اسلام کا جو مزاج ہے...... وہ ہے درمیان میں رہنا مثلاً......اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ...... اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ اور سیدھی راہ کون سی ہے؟ وہ جس پر خدا کا انعام پائے ہوئے لوگ چلتے رہے...... وہ نبی ہوں یا صالحین امت' وہ درمیان کے لوگ ہیں۔

ایک طرف ہیں .... مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

ایک طرف ہیں .... وَلَا الضَّآلِّينَ

ہم دونوں کے درمیان آئے تو ہماری پوزیشن کیا رہی؟ درمیانی...... تو اسلام کا مزاج ہے درمیانی چیز کو اپنانا...... سورۃ فاتحہ ہم پڑھتے ہیں...... دو دفعہ

نازل ہوئی۔ ہم نمازوں میں پڑھتے ہیں تو سورۃ فاتحہ کی دعا آپ کو کیا بتاتی ہے؟

......اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ......ایک سیدھی راہ ہے......اور غلط راہیں دو ہیں......افراط اور تفریط کی۔

ایک کا نام .... مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

ایک کا نام .... وَلَا الضَّآلِّيْنَ

تو درمیان میں رہنا کوئی عیب ہے؟ (نہیں) یہ خوبی ہے...... اس لئے افراط وتفریط علماء کا شعار نہیں وہ درمیان میں ہیں......اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ......تو مسلمانوں کی حالت اور مقام کیا ہے؟ درمیان میں رہنا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ......ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ......اور درمیانی امت کا کام بہترین ٹھہرایا......لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ......(البقرہ)

آپ اہلسنت والجماعت ہیں یا نہیں؟......(ہیں)......اہلسنت والجماعت کہاں کھڑے ہیں؟

ایک طرف شیعہ

ایک طرف خارجی

اہلسنت درمیان میں

اب اگر شیعوں سے ہماری مخالفت ہو...... ہم خارجیوں کے ساتھ مل جائیں گے؟...... (نہیں)...... خارجیوں سے مخالفت ہو تو شیعوں کے ساتھ مل جائیں گے؟...... (نہیں)......تو مزاج پھر کیا ہوا؟...... (درمیانہ)......تو اہلسنت و الجماعت خود درمیان میں کھڑے ہیں۔

ایک طرف وہ

ایک طرف وہ

آیئے اب جبر و قدر کے معرکہ میں آئیں......

ایک طرف جبریہ

ایک طرف قدریہ

ہم پھر درمیان میں کھڑے ہیں......ایک طرف جہمیہ ایک طرف مرجیہ ہم پھر درمیان میں کھڑے ہیں۔

تو حافظ ابن تیمیہ نے بڑی بحث کر کے کہا۔ کہ اس امت کا مزاج ہے ......درمیان میں رہنا۔ جب انسان فقط سیاست کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو پھر وہ افراط و تفریط کا اس طرح شکار ہوتا ہے...... کہ کوئی بات صحیح بھی ہو لیکن آئی ہو مخالف کیمپ سے تو وہ اس کا انکار کرتا ہے...... اور کوئی بات کتنی غلط کیوں نہ ہو......اگر اپنے گھر سے نکلی ہے تو اس کو Defend کرتا ہے...... اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

اسلام ایک صداقت ہے

اسلام ایک حقیقت ہے

اسمبلی کو شریعت میں تصرف کا حق نہیں:

اور وہ سبق دیتا ہے کہ تم اس کے مطابق چلو...... میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ شریعت کہاں سے آئی؟...... (اوپر سے)...... اور اسمبلی کہاں سے بنی؟ ......(نیچے سے)......آپ نے ووٹ دیئے جو کامیاب ہوئے وہ اسمبلی بنی......تو اسمبلی بنی نیچے سے اور شریعت آئی اوپر سے......تو اب جو نیچے سے اٹھنے والے ہیں ......ان کو اس کی تشریح اور تصرف کا حق ہے؟......(نہیں)......اس میں تصرف کا حق نہیں کیوں؟ اس لئے کہ ان کی اصل ہے کہ یہ نیچے سے اٹھے اور اسمبلی میں

پہنچے...... اور جو چیز آئی ہے اور زیر بحث ہے۔ وہ اوپر سے آئی...... اب جو چیز اوپر سے آئی اس کی تشریح کون کرے؟ اوپر سے آنے والا پیغمبرؑ خدا کا انتخاب ہے...... بندوں کا انتخاب نہیں...... تو قرآن کی تعبیر و تشریح وہی ہوگی جو پیغمبرؑ کے ہاں ہو...... کیوں؟ اسمبلی بنتی ہے نیچے سے اور پیغمبر کو علم ملتا ہے اوپر سے...... نبوت کیلئے ریاضت نہیں...... آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ انگریزی کے سکول' آپ نے یہ سنا ہوگا کہ دینی مدارس کبھی نبوت کا مدرسہ بھی سنا ہے؟...... (نہیں)...... کہ کسی مدرسے میں نبوت کی مشق کرائی جاتی ہو؟...... (نہیں)

مقام نبوت اور مقام صحابیت عطائی ہے:

مقام نبوت عطائی ہے اور مقام صحابیت بھی عطائی ہے...... جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور ختم ہو رہا تھا...... تو مسلمان آپس میں بیٹھ کر کہا کرتے تھے کہ ساتھیو! اب چند آنکھیں رہ گئیں...... جن آنکھوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ اترا تھا...... جب کوئی صحابی نہیں رہے گا پھر کوئی آنکھ ایسی نہیں ملے گی...... جس آنکھ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ اترا ہو۔ تو میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نبوت

آسمانی درجہ

خدا کا چناؤ

اللہ تعالیٰ کا انتخاب

اور باقی جتنے انتخاب وہ زمین کے صحابیت عطائے ربانی ہے...... حضرت بلالؓ نے کون سا کام کیا تھا کہ اللہ نے اس کو وقت پیدا کیا...... اور امام ابوحنیفہؒ نے کیا کام نہیں کیا کہ ان کو خدا نے بعد میں پیدا کیا...... اس میں امام ابوحنیفہؒ کی کمزوری کا عمل دخل ہے؟ (نہیں) اور بلال کی محنت کا کوئی دخل ہے؟...... (نہیں)

......پس تو صحابہ کرامؓ...... کس کا چناؤ ہیں؟...... (اللہ کا)

صحابہ کرامؓ انتخاب خداوندی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں...... اختارھم اللہ...... اللہ نے ان کو چنا...... لصحبة نبيه...... اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں...... اِمۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ...... اور یہ بھی کہا...... اَلۡزَمَهُمۡ كَلِمَةَ التَّقۡوٰى وَكَانُوۡۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهۡلَهَا ...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو صحابیت کا مقام ملا...... وہ صرف اس لئے ملا کہ اللہ نے ان کو اس دور میں پیدا کر دیا تھا...... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی نبوت کی آواز دے رہے تھے...... ان کا ایمان لانا بے شک ان کی اپنی محنت تھی ......لیکن انہیں صحابیؓ بنانا خدا کی نعمت تھی...... اگر انہیں صحابیؓ بنایا......تو خدا نے بنایا...... کہ انہیں اس وقت پیدا کیا تو اب صحابیؓ ہونا صرف خدا کی نعمت ہے...... یہ اس کا انعام ہے اور اسی کا انتخاب ہے...... پھر تو ان پر تنقید جائز نہیں......کیوں کہ یہ مقام ان کی محنت کا ثمرہ نہیں ہے۔

تنقید کا ایک معیار ہے کہ تنقید اسی چیز پر ہوگی...... جو انسانی محنت پر مبنی ہو...... حافظ ہے قرآن پڑھ رہا ہے...... میں کہتا ہوں کہ تم نے یہاں غلط پڑھا صحیح کرو...... وہ صحیح کر لے گا۔ رمضان میں آپ نے دیکھا ہے کہ سامع لقمہ دیتا ہے ......تو وہ غلطیاں ٹھیک کرتا ہے یا نہیں؟...... (کرتا ہے)...... کیوں؟ اس لئے کہ حافظ ہوتا انسانی محنت سے......تو صحابہ کرامؓ پر تنقید جائز ہے؟ ......(نہیں)...... کیوں؟ صحابیت کا مقام اپنا کمایا ہوا نہیں...... مالک کی عطا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا:

لوگو! میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں محتاط رہنا کیوں...... من احبھم جس نے میرے صحابہؓ سے پیار کیا......وہ ان کے عملوں کی وجہ سے نہیں کیا......ان

کے علم کی وجہ سے نہیں کیا...... ان کی قربانیوں کی وجہ سے نہیں کیا۔

ان کی قربانیاں برحق

ان حضرات کا علم برحق

ان بزرگوں کا عمل برحق

لیکن...... من احبھم...... جس نے ان سے پیار کیا...... فبحبی احبھم ...... تو صحابہ کرامؓ سے جو پیار ہے...... وہ میرے تعلق کی بناء پر ہے...... میری وجہ سے ہے...... اور جس نے ان سے بغض کیا وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ہے تو صحابہ کرامؓ سے بغض ان کے اپنے عمل پر نہیں اور ان کا پیار وہ بھی ان کے عمل پر نہیں...... صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ حضور ﷺ نے جب فرمایا کہ...... من احبھم...... کہ جس نے ان سے پیار کیا وہ میری وجہ سے کیا تو کیا اب صحابہ کرامؓ کی قربانیاں کسی شمار میں نہ آئیں گی؟ میں کہتا ہوں کیوں نہیں؟ ان سے ان کے درجات بنیں گے...... لیکن صحابیت کا درجہ ان کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں...... یہ خدا کی ایک دَین ہے جو انہیں مل گئی بیشک صحابہ کرامؓ میں......

علم بھی تھا

عمل بھی تھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے تھے...... جس نے ان سے پیار کیا ان کی قربانیوں اور محنتوں سے کیا...... لیکن آپ نے یہ نہیں کیا...... آپ نے فرمایا:

جس نے ان سے پیار کیا...... وہ میری وجہ سے...... اور جس سے بغض رکھا وہ بھی میری وجہ سے۔

اسلام اور صحابہ کرامؓ:

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام تھا...... اس لئے اللہ نے فرمایا...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا...... جب اللہ نے دین صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا مکمل کر دیا...... اب کوئی شخص پوچھے اسلام کا معنی تو آپ یہ لفظ کہیں دین صحابہ کرامؓ...... اس میں جھجکیں نہ...... اسلام کیا ہے؟ (دین صحابہ کرامؓ) یہ نہ کہیں کہ میں کہہ گیا ہوں...... آپ یہ کہیں قرآن نے کہا ہے...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... اللہ نے جب کہا تو قرآن میں کہا تو یہ فیصلہ قرآن کا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ ...... (دین صحابہ کرامؓ)...... اب صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر...... دین کا کوئی اور معنی ہو سکے گا؟ ...... (نہیں)

اگر ہمارے ملک کی ساری طاقتیں مل جائیں اور کہیں کہ دین میں صحابہ کرامؓ کو نہیں آنے دینا تو یہ آپ سے ٹکراؤ نہیں قرآن سے ٹکراؤ ہے...... تو آپ کے پاس اس کا حل کیا ہے؟ اگر یہ لوگ کہیں کہ صحابہ کرامؓ والا دین آنے نہیں دینا...... آپ اس جواب میں یہی کہیں کہ اس ملک میں دین آئے گا...... تو صحابہ کرامؓ والا دین ہی آئے گا...... خدا نے اسے ہی ایک مکمل دین کہا ہے...... اگر وہ دین نہ آئے تو پھر جو دین بھی ہوگا...... اس کا نام اسلام کسی صورت میں نہ ہو سکے گا۔

اسلام کی تشریح علماء والی قابل قبول:

ابھی پچھلے دنوں ایک مضمون آیا تھا...... غالباً یوسف گورایہ کا کہ پاکستان بنا ہے...... علامہ اقبال کے تصور پر اور علامہ اقبال نے اسلام کی تشریح یہ کی ہے کہ ''اجتہاد کا حق قومی اداروں کو دیا جائے''...... تو یہ بنا تھا اسلام کے نام پر...... یہ مضمون نوائے وقت میں آیا ہے...... دو قسطوں میں۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بانی پاکستان مسلم لیگ یا قائداعظم محمد علی جناحؒ...... انہوں نے جب کہا کہ پاکستان اسلام کے لئے بنا...... انہوں نے اوّل کا نام آگے کیا تھا...... یا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو؟ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو...... اس کا مطلب کیا؟ اس کا مطلب یہ تھا...... کہ میں بطور وکیل مسلم لیگ کی طرف سے یہ مقدمہ لڑ رہا ہوں...... کہ ملک تقسیم ہو جائے اور پاکستان بن جائے...... لیکن پاکستان میں اسلام کون سا ہوگا...... وہ جو علماء کہیں...... تو قائداعظمؒ نے علماء کو آگے کیا یا نہیں؟...... (کیا)...... اس کا معنی کیا تھا کہ پاکستان کے جو لوگ بانی ہیں...... انہوں نے شروع میں تسلیم کر لیا کہ اسلام وہ جس کو علماء اسلام کہیں۔

جب پاکستان بن گیا۔ تو لیاقت علی مرحومؒ نے تعلیمات اسلامی کا بورڈ بٹھایا کہ وہ اسلامی قانون مرتب کر دیں۔ تو جو بورڈ بنایا اس میں......

علامہ سید سلیمان ندویؒ

مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان

جو دیوبند کے مفتی رہے تھے ان کو جو آگے کیا...... تو لیاقت علی نے بھی اس اصول کو مانا کہ اسلام وہی جس کو علماء اسلام کہیں۔ تو قائداعظم تو کہے کہ اسلام وہی جس کو علماء اسلام کہیں...... اور لیاقت علی بھی کہے کہ اسلام وہی جس کو علماء اسلام کہیں۔ اور آج کی حکومت کہے کہ نہیں اسلام کی تشریح کا حق...... اسمبلی کو دیا جائے۔ ہم فیصلہ کریں گے یا موجودہ عدالتوں کو دیا جائے علماء ایک طرف ہو جائیں۔

میں کہتا ہوں کہ جو اس ملک کو بنانے والے تھے اور مسلم لیگ کے جھنڈے اٹھانے والے تھے...... ان کی سوچ غلط تھی یا ان کی سوچ غلط ہے؟...... (ان کی سوچ غلط ہے)...... ان کی سوچ کیا تھی؟ ان کی سوچ یہ تھی کہ ہندوستان کے مسلمان خطرے میں ہیں...... مسلمان اقلیت میں ہندو اکثریت میں تو مسلمان

ہندوستان میں خطرے میں ہیں...... مسلمانوں کو خطرے سے نکالا جائے...... وہاں مسلمانوں کو خطرہ تھا...... ہمارے ملک میں مسلمانوں کو خطرہ نہیں...... لیکن اسلام کو خطرہ ہے۔

ہندوستان میں انگریز کے وقت میں قرآن کی تفسیر عالم کرتا تھا...... حدیث کی تشریح عالم کرتا تھا جو مسلمان اسلام پر عمل کرتا تھا...... وہ عالموں سے پوچھا کرتا تھا...... اسلام کا حلیہ بگاڑا نہیں گیا...... لیکن پاکستان میں اگر اسلام کی تشریح کا حق

وکیلوں کو اور

مجسٹریٹوں کو

دیا جائے صورت حال یہ بنے گی ...... تو وہاں مسلمانوں کو خطرہ تھا...... یہاں اسلام کو خطرہ ہے...... سو ان حکمرانوں کی عافیت اس میں ہے...... کہ اگر یہ اسلام لا نہیں سکتے...... چلا نہیں سکتے...... تو اس کا حلیہ بگاڑنے کی زحمت نہ کریں۔ حکومت چھوڑ دیں۔

مسلمان اپنے اوپر ظلم برداشت کر سکتا ہے...... لیکن اسلام پر ظلم برداشت نہیں کر سکے گا...... وہاں خطرہ کیا تھا۔ (مسلمانوں کو) یہ چھوٹی مصیبت تھی اور اسلام کو خطرہ ہے...... تو یہ بڑی مصیبت ہے۔

اب یہ کیا کہتے ہیں کہ شریعت بل ہم علماء والا منظور نہیں کرتے...... شریعت بل مسلم لیگ پیش کرے...... تو مسلم لیگ اسلامی قیادت کر سکتی ہوتی تو قائداعظم مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ کے دروازے پر دستک کیوں دیتے؟ لیاقت علی خان مفتی محمد شفیع ؒ کو آگے کیوں کرتے؟ پھر وہ درس دینے کیلئے مولانا احتشام الحق ؒ کو نہیں غلام احمد پرویز کو بٹھاتے...... جن لوگوں نے پاکستان بنایا ان کو پتہ ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا تھیں...... تاریخ گواہ ہے...... اور آج کہتے ہیں کہ علماء والا

بل منظور نہیں کریں گے...... تسلیم نہیں کریں گے۔ مسلم لیگ خود پیش کرے گی ...... مسلم لیگ کے نمائندگان اسلام کی ترجمانی کا حق رکھتے ہیں؟...... (نہیں)

حکمران دین کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں:

یاد رکھیں! اگر ان لوگوں نے من مانی کاروائی سے اسلام کی تشریح خود کی ...... اسلام کا حلیہ بگاڑا پھر وہ وقت دور نہیں کہ علماء قوم کے سامنے آئیں...... اور انہیں بتائیں کہ اس وقت جہاد ضروری ہوگیا ہے۔

اللہ نے حضرت آدمؑ کو خلیفہ بنایا...... سب نے حضرت آدمؑ کی خلافت تسلیم کرلی...... لیکن ابلیس نے کہا...... اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ ...... میں اس سے بہتر ہوں...... میں اس کو سجدہ کیوں کروں؟ تو اس نے مسئلہ بنایا تھا...... انا...... کا، ہم یہی کہتے ہیں کہ مسلم لیگ شریعت بل کے مسئلے کو...... انا...... کا مسئلہ نہ بنائے...... انا...... کا مسئلہ کس نے بنایا؟...... (ابلیس نے)...... پھر خدا نے کیا کہا؟ خدا نے کہا...... فاھبط ...... اتر آ، اب نیچے اتر جا...... یہیں سے اس محاورے کی ابتداء ہوئی کہ ......انا...... کا جوش کس طرح ہوش تباہ کردیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو...... اَنا...... کا مسئلہ بنائے...... پھر کہا جاتا ہے کہ اب کرسی سے اتر آؤ...... جونیجو صاحب اس کو...... اَنا...... کا مسئلہ نہ بناؤ...... اگر...... اَنا ...... کا مسئلہ بناؤ گے...... پھر آواز سنو گے...... اب اتر آؤ تمہارا وقت پورا ہوگیا ہے...... جس نے بھی...... انا...... کا مسئلہ بنایا...... خدا نے پھر اسے نیچے اتارا۔ اور یہ قوم بھی تو خدا کی نام لیوا ہے...... اب اگر کوئی...... اَنا...... کا مسئلہ بنائے گا یہ قوم بھی اسے کہے گی اترو...... اترو...... اترو...... آوازۂ خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔

یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر بن چکا ہے...... اب ان لوگوں کے لئے یہ بات مصیبت بنی ہوئی ہے...... کہ ملک تو اسلام کے نام پر بنا...... اب اس

کو اسلام کے نام پر کیسے چلائیں اور یہ خود اس کے ساتھ نہیں چلیں گے...... کبھی کوئی اعتراض...... کبھی کوئی اعتراض...... ملک میں یہ اسمبلی کس کے ماتحت ہے؟...... (عوام کے)...... ممبروں کو کن لوگوں نے چنا؟...... (عوام نے)...... آپ نے اپنے نمائندے بنا کر ان کو بھیجا اگر یہ آپ کی نمائندگی نہ کریں اور آپ بار بار کہیں ...... ہماری نمائندگی کرو۔

ہماری تمنا یہ ہے

ہماری مراد یہ ہے

ہمارا مطالبہ یہ ہے

اور اگر یہ آپ کی تمناؤں کے مطابق نہ چلیں ......تو کیا یہ آپ کے نمائندے ہوئے؟...... (ہرگز نہیں)

قرآن وسنت کی تشریح علماء کا کام ہے:

ہم بار بار اپنی بات کہیں اور یہ نہ سنیں...... پھر کیا علاج ہے؟ پھر یہ ہے کہ ہم اپنے اختیارات کو استعمال کریں...... اور آئندہ ان کو تکلیف نہ دیں...... آئندہ ان کو نہ چنیں...... اگر آپ نے کہا کہ آئندہ ان کو نہیں چنتے...... لیکن ابھی آپ یہاں بیٹھے رہیں...... اس دوران میں فیصلہ تو کرلیں...... کہ ان کو آئندہ نہیں چنتے...... تو کیا صرف فیصلے سے انقلاب آئے گا...... ملک میں؟...... (نہیں)...... اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن اور سنت کی تشریح کا حق علماء کو ہے...... اسلام کے ترجمان یہی ہیں...... ورثۃ الانبیاء...... یہی ہیں۔ وہ اپنی صفوں میں قوت پیدا کریں اور تنظیم پیدا کریں...... اور آئندہ انتخاب آنے سے پہلے پہلے اپنی صفیں اتنی مضبوط کرلیں...... سیسہ پلائی دیوار کی طرح ہو جائیں ...... پھر جو لوگ منہ چڑھاتے ہیں...... باتیں بناتے ہیں...... آپ کے دروازے

پر آئیں گے...... دنیا طاقت کے آگے جھکتی ہے...... طاقت کے بغیر نہیں...... اپنے اندر طاقت پیدا کریں۔

جھنگ کے غیور اور بہادر مسلمانو! جب آپ کسی کو بھی دین کی دعوت دیں تو صحابہ کرامؓ کے نام سے دستبردار نہیں ہونا...... جن کو آگے لانا ہے...... چننا ہے اسلام کے کسی کام کے لئے تو یہ کہہ کر کہ اسلام سے مراد ہے...... دین صحابہ کرامؓ...... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ...... میں انہی کے دین کو کامل ٹھہرایا گیا تو دین سے مراد ہے دین صحابہ کرامؓ...... ہم اسی کو لے کر آگے چلے ہیں...... تو اپنی صفوں میں آپ نے انہی کے نام سے مضبوطی پیدا کرنی ہے...... ہر آدمی اپنا فریضہ کہاں تک ادا کرے گا جہاں تک اس کی ہمت ہو۔

ہر باطل کے خلاف برسر پیکار:

بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جمعیت علماء اسلام اس معاملے میں آگے آگے ہے...... اور محنت کر رہی ہے۔ لیکن اور جماعتیں اتنی محنت نہیں کر رہیں۔ اور یہ مولانا نورانی اور دوسرے حضرات یہ اتنی محنت نہیں کر رہے تو کیا وجہ ہے؟ بھائی دوسروں کو نہ دیکھیں...... آپ اپنے آپ کو دیکھیں کہ آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

اس ملک کی تاسیس میں علماء دیو بند ہی آگے آگے رہے ہیں...... جب پاکستان بن رہا تھا...... ہندوستان کا بٹوارہ ہو رہا تھا...... آگے کون سے علماء تھے؟...... (علماء دیو بند)

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کون تھے؟

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کون تھے؟

مولانا مفتی محمد شفیعؒ کون تھے؟

مولانا سلیمان ندویؒ کون تھے؟

مولانا احتشام الحق تھانویؒ کون تھے؟

یہ کون لوگ تھے؟ پورے ملک میں اسلام کی آواز انہی کے نام سے تھی......اور لوگ تو اپنے چند فرقہ وارانہ مسائل میں ہی الجھے ہوئے تھے...... ہاں اب......ختم نبوت کی بات آئی۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مولانا محمد علی جالندھریؒ

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

یہ کون تھے یہ سب فیض یافتگان دیوبند تھے......یہی میرے اکابرین تھے۔

چمن کو جب بھی خون کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے گردن ہماری کٹی

علماء دیوبند کی تاریخ رہی ہے......کہ جب بھی ضرورت پڑی......سب سے پہلے یہی آگے آئے......کسی مرحوم وزیر یا کسی مرحوم افسر کے ختم کا مسئلہ ہو مثلاً......

اس کا تیجا ہو

یا دسواں ہو

یا چالیسواں ہو

تو یہ ان دوسرے حضرات کا مسئلہ ہے کہ وہ پہل کریں......ہاں جب قومی ضرورت آتی ہے تو پھر علمائے دیوبند آگے ہوتے ہیں......ان کے مسئلے آتے ہیں......وہ آگے ہوتے ہیں...... بھائی ہر کسی نے اپنی اپنی لائن کو سنبھالنا ہے......

کسی سے ٹکرانے کی ضرورت نہیں...... جس لائن پر کوئی چل رہا ہے اس کو چلنے دو...... ہر لائن میں کچھ کچھ کام ضرور ہو رہا ہے۔

اگر اس ملک میں شریعت نافذ ہوگئی...... تو نورانی صاحب نہ نہیں کریں گے...... لیکن سبقت کرنی اور پیش قدمی کرنا اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت علماء دیوبند کو دی ہے...... آزادی کی تحریکوں میں مولانا اسماعیل شہیدؒ آگے بڑھے...... حضرت مولانا گنگوہیؒ آگے بڑھے...... ریشمی رومال کی تحریک میں...... حضرت شیخ الہندؒ آگے بڑھے...... قومی کاموں میں اور عزم کے کاموں میں ہمیشہ یہ قافلہ آگے بڑھتا رہا...... تو اس وقت پھر ذمہ داری کن کی ہے؟...... (علماء دیوبند کی)...... آپ دوسروں کو برا بھلا نہ کہیں وہ خود بخود آپ کے ساتھ آئیں گے...... ہر کسی کی اپنی لائن ہے...... تیجا...... ساتا...... دسواں...... چالیسواں ہو وہ پیچھے نہیں رہتے...... ان کی لائن ہے ہر کوئی اپنی لائن میں کام کرتا ہے...... تو کسی کو ملامت کیوں کریں؟

میں آپ سے اپیل کروں گا...... کہ علماء کے ہاتھ مضبوط کریں...... ان کا ساتھ دیں...... ایک شخص نے ایک مسئلہ پوچھا بڑا عجیب...... کہ مالدار لوگ نوٹ دیتے ہیں اور ہمارے عوام ووٹ دیتے ہیں...... تو میں نے کہا کہ میں یہ تو نہیں کہوں گا نوٹ نہ لو...... کیوں؟ مجھے پتہ ہے کہ لوگ میری بات مانیں گے نہیں...... لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ووٹ نہ دو...... ان سے نوٹ بھی لو...... اور ووٹ نہ دو...... اور اگر وہ قسم لیں تو شریعت میں ان کی پابندی نہیں...... گو اسے پورا نہ کرنے پر اس کا کفارہ لازم آئے گا۔

باطل قسمیں توڑنا ضروری ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ تم میں سے اگر کوئی شخص کسی غلط بات پر قسم کھالے...... ثم رای غیرھا خیرا منھا...... اور پھر دیکھے کہ بات تو

دوسری ٹھیک تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... فلیأت بالذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ ...... کہ قسم کا کفارہ دو اور قسم توڑو...... عمل اسی پر کرو جو صحیح ہے۔ جو ووٹ کا حق دار نہیں اسے ووٹ نہ دو اگر چہ قسم توڑنی پڑے۔

اگر کوئی آگے قرآن رکھ کر بھی قسم دے کہ اس قسم کا توڑنا واجب ٹھہرتا ہے قسم کا کفارہ دے دو...... لیکن قسم کا پورا کرنا حرام سمجھئے...... جو قسم ایسے کام پر کھائی جائے جو غلط ہو...... ایک آدمی غلط ہے...... وہ کہتا ہے میرے ساتھ قسم کھاؤ کہ مجھے ووٹ دو گے...... آپ نے غلط کام پر قسم کھائی...... اس قسم کا توڑنا واجب ہے کس نے کہا؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے)

کہ جب تم میں سے کوئی...... حلف احدکم ...... حلف اٹھائے...... ثم رای غیرھا خیرا منھا ...... پھر دیکھے کہ بات صحیح تو دوسری تھی...... فلیأت بالذی ھو خیر...... عمل صحیح پر کرے...... ولیکفر الیمین...... قسم کا کفارہ دے۔

تو میں نے اس کو کہا کہ نوٹ لیتے رہو جتنے کوئی دے...... لیکن ووٹ ان کو نہیں دینا کہ آئندہ یہ نوٹ دینے کی جرات ہی نہ کر سکے...... کہنے لگے کہ غریب کا نوٹ لینے سے بچنا مشکل ہے...... میں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے...... نوٹ لینے سے بچنا مشکل ہے...... لیکن ووٹ دینے سے بچنا آسان ہے...... کہ جب ووٹ دے رہے ہوتے ہیں...... اس وقت تو کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا...... اگر تو دین پیارا ہے اور آپ نے اس ملک میں دین کے گرد حفاظت کا پہرہ دینا ہے...... اس میں اپنی عزتیں بھی بچیں گی...... اور اگر یہ معاملہ نہ ہوا اور یہاں شریعت کا نظام نافذ نہ ہوا...... تو کیا حال ہوگا۔ کراچی والا...... حیدر آباد والا...... اللہ تعالیٰ اس سے بچائے...... (آمین)...... اللہ تعالیٰ اس سے پورے ملک کو بچائے...... (آمین) ...... لیکن خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں...... اس کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں......

آپ نے اللہ سے یہ امانت قبول کی تھی...... اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن اگر ...... لیکن اس کا حق ادا نہ کیا گیا...... تو پھر ان باتوں میں دیر نہیں...... اللہ تعالیٰ کے غضب سے اور اس کی پکڑ سے بچیں۔

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بیٹی کا نام بتایئے...... جس کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

جواب: اس کا نام تھا اسماءؓ...... لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کے پلے کیا پڑا؟ بات مطلب کی سمجھیں...... حضرت صدیق اکبرؓ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے پہلا خطبہ کیا دیا؟ کہ اے لوگو! تم میں جو طاقتور ہیں...... وہ میرے نزدیک کمزور ہیں اور جو کمزور ہیں...... وہ میرے نزدیک طاقتور ہیں...... جو طاقتور ہے...... وہ کمزور ہے...... یعنی جس کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے...... میرے نزدیک کمزور ہے ...... میں اس کو سیدھا کردوں گا...... اور جو کمزور ہے...... وہ طاقتور ہے۔یعنی میں اس سے اتنا ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گلے میں کہیں رسی نہ ڈالے۔

اس سے حکومت کے اصول کا پتہ چلا...... کہ حکومت اس کی ہونی چاہیے جس کے نزدیک طاقتور کمزور ہو۔

اگر موجودہ حکومت یہ کہے کہ کراچی کے مفسدین اور سندھ کے ڈاکو یہ اتنے طاقتور ہیں...... کہ ہم ان کو دبا نہیں سکتے...... اور فسادات کو روک نہیں سکتے تو کیا ان کو حکومت کا حق ہے؟...... (نہیں)

حکومت کا معیار صدیق اکبرؓ نے کیا پیش کیا...... کہ جو طاقتور ہے وہ کمزور ہے...... اور اگر تم یہ کہو کہ یہ ڈاکو اتنے طاقتور ہیں...... کہ ہمارے بس میں بات نہیں رہی...... ہم ان کو روک نہیں سکتے...... یہ صورت حال اصول حکومت کے خلاف ہے...... حکومت وہی ہے کہ جس کے نزدیک طاقتور کمزور ہو...... اور کمزور طاقتور

ہو......صدیق اکبرؓ نے اس پر مہر لگادی...... منشور خلافت میں یہ شرط اوّل ہے۔

اب میں بات کر رہا ہوں شریعت کی...... شریعت بل کی حمایت کی...... لوگ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت تو ٹھیک ہے...... لیکن بل کیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں فرمایا کہ:

جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ...... کہ اے پیغمبرؐ ہم نے آپ کو ایک شریعت پر قائم کیا...... فَاتَّبِعْهَا...... اب اس کی پیروی کرو...... اس کو عمل میں لاؤ...... تو شریعت پہلے ہے...... فَاتَّبِعْهَا...... یہ اس کا بل ہے...... یہ سورۃ جاثیہ کی آیت 18 ہے۔

تو یہ مطالبہ کرنا کہ شریعت پر عمل کیا جائے...... شریعت کی تابعداری کی جائے یہی تو بل ہے...... اگر بل منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ شریعت کا نام لے کر نہ کہتا کہ...... جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ...... شریعت برحق سر آنکھوں پر اور اس کے بارے میں مطالبہ کرنا کہ اس کو نافذ کرو۔

یہ بل الحمدللہ پاکستان میں جو درمیانی لابی ہے...... اس کی طرف سے یہ بل پیش ہوا ہے...... اب جو رشین لابی ہے...... اس کے لوگ اس کو مانیں گے؟ ......(نہیں)...... اور جو امریکن لابی یہ الگ ہے...... اس کو مانیں گے؟...... (نہیں)...... امریکن لابی کے لوگ اس لئے نہیں مانیں گے...... کہ وہ کہتے ہیں کہ شریعت ہمارے اوپر مسلط کی گئی ہے۔ ہماری زندگیاں اور ہیں اور Nature کی راہیں اور ہیں...... اور رشیا والے وہ بالکل مذہب پر یقین ہی نہیں رکھتے...... اب ہمیں ادھر ہونا ہے یا ادھر؟ ہم افغانستان کے ذریعہ رشین لابی سے اتحاد کریں یا ان ملحدین کے ذریعہ اس حکومت کے نظام سے تعاون کریں؟ کدھر جائیں؟...... (درمیان میں)

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کا سایہ تادیر قائم رکھے...... (آمین)...... انہوں نے ملک میں ایک آواز اٹھائی ہم نعروں سے متاثر ہونے والے نہیں...... افراط و تفریط کی لہروں میں ڈوبنے والے نہیں...... ہم اپنے موقف پر قائم ہیں...... اور اس ملک میں علماء کا ایک اپنا مقام ہے۔

ایک طرف ملحدین

ایک طرف موحدین

علماء کا اس ملک میں اپنا ایک مقام ہے...... اور اگر اب بھی قوم دین کی بات سنتی ہے تو کن کی؟ (علماء حق کی) مولانا میں نے بڑے سے بڑے لیڈر اور افسر کا بھی جنازہ دیکھا...... کہ جب جنازہ پڑھایا ہے تو مولوی ہی نے پڑھایا ہے...... جب بھی جنازہ پڑھایا ہے......تو عالم نے ہی پڑھایا ہے۔

معلوم ہوا کہ دل سے یہ بھی مانتے ہیں کہ دین پر یہی لوگ ہیں...... میں انہی کلمات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

وما علینا الاالبلاغ

﴿سیرت معاویہؓ و حسینؓ﴾

خطبہ:

الحمدلله و کفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفی خصوصاً علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ اله الا تقیاء واصحابه الاصفیاء ......امابعد......

فقد قال النبی صلی الله علیه وسلم ......مامن کلم یکلم فی سبیل الله الاوجیی به یوم القیٰمة اللؤم جئی اللوم لوم دم والریح ریح مسك او کما قال النبی صلی الله علیه وسلم......

تمہید:

برادران اسلام! آج کا یہ جلسہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد میں منعقد ہو رہا ہے...... کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وطن کہاں تھا؟ وہ کہاں کے رہنے والے تھے؟ جیسے آپ جانتے ہیں کہ یہ لاہور کا رہنے والا ہے...... یہ فیصل آباد کا رہنے والا ہے...... یہ سرگودھا کا رہنے والا ہے...... اتنا تو جانتے ہیں لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ رہنے والے کہاں کے تھے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنا وطن ان دنوں کون سا شہر تھا...... اس کے جاننے والے بہت کم ہیں۔

وطن

شہر

علاقہ

پہلے لیجئے ان کا وطن کون سا تھا وہ تھا ''حجاز'' حجاز علاقے کا نام ہے...... یہ صوبے کا

نام ہے......اس میں شہر مدینہ منورہ آپ کا شہر تھا......تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ رہنے والے کہاں کے تھے؟ مدینہ شریف کے......اور حکومت کا مرکز......

(Capital,Centre of the Government)

وہ کہاں تھا؟

ہمارے بعض عزیز جواب دے رہے ہیں کوفہ میں......یہی وجہ ہے کہ اس بات نے ہمیں اب تک پسماندہ رکھا ہے......آپ بات سمجھتے ہی نہیں......سارا پروگرام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سن لیا......اور میں نے ایک ہی سوال کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو گورنمنٹ کا مرکز کہاں تھا؟ کہتے ہیں کوفہ میں......

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جائے شہادت کہاں؟

اب میں عرض کرونگا کہ ہمیں حقائق سمجھنے کے لئے یہ جہالت کے پردے اتارنے ہیں اگر یہ بات آپ سمجھنا چاہیں......تو میری معروضات کی طرف توجہ کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وطن مدینہ تھا......اور حکومت کا مرکز شام......اور شام کا کون سا شہر؟ دمشق۔

ادھر ہے مدینہ......ادھر ہے شام......ادھر ہے عراق۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وطن مدینہ......حکومت کا مرکز شام......اور کوفہ اور کربلا اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ یہ عراق میں۔

دوستو! جب کوئی قتل بے جا ہوتا ہے......یا ہوتا ہے......

قاتل کی بستی میں یا مقتول کی بستی میں

ظالم کی بستی میں یا مظلوم کی بستی میں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پہل کی ہوتی حکومت کے خلاف میدان

میں نکلنے کی...... تو وہ مدینہ سے آتے شام...... اور معرکہ شہادت کا شام میں ہوتا...... حکومت کے لشکر شام سے چلتے...... حسین رضی اللہ عنہ کو دبانے کے لئے تو واقعہ مدینہ میں پیش آتا...... یہ کیا وجہ ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وطن مدینہ...... حکومت کا مرکز شام...... اور واقعہ کربلا عراق میں پیش آیا۔

دیکھیں ...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ رہتے تھے اور حکومت شام میں تھی...... واقعہ پیش آیا عراق کے شہر کوفہ کربلا کے پاس...... تو آپ کو بات سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کہیں کہ کسی آیت کی تفسیر بیان کردوں اس وقت ضرورت نہیں وہ ہو چکی...... میں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ کیا ہوا؟ یہ ہے بات پردہ میں اور اگر پردہ اٹھائیں تو پتہ چلتا ہے کہ چور کون ہے؟

حقائق بولتے ہیں...... ایک سائیکل سوار دکان پر سودا خرید رہا تھا...... اور جب سودا خرید رہا تھا دھیان تھا دوکان کی طرف...... یا سودے کی طرف...... اور اس نے سائیکل پکڑی تھی ڈھیلی سی کیوں؟ غرض یہ تھی کہ سائیکل گرے نہ...... اور بات دکان دار سے کر رہا تھا...... ایک آیا منچلہ چور...... اس نے جلدی سے ہاتھ سے سائیکل لی اور ایڑ لگائی...... سائیکل پر بیٹھ کر دوڑا...... اس نے پیچھے سے آواز لگائی کہ ''چور چور'' تو اس نے سائیکل پر اوپر ہی سے کہنا شروع کردیا ''چور چور'' لوگوں نے سمجھا کہ چور کوئی آگے ہوگا۔ اس کے پیچھے یہ سائیکل پر جا رہا ہے اور یہ پیچھے پیدل آرہا ہے۔

اب جب سائیکل والا کہہ رہا ہے چور چور چور تو حقیقت میں وہ چور کو ڈھونڈ رہا ہے یا اپنی چوری پر پردہ ڈالے ہوئے ہے...... (اپنی چوری پر پردہ نہیں ہے)...... وہ چور کو روکنا چاہتا ہے۔

آج اپنی چوری پر پردہ ڈالنے کے لئے......

نہ بات...... مدینہ کی

نہ بات......شام کی

بات آئی تو کربلا کی اور کوفہ کی......اب اندر سے بات کیا ہے یہ بھی جاننا چاہیے۔

توجہ کریں !......اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام عطاء فرمائے اس کا دارالحکومت کہاں ہے؟......(اسلام آباد میں)......اللہ نے جب حکومت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی......تو دارالحکومت کہاں تھا...... (مدینہ میں)......حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا دارالحکومت......(مدینہ میں)......حضرت عمرؓ کا دارالحکومت...... (مدینہ میں)......حضرت عثمانؓ کا دارالحکومت...... (مدینہ میں)......حضرت علیؓ کا دارالحکومت......(کوفہ میں)...... یہ کیا ہوا؟ یہ بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔

حضور ﷺ کا دارالحکومت......مدینہ میں

صدیق اکبرؓ کا دارالحکومت......مدینہ میں

عمر فاروق ؓ کا دارالحکومت......مدینہ میں

عثمان غنی ؓ کا دارالحکومت......مدینہ میں

حضرت علی المرتضیٰؓ کا دارالحکومت......کوفہ میں

کیا حیران کن یہ واقعہ ہے کہ مدینہ سے کیوں گئے؟اور یہ سانحہ ہے کہ مدینہ سے کیوں گئے،دارالحکومت چار......حضور ﷺ کا......صدیق ؓ کا......عمرؓ کا ......عثمانؓ کا......لیکن حضرت علیؓ کا دارالحکومت کوفہ میں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ پر اعتراض کا جواب:

ایک دفعہ مجھے بحرین کے علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا،تو ایک طالب علم آیا اس نے سوال کیا......کہ وہ حضرت علیؓ کے خلاف تھا اس نے کہا کہ پہلا شخص جس نے مرکز اسلام بدلا ہے وہ حضرت علیؓ ہیں......مرکز اسلام حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا مدینہ تھا۔ میں نے کہا کہ ہم اس کا جواب دیں گے......جس طرح ہم ابوبکرؓ وعمرؓ کے خادم اور غلام ہیں علی المرتضیٰؓ کے بھی ہم غلام ہیں...... ہم ان کی طرف سے حضرت حسنؓ کی طرف سے پوری صفائی دیں گے...... ہمارے عقیدے میں جس طرح اصحابؓ رسول کو ماننا ہے خاندان رسول ﷺ کو بھی ماننا ہے......اور دل وجان سے ان سے عقیدت رکھنی ہے۔

طالب علم مسکرایا کہنے لگا جواب دیں ......میں نے کہا اعتراض کیا ہے کہنے لگا پہلا شخص جس نے مرکز اسلام بدلا......اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو چھوڑا......اگر حکومت وہاں سے منتقل نہ ہوتی تو آج تک مسلمانوں کا مرکز وہی ہوتا......(مدینہ منورہ)

میں نے کہا کہ میری بات سنو !......جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو حالات کیا تھے......حضرت علیؓ خلیفہ کن حالات میں ہوئے...... جب حضرت عثمانؓ کو ظالمانہ طور پر شہید کردیا گیا......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بڑی بیدردی کے ساتھ گھر میں شہید کیا گیا...... جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ...... ان کو اندیشہ ہوا کہ اب حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے مسلمانوں میں آپس میں اختلافات ہونگے آپس میں جنگیں ہونگی...... آپس میں لڑائیاں ہونگی۔ مسلمان آپس میں لڑیں گے اگر میں مدینہ رہوں تو...... جب مسلمان لڑیں اور جنگیں ہوں کہیں مدینہ کی بے آبروئی نہ ہوجائے......وہاں روضہ ہے...... یہ دیارِ رسولؐ ہے ......جس طرح کعبہ مکرمہ حرم ہے...... یہاں احترام درکار ہے۔ مدینہ منورہ ادب گاہ ہے۔

حضرت علیؓ نے جب یہ محسوس کیا کہ مسلمان آپس میں لڑیں گے خانہ جنگیاں ہوں گی اور ہوئیں بھی......انہوں نے اس وجہ سے مدینہ منورہ چھوڑا

لاپرواہی کی وجہ سے یا اس کی آبرو قائم رکھنے کی وجہ سے؟......(آبروئی کے قیام کے لئے)......اب وہ کوفہ آئے......کوفہ میں حکومت قائم ہوگئی۔

اب حضرت علی المرتضیٰؓ پر اعتراض کرنے والو...... میں نے ان کو کہا کہ تم بتاؤ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے مرکز کو چھوڑ کر عراق کس لئے گئے کہ اس کی آبرو قائم رہے تو کیا برا کیا؟......نہیں تو حکومت کا مرکز کہاں بنا؟ ......(کوفہ)......جنہوں نے یہ سمجھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل جو ہیں وہ اب بھاگ کے پناہ لے رہے ہیں کوفہ میں...... وہ پناہ لے رہے ہیں عراق میں......انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تب مانیں گے ......اگر ان کے لشکروں سے وہ لوگ نکل جائیں......جو اس شہید مظلوم کے قتل کے دعویدار ہیں......حضرت علی المرتضیٰؓ نے کہا کہ جب میری طاقت ہوگی پھر میں نکال سکوں گا......اس وقت حالات یہ ہیں...... یملکوننا ولا نملکھم ...... ہمارا بس ان پر نہیں چلتا۔

تو جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ مانا...... کہ جب تک آپ ان کو نہ پکڑیں......قاتلوں کو نہ پکڑیں۔ہم آپ کو نہیں مانیں گے ......انہوں نے اپنی مرکزیت قائم کر لی شام میں......اس کا نام تھا ''دمشق'' یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے...... اور وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے گورنر چلے آ رہے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ گورنر حضرت امیر معاویہؓ وہ ملک شام میں تھے ان کی بہن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی...... جو شہادت کے وقت موجود تھیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جب وار ہوا اور ان کے چھینٹے ان کی قمیض پر آئے......وہ بہن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون

آلود کرتہ لیکر اپنے بھائی کے پاس شام پہنچیں...... پھر کیا ہوا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ان کے بھائی اور شام کے لوگ جو تھے وہ میدان میں نکلے...... کہ قاتلوں کو ہم نے پکڑنا ہے انتقام انتقام۔

ان کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مجبوریوں کا پتہ نہ تھا...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات کا...... عراق کے حالات کا پتہ نہ تھا...... لیکن میدان میں لوگ نکل آئے اور جامع مسجد دمشق بھر گئی ...... انتقام انتقام کی آوازیں اٹھنے لگیں...... اور حق یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بالکل بے گناہ تھے۔

جن کا کوئی مارا جائے اور اتنا عظیم انسان...... امیر المومنین، امام المتقین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ لوگ ادھر جمع ہو گئے ان حالات میں حضرت علیؓ نے اپنا دارالحکومت بدلا تو اب پتہ چلا کہ انہوں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا...... جب لڑائیاں ہوں تو کوفہ والوں میں...... اور شام والوں میں ہوں...... مدینہ تو بے آبرو نہ ہو...... اب تین جگہ ہیں......(Important Centre)......

عراق دارالحکومت

مدینہ دیار رسولؐ

شام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صوبہ شام اور عراق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرکز...... اور مدینہ پہلے کا دارالحکومت، یہ تین جگہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں رہتے تھے عراق میں...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں۔

عظیم قائد کا دور خلافت:

اب دوستو، عزیزو، بزرگو اور بھائیو! اب حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہونا چاہیے میں ذرا ترتیب سے بات عرض کرتا ہوں۔

صحابہؓ جنہوں نے حکومت کی......وہ صحابہ کرامؓ جن کو اللہ تعالیٰ نے حکومت کرنے کا موقع دیا۔ان میں سب سے بڑا دور کس کا؟

صدیق اکبرؓ اڑھائی سال

عمر فاروقؓ دس سال

عثمان غنیؓ بارہ سال

حضرت علیؓ پانچ سال

حضرت امیر معاویہؓ کا جواپنا خلافت کا دور ہے بیس سال......اب صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ دور کس کا ہے؟(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا) ......یہ بیس سالہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اور اگر ان کا دور گورنری بھی شامل کرلیں......جس میں وہ گورنر رہے......تو بیس سالہ وہ یہ کل دور حکومت چالیس برس ہوا۔

حضرت عمرؓ کے دور میں

حضرت عثمانؓ کے دور میں

حضرت علیؓ کے دور میں

اگر اس کو بھی شامل کرلیں تو بیس اور بیس چالیس سال......اب جب مسلمان جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات کو نہ جانیں......نہ سمجھیں کہ اس مرد خدا نے چالیس سال کیا کام کیا...... ان کا کردار کیا رہا۔پھر آگے بیس سال ان کا دور خلافت کیا رہا ہے۔اس وقت تک کوئی مسلمان طالب علم صحابی رسول ﷺ جس نے سب سے زیادہ حکومت کی......بیس سال خلافت کے اور کل حکومت کے چالیس سال......وہ اس دور کی تاریخ کو سمجھ نہیں سکتا۔

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ امیر

معاویہؓ کون تھے؟ وہ ایک ہی بات جانتا ہے کہ یزید کے باپ ہیں اور کوئی جواب نہیں ......اور امیر معاویہؓ کا تعارف عوام میں بس اتنا ہی ہے...... جتنا کربلا کے ذکر میں...... شہادت حسینؓ کے ضمن میں...... لوگوں کے کانوں میں بس یہ بات پڑی ہے کہ اس کے وقت حکومت معاویہ کے بیٹے کی تھی......اس کے سوا مسلمانوں کے ذہنوں میں ان کا کوئی اور تعارف نہیں ہے۔

جہالت کا علاج:

دوستو! عزیزو...... بزرگو اور بھائیو...... ہمیشہ جہالت پر فتح علم سے ہوئی ہے یا نعروں سے؟...... (علم سے)...... جب تک آپ علم حاصل نہ کریں...... واقعات نہ سمجھیں......آپ اندھیرے کا مقابلہ نہیں کر سکتے...... ہر فتنے کا علاج علم کی روشنی پھیلانا ہے۔

طالب علم کا سوال اور جواب:

میں مرے کالج سیالکوٹ میں تاریخ پڑھاتا تھا......تو مجھ سے ایک طالب علم نے سوال کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کس دور کے بارے میں رائے پوچھتے ہو؟ اس دور کے بارے میں کہ جب ان کا مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھا......اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں مانا تھا...... جب ان کا مقابلہ علی رضی اللہ عنہ سے تھا......اس دور کے بارے میں بتاؤں...... یا اس دور کے بارے میں جب ان میں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں صلح قائم ہوگئی تھی ...... میں نے اس طالب علم کو کہا کہ تم طالب علم ہو؟ تم کیا یہ نہیں پوچھ سکتے کہ کیا حضرتمعایہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ سے شروع ہوئی ہے...... یا ان کی تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی ہے؟ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد کی...... جب وحی آتی ہے، جبرائیل آتے ہیں...... وہ سناتے ہیں کتاب کوئی نہیں لاتے لیکن سناتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لکھواتے ہیں...... لکھنے کے لئے جن حضرات کو مکلف کیا گیا وہ کاتبین وحی ہیں ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بنایا۔

تو میں بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کروں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے؟ میں نے کہا کہ آپ کے ذہن میں وہی بات آئی ہم بات اوپر سے شروع کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کاتب وحی بنایا اور شام کا گورنر انہیں معلوم ہے کس نے بنایا؟......(حضرت عمرؓ نے)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں......

جن کی دیانت

جن کی امانت

جن کی خلافت

جن کی امامت

جن کی سیادت

ہر شک سے بالا......انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر برے ہیں تو برائی کی زد فاروق اعظمؓ پر بھی آئے گی......کہ اتنے غلط آدمی کو انہوں نے کیوں ملک شام کا والی بنایا کہ تم بار بار کہتے ہو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ تعارف کراؤ...... جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ سے شروع ہوا......نہیں بات اوپر سے چلے گی۔

حضورﷺ نے کاتب وحی بنایا .... اُن پر اطمینان

حضرت عمرؓ نے گورنر بنایا .... ان پر اطمینان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال خلیفہ رہے......اور بارہ سال ہی شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رہے......اتنی روشن تاریخ ...... اور اکابر کا اتنا اعتماد پھر تم ایک ہی بات کو لے کر کیوں بیٹھ گئے ہو۔

بھائی کے بعد بھائی گورنر:

آپ کو پتہ ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کا والی کون تھا؟ حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے بیٹے یزید بن ابی سفیانؓ تھا...... یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں اور یہ شام کے والی تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کچھ دور......اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ دور......شام ان کے زیر ولایت رہا۔

جب یہ فوت ہوگئے اور ان کے باپ ابوسفیانؓ ابھی زندہ تھے کہاں؟ ......(مدینہ میں)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دارالحکومت مدینہ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی یزید بن ابی سفیانؓ فوت ہوگئے ہیں......وہ ان کے باپ ابوسفیانؓ کے پاس تعزیت کے لئے آئے، افسوس کے لئے ...... جب تعزیت سے فارغ ہوئے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ امیرالمومنین اب شام کا والی کس کو بنارہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو پیغام لایا تھا ان کی وفات کا......اسی کے ذریعے میں نے شام پیغام بھیج دیا کہ اب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنارہا ہوں۔

اس پر ابوسفیان نے اعتراض کیا انہوں نے کہا کہ بھائی کے بعد بھائی ...... پہلے میرا بیٹا تھا یزید وہ وہاں کا والی تھا......اب آپ نے میرے دوسرے بیٹے

کو وہاں مقرر کر دیا اور کوئی نہیں ملتا تھا......؟ بھائی کے بعد بھائی...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عجیب جواب دیا فرمایا کہ ملک میں نے چلانا ہے تم نے نہیں مجھے پتہ ہے کہ کون کہاں فٹ ہے...... کہاں کا پرزہ کہاں چاہیے...... ابوسفیانؓ خاموش ہوگئے ۔اب بتائیں یزید بن ابی سفیانؓ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آنا بوجہ بھائی کے تھا یا بوجہ قابلیت کے؟

(بوجہ قابلیت کے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب بتا رہا ہے کہ ملک میں نے چلانا ہے تم نے نہیں اس پر ابوسفیان چپ ہوگئے...... پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جتنا عرصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رہے...... وہاں کے والی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رہے...... پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے...... اور پھر (Through out) ساری مدت گورنر رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جاننے اور پہچاننے کے لئے کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ والے بارہ سال اہمیت نہیں رکھتے......؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والے دس سال اہمیت نہیں رکھتے ؟

تم جو اپنی معلومات شروع کرتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے کہ وہاں چونکہ اختلاف ہوا...... اور اب لوگ ان کو جانتے ہیں یزید کے والد کی حیثیت سے میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑا ظلم مسلمان طالب علموں نے اپنے اوپر نہیں کیا...... کہ تاریخ سے بالکل واقف دکھائی نہیں دیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ رہا زیادہ سے زیادہ پانچ سال یا ساڑھے چار سال یہ سال تو اہمیت پا گئے...... اور پہلا دور اور پچھلا دور اس کی کوئی اہمیت نہیں......؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دے دی اور جھگڑا ختم ہوگیا...... اس کے بعد

امیر معاویہؓ نے حکومت کی بیس سال...... اب بیس سال جو حکومت کی اس کی بات ہم سے کوئی نہیں پوچھتا...... وہ چار سال، چار سال جنگ صفین کے واقعات...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آئے...... اتنے دماغ پر چھا گئے...... ہمارے جلسوں پر چھا گئے اور ہمارے عوام جانتے ہی نہیں۔

سِتّرُ صحابہ کرامؓ:

ہمارے بعض بزرگوں نے کہا...... غالباً حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ جس طرح ہر چیز کا پردہ ہے...... جزدان ہے اصحابؓ رسولؐ کا پردہ امیر معاویہؓ ہیں...... تم نے کوئی چیز دیکھنی ہو تو پردہ اٹھاؤ گے...... اصحابؓ رسولؐ کے اوپر پردہ جو ہے اس کا مقام کیا ہے...... سِتّرُ اصحابِ رسولِ اللہ مُعاویہ...... معاویہؓ اصحابؓ رسولؐ کا پردہ ہیں...... اگر اصحابؓ رسول کو جاننا چاہتے ہو ان کے ذریعہ سے جانو۔

اور جس شخص نے ان کی شان نہیں مانی آخر وقت آئے گا...... کہ تمام اصحابؓ رسولؐ کے اعتبار سے وہ گرے گا...... اگر صحابہ کرامؓ پر صحیح عقیدہ رکھنا ہے تو بات یہاں سے شروع کرو۔

حدیث پیغمبرؐ کے مصداق:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام سنا ہے...... ان سے میں پیچھے چلتا ہوں کہ ملک شام کے مغرب کی طرف ایک جزیرہ ہے قبرص...... وہاں مسلمانوں نے پہلی سمندری جنگ جیتی...... نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا......

اول جیش یغزو البحر

سب سے بڑا لشکر مسلمانوں کا جو سمندری جنگ لڑے گا......

فقد اوجب الجنۃ

انہوں نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی۔

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ پہلی جنگ ۲۸ ہجری میں لڑی گئی......اس وقت مرکز میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے......اور بحری جنگ کے سالار کون تھے؟ (حضرت امیر معاویہؓ) اور پہلی سمندری فتح حضرت امیر معاویہؓ کو حاصل ہوئی نبی پاک ﷺ ارشاد فرماگئے...... یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی اس سفر میں ان کے ساتھ تھی جن کا نام تھا فاختہ بنت قرضہ......اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے جلیل القدر صحابہ ابودرداءؓ، عبادہ بن صامتؓ جیسے بزرگ موجود تھے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حرام اس وقت موجود تھیں جب نبی اکرم ﷺ پیش گوئی فرمارہے تھے...... کہ میری امت میں پہلا لشکر جو سمندری جنگ لڑے گا جنت ان پر واجب ہوچکی ہے......اس بشارت کا مصداق حضرت امیر معاویہؓ ہیں...... یہ سن ۲۸ ہجری میں واقعہ پیش آیا مرکز میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور امیر بحر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے...... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیش گوئی فرمارہے تھے......تو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حرامؓ وہاں موجود تھیں......تو ام حرامؓ نے اس وقت عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اس لشکر میں شامل ہوسکتی ہوں؟ نبیؐ خدا کے بتانے سے بتاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......انتِ منھم ......تو ان میں سے ہے یہ آپ کا ارشاد بہت پرانا ہوچکا تھا...... لیکن جب یہ واقعہ پیش آیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو بڑے بڑے لوگ تھے ان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان

کی بیوی بھی شامل تھی۔

اب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ تو شہید ہو گی ام حرامؓ نے دیکھ لیا کہ سمندری جنگ میں مسلمان فتح یاب ہو چکے...... لیکن وہ منتظر تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے شہادت کی خبر دی تھی جب فتح کے بعد...... جانے لگے اور سواری پر ام حرامؓ کو بٹھانے لگے تو سواری نے پاؤں اٹھایا یا حرکت کی تو وہ گر گئیں...... اور ان کو شہادت مل گئی اور وہیں ان کی قبر بن گئی...... جب سیاح وہاں جاتے ہیں تو کہتے ہیں...... قبر المرأة الصالحة ...... کہ کسی نیک عورت کی پرانی قبر ہے۔

اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ وہاں کے لوگ جب بارش نہیں ہوتی...... بارش طلب کرنی ہو تو اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس نیک عورت کے عملوں کا صدقہ بارش دے دے یہ اس قبر کا واقعہ ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم:

اب دوسرا واقعہ سنو! حضرت ابو ایوب انصاریؓ...... ان کے مزار پر قسطنطنیہ میں مجھے بھی حاضری کا موقع ملا...... حضرت ابو ایوب انصاریؓ استنبول میں میدان جنگ میں ہیں اور یہ باغ خلافت ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا...... ابو ایوب انصاریؓ بڑے جلیل القدر صحابیؓ ہیں...... سارے انصاریؓ بڑے جلیل القدر لوگ ہیں...... جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت مدد کی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ آئے...... تو ایک انصاری بہت اونچا آدمی تھا...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پانچ سو دینار دیئے ہدیہ کے طور پر...... وہ بڑا آدمی تھا اس نے اپنے بیٹے کو بلایا کہ آ ذ بیٹا...... آیا تو بیٹے کو کہا کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں ...... کہ جس طرح میں کہوں اسی طرح عمل کرنا ہے میں قسم دیتا ہوں...... یہ پانچ سو

لے جا......اور معاویہؓ کے منہ پر مار......ہم انصار ہیں ہم نے مکہ سے آنے والوں کو مدینہ میں جگہ دی تو یہ مقام ہے پانچ سو کا......؟ غصہ آ گیا کہ جا کر معاویہؓ کے منہ پر مار۔

اب بیٹا امیر المومنین کے پاس آیا کب؟ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اپنی حکومت ہے اور کہنے لگا امیر المومنین ایک بات عرض کرتا ہوں معاف رکھنا آپ کو پتہ ہے کہ میرا باپ بڑا گرم طبیعت ہے حدت طبع رکھتا ہے...... بڑے طیش والا ہے......وہ کہنے لگے ہاں مجھے پتہ ہے اس نے مجھے بڑی قسم دی......اور میں نے بیٹا ہو کر قسم کھالی پوچھا کہ کیا کہا......؟ اس نے کہا کہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے منہ پر مار تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اوپر رکھ لئے......اور کہا کہ اپنے باپ کے حکم پر عمل کر......اور یہ بھی دیکھنا کہ چچا کے ساتھ ذرا نرمی کرنا تیرا باپ تیرا باپ ہے لیکن میں بھی صحابی رسولؐ ہوں۔

ان دنوں نوٹ تو نہیں سکے تھے......کہا تو مار تا کہ تو نے جو قسم کھائی ہے وہ پوری ہو......لیکن یہ خیال رکھنا کہ میں بھی چچا ہوں ذرا نرمی سے اور اوپر ہاتھ رکھ کر اور چچا کا بھی خیال رکھ......کیا کوئی حاکم ایسا ہے کہ ہاتھ یوں رکھ کر کہے کہ مجھے مار؟......تاریخ کے صفحات میں ایسی مثال نہیں ملے گی...... جو اس نیلی چھت کے نیچے ہو......کوئی حکمران ہو اور اس کی فوجیں سرحدوں پر لاکھوں کی تعداد میں لڑ رہی ہوں......اور جس کا علاقہ حکومت وسیع تر ہو ثمر قند اور بخارا سے لیکر نہروان تک۔

قسم پوری کرو لیکن نرمی کے ساتھ......انہوں نے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ میرا بیٹا ایک ہزار دینار لے جا اور کہنا معذرت کے ساتھ...... ہدیہ تو بڑی خدمت کے لائق نہیں...... تیرا مقام اونچا لیکن یہ ناچیز کو قبول کر لے...... تاریخ نے یہ شہادت محفوظ کر لی ہے......ایسا حلم، حلم کا معنی قوت برداشت......اور ہمارے ہاں

غصہ کا طریقہ کیا ہے؟ غصہ کن پر آتا ہے غصہ کمزوروں پر آتا ہے طاقت ور پر نہیں آتا......غصہ بڑا سیانا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ہو واقعہ کربلا ہو یا صحابہ کرامؓ کا مقام ہو...... کسی بات کو بھی آپ نہیں سمجھ سکتے...... جب تک آپ تاریخ نہ پڑھیں اور آج ہمارا سنی نوجوان وعظ میں آ جائے گا...... کہ وعظ ہم تب سنیں گے کہ اگر مقرر گا کر بیان کرے بھائی گا کر کوئی قوم اب تک سرخرو ہوئی ہے؟......(نہیں)

علم قبول کرو:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......انما بعثت معلما......اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا...... اور معلم کون ہے وہ جو کہے کہ علم قبول کرو......آپ کی مجلس ہماری مجلس بات کو (Under stand) کرنا اور سمجھنا اس سے ہم یکسر خالی ہیں کیوں؟

میں اس پر شکوہ کرتا ہوں کہ ہمارا سنی نوجوان وہ سمجھتا ہے ہمارا مسلک اور طریقہ ہے ہی یہ کہ ہم باتیں سن سنا کر یاد رکھیں یا وعظ میں چلتے جائیں...... چلے میں چلے جائیں پڑھنا نہیں ہمارا کام...... میں عرض کرتا ہوں مدرسہ دیوبند کی جتنی بھی پاک و ہند میں شہرت ہوئی...... وہ علم کی بنا پر ہوئی ہے ان لوگوں نے

عیسائیت کیا

آریامت کیا

رافضیت کیا

انہوں نے تمام اندھیروں کے مقابلے میں علم کی شمع جلائی......یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان اور ہندستان میں جب علم کا ذکر آئے تو دیوبند کا ذکر کئے بغیر مورخ آگے نہیں جا سکتا...... لیکن انہوں نے علم سے فتح پائی اور ہم علم سے بے گانہ ہیں......

ابھی میں نے پوچھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وطن مدینہ.....حکومت کا وطن شام واقعہ کربلا میں...... یہ کیوں؟ یہیں سے میں نے بات شروع کی تھی...... جب میں نے پوچھا کہ حکومت کا مرکز کون سا ہے تو ایک ساتھی نے کہا تھا ''کوفہ'' وجہ کیا؟ علم کی کمی ہے۔

علم کی شمع جلانے کی ضرورت ہے:

جب تک ہم صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی تاریخ نہ جانیں.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا جوڑ صحیح نہیں رہتا...... ہم الحمدللہ اصحابؓ رسولؐ کے...... خلفائے راشدینؓ کے غلام ہونے کی حیثیت سے ہم ان کی صفائی پیش کرتے ہیں......سنی مسلمانوں نے اگر اپنے ایمان کو بچانا ہے......

اپنی بیٹیوں کے

اپنے بچوں کے

اپنے بھائیوں کے ایمان کو بچانا ہے.....تو آپ وعظ سننے کی بجائے پڑھ کر اپنے دماغ کے اندھیروں کو دور کریں۔

محبت کی دلیل:

اصحابؓ رسولؐ کی عظمت کے گرد پہرے دو...... اللہ کی نصرت شامل حال ہوتی ہے.....ایک اور علمی بات سماعت فرمائیں.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام تھا عمروؓ، یہ عمروؓ کون تھے؟ امیر معاویہؓ کے داماد ہیں.....حضرت امیر معاویہؓ کی بیٹی رملہ عمروؓ کے نکاح میں تھی......اب اس عمروؓ کے دو بیٹے ہیں...... ایک کا نام زید ایک کا نام عبداللہؓ...... تو عبداللہؓ حضرت عثمانؓ کے کیا لگے؟...... (پوتے)......زیدؓ کی بیوی کا نام تھا سکینہؓ.....اور عبداللہؓ کی بیوی کا نام تھا...... فاطمہ اور یہی سکینہؓ جو ہے کربلا میں موجود تھی...... یہ حضرت عثمانؓ کے پوتے کی بیوی ہے

یہ سکینہؓ اور فاطمہؓ حضرت حسینؓ کی بیٹیاں ہیں...... حسینؓ کی بیٹیاں حضرت علی المرتضیٰؓ کی کیا لگیں...... (پوتیاں)......تو حضرت علیؓ کی پوتیاں سکینہؓ اور فاطمہؓ عثمان غنی ؓ کے دو پوتے زیدؓ اور عبداللہؓ کے نکاح میں تھیں...... یہ شادیاں دشمنی ہے یا جوڑ ہے؟...... (جوڑ)

اب صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ میں دشمنی کی داستان تاریخ کا منہ چڑانا ہے یا نہیں (ہے) خدرا! انصاف کرو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دو پوتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو پوتیوں کے آپس میں نکاح ہیں...... اور یہ نکاح بھی واقعہ کربلا کے بعد کے ہیں......تو کربلا کے واقعہ میں اصحابؓ رسولؐ میں...... اور خاندان رسولؐ میں......کوئی دشمنی کے کانٹے نہیں بکھرے۔

اب دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے بیٹے کا نام ہے ابان ابان کی بیوی کا نام کیا تھا ؟ام کلثوم...... یہ ام کلثوم کون ہے؟ یہ بیٹی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی......میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے بیٹے ہیں...... میں ایک ہی خاندان کا تعارف کراؤں تو پوری رات لگے گی۔

لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان اسمائے متبرکہ کا صدقہ جو لوگ کہتے ہیں ان کو نہ مانو، یا مانو اصحابؓ رسول کو...... مانو اہل بیتؓ کو نہیں......اہل بیتؓ کو مانو اصحابؓ رسول کو نہیں......میں کہتا ہوں کہ ہم اہلسنّت دونوں کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں......سنی مذہب کی بنیاد جوڑ پر ہے......توڑ پر نہیں...... (محبت، پیار، الفت) پر ہے......تبرا پر نہیں اتفاق پر ہے انشقاق پر نہیں۔

ہماری بنیاد جوڑ پر ہے......میں کہتا ہوں کہ اصحاب رسولؓ ہوں یا خاندان رسولؐ مانو تو سب کو......اگر کہو کہ آدھے مانیں اور آدھے نہ......تو میں کہتا ہوں کہ

یہ لائن جائے گی تو ساری جائے گی...... پھر کوئی باقی نہیں رہے گا...... خاندان رسول اور اصحابؓ رسولؐ شیروشکر تھے...... اور ہم نے الحمدللہ اپنی بساط کے مطابق عظمت اصحابؓ رسولؐ کے گرد پہرے دیئے ہیں۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوزد ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

دعا:

آخر میں دعا ہے کہ جو ہم نے باتیں کہیں اے اللہ ان میں سے جو تجھے پسند ہیں...... جو حق کا کلمہ آج کے مقررین کی زبان سے ادا ہوا......

یا اللہ اس کو اپنے حضور میں قبول فرما......اور اس کا ثواب شہدائے کربلا سیدنا حسینؓ اور انکے ساتھ جو مظلوم شہید ہوئے......ان سب کی روح کو پہنچا......

اے اللہ حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں ہماری زبان سے کسی بھائی کی زبان سے کوئی بے ادبی کا کلمہ نکلا ہو یا اللہ معاف فرما......

یا اللہ اصحابؓ رسولؐ کی عظمت کے گرد پہرہ دینے کی توفیق عطا فرما......

یا اللہ سنی مسلمان بننے اور رہنے کی توفیق نصیب فرما......

یا اللہ علم میں ترقی فرما...... دین کے پڑھنے پڑھانے کے مواقع نصیب فرما......(آمین)

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

فاتحہ خلف الامام

خطبہ:

الحمدللّٰہ الذی شرع لنااتباع الکتاب و السنۃ دیناً و سبیلا و وضع لشرحھما تفقہ العلماً واجماع الامۃ معینا و دلیلا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الامی الذی جعل السوال لمن کان بداء العی علیلاً وانذر من کتم علما سُل عنہ اخذً اوبیلا وعلیٰ الہ الاتقیاء وصحبہ الاصفیاء وورثتہ من العلماء والا ولیاء امدًا طویلاً......امابعد!

تمہید:

پچھلے چند دنوں سے شہر سیالکوٹ میں مولانا محمد ابراہیم صاحب کی ''تحریک خیر'' سے ''قرأت خلف الامام'' ایک اچھا خاصہ عوامی اور ہنگامی مسئلہ بنا ہوا ہے...... مولانا سلطان محمود صاحب نے ملک وملت کے موجودہ حالات کے پیش نظر اس تحریک کے روز اول کو ہی روز آخر بنانے کی یہ حکیمانہ تدبیر اختیار کی...... کہ مولانا ابراہیم صاحب سے انہی کی مسجد میں...... انہی کے جلسے کے موقع پر...... مذکورہ مسئلے پر اظہار مسئلہ کی اجازت چاہی...... جسے مولانا محمد ابراہیم صاحب نے قبول کرنے کی ہمت نہ کی...... اور ایسے دم بخود ہوئے...... کہ آج تقریباً ایک دو ماہ بعد پہلی کروٹ لی ہے اور ایک سو صفحے کا رسالہ شائع کیا ہے...... تا کہ اپنے غیر مقلد ساتھیوں کو تسلی دے سکیں۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب نے اپنے اس رسالہ مین میرے بعض ان اعتراضاتُ کا جواب دینے کی نا کام کوشش کی ہے...... جو احقر نے ایک اجتماع عام

میں......ان روایات پر پیش کئے تھے......جنہیں مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں وجوب فاتحہ خلف الامام کے لئے بطور نص صریح پیش کیا تھا۔

احقر نے جامع مسجد حضرت مولانا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی میں غیر مقلدین کے دلائل کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا تھا۔

جو حضرات امام کے پیچھے خود سورت فاتحہ پڑھنا فرض جانتے ہیں......ان کے دلائل دو قسم کے ہیں۔ایک ''صحیحہ غیر صریحہ'' دوسرے ''صریحہ غیر صحیحہ'' اول الذکر سے میری مراد......وہ روایات ہیں جو صحیح تو ہیں......لیکن ان میں خلف الامام وغیرہ کی کوئی صراحت موجود نہیں......اوران سے کھینچ تان کر عموم وغیرہ کے سہارے تلاش کر کے مطلب نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے......اور ''صریحہ غیر صحیحہ'' سے میری مراد......وہ احادیث ہیں جو یہ حضرات قرأت فاتحہ خلف الامام کے لئے بطور نص صریح پیش کرتے ہیں......ان میں خلف الامام اور وراء الامام وغیرہ کے الفاظ تو ضرور موجود ہیں......لیکن ایسی تمام احادیث قطعیۃً صحیح نہیں......یعنی قرأت خلف الامام کے لئے بطور نص صریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی صحیح حدیث موجود نہیں......جس میں

۱)...... امام کے پیچھے ہونے کی بھی پوری صراحت موجود ہو۔

۲)...... مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنے کا یہ حکم بطور فرض کے ہو۔

۳)...... اس کی سند میں بھی کوئی ایسا راوی نہ ہو جسے کسی امام حدیث نے ضعیف' جھوٹا یا مجہول کہا ہو۔

اس کے بعد جامع مسجد ادارہ ارائیاں کے عظیم الشان اجتماع میں......احقر نے ان تمام روایات پر تفصیلی جرح بھی پیش کی......جنہیں یہ حضرات مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ کے فرض ہونے پر بطور نص صریح پیش کرتے ہیں......اور

وضاحت کے ساتھ بتایا کہ ایسی تمام روایات کی سندیں...... ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ...... کے ہی قبیل سے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر نے اس کے جواب میں جو کچھ اپنے گلدستہ سنت میں کہا ہے...... وہ اس قابل تو نہ تھا...... کہ اس کا جواب لکھا جائے...... لیکن بعض غیر مقلد حضرات کے اصرار شدید کے باعث رسالہ زیر نظر میں اس کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے...... اور بتایا گیا ہے کہ مولانا موصوف نے اس آخری عمر میں...... فرقہ وارانہ تعصب کے کون کون سے جوہر دکھلائے ہیں...... کن کن عبارات کو کانٹ چھانٹ کر پیش کیا ہے...... اور طبقات رواۃ اور علل رجال پر بالغ نظری نہ ہونے کے باعث کہاں کہاں علمی ٹھوکریں کھائی ہیں...... یہ رسالہ علوم حدیثیہ اور فنون علمیہ پر کئے گئے مظالم کے خلاف انصاف کی ایک پکار ہے...... اور بدعت کی سیاہ رات میں نور سنت کا ایک کرمک شب تاب ہے ایک ایسی حقیقت سے نقاب کشائی کی گئی ہے اور جس پر عمل بالحدیث کے نعرۂ دلفریب کے ساتھ کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ روایات پر کس طرح تاویل وتحریف کے ہاتھ صاف کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے...... کہ اس ناچیز خدمت کو اپنے حضور میں قبول فرمائے...... تا اہل علم کے لئے موجب بصیرت ہو...... اور اہل تذبذب کے لئے باعث طمانیت بنے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر نے پہلے حضرت عبادہ بن صامت کی

روایت سنن دار قطنی سے تقریباً آدھی نقل کی ہے...... اور اس کے بعد کہا ہے کہ امام دار قطنی نے اس کے سب راویوں کو ثقہ کہا ہے...... اس کے بعد اسی حدیث کے لئے سنن ابی داؤد کا بھی حوالہ دیا ہے...... اور بعد ازاں حافظ ابن حجر کے حوالہ سے اس حدیث کی اس روایت کی تصحیح نقل کی ہے...... جو محمد بن اسحٰق کے واسطے سے مروی ہے۔

تنقیح:

مولانا سے اس مقام پر یہ علمی لغزش ہوئی ہے...... کہ جو حدیث انہوں نے دار قطنی اور ابو داؤد کے حوالہ سے پیش کی ہے...... وہ محمد بن اسحاق کے واسطہ کے بغیر ہے...... اور تصحیح جس روایت کی تلخیص الحبیر کے حوالہ سے نقل کی ہے...... وہ محمد بن اسحاق کے واسطہ سے مروی ہے...... یہ بے جوڑ طرز استدلال ہمارے فہم سے بالا ہے...... مولانا کو چاہیے تھا کہ یا تو محمد بن اسحاق والی روایت بھی درج کر دیتے...... اور پھر اس کی تصحیح نقل کرتے...... اور یا اس روایت کو پہلی روایت کی تائید لکھ کر آگے تصحیح پیش کر دیتے...... معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے دونوں روایتوں کو جمع کر کے پیش کیا ہے...... اور علیحدہ علیحدہ دونوں طریقوں پر بحث نہیں کی۔

بس احقر بھی پہلے مولانا کے طرز پر ہی بلا امتیاز طریق محمد بن اسحاق اور طریق نافع بن محمود کی اصل روایت کا جواب عرض کرتا ہے...... اور بعد ازاں اپنے طرز پر دونوں پر علیحدہ علیحدہ جرح کی جائے گی۔

مولانا اس روایت کے مجروح ہونے سے یوں لاعلمی کا اظہار فرماتے ہیں:

"جواباً عرض ہے کہ مجھے اس کے ضعف کا علم تب ہو...... "جب کوئی امام حدیث اس کو ضعیف کہے" اور آخر میں کہتے ہیں...... "اگر یہ روایت واقعی آپ مولوی خالد محمود صاحب کے نزدیک ضعیف تھی...... تو لازم تھا کہ اسی وقت کسی امام

حدیث کے قول سے اُس کا ضعف ذکر کردیتے...... جسے وہ کبھی بھی تا اختتام حیات خود ثابت نہیں کرسکیں گے۔" (گلدستہ سنت ص:7)

جواب:

حضرت مزید انتظار کی حاجت نہ رہے...... اور عمر کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔
ابھی سنئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ ارشاد فرماتے ہیں:

هذا الحديث معلل عن ائمة الحديث كا حمد وغيره من الائمة وقدبسط الكلام على ضعفه في غير هذا الموضع وبين ان الحديث الصحيح قول رسول الله ﷺ لاصلوٰة الابام القرآن فهذا هوالذى اخرجاه فى الصحيح رواه الزهري عن محمود بن الربيع عن عبادة واما الحديث فغلط فيه بعض الشاميين واصله ان عبادة كان يوم في بيت المقدس فقال هذا فاشتبه عليهم المرفوع بالموقوف على عبادة۔

"اس حدیث کو حضرت امام احمد اور ان جیسے دوسرے کئی ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے...... اور کسی دوسرے مقام پر اس کا ضعیف ہونا نہایت شرح و بسط سے بیان ہوچکا ہے...... اور واضح کیا گیا ہے کہ صحیح حدیث میں حضور کا ارشاد صرف اتنا ہی ہے...... لاصلوٰۃ الابام القرآن ...... اور اسے ہی امام بخاری...... اور امام مسلم...... نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے...... لیکن یہ حدیث جس میں خلف الامام وغیرہ کی زیادتی ہے...... تو یہ بعض شامی راویوں کی غلطی کا نتیجہ ہے...... بات صرف یہ تھی کہ عبادہ بن صامتؓ نے ایک دن (اپنے کسی عمل پر) بیت المقدس میں

ارشاد فرمایا......تو راویوں پر حضور کا اپنا ارشاد اور حضرت عبادہ کا اپنا طرزِ عمل مشتبہ اور خلط ملط ہو گئے۔ (فتاویٰ امام ابن تیمیہ جلد۲ ص ۱۵۰ مصر)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں......ضعفه ثابت بوجوه وانما هو قول عبادة بن صامت...... (تنوع العبادات ص:86)

اس حدیث کا ضعف کئی وجوہ سے ثابت ہے......اور یہ سوائے اس کے نہیں کہ عبادہ بن صامت کا اپنا (اجتہادی) قول ہے......اسی حدیث کے عیب کی نشان دہی میں الامام الحافظ المحدث العلامتہ الذہبی جنہیں نقد اسماء الرجال مین ملکہ تام حاصل ہے......امام ابن حبان سے نقل کرتے ہیں۔(حدیث معلل) اس کی حدیث میں عیب ہے۔(میزان الاعتدال ج:۳:ص:227 مصر)

علاوہ ازیں امام ابن عبدالبرؒ بھی کتاب التمہید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث میں......آنحضرت کا صرف اتنا ہی ارشاد ہے......''لاصلوۃ الابام القرآن'' جو زہری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ کے طریق سے منقول ہے...... اور اس کے سوا جو کچھ ہے......سب ضعیف اور مضطرب ہے......ر وراجع له الجوهر النقي؟

یعنی وہ روایت جس میں قصہ صلوٰۃ فجر کا مع سوال و جواب کے وارد ہے......اور اس کے آخر میں ''الابام القرآن'' کی استثنا ہے......وہ صحیح نہیں بلکہ مضطرب اور ضعیف ہے......امام زیلعی شارح کنز بھی فرماتے ہیں...... کہ امام احمد نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب کی پیش کردہ اس روایت کا سلسلہ اسناد کیا ہے۔......ظُلُمَاتٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْض ......ایک طریق میں محمد بن اسحاق ہے جس پر جرح کے شدید ترین الفاظ کتب رجال میں موجود ہے......ایک طریق میں نافع بن محمود ہے......جس کو اکابر ائمہ فن مجہول و مستور قرار دے رہے ہیں...... جیسا کہ

آئندہ انشاء اللہ العزیز تفصیلاً ذکر ہوگا...... اب اسکے باوجود مولانا یہ تجاہل عارفانہ فرماتیں کہ انہیں اس کے ضعف کا علم نہیں تو یہ ان کی مصلحت یا قصور مطالعہ ہے...... ہم نے تو بفضلہ تعالیٰ ان کے مطالبہ کو پورا کر دیا ہے...... یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ ان سب ائمہ فن کی بھی نہ سنیں اور ''انا ولا غیری'' کے مغالطہ میں مبتلا رہیں۔

علاوہ ازیں اس روایت کے پیش کرنے میں مولانا محمد ابراہیم صاحب نے یہ کمالات دکھلائے ہیں۔

اوّل: دارقطنی کی اس روایت کا پہلا حصہ حذف ہے...... کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے...... ان کے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت زیادہ مشکل تھی۔

دوم: اس حدیث کے پیش کرنے کے بعد ایک بڑی غلط بیانی کی ہے...... اور اس کے معنی سمجھنے میں بڑی علمی ٹھوکر کھائی ہے۔

سوم: مولانا کی اس بنیادی حقیقت پر نظر نہیں...... کہ درباره توثیق امام دارقطنی کا معیار جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک قابل قبول ہے یا کہ نہیں۔

اب اس اجمال کی تفصیل لیجئے...... اولاً وہ پوری روایت ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے...... جس کا پہلا حصہ مولانا نے چھوڑ دیا ہے۔

نافع بن محمود بن ربیع انصاری کہتے ہیں کہ...... ایک دن حضرت عبادہ بن صامت صبح کی نماز کے لئے کچھ دیر سے آئے...... پس ابو نعیم مؤذن نے اقامت کہہ دی اور آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے بیت المقدس میں اذان کہی...... ابونعیم ہی نے امامت کی اور حضرت عبادہ آگئے...... اور میں ان کے ساتھ تھا...... حتیٰ کہ ہم ابونعیم کے پیچھے صف میں کھڑے ہوگئے...... آپ جہر کے ساتھ قرأت کر رہے تھے...... اور عبادہ بن صامت نے سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی...... جب فارغ ہوئے تو میں نے حضرت عبادہ سے پوچھا:

قد صنعت شیئاً فلا ادری اسنة هی ام سهو کانت عنك

آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے...... کہ میں نہیں جانتا کہ سنت ہے یا کہ آپ کی بھول تھی...... اس پر حضرت عبادہ نے پوچھا وہ کیا ہے...... جواباً نافع نے کہا کہ میں نے آپ کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتے سنا ہے...... حالانکہ امام جہر کے ساتھ قرأت کر رہا تھا...... آپ نے فرمایا۔ ''ہاں'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ہمیں نماز پڑھائی جس میں کہ قرأت اونچی پڑھی جاتی ہے...... پس آپ کو قرأت میں التباس ہو گیا...... جب آپ فارغ ہوئے ......تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا...... کہ جب میں قرأت اونچی پڑھتا ہوں...... تو کیا تم بھی۔ کچھ پڑھتے ہو...... ہم میں سے بعض نے کہا کہ ''ہاں'' حضور ہم ایسا کرتے ہیں...... اس پر آپ نے فرمایا...... تبھی میں کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن پڑھنے میں منازعت کیوں کی جا رہی ہے...... پس تم میرے پیچھے سوائے سورۃ فاتحہ کے کچھ نہ پڑھا کرو۔'' (سنن دار قطنی ج:1 ص:121)

حضرات! یہ ہے وہ روایت جسے مولانا نے دار قطنی کی توثیق کے سہارے بڑے شد و مد سے پیش کیا ہے...... اس کے سلسلہ اسناد کا کیا حال ہے...... اور ائمہ تنقید کے نزدیک اس کا کیا درجہ ہے...... اس پر کچھ بحث ہو چکی اور کچھ محمد بن اسحاق کی تضعیف اور نافع کی تجہیل کے ضمن میں آگے آئے گی...... اس وقت مجھے یہ عرض کرنا مقصود ہے...... کہ اس روایت سے کون کون سے امور ثابت ہوتے ہیں...... جن کے خدشہ سے مولانا نے اس روایت کے پہلے حصہ کو عمداً چھوڑ دیا ہے...... اس روایت سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے۔

ا۔ نافع بن محمود جو نماز کی جماعت میں حضرت عبادہؓ بن صامت صحابی کے ساتھ کھڑے تھے ......امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے...... ورنہ اس

قدر تعجب کے ساتھ سوال نہ کرتے...... اور چونکہ نافع بن محمود طبقہ ثالثہ سے ہیں...... اور طبقہ ثالثہ والے اکثر صحابہ کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں...... جیسا کہ تقریب سے ظاہر ہے...... پس معلوم ہوا کہ نافع بن محمود کو اپنے اساتذہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے قرأت فاتحہ خلف الامام کی تعلیم تو درکنار...... اجازت بھی نہ ملی ہوئی تھی...... جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر صحابہ کرامؓ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ ہاں حضرت عبادہؓ نے اس کے خلاف عمل کیا...... اور اعتراض ہونے پر دلیل اباحت بیان کر دی۔

۲۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کے نزدیک بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہ تھا...... کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جب انہیں پتہ چلا تھا کہ نافع بن محمود نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی...... جیسا کہ اس کے سوال سے ظاہر تھا...... تو حضرت عبادہؓ فوراً اسے کہتے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی...... اسے دوبارہ پڑھو۔ کیونکہ اس طرح...... نھی عن المنکر...... سب مسلمانوں پر فرض ہے...... مگر جب حضرت عبادہؓ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا...... تو معلوم ہوا کہ وہ بھی فاتحہ خلف الامام کو فرض نہ جانتے تھے۔

لان السکوت فی معرض البیان بیان

۳: نافع بن محمود نے سوال میں یہ کہا تھا کہ "فلا ادری أسنة ھی ام سھو کانت منك" (میں نہیں جانتا کہ یہ سنت ہے یا آپ کی بھول تھی) اور اسی پر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہاں کی تھی...... اس سوال و جواب سے پتہ چلا کہ ہر دو حضرات کے نزدیک قرأت فاتحہ خلف الامام انہی دو احتمالات میں محصور تھی...... کہ یا سنت ہو یا بھول...... پس فاتحہ خلف الامام کو فرض کہنا...... اس ضعیف حدیث کے بھی خلاف ہے۔

علاوہ ازیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ منع قرأت کی علت حضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی...... مالی انازع القرآن...... کہ قرآن پڑھنے میں میرے ساتھ منازعت کیوں کی جاتی ہے...... پس اس کے آخری حصہ میں اگر...... الا بام القرآن کی استثناء صحیح مانی جائے...... تو علت اور معلولمیں مطابقت نہیں رہتی...... کیونکہ ام القرآن بھی قرآن میں داخل ہے...... وہ منازعت سے کیسے نکل گئی؟ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کے علاوہ باقی قرآن آپ کو کم یاد اور کم ضبط تھا...... (معاذ اللہ) اور اس سورۃ میں متشابہ نہیں پڑ سکتا تھا...... کیونکہ یہ تو آپ کے مقام رفیع کے بالکل خلاف ہے...... پس معنوی اعتبار سے بھی یہ ٹکڑا اضطراب سے خالی نہ رہا۔

اس روایت کے پیش کرنے میں مولانا محمد ابراہیم صاحب کا دوسرا کمال ...... بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو آنحضرت کا یہ ارشاد کہ:

فلا تقرؤا بشیء من القران اذاجهرت الابام القرآن

جب میں اونچی قرأت کروں...... تو تم قرآن میں سے سوائے فاتحہ کے کچھ بھی نہ پڑھا کرو...... صاف بتلاتا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا صرف مباح رکھا گیا...... حضور نے اسے نہ فرض قرار دیا ہے...... اور نہ اس کا حکم دیا ہے ...... مگر مولانا اس روایت کو پیش کر کے غیر مقلدین کو یوں مغالطہ دیتے ہیں۔

”اس میں تصریح رسول خدا کی زبان مبارک سے ثابت ہے۔
کہ آپ نے جہر قرأت کے وقت بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔“ (گلدستہ سنت نمبر 6)

ناظرین کرام!

اس ضعیف حدیث میں جو مولانا نے نقل کی ہے...... کیا کہیں رسول خدا

کا یہ حکم موجود ہے...... کہ امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ ضرور پڑھا کرو...... چہ جائیکہ اس حکم کے صریح ہونے کا دعویٰ کیا جائے...... اگر آپ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا......اور یقیناً نہیں دیا تو اس غلط بیانی پر ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں۔

ان هذا الا بهتان عظيم

اور اگر مولانا نے جان بوجھ کر مغالطہ دینے کی کوشش نہیں کی......تو پھر اس حدیث سے ان کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اس میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا آپ نے حکم دیا ہے...... بہت بڑی علمی ٹھوکر ہے...... حضرت سنیے از روئے اصول جب نہی سے استثناء ہو تو وہ مفید اباحت ہوتا ہے...... نہ کہ مفید وجوب...... دور نہ جایئے...... قرآن پاک میں ہی دیکھئے...... رب العزت ان عورتوں کے متعلق جو خاوند کے نکاح سے جدا تو ہوگئیں...... لیکن ہنوز عدت ختم نہیں ہوئی...... ارشاد فرماتے ہیں:

لَاتُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (البقرۃ 235)	ان عورتوں سے چھپ چھپا کر نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو مگر کوئی بات شریعت کے رواج کے مطابق کہہ سکتے ہو۔

اب یہاں...... لَاتُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا ...... نہی ہے یعنی ایک بات سے روکا گیا ہے......اور اس کے بعد...... قَوْلٌ مَعْرُوْف...... کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے ......اب کیا کوئی صاحب علم یہ بات کہہ سکتا ہے...... کہ اب ان عورتوں سے جو خاوند کے نکاح سے جدا تو ہوگئیں......اور ابھی دوران عدت میں ہیں...... قَوْلٌ مَعْرُوْف ...... کے ضمن میں نکاح کا اشارہ دینا فرض ہوگیا ہے...... ہرگز نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا کرنا چاہے...... تو اسے اس طریق کے مطابق اجازت ہے...... یہ نہیں کہ اب ایسا کرنا ہر ایک کے لئے فرض ہوگیا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جب نہی سے استثناء ہو تو وہ مفید اباحت ہوتا ہے......
نہ کہ مفید وجوب...... باپ اگر بیٹے کو یوں نصیحت کرے کہ بیٹا سکول کے راستے میں اپنے فلاں دوست کے سوا...... اور کہیں نہ ٹھہرا کرو...... تو بیٹا اس سے اگر یہ سمجھ لے کہ اب اس دوست کے ہاں ٹھہرنا فرض ہوگیا ہے...... تو یہ اس کی غباوت اور جہالت ہوگی...... اسی طرح اگر یہ ارشاد ہوا کہ امام کے پیچھے سوائے سورت فاتحہ کے...... اور کچھ نہ پڑھا کرو...... تو اس کا مطلب یہی ہے...... کہ اس کے پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہ نہیں کہ اب اس کا پڑھنا فرض ہوگیا ہے۔

"نعوذ باللہ من الجھل وسوء الفھم"

ہاں یہ بحث علیحدہ ہے کہ یہ اباحت مرجوحہ تھی...... یا غیر مرجوحہ اور بعدازاں بھی یہ اباحت قائم رہی...... یا نہ لیکن یہ حقیقت بہرحال آشکارا ہے...... کہ اس حدیث میں امام کے پیچھے قرأت سورۃ فاتحہ کے فرض ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں...... اور نہ آنحضرت ﷺ نے مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے...... پس مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کی یہ جرأت صرف ایک تعصب کا نتیجہ ہے۔

"اس میں تصریح رسول خدا کی زبان مبارک سے ثابت ہے
کہ آپ نے جہر قرأت کے وقت بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ
پڑھنے کا حکم دیا ہے۔" (ص:6) (معاذ اللہ)

اس تفصیل سے میرا مدعا یہ ہے...... کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تب بھی اس سے مولانا کا مسلک ہرگز ثابت نہ ہوسکتا تھا...... چہ جائیکہ اس کی اسانید بھی "ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" کے قبیل سے ہوں...... اب ہم مولانا کے تیسرے کمال سے اپنے قارئین کو روشناس کراتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کی طرف سے اس حدیث کی توثیق۔

مولانا نے اس حدیث کی توثیق امام دار قطنی سے بڑی شدومد کے ساتھ نقل کی ہے...... اور انہیں اس نقل پر بڑا ناز ہے کہ امام دار قطنی نے اس کے راویوں کے متعلق تصریح کی ہے کہ کلھم ثقات...... (دار قطنی ص: 121)

اور آخر میں مولانا فرماتے ہیں:

"امام حدیث اس کے سب راویوں کو ثقہ کہیں تو مجھ عاجز کی کیا بساط ہے کہ اس کو ضعیف کہوں۔"

الجواب:

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر نے اس مقام پر بھی ایک بڑی علمی ٹھوکر کھائی ہے...... اور وہ اس بنیادی بات کو نہیں سمجھ سکے کہ ضروری نہیں...... کہ امام دار قطنی کے ثقہ کہنے سے کوئی راوی دوسرے محدثین اور اکابر ائمہ فن کے نزدیک بھی ثقہ ثابت ہو جائے...... کیونکہ کسی راوی کو ثقہ قرار دینے میں امام دار قطنی اور دوسرے ائمہ حدیث میں ایک بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔

امام دار قطنی کے نزدیک اگر کسی مجہول الحال شخص سے دو ثقہ راوی روایت کریں تو نہ صرف اس کا مجہول العین ہونا اٹھ جاتا ہے...... بلکہ اس کا ثقہ ہونا بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتا ہے...... وہ کہتے ہیں:۔

"من روی عنه ثقتان فقد ارتفعت جهالته و ثبتت عدالته"

(فتح المغیث ص: 137)

یعنی فقط دو معتبر راویوں کے روایت کرنے سے جہالۃ العین...... اور جہالۃ الوصف کے دونوں اعتراض رفع ہو جاتے ہیں...... لیکن جمہور محدثین اور اکابر ائمہ فن کے نزدیک اگر کسی مجہول الحال شخص سے دو معتبر راوی روایت کریں...... تو اس سے جہالۃ العین کا اعتراض تو اٹھ جائیگا...... لیکن محض اس بناء پر

اس کا ثقہ ہونا ہرگز ثابت نہ ہو سکے گا...... بلکہ وہ بدستور مجہول الحال ہی رہے گا......
جب تک کہ اس کی ثقاہت مستقل طور پر ثابت نہ ہو جائے۔

الامام الحافظ المحدث خطیب بغدادیؒ (متوفی 463) فن حدیث کی مایہ ناز کتاب کتاب الکفایہ فی علم الروایہ میں لکھتے ہیں:

واقل ما ترتفع به الجهالة ان يروى عن الرجل اثنان فصاعداً من المشهورين بالعلم	کم از کم جس چیز سے جہالت اٹھ سکتی ہے یہ ہے کہ اس سے دو یا دو سے زیادہ معتبر راوی روایت کریں

اور پھر اس کی تفصیل کرتے پیش ہیں:

قلت الا انه لا يثبت له حكم العدالة بروايتها عنه وقد زعم قوم ان عدالته تثبت بذاك ونحن لذكر فساد قولهم بمشية الله وتوفيقه (کتاب الکفایہ فی علم الروایہ ص۸۹)	میں کہتا ہوں کہ فقط دو معتبر شخصوں کے اس سے روایت کرنیکی وجہ سے اس کا ثقہ ہونا ہرگز ثابت نہ ہو سکے گا اور کچھ لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ فقط اسی بناء پر اس کا ثقہ ہونا لازم آجاتا ہے اور ہم انشاءاللہ ان لوگوں کی بات کے فساد کو آشکار کریں گے۔"

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

وان روى عنه اثنان فصاعدا ولم يوثق فهو مجهول الحال وهو المستور (شرح نخبۃ الفکر ص:71)	اور اگر کسی شخص سے دو یا زیادہ معتبر راوی روایت کریں۔ لیکن وہ ثقہ قرار نہ دیا گیا ہو تو وہ بدستور مجہول الحال ہی رہے گا۔

تنقیح:

دار قطنی کے فتح المغیث والے بیان کے مقابلہ میں اکابر ائمہ فن کی ان تصریحات سے بالکل واضح ہوگیا...... کہ امام دار قطنی کے نزدیک بعض ایسے راوی بھی ثقہ ہیں...... جو دوسرے ائمہ اصول حدیث کے نزدیک مجہول الحال ہوتے ہیں...... پس امام دار قطنی اگر کسی سند کے راویوں کو کُلُّهُم ثقات بھی کہہ دیں...... تو ضروری نہیں کہ یہ تمام راوی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک بھی ثقہ ہی ہوں...... بلکہ سلسلہ اسناد کی پڑتال کی جائے گی اور دیکھا جائیگا...... کہ کیا اس میں کوئی ایسا راوی تو نہیں جس پر مجہول الحال ہونے کا الزام ہو...... کیونکہ ہوسکتا ہے...... کہ امام دار قطنی اسے خاص اپنے قاعدے کی رو سے ثقہ کہہ رہے ہوں...... اور جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک وہ ہنوز مجہول الحال ہی ہو...... اس لئے کہ اس کے ثقہ ہونے پر کوئی مستقل اور علیحدہ دلیل موجود نہیں ہے۔

خیر مولوی محمد ابراہیم صاحب میر تو محدثین کے اس مؤقف کو ہی نہ سمجھ پائے اور انہوں نے نافع بن محمود پر مشتمل سند کو دار قطنی کے کہنے پر معتبر سمجھ لیا...... لیکن افسوس ہے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری پر جنہیں بعض حلقوں میں حدیث دان سمجھا جاتا ہے...... وہ بھی اپنی قابلیت کو بالائے طاق رکھ کر محض حمایت مذہبی کے لئے ایک ایسی بات کہہ گئے...... جس کی حدیث کے کسی طالبعلم سے بھی توقع نہ ہوسکتی تھی...... مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

"ثقہ اس راوی کو کہتے ہیں جو عادل اور ضابط ہو، پس جو راوی عادل ہو ضابط نہ ہو یا ضابط ہو عادل نہ ہو اس کو ثقہ نہیں کہیں گے...... پس اگر امام دار قطنی نے نافع بن محمود کی تعدیل باعتبار اپنے مذہب کے کی ہوتی...... تو ان پر لفظ ثقہ کا اطلاق نہ کرتے...... بلکہ لفظ عدل یا عادل کا

اطلاق کرتے۔ (تحقیق الکلام ص:76)

جواباً عرض ہے کہ جب ثقہ ہونے کی بنیاد دو جزو ہیں...... عادل ہونا اور ضابط ہونا تو جہاں کسی جزو میں باعتبار مصداق کے اختلاف واقع ہوگا...... وہاں اس کل میں باعتبار مصداق کے اختلاف کیوں نہیں ہوگا...... کسی راوی کو عادل قرار دینے میں جہاں دارقطنی اور جمہور محدثین کا اختلاف ہوگا...... وہاں اس عادل پر ضابط ہونے کے جزو ملنے پر جو ثقاہت قائم ہوگی...... اس میں دارقطنی اور جمہور محدثین کا اختلاف کیوں نہ لازم آئے گا...... کل اپنے اجزا سے کس طرح بے نیاز رہ سکتا ہے...... بنیاد میں تو اختلاف ہو...... لیکن نتیجے میں کوئی اختلاف لازم نہ آئے...... یہ فیصلہ غیر مقلدین ہی کر سکتے ہیں...... عادل کا لفظ جب ضابط کے مقابلہ میں آئے...... اس وقت تو اس کا ثقہ کے ہم معنی ہونا ضروری نہیں...... لیکن جب کسی راوی کے عادل ہونے کا مطلقاً ذکر ہو...... تو اس مراد اس کی ثقاہت ہوتی ہے...... حافظ ذہبیؒ مالک مصری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:۔

قال ابن القطان هو ممن قال لم يثبت عدالته يريدانه مانص احد على انه ثقة (میزان الاعتدال جلد۳ ص۳)

امام یحیٰی بن سعید القطان کہتے ہیں کہ اس کا عادل ہونا ثابت نہیں ہوا۔ اس سے آپ کی مراد یہی ہے کہ کسی نے اسے ثقہ قرار نہیں دیا۔

خلاصہ یہی ہے کہ دارقطنی کے نزدیک ثقہ کا معیار بنیادی طور پر دوسرے محدثین سے مختلف ہے...... ان کے ثقہ کہہ دینے سے ضروری نہیں...... کہ کسی راوی سے مجہول العدالۃ ہونے کا الزام بھی رفع ہو جائے...... نافع بن محمود...... دارقطنی اور ابن حبان کے نزدیک تو صرف اس بناء پر ثقہ ہے کہ اس سے دو معتبر راوی

(مکحول اور حزام بن حکیم) روایت کر رہے ہیں...... لیکن جمہور ائمہ حدیث جن کے نزدیک فقط دو معتبر راویوں کے روایت کرنے سے کسی شخص کا عادل ہونا ثابت نہیں ہو جاتا...... اور اس سے جہالت کا الزام مرتفع نہیں ہوتا...... وہ بدستور مجہول الحال ہی ہے...... کیونکہ اس کے ثقہ اور عادل ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں...... اور نہ اسے کسی ایسے امام حدیث نے ثقہ کہا ہے...... جس کے نزدیک معیار تعدیل محض دو معتبر راویوں کا روایت کرنا ہو یا اس میں جرح کا معروف ہونا نہ ہو۔

دار قطنی کا مذہب تو پہلے بیان ہو چکا...... کہ جو چیز دوسرے ائمہ حدیث کے نزدیک جہالت و ستارت ہے...... وہ دار قطنی کے نزدیک کس طرح ثقاہت و عدالت ہے...... اب ابن حبان کے متعلق بھی سن لیجئے۔

شرح نخبۃ الفکر میں جس جگہ اس مسئلے کا بیان ہے...... کہ کچھ لوگوں نے مجہول الحال اور مستور راوی کی روایت کو بھی قبول کیا ہے...... تو اس پر شرح الشرح میں ہے:

وتبعه ابن حبان اذا العدل عنده من لا يعرف فيه الجرح

(شرح نخبۃ الفکیر ص: 71 دیوبند)

''اور ابن حبان بھی اس اصول کا حامی ہے کیونکہ اس کے نزدیک ثقہ وہ ہے جس پر کوئی جرح نہ ملتی ہو (یہ نہیں کہ اسکی ثقاہت مستقل طور پر ثابت ہو''۔

اس تفصیل سے بفضلہ تعالیٰ واضح ہو گیا...... کہ کسی راوی سے مجہول الحال ہونے کا الزام نہ تو صرف اس لئے اٹھ سکتا ہے...... کہ اس سے دو معتبر راویوں نے روایت کی ہے...... اور نہ اس سے اٹھ سکتا ہے کہ اسے امام دار قطنی اور ابن حبان جیسے محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے...... جن کے نزدیک کئی وہ راوی بھی ثقات میں

داخل ہوجاتے ہیں...... جو دوسرے ائمہ فن کے نزدیک مجہول الحال ہیں...... چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی' دارقطنی اور ابن حبان کی اس برائے نام توثیق کا ذرہ بھر اعتبار نہ کرتے ہوئے...... نافع بن محمود کو مستور اور مجہول الحال ہی قرار دیتے ہیں۔

نافع بن محمود بن الربیع ویقال اسم جده ربیعة الانصاری المدنی نزیل بیت المقدس مستورمن الثالثة۔ (تقریب ص ۲۲۰)	نافع بن محمود بن ربیع نزیل...... بیت المقدس طبقہ ثالثہ میں سے ہے اور مستور (مجہول الحال) ہے۔

حضرت علامہ ابن الترکمانی ؒ فرماتے ہیں:

نافع بن محمود لم یذ کره البخاری فی تاریخه ولا ابن ابی حاتم ولا اخرج له الشیخان وقال ابو عمرو مجهول وقال الطحاوی لایعرف فکیف یصح اویکون سنده حسنا و رجاله ثقات۔

نافع بن محمود کا نہ امام بخاری نے کہیں ذکر کیا ہے...... نہ ابن ابی حاتم نے اور نہ شیخین نے اس سے کوئی روایت لی ہے...... ابوعمرو اسے مجہول الحال قرار دیتے ہیں...... اور امام طحاوی کہتے ہیں وہ مجہول ہے...... پس اس کی سند کیسے صحیح یا حسن ہوسکتی ہے...... اور اس کے رجال کیسے ثقہ شمار ہوسکتے ہیں۔ (الجوہر النقی ج:ا ص:156)

شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

لایعرف بغیر هذا الحدیث ولا هو فی کتاب البخاری وابن ابی خاتم ذکره ابن حبان فی الثقات وقال حدیثه معلل۔

نافع اس فاتحہ خلف الامام کی روایت کے سوا اور کہیں نہیں پایا گیا...... نہ وہ امام بخاری کی کتاب میں ہے...... اور نہ ابن ابی حاتم کے ہاں مذکور ہے...... ابن حبان نے اسے ثقہ تو کہا ہے...... لیکن اس کی اس حدیث کو اس نے بھی معلول ہی قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال ج:3 ص:227)

شیخ الاسلام موفق الدین بن قدامہ فرماتے ہیں:

نافع بن محمود۔لیس بمعروف۔ نافع بن محمود مجہول الحال ہے۔

(مغنی ابن قدامہ ج:1 ص:606)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں......مجھول (تہذیب التہذیب ج:10 ص:410)

مولانا محمد ابراہیم صاحب نے نافع بن محمود کو جہالت سے نکالنے کے لئے یہ اصول بیان کیا ہے کہ ''اصول حدیث کی رو سے مجہول الحال وہ ہے جس کی توثیق کسی امام حدیث نے نہ کی ہو۔'' (مقدمہ تقریب التہذیب ص:3)

تنقیح:

مولانا نے تقریب التہذیب کا حوالہ پیش کرنے میں یہاں بھی حسب سابق عبارت کو کانٹ چھانٹ کر اپنا کمال دکھایا ہے...... اصل عبارت آپ کے سامنے ہے دیکھئے...... کہ فرقہ وارانہ تعصب کی وجہ سے کس طرح حقائق بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے...... حافظ عسقلانی مقدمہ تقریب میں مرتبہ سابعہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

من روی عنہ اکثر من واحد ولم یوثق والیہ الاشارۃ بلفظ مستور او مجھول الحال۔

(مقدمہ تقریب التہذیب ص۳)

جس شخص سے ایک سے زائد راوی روایت کریں۔ لیکن وہ ثقہ نہ قرار دیا گیا ہو۔ تو اس کی طرف ''مستور'' یا مجہول الحال کے الفاظ میں اشارہ کیا جائے گا۔

اس اصول سے بھی یہی حقیقت واضح ہوئی...... کہ محض اس لئے کہ کسی شخص سے دو (معتبر) راوی روایت کر رہے ہیں...... وہ ہرگز ثقہ ثابت نہیں ہو سکتا اور نہ اس طریقے سے اس کی عدالت ثابت کی جا سکتی ہے...... بلکہ وہ بدستور مستور یا مجہول الحال ہی رہتا ہے...... لیکن افسوس کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر نے مجہول الحال کی تعریف یوں بدل کر پیش کی ہے۔

''اصول حدیث کی رو سے مجہول الحال وہ ہے جس کی توثیق کسی امام حدیث نے نہ کی ہو''۔ (مقدمہ تقریب: ص: 3) (گلدستہ سنت ص: 10)

مولانا اگر یہ حوالہ پورا نقل کر دیتے...... تو نافع بن محمود سے جہالت کا الزام رفع کرنے میں آپ نے آئندہ جس اصول کا سہارا لینا تھا...... اسے ہرگز پیش نہ کر سکتے تھے...... کیونکہ اس سے تعارض لازم آتا تھا...... مقدمہ تقریب کے اس اصول کا ماحصل یہ تھا...... کہ محض دو معتبر راویوں کے روایت کرنے سے مجہول الحال ہونے کا الزام دور نہیں ہو سکتا...... اور مولانا نے اپنی تائید کے لئے دار قطنی کے جس اصول کا سہارا آگے جا کر لینا تھا...... وہ یہ ہے۔

''جس شخص سے دو ثقہ راوی روایت کریں تو اس کا مجہول ہونا دور ہو جاتا ہے اور اس کا عادل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔'' (گلدستہ سنت ص: 11)

اور ظاہر ہے کہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی بالکل معارض ہیں...... اگر مقدمہ کی تقریب والا اصول صحیح ہے...... تو پھر امام دار قطنی والا اصول صحیح نہیں ...... اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر مقدمہ تقریب والا اصول غلط ہوگا...... کوئی ہوش مند صاحب علم ان دونوں اصولوں سے بیک وقت استدلال نہیں کر سکتا...... کیونکہ اس سے اجتماع ضدین لازم آتا ہے۔

تعجب ہے مولوی محمد ابراہیم صاحب پر کہ...... آپ نے بیک وقت ان

دونوں متعارض چیزوں کو پیش کیا ہے...... اور نافع بن محمود سے جہالت کا الزام اٹھانے کے لئے...... اپنے استدلال کی بنیاد انہی دو متضاد اصولوں پر رکھی ہے...... ہاں الزام تعارض سے بچنے کیلئے...... آپ نے مقدمہ تقریب کی عبارت بھی بدل دی ہے۔ حمایت مذہبی کے لئے مولانا کے ایسے اقدام نہایت قابل افسوس ہیں۔

ولیست باول قارورة کسرت فی الاسلام

علاوہ ازیں مقدمہ تقریب صفحہ:3 کی مذکور سابقہ عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا...... کہ الزام جہالت صرف اس امام کی توثیق سے رفع ہوسکتا ہے...... جس کے نزدیک مجہول اور مستور ثقات میں معدود نہ ہوتے ہوں...... اور ظاہر ہے کہ نافع بن محمود کو ایسے کسی امام حدیث نے ثقہ قرار نہیں دیا۔

پس مولانا کے اس استدلال میں کہ حزام بن حکیم اور مکحول دو معتبر راویوں نے نافع بن محمود سے روایت کی ہے...... اور دارقطنی اور ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے...... کوئی وزن باقی نہیں رہتا...... اور نہ اس میں کوئی علم کی شان نظر آتی ہے۔

علاوہ ازیں جب دیکھا جاتا ہے...... کہ دارقطنی ایک راوی کو ایک جگہ ثقہ کہتے ہیں...... اور دوسرے مقام پر اسی کو ضعیف کہہ دیتے ہیں...... تو انکا ''کلھم ثقات'' کہنا اور بھی بے حقیقت ہوجاتا ہے۔ ''بغیة الالمعی'' ج۲ ص۸ مطبوعہ مصر میں اس کی کئی مثالیں دی گئی ہیں...... سنن دارقطنی ''باب ماورد فی طهارة المنی'' میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو ثقہ فی حفظہ شئی (جلد 1 ص:46) کہتے ہیں...... اور اسی کو باب ذکر الاقامت ج 1 ص:89 میں ضعیف الحدیث سیئی الحفظ لکھتے ہیں...... پھر ص:243 پر...... عبدالرحمٰن بن ابراہیم کو ثقہ کہتے ہیں...... اور دو سطر بعد اسی کو ضعیف الحدیث کہتے ہیں...... پس وہ اگر نافع بن محمود پر مشتمل سند کو

''کلهم ثقات'' کہدیں تو وہ مجہول الحال ہونے سے نہیں نکل سکتا۔

مولانا کا ایک اور کمال:

مولانا نے نافع بن محمود کے بارے میں ابن حبان کی توثیق میزان الاعتدال سے نقل کرنے کی بجائے...... خلاصہ اسماء الرجال سے اس لئے نقل کی ہے...... کہ اس میں ''حدیثہ معلل'' کی تصریح نہیں...... اور یہ اس لئے کہ ابن حبان کی توثیق بالکل ہی بے وزن قرار نہ پائے...... حالانکہ میزان الاعتدال میں عبارت یوں تھی۔

''ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال حدیثہ معلل'' (میزان ص:227)

ابن حزم کی توثیق اور اس کا جواب:

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر نے جو ابن حزم اندلسی کی کتاب المحلی جلد 3 ص:241 سے بڑے زور شور کے ساتھ نافع بن محمود کی ثقاہت نقل کی ہے...... اور اس پر انہیں بڑا ناز ہے۔

جواباً عرض ہے کہ ابن حزم کا علم قابل اعتماد نہیں...... اس میں وسعت کے باوجود پختگی کی شان نہیں...... اور نہ باقاعدہ طور پر اس نے ائمہ فن سے علم حاصل کیا تھا...... جب تک اساتذہ سے باقاعدہ طور پر علم کی معرفت حاصل نہ ہو...... خود ''ثقاہت فی العلم'' کا درجہ حاصل نہیں ہوتا...... چہ جائیکہ اس کے قول سے کسی دوسرے کی ثقاہت ثابت کی جائے...... ابن حزم کے ہی ہموطن غرناطہ کے جلیل القدر عارف امام علامہ شاطبی اپنی مایہ ناز (کتاب) الموافقات فی اصول الشریعۃ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وحسبك من صحة هذه القاعدة انك لاتجد عالما اشتهر في الناس الاخذ عنه الاوله قدوة اشتهر في قرنه۔ بمثل ذالك و

قلما وجدت فرقة زائغة ولا احد مخالف للسنة الا هومفارق لهذا الوصف وبهذا الوجه وقع التشنيع على ابن حزم الظاهری وانه لم یلازم الاخذ عن الشیوخ ولاتأدب بآدابهم۔

''اور اس اصول کے صحیح ہونے پر تجھ سے یہی دلیل کافی ہے کہ تو کوئی ایسا عالم نہ پائیگا...... کہ لوگوں میں اس کے علم پر اعتماد ہو...... مگر یہ کہ کوئی اسکا رہبر استاد ضرور ہوگا...... جو اپنے وقت میں اسی کی طرح مشہور ہوا ہو...... اور بہت کم کوئی ایسا گمراہ فرقہ یا مخالف سنت شخص دیکھا جائے گا...... کہ وہ اس اصول سے ہٹا ہوا نہ ہو اور اسی وجہ سے ابن حزم ظاہری کے علم کو معیوب گردانا گیا ہے...... کہ اس نے اساتذہ کو لازم نہیں پکڑا...... اور نہ ان کے آداب کی پرواہ کی ہے۔''

(الموافقات علامہ شاطبی الغرناطی المالکی ج:1 ص:15 مطبوعہ مصر)

اسی وجہ سے ہم نے اساتذہ سے یہ سنا ہے...... کہ حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کا قلم دونوں بے لگام چلتے ہیں...... پس اس کا کسی ثقہ کو مجہول قرار دے دینا اور مجہول کو ثقہ کہہ دینا کوئی امر بعید نہیں...... وہ چاہے تو علم حدیث کے مسلم ثقہ امام ترمذیؒ کو جن کی کتاب جامع ترمذی صحاح ستہ میں خاص درجہ رکھتی ہے...... مجہول قرار دے دے اور چاہے تو نافع بن محمود جیسے مجہول الحال راوی کو ثقہ کہہ جائے۔ اس کے کہنے سے کیا بنتا ہے...... خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں...... کہ ابن حزم کہتا ہے۔

محمد بن عیسے بن سورہ (امام) محمد بن عیسیٰ (ترمذی) مجہول محجہول ۔ (تہذیب التہذیب ج:9 ص:388) ہیں۔ (وکذالک فی میزان الاعتدال ج:۳ ص ۶۷)

پس ابن حزم پر اعتماد کر کے اگر امام ترمذیؒ جیسے ثقہ امام کو مجہول نہیں مانا جاسکتا...... تو نافع بن محمود جیسے مجہول الحال کو کیسے ثقہ تسلیم کیا جاسکتا ہے...... شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ ''سیر النبلا'' میں ابن حزم کے ترجمے میں لکھتے ہیں...... کہ اسے حدیث سے محبت اور اس کی پہچان تو تھی لیکن:

لااوافقه فی کثیر مما یقول فی الرجال و العلل۔ واقطع بخطائه فی غیر مسئلة ولکن لااکفره ولا اضلله وارجوله العفو۔

''میں راویوں اور علل حدیث میں اس کے بیشتر اقوال سے موافقت نہیں کرتا...... اور اسے کئی مسئلوں میں یقینی طور پر غلطی پر سمجھتا ہوں...... ہاں میں اسے کافر قرار نہیں دیتا...... اور نہ گمراہ کہتا ہوں...... اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیں گے۔'' (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص:169)

علاوہ ازیں محلی ابن حزم کی اس پیش کردہ عبارت میں داخلی سقم بھی موجود ہے...... ابن حزم کہتے ہیں کہ مکحول نے کبھی یہ روایت محمود سے بصیغہ عن لی ہے...... اور کبھی نافع بن محمود سے اسی طرح لی ہے...... اور اس سے کوئی وھن پیدا نہیں ہوتا...... افسوس کہ ابن حزم نے یہ نہ سوچا کہ مکحول جو مدلس تھے...... (میزان الاعتدال جلد۳ ص ۱۹۸) ان کا سماع محمود بن ربیع سے کہیں مذکور نہیں...... مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کو اگر ابن حزم پر پورا اعتماد ہے...... مکحول کا سماع محمود بن الربیع سے ثابت کریں ورنہ تسلیم کرلیں کہ ''وھن'' پیدا ہو رہا ہے۔

ناظرین کرام! ان حقائق سے یہ تفصیلاً واضح ہوا...... کہ عبادہؓ بن صامت کی جو حدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب نے سنن دار قطنی اور ابوداؤد کے حوالہ سے پیش کی تھی...... ضعیف اور معلل ہے...... اور اس کا راوی نافع بن محمود بدستور مجہول الحال ہے...... نیز اس کی جہالت رفع کرنے میں مولانا نے جن بے بنیاد توجیہات

کا سہارا لیا ہے...... ان میں کوئی وزن نہیں ہے...... اس کے باوجود اگر مولانا...... غیر مقلدین کو مغالطہ میں رکھیں...... تو یہ امر نہایت قابل افسوس ہے...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس امر کا ہرگز مکلف نہیں کیا...... کہ اپنا دین مجہول اور غیر معروف راویوں سے اخذ کیا کریں۔

اب اس کے بعد ہم حضرت عبادہؓ بن صامت کی حدیث کے اس طریق کو لیتے ہیں...... جس میں محمد بن اسحاق راوی پایا جاتا ہے...... احقر نے اپنی دوسری تقریر میں محمد بن اسحاق پر تین جرحیں کی تھیں:

۱)...... اکثر محدثین اسے جھوٹا اور کذاب کہتے ہیں۔

۲)...... اس کے حافظہ میں وسعت کے باوجود پختگی نہ تھی۔

۳)...... وہ کثیر التدلیس مدلس تھا۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب اس کے کذاب ہونے کی اہم جرح کو نذر نسیان کرتے ہوئے...... تیسری جرح یعنی تدلیس کے الزام کو رفع کرنے کی کوشش میں لکھتے ہیں:

(مولانا فخر الحسن گنگوہی نے) امام المغازی محمد بن اسحاق کی تدلیس اور صیغہ عن سے روایت پر اعتراض کر کے آخر میں کہا ہے:

ان لا یقبل منہ الا ماصرح فیہ بالتحدیث. (حاشیہ سنن ابن ماجہ ص ۶۱)	مدلس کی روایت جو صیغہ عن سے ہو قبول نہیں مگر اس صورت میں کہ صیغہ تحدیث کی تصریح کرے وہ قبول ہے۔

سو ہم نے خدا کے فضل سے حدیث دار قطنی سے دکھا دیا کہ محمد بن اسحاق کی روایت امام مکحول سے بصیغہ حدثنی بھی ہے پس مولانا فخر الحسنؒ اور ان کے پیرو

مولوی خالد محمود صاحب اپنے اعتراض کو واپس لے کر اپنی جھولی میں ڈال لیں۔

(گلدستہ سنت ص:9)

جواب الجواب:

مولوی محمد ابراہیم صاحب نے اس بحث میں تین بڑی اہم غلطیاں کی ہیں:

۱) حاشیہ سنن ابن ماجہ سے جو فقرہ نقل کیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ عمداً چھوڑ دیا ہے تا کہ مغالطہ دینے میں کامیاب ہو سکیں۔

۲) مولوی صاحب اصل مسئلے کو نہیں سمجھ سکے کہ مدلس سے صیغہ تحدیث ثابت ہونے پر تدلیس کا داغ کس صورت میں دور ہوتا ہے۔

۳) مولوی صاحب یہ نہیں سمجھ سکے کہ یہ عبارت مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی کی اپنی نہیں وہ اسے کسی دوسری کسی کتاب سے پیش کر رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اصل کتاب دیکھ کر یہ بحث نہیں لکھی...... بلکہ ان رسالجات سے نقل کی ہے...... جو علم و دیانت سے دور ہٹ کرامت کو سلف صالحین سے بدگمان کرنے کے مقصد سے لکھے گئے ہیں...... اور صیغۂ تحدیث کا یہ ثبوت بھی ان کی اپنی قابلیت کا نتیجہ نہیں...... بلکہ یہ بات انہوں نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری کے رسالہ تحقیق الکلام جلد 1 ص:۵۸ سے لی ہے...... مولوی محمد ابراہیم صاحب کو اگر علم حدیث میں کچھ دسترس ہے...... تو محمد ابن اسحاق کے شیخ حدیث مکحول کا اس کے استاد محمود بن ربیع سے سماع یا صیغہ تحدیث ثابت کریں۔

اب ہم پہلے حاشیہ سنن ابن ماجہ سے وہ پورا فقرہ نقل کرتے ہیں...... جس کا پہلا حصہ مولانا نے چھوڑ دیا ہے:

حکم من ثبت عند التدلیس اذا	مدلس کی روایت کا حکم یہ ہے کہ
کان عدلاً ان لا یقبل منه الاما	جب وہ ثقہ ہو تو اس کی وہ
صرح فیه بالتحدیث۔	روایت جو صیغہ تحدیث سے ہو
(حاشیہ سنن ابن ماجہ ص ۶۱)	قبول کر لی جائے اسکے سوا نہیں۔

اس عبارت میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے...... کہ وہی مدلس راوی صیغہ تحدیث سے قابل قبول ہو سکتا ہے...... جو خود ثقہ ہو...... نہ یہ کہ وہ مدلسین بھی صیغہ تحدیث سے قابل قبول ہو جاتے ہیں...... جن پر ضعیف اور کذاب ہونے کے سنگین الزامات کتب رجال میں موجود ہوں۔

چونکہ مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ اس عبارت سے پہلے علامہ عینیؒ کی نقل اور امام مالک اور امام احمد کے حوالے سے محمد بن اسحاق پر کذاب اور ضعیف ہونے کی جرح کر چکے ہیں...... اس لئے اگر اب وہ باوجود صیغہ تحدیث کے محمد بن اسحاق کی تدلیس کو موجب اعتراض ٹھہراتے...... تو اس میں کیا گناہ ہے...... کیونکہ صیغہ تحدیث سے صرف اسی مدلس راوی کی روایت قابل قبول ہوتی ہے جو خود ثقہ ہو۔

چنانچہ حضرت امام احمدؒ نے جب محمد اسحاق پر مدلس ہونے کی جرح کی ہے...... تو کسی نے کہا کہ جب وہ صیغہ تحدیث سے روایت کرے اور "اخبرنی" اور "حدثنی" کہے...... تو اس وقت تو قابل اعتبار ہوگا...... حضرت امام احمدؒ نے اس بناء پر بھی محمد بن اسحاق کا معتبر ہو جانا قبول نہ فرمایا...... بلکہ فرمایا کہ وہ صیغہ تحدیث سے بھی روایت کرے...... تو اس کی مخالفت ہے...... یعنی دوسرے راوی اس کے موافق نہیں ہوتے...... بلکہ مخالف ہوتے ہیں...... حافظ ذھبیؒ فرماتے ہیں:

قال احمد هو کثیر التدلیس جداً فقیل له فاذا قال اخبرنی و حدثنی فهو ثقة قال هو یقول اخبرنی ویخالف۔

''امام احمد نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق بہت زیادہ تدلیس سے کام لیتا ہے...... کسی نے کہا کہ جب وہ حدثنی اور اخبرنی کہے تو پھر تو معتبر ہوگا...... آپ نے جواباً فرمایا کہ وہ صیغہ تحدیث سے بھی روایت کرے...... تو اس کی مخالفت ہے۔'' (میزان الاعتدال ج:3 ص:22 مصر)

جب حضرت امام احمدؒ محمد بن اسحاق پر مدلس ہونے کی جرح کو باوجود...... صیغہ تحدیث کے بحال رکھتے ہیں...... تو مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ اور مجھ عاجز کی کیا بساط ہے...... کہ دار قطنی اور بیہقی میں فقط صیغہ تحدیث دیکھ کر مولوی محمد ابراہیم صاحب میر کی طرح محمد بن اسحاق کو معتبر سمجھنا شروع کر دیں۔

خلاصہ بحث یہی ہے...... کہ مدلس کی روایت صیغہ تحدیث کے ساتھ صرف اسی صورت میں قابل قبول ہوگی...... جب کہ وہ خود ثقہ ہو اور شذوذ و نکارت کا شکار نہ ہو۔ چنانچہ حاشیہ سنن ابن ماجہ ص:61 پر عبارت زیر بحث میں ''اذا کان عدلاً'' کی شرط صاف موجود ہے...... کہ صیغہ تحدیث سے تدلیس کی جرح صرف اسی صورت میں اٹھے گی...... کہ راوی خود ثقہ اور عادل ہو۔

افسوس کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے ''اذا کان عدلاً'' کی شرط کو ہی اڑا دیا...... اور اس حصے کو عمداً حذف کر کے باقی آدھا فقرہ نقل کر دیا...... کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ محمد بن اسحاق کا اس شرط پر پورا نہ اتر سکنا...... ان کے استدلال کو باطل کر دے گا۔

مولانا خدا تعالیٰ سے ڈریئے! اور اپنے نئے قائم ہوتے فرقے کی حمایت میں عبارتوں کی قطع و برید سے توبہ کیجئے۔

یاد رکھیئے! کہ آپ محمد بن اسحاق سے تدلیس کا یہ داغ آپ ساری عمر تک دور نہیں کر سکتے...... وَلَوْ كَانَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا......

مولوی محمد ابراہیم صاحب میر نے تیسری غلطی یہ کی کہ اس عبارت کو مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ کی عبارت سمجھ لیا...... حالانکہ یہ شرح نخبۃ الفکر کی عبارت تھی۔ جو حدیث کے طالب علموں کو بھی نوک زبان ہوتی ہے...... افسوس کہ مولانا یہ بھی نہ سمجھ سکے...... حالانکہ مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی نے اس نقل پر اجمالی حوالہ بھی پیش کر دیا تھا...... مولانا کو اگر شک ہو تو...... شرح نخبۃ الفکر ص:53 پر وہ عبارت بعینہا ملاحظہ فرمالیں۔

حدیث فاتحہ خلف الامام کے راوی محمد بن اسحاق کی حقیقت:

احادیث اور روایات عموماً دو قسم کی ہیں...... ایک وہ جن میں احکام اور حلال وحرام کا بیان ہوتا ہے...... اور دوسری وہ جن میں قصص اور مغازی وغیرھا کا سلسلہ چلتا ہے...... پہلی قسم کی احادیث میں محدثین نے بہت زیادہ احتیاط وتحقیق کو پیش نظر رکھا ہے...... کیونکہ یہی وہ احادیث ہیں جن سے دین ثابت ہوتا ہے...... لیکن دوسری قسم کی روایات میں معیار تنقید اتنا سخت نہیں...... اور بعض وہ راوی بھی معتبر مان لئے گئے جو پہلی قسم کی احادیث کیلئے نا قابل اعتبار سمجھے جاتے تھے...... کیونکہ اس باب میں دین میں زیادتی اور کمی ہو جانے کا چنداں احتمال نہ تھا۔

ان دوسرے قسم کے راویوں سے احکام دین اور حلال وحرام کے بیان میں احتجاج نہیں ہوسکتا...... ہاں اگر کوئی مسئلہ بجائے...... خود نہایت محتاط اور معیاری ثقہ راویوں سے ثابت ہو تو اس کی تائید میں ان دوسرے قسم کے راویوں سے استشہاد کیا جاسکتا ہے...... یا اگر صرف مستحب اور غیر مستحب کی بحث ہو...... اور کسی بنیادی مسئلے یا حلال وحرام کا بیان نہ ہو تو اس میں بھی معیار قبولیت رواۃ اتنا سخت نہیں...... ہاں حلال وحرام کے مسائل میں بہت زیادہ احتیاط وتحقیق اور کڑی تنقید درکار ہے۔ بعد اس مختصر تمہید کے احقر اپنے ناظرین کی خدمت میں عرض پر

داز ہے کہ محمد بن اسحاق بھی انہی راویوں میں سے ہے...... جن پر پہلی قسم کی روایات میں اعتماد نہیں کیا گیا...... قصص و مغازی میں تو اس کی روایات قبول کی گئی ہیں...... اور ان مسائل میں بھی جو بجائے خود ثابت ہوں...... اس سے استشہاد کیا گیا ہے...... مستحب اور غیر مستحب کی بحث میں بھی اس کا کچھ اعتبار ہے...... رکن ضروریات دین سنن و احکام اور حلال و حرام کے بیان میں اس سے احتجاج قطعاً درست نہیں...... سیدنا حضرت امام احمدؒ کے بارے میں منقول ہے کہ

لم یکن یحتج به فی السنن . سنن اور احکام کی احادیث میں اسے معتبر نہیں سمجھتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج:9 ص:44)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

ابن اسحٰق لایحتج بما ینفرد به من الاحکام۔ (الدرایہ ص:93 دہلی) جو روایات صرف محمد بن اسحاق کی ہوں اور ہوں احکام دین کے متعلق انکا اعتبار نہ کیا جائے۔

شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ نے جنہیں نقد رجال میں استقراء تام حاصل ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۱) محمد بن اسحاق کے متعلق امام مالک امام نسائی...... اور دار قطنی وغیرہ کی جرح اور شعبہ اور ابن عینیہ کی تعدیل نقل کرنے کے بعد...... اپنا آخری فیصلہ یہ لکھا ہے:

والذی تقرر علیه العمل ان ابن اسحاق الیه المرجع فی المغازی والایام النبویة مع انه یشذ باشیاء وانه لیس بحجة فی الحلال و الحرام (نعم) ولا بالواهی بل یستشهد۔

''جس فیصلے پر محدثین کا عمل طے ہو چکا ہے...... وہ یہ ہے کہ مغازی اور آنحضرت کی جنگوں میں تو محمد بن اسحاق کی طرف رجوع کر لیا جائے

اگرچہ یہاں بھی وہ شاذ روایات لے آتا ہے...... لیکن حلال وحرام کے بنیادی مسائل میں اسے حجت نہ مانا جائے...... ہاں بالکل گرا ہوا بھی نہیں...... بلکہ استشہاداً اس کی روایت لی جاسکتی ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج:1 ص:164)

پس واضح ہو گیا کہ فرائض وقطعیات اور دین کے بنیادی احکام میں محمد بن اسحاق کی روایت نہیں لی جاسکتی...... اور نہ وہ اس قابل ہے...... کہ اس سے احتجاج کیا جائے...... امام نوویؒ فرماتے ہیں:

جماعة ليسوا من شرط الصحيح منهم مطر الوراق و بقية بن الوليد و محمد بن اسحاق......الخ

''جو راوی صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں انہی میں مطر الوراق بقیہ بن ولید اور محمد بن اسحاق شامل ہیں۔'' (مقدمہ نووی شرح مسلم ص:16)

حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں۔

''فالحط حديثه عن رتبة الصحة''

''محمد بن اسحاق کی حدیث درجہ صحت سے گری ہوئی ہے۔''

(تذکرہ ج:1 ص:163)

ہاں اگر متابعت، تائید، استشہاد اور مستحب غیر مستحب کی بحثوں میں ایسے راویوں کی روایات قبول کر لی جائیں...... جیسا کہ بعض مقامات پر علماء نے محمد بن اسحاق کی روایات کو بھی قبول کیا ہے...... تو اس میں احقر کے نزدیک کوئی حرج نہیں...... ظلم تو یہ ہے کہ فرائض وقطعیات اور حلال وحرام کی بحثوں میں محمد بن اسحاق سے حجت پکڑی جائے...... اوران ابواب میں اس کی روایت قبول نہ کرنے پر مبطل عمل، مفسد نماز، تارک فرائض دین اور بے نماز ہونے کے سنگین الزامات

احناف پر لگائے جائیں اور مباھلے کے چیلنج تک دے دیئے جائیں۔

"یاقَوْمِ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ"

اس تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی...... کہ بعض مدعیان علم کا یہ کہنا کہ علمائے حنفیہ نے جب بعض مقامات پر محمد بن اسحاق کی روایات کو بلا جرح تسلیم کرلیا ہے......تو ایجاب فاتحہ خلف الامام کے لئے محمد بن اسحاق کی روایت پر کیوں جرح کرتے ہیں......فن حدیث، طبقات رواۃ اور علل رجال سے ناواقفی پر مبنی ہے...... محمد بن اسحاق کی چند دوسری روایات اگر بعض ابواب میں قبول بھی کرلی جائیں...... تو فاتحہ خلف الامام کی روایت از روئے اصول پھر بھی قبول نہیں کی جاسکتی۔

فاتحہ خلف الامام کے راوی محمد بن اسحاق پر دوسری بحث:

ناظرین کرام، محمد بن اسحاق کی فاتحہ خلف الامام والی روایت کا سلسلہ اسناد یہ ہے:

عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت (دارقطنی)

اور جس میں خلف الامام کی کوئی صراحت نہیں فقط "لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب" وغیرہ کے الفاظ ہیں اس کا سلسلہ اسناد یوں ہے:

عن الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت۔ (بخاری)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عبادہؓ بن صامت سے یہ حدیث محمود بن ربیع انصاری کے پاس پہنچی...... جب ان سے امام زہری روایت کرتے ہیں......تو اس میں خلف الامام...... یعنی مقتدی کے لئے سورت فاتحہ پڑھنے کی کوئی تصریح نہیں (امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی اپنی صحیح میں اسے ہی قبول کیا ہے) اور جب انہی محمود بن ربیع سے امام مکحول نے روایت کی......تو اس میں خلف الامام وغیرہ کی

تصریح موجود ملتی ہے...... (یہ روایت امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی اپنی صحیح میں نہیں لی)۔

اب سوال یہ ہے کہ خلف الامام کی یہ زیادتی محمود بن ربیع نے مکحول کے سامنے روایت کی یا یہ حصہ روایت مکحول کو کسی اور طریق سے پہنچا...... اس تحقیق کا مدار مکحول کے شاگردوں پر ہے کہ وہ مکحول سے اس زیادتی کو کس طرح روایت کرتے ہیں...... سو جاننا چاہیے کہ مکحول کے چھ شاگرد اس سے اس زیادتی کو روایت کرتے ہیں۔

۱)...... عبدالرحمٰن بن یزید بن جابرؒ۔

۲)...... سعید بن عبدالعزیز۔

۳)...... عبداللہ بن العلاء۔

۴)...... محمد بن الولید الزبیدی۔

۵)...... زید بن واقد شامی۔

۶)...... محمد بن اسحاق پہلے تین شاگرد ابوداؤد نے ذکر کئے ہیں۔

سنن ابی داؤد جلد ۱ :ص: 119 آخر سطر اور چوتھا شاگرد زبیدی امام دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔ (سنن دار قطنی ص: 121 سطر 14)

یہ چاروں شاگرد امام مکحول سے یوں روایت کرتے ہیں:

عن مکحول عن عبادة بن الصامت قال سالنا رسول اللہ ﷺ (الحدیث)

یعنی مکحول اور عبادہ کے مابین کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے...... پس سند مرسل ہوئی...... کیونکہ مکحول کو عبادہؓ بن صامت سے نہ روایت ہے...... نہ سماعت ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

یرسل کثیراً ویدلس عن ابی بن کعب وعبادة بن صامت و	مکحول بیشتر روایات مرسل بیان کرتے تھے اور ابی بن کعب، عبادة

عائشه (تذکرۃ الحفاظ ج:1 ص:101) بن صامت اور حضرت عائشہ سے روایت کرنے میں مدلس تھے۔

پانچواں شاگرد مکحول کا زید بن واقد شامی ہے..... اس نے مکحول سے یوں روایت کی۔

عن مکحول عن نافع بن محمود عن عبادة بن الصامامت

(دارقطنی ج:1 ص:121)

چھٹا شاگرد مکحول کا محمد بن اسحاق ہے..... جس نے مکحول کے پانچوں شاگردوں کی مخالفت کرتے ہوئے..... اپنے استاد کا سلسلہ اسناد یوں پیش کیا۔

عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادة بن صامت ۔(دارقطنی ص:121)

"پس محمد بن اسحاق کی روایت شاذ یا منکر ہوئی کیونکہ قاعدہ ہے کہ محمد بن اسحاق متفرد ہو یا جب کسی ثقہ کی مخالفت کرے..... تو اس کی وہ روایت حجت نہیں ہوتی۔" (ہدایہ ص:193 دہلی)

اور یہاں وہ اپنے استاد کا سلسلہ اسناد پیش کرنے میں متفرد بھی ہے..... اور پانچ راویوں کی مخالفت بھی کرتا ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

وما انفرد به فيه نكارة فان في حفظه شيئاً۔ محمد بن اسحاق جب منفرد ہو تو اسکی روایت منکر ہوتی ہے کیونکہ اس کے حافظہ میں فرق تھا۔ (میزان الاعتدال ۳ ص ۲۴)

پس معلوم ہوا کہ اصل سند یا تو اس کی "مکحول عن عبادہ ہے" اور یا "مکحول عن نافع عن عبادہ" اور دونوں ارسال یا ستارت کی جرح سے داغدار ہیں..... تیسری سند "مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ" جس میں محمد بن اسحاق منفرد بھی

ہے...... اور پانچ راویوں کی مخالفت بھی کرتا ہے...... شذوذ اور نکارت سے خالی نہیں اور ظاہر ہے کہ صحت حدیث کے واسطے جس طرح راوی کا ثقہ ہونا شرط ہے...... اس طرح شذوذ یا نکارت سے سلامتی بھی شرط ہے...... ''کما لا یخفی علی طلبة الحدیث '' پس اگر محمد بن اسحاق ثقہ بھی ہوتا...... تو اس کی دوسری روایات تو قابل قبول تھیں...... لیکن فاتحہ خلف الامام کی روایت کسی صورت میں بھی قابل قبول نہیں کہی جا سکتی۔

چنانچہ بعض علماء نے محمد بن اسحاق کی روایت کو دوسرے ابواب میں قبول بھی کیا ہے اور فاتحہ خلف الامام کے باب میں محمد بن اسحاق پر پوری جرح بھی نقل کی ہے۔

فاتحہ خلف الامام کے راوی محمد بن اسحاق پر تیسری بحث:

ناظرین کرام! محمد بن اسحاق کے متعلق غیر جانبدارانہ تحقیقی اور تفصیلی حقائق آپ کے سامنے ہیں...... مگر چونکہ فریق مخالف کے مدعیان علم ان سب کو نذر نسیان کر کے محمد بن اسحاق کو محض فرقہ وارانہ حمایت کیلئے اسی طرح پیش کرتے ہیں...... گویا کہ ''اصح الاسانید فی الدنیا '' اسی پر مشتمل ہے...... اور محمد بن اسحاق اجماعی ثقہ امام ہے...... اس لئے ہم آپ کو ان جرحوں سے بھی روشناس کرانا چاہتے ہیں...... جو اکابر ائمہ فن محتاط اور عارف...... باسباب الجرح ...... محدثین نے محمد بن اسحاق پر کی ہیں۔

ایوب بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے (امام بخاری اور امام مسلم کے استاد حدیث) حضرت امام احمد سے پوچھا۔

اذا انفرد ابن اسحاق بحدیث جب محمد بن اسحٰق کسی حدیث کو

تقبلہ انفرادی طور پر بیان کرے تو آپ اسے قبول فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا! لاوالـلـه انی رأیتـه یـحـدث عـن جمـاعة بـالـحدیث الواحد ولا یفصل کلام ذامن کلام ذا	نہیں خدا کی قسم میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ ایک جماعت سے ایک حدیث روایت کرتا ہے...... اور ایک کے کلام اور دوسرے کے کلام سے ملا کر بیان کر جاتا ہے۔
(تہذیب ج:9 ص:43)	
قـال ابن عینیة رایت ابن اسحق فی مسـجـد الـحنیف فاستحییت ان یرانی مـعـه احد اتهموه بالقدر و روی ابـو داؤد عن حماد بن سلمة قـال فمارویت عن ابن اسحاق الا بالاضطرار	سفیان کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحٰق کو مسجد الحنیف میں دیکھا مجھے شرم آئی کہ کوئی مجھے اسکے ساتھ نہ دیکھ لے۔ وہ قدری ہونے سے متہم تھا۔ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں کوئی روایت لی محمد بن اسحاق سے مگر مجبوراً
(میزان الاعتدال ص:21 ج:2)	
قـال سلیمان التیمی "کذاب" وقـال وهیـب سـمعت هشام بـن عروه یـقـول کذاب وقال وهیب سالت مالکا عن ابن اسحاق فاتهمه۔	سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کذاب تھا امام ہشام بن عروہ فرماتے ہیں۔ محمد بن اسحاق کذاب تھا اور امام مالک بھی اسے متہم گردانتے تھے۔(میزان الاعتدال ج:3 ص:21)

امام مالک نے فرمایا:

دجال من الدجاجله	محمد بن اسحاق دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔
(میزان:2 ص:21۔تہذیب:9 ص:4)	

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں۔

اشهدان محمد بن اسحاق کذاب۔ (میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۲)

میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب تھا۔

ناظرین کرام شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں:

مراتب الجرح اسوأها الوصف بافعل کاکذب الناس ثم دجال او وضاع او کذاب۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۸ دیوبند)

جرح کے کئی درجے ہیں سب سے برا "اکذب الناس" وغیرہ کے الفاظ ہیں پھر دجال وضاع یا کذاب کی جرحیں ہیں۔

کذاب تو صیغہ مبالغہ تھا ہی امام یحییٰ بن سعید نے لفظ اشھد سے اسے اور دگنا کر دیا...... مولانا محمد ابراہیم صاحب! فرقہ دارانہ تعصب سے یکطرف ہو کر سوچئے کہ یہ تمام ائمہ علام کیا...... کسی فرضی وہم کی وجہ سے اسقدر شدید جرح کے مرتکب ہوسکتے تھے...... کیا یہ حضرات اتنے ہی غیر محتاط تھے...... کہ جرح کے سنگین ترین الفاظ بے محل ہی استعمال کر جاتے تھے...... مولانا خدا سے ڈریئے اور ایسے ضعیف اور مجروح راویوں کی روایت سے دنیائے اسلام کے نوے فیصد مسلمانوں کو جو امام کے پیچھے خود سورت فاتحہ نہیں پڑھتے بے نماز قرار دینے سے توبہ کیجئے۔

دعویٰ بلا دلیل:

"امام مالکؒ نے اپنے ان الفاظ سے رجوع کر لیا تھا" یہ ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے...... جس پر نہ ابن حبان کے پاس کوئی دلیل ہے...... اور نہ ابن ہمام نے اس پر کوئی نقل پیش کی...... اور ظاہر ہے کہ انہوں نے امام مالکؒ کا دور نہیں پایا...... امام مالکؒ کے اصحاب اور تلامذہ میں سے کوئی اس رجوع کو روایت نہیں کرتا...... بلکہ وہ حضرات امام مالک کی زندگی میں بھی اور بعد ازاں بھی محمد بن اسحاق کو شدید

طور پر ضعیف ہی قرار دیتے رہے...... اگر امام مالکؒ سے متاثر ہو کر وہ محمد بن اسحاق کے بارے میں جرح کے یہ سنگین الفاظ استعمال کرتے تھے...... تو وہ اپنے الزامات کو تو واپس لے سکتے تھے...... امام مالکؒ کے الفاظ واپس لینے کا انہیں کوئی حق نہ تھا...... حالانکہ ان حضرات کے بارے میں دلیل تو کجا کوئی محض یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا...... کہ انہوں نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا تھا۔

نیز امام مالکؒ کا رجوع کرنا...... اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوسکتا ہے...... کہ انہوں نے جرح کی اس شدت سے رجوع کر لیا ہو اور محمد بن اسحاق کو دجال اور کذاب کے درجہ سے نکال کر ضعیف اور ''لیس بشئی'' کے درجہ میں لے آئے ہوں...... فقط رجوع سے یہ کیسے لازم آیا کہ امام مالکؒ اس کی ثقاہت کے قائل ہو گئے تھے...... پس اگر ایسا نہیں ہوا اور نہ امام مالکؒ نے اس کی کوئی روایت قبول کی ہے...... تو اس رجوع کو تسلیم کر لینے پر بھی امام مالک کی جرح باقی رہتی ہے...... یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اسے دجال اور کذاب قرار دیں اور پھر ایک ہی دفعہ ایسی تبدیلی ہو کہ اسے ثقہ اور قابل اعتماد سمجھنے لگیں...... یہ ایسے محتاط حضرات سے عقلاً بھی ناممکن ہے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب کی تسلی خاطر:

چونکہ حضرت مولانا کو مسئلہ زیر بحث میں امام دارقطنی پر خاص اعتماد ہے...... اور احادیث کی علتوں کے جاننے میں وہ ان کے درجہ اوّل کے ماہر ہونے کے معترف ہیں...... (گلدستہ سنت ص:7)

اس لئے محمد بن اسحاق کے بارے میں امام دارقطنی کا ہی فیصلہ پیش کرتے ہیں:

قـال الـنسـائـی وغیرہ لیس بـالـقـوی و قـال الدار قطنی لایحتج بہ۔ (میزان الاعتدال ج:3 ص:21)

امام نسائی اور دوسرے امام بھی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق راوی نہیں اور امام دارقطنی کا فیصلہ ہے کہ محمد بن اسحاق سے احتجاج نہ کیا جائے۔

اب بھی مولانا اگر نہ مانیں تو یہ ان کی مرضی......وما علینا الا البلاغ

مولانا محمد ابراہیم صاحب کے نزدیک قبول روایت کا معیار:

مولانا گلدستہ سنت ص:5 کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں:

''مولوی خالد محمود صاحب نے اپنے کالج کے ایک طالب علم سے ذکر کیا کہ مولوی سلطان محمود صاحب کے اشتہار دینے سے ان کی واہ واہ تو ہوگئی تھی لیکن ان کی تقریر نے ہمارے وقار کو ملیا میٹ کر دیا''۔

احقر جواباً عرض کرتا ہے کہ یہ روایت موضوع اور بالکل جھوٹ ہے...... اور شاید محمد بن اسحاق کے ہی کسی پیرو کی اختراع ہو نہایت افسوس ہے...... کہ مولانا ہر کس و ناکس کی روایت کو بلا تحقیق قبول کرنے کے عادی ہو چکے ہیں...... مولانا سلطان محمود صاحب سے اگر کسی حدیث کی عبارت پڑھنے میں لغزش لسانی یا جوش تقریر سے لحن واقع بھی ہو گیا...... تو اس میں کیا حرج ہے...... ہم نے مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کو بارہا اس کا مرتکب ہوتے سنا ہے...... مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کی تسلی خاطر کیلئے ہم محدثین کی چند تصریحات پیش کرتے ہیں:

زیاد بن خثیمہ کے پاس آنحضرت کی ایک حدیث کسی راوی کے لحن سے ان الفاظ میں پہنچی کہ ''شفاعت'' ''للمتلوثین الخطاؤن '' گناہگار خطاروں کے لئے ہوگی...... تو زیاد نے اسے انہی الفاظ کے ساتھ

روایت کیا حالانکہ صحیح ''الخطائین'' تھا۔

حضرت امام نسائی فرماتے ہیں:

لایعاب اللحن علی المحدثین محدثین کے لحن کو (قبول روایت میں) عیب نہ سمجھا جائے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں:

سالت احمد بن حنبل عن اللحن فی الحدیث قال لاباس۔ (کتاب الکفایہ فی علم الروایہ ص:187)

میں نے امام احمدؒ سے حدیث پڑھنے میں لحن واقع ہو جانے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا! اس میں کوئی حرج نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ مولانا سلطان محمود پر اعتراض محدثین کے مذہب سے ناواقفی پر مبنی ہے...... نیز مولانا سلطان محمود صاحب نے جب رک کر ٹوکنے والے مولوی صاحب کو اعتراض کے لئے موقع دیا تھا...... تو اس وقت ٹوکنے والے غیر مقلد مولوی صاحب کہاں گم ہو گئے تھے...... غالباً نشہ اتر چکا ہوگا۔

محمد بن اسحاق کی توثیق میں غیر مقلدین کے بے بنیاد سہارے:

نمبر۱: امام شعبہ اسے امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

نمبر۲: ابن ہمامؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے...... اور امام مالکؒ کا اپنی جرح سے رجوع کرنا لکھا ہے۔

جواب: (ا) محدثین کا نوے فیصدی طبقہ جب محمد بن اسحاق پر جرح کے انتہائی سنگین الزام عائد کرتا ہے...... تو ان سب کے مقابلہ میں امام شعبہ کا قول کیسے معتبر ہو سکتا ہے...... تعجب ہے کہ غیر مقلدین یہاں تو امام شعبہ کا قول

معتبر سمجھتے ہیں۔اور جب امام شعبہ جابر جعفی (جو حدیث "من کان لہ امام فقراۃ الامام قراۃ" کی ابن ماجہ ص:61 کی روایت کا راوی ہے) کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔(میزان ج:انمبر 176)

اس وقت انہی امام شعبہ کا فیصلہ غیر معتبر ہو جاتا ہے۔

(ب) امام شعبہ نے محمد بن اسحاق کو ثقہ ہونے کے لحاظ سے ایسا نہیں کہا بلکہ صرف حافظہ کے لحاظ سے کہا ہے اور ظاہر ہے کہ حافظہ کذاب اور دجال قسم کے راویوں کا بھی اچھا ہو سکتا ہے۔امام شعبہ نے فرمایا۔

ابن اسحٰق امیر المومنین لحفظه — محمد بن اسحاق صرف حافظے سے امیر المومنین ہے۔

(تہذیب ج:9 ص:42 ص:44)

ثقہ ہونے کے لئے ضابطہ ہونے کے ساتھ عادل ہونا بھی ضروری ہے۔ محض حفظ و ضبط میں امیر المومنین ہونے سے (ثقہ ہونے کے بغیر) ثقایت میں امیر المومنین ہونا ثابت نہیں ہو جاتا۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ محمد بن اسحاق حفظ میں امیر المومنین کس طرح تھے آیا پختگی حافظہ کے لحاظ سے یا وسعت حافظہ کے لحاظ سے حافظ ذھبیؒ لکھتے ہیں:

وما انفرد به ففيه نكارة فان في حفظه شيئا۔ — محمد بن اسحاق جب اکیلا ہو تو اس کی روایت منکر ہوتی ہے کیونکہ اس کے حافظے میں فرق تھا۔

(میزان الاعتدال ج:3 ص:24)

پس واضح ہوا کہ محمد بن اسحاق پر شعبہ کے یہ ریمارک صرف حافظے کے لحاظ سے ہیں......اور وہ بھی وسعت حافظہ کے لحاظ سے نہ کہ پختگی حافظے کے اعتبار

سے اور تحقیق کی روشنی میں غیر مقلدین کا یہ سہارا بالکل بے بنیاد نظر آتا ہے...... کہ محمد بن اسحاق ثقہ راوی ہیں۔

۲۔علامہ ابن ہمامؒ اور محمد بن اسحاق:

ابن ہمام کے نزدیک امام مالک کا اپنی جرح سے رجوع کرنا یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے کیونکہ ''رجوع از جرح'' کی صحت ''ثبوت جرح'' کی صحت پر مبنی ہے۔ اور ابن ہمام کو خود اسی میں کلام ہے...... امام مالکؒ کی زیر بحث جرح صحیح طریق سے انہیں نہیں پہنچی تھی...... پس ان کے نزدیک اس سے رجوع بھی یقینی نہیں کہا جاسکتا...... جو چیز خود ابن ہمام کے نزدیک ظنی ہے اسے ابن ہمام کا قطعی فیصلہ قرار دینا کسی صاحب علم کا کام نہیں...... علاوہ ازیں یہ بھی سوچنا چاہیے...... کہ ابن ہمام نے محمد بن اسحاق کی روایت مستحب غیر مستحب کی بحث میں پیش کی ہے...... یا حلال وحرام میں اور یہ صورت بھی الزاماً ذکر کی ہے...... یا تحقیقاً...... اس پر مزید غور وفکر درکار ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔12 ستمبر 55ء

ہاں! ہمیں مولانا محمد ابراہیم میر کے نظریہ تقلید سے اتفاق ہے وہ اسے نہ گناہ سمجھتے ہیں...... اور نہ اپنے اور ہمارے بین اختلافی مسئلہ خیال کرتے ہیں ان کے نزدیک تقلید مجتہد صرف اس صورت میں ہے کہ اس سند پر کوئی صحیح حدیث نہ ملے۔

مولانا محمد ابراہیم لکھتے ہیں:

''مطلق تقلید کسی متبحر باعمل عالم کی بوقت اپنی لاعلمی کے اس شرط پر کہ جب کوئی حدیث صحیح اس کے خلاف ملے گی تو اسے قبول کرلیا جائے گا اور اس شرطی تقلید کو چھوڑ دیا جائے گا۔''

(نزاعی امر نہیں ہے حنفی اہلحدیث مصنفہ مولوی ابراہیم ص:4)

جس مولانا محمد ابراہیم صاحب نے مسئلہ تقلید میں ہماری بات تسلیم کر لی ہے...... کاش کہ وہ محمد بن اسحاق کی روایت کی بناء پر جو نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے...... انہیں بے نماز قرار دینے کے فتوے سے بھی رجوع فرما لیں ...... یہ ان کی اس بڑی عمر میں ایک بڑی نیکی ہوگی...... اور غیر مقلدین کی اسلام کے لئے ان کا یہ ایک مؤثر قدم ہوگا...... ان آباء کی پیروی جو اہل علم ہیں...... اور ہدایت پر ہیں...... ہرگز وہ تقلید آباء نہیں جن سے قرآن کریم نے منع کیا ہے...... ورنہ حضرت یوسفؑ کبھی یہ نہ کہتے...... وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآءِ یْ ...... ہاں ان باپ دادا کی پیروی جائز نہیں...... جو علم سے اور نور ہدایت سے محروم ہوں......

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۤءُ هُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ......ضبط ملت...... وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآءِ یْ...... سے میسر آتا ہے۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین

سنت اور بدعت

خطبہ:

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصا علی سیدالرسل و خاتم الانبیاء وعلی اله الا تقیاء واصحابه الاصفیاء...... امابعد......

فقد قال الله تبارك وتعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ...... لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة......

وقال النبی ﷺ شرا لامور محدثا تھاو کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار...... (الحدیث)

تمہید:

برادران اسلام! خدا کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ایک لمبی مدت کے بعد پھر آپ کے شہر چشتیاں میں حاضر ہونے کا موقع عطا فرمایا پچھلی دفعہ اور اس سے پچھلی دفعہ جب پاکستان میں حاضری ہوئی...... تو یہاں کے علماء اور دوستوں نے بارہا ارشاد فرمایا کہ یہاں حاضری کیلئے وقت نکالوں لیکن کچھ مجبوریاں رہیں ...... اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اس نے آج موقع دیا کہ بہت عرصہ کے بعد اپنے بھائیوں میں بیٹھ کر دین کی باتیں کریں۔

آج کا یہ اجلاس سیرت کے عنوان پر ہو رہا ہے اور ابھی ابھی آپ نے خطیب العصر حضرت مولانا محمد اجملؒ سے سیرت پر مفصل تقریر سنی...... مولانا نے جو بیان فرمایا اس کی تائید میں چند باتیں کہنی ہیں...... اللہ تعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا

فرمائے...... میری باتیں ان شاء اللہ موٹی موٹی ہوں گی تا کہ ذہن میں اتر آئیں۔

سیرت کا پیغام:

سیرت بیان کرنے کی غرض و غایت، منشاء اور ضرورت کیا ہے؟ سیرت جو آپ کے سامنے بیان ہو رہی تھی یہ کتنے سو سال پہلے کی ہے؟

برادران قوم! جس سیرت کا پیغام آپ کے سامنے آرہا ہے...... یہ کتنے سو سال پہلے کی ہے؟ ......(چودہ سو سال کی)......تو پھر جلسے اور کانفرنس کا حاصل کیا نکلا؟ حاصل یہ نکلا کہ دین کے نام پر پرانی بات آگے لائی جائے...... اس وقت کی بات کو اگلے لوگوں کیلئے ایک نمونہ تسلیم کیا جائے اور اگلی نسلوں کو کہا جائے کہ وہ پرانی باتیں سنیں اور جو شمع آج سے چودہ سو سال پہلے روشن ہوئی تھی ...... اسی شمع سے اپنی زندگی کے چراغ روشن کرو......تو کانفرنس کا حاصل اور خلاصہ کیا نکلا؟اس کیلئے یہ جملہ یادرکھیں کہ ''دین کے نام پر پرانی بات آگے لائی جائے۔''

دین کے نام پر پرانی بات آگے لائی جائے اس کا نام ہے...... ''سنت'' ......اور دین کے نام پر نئی بات آگے لائی جائے اس کو کہتے ہیں ''بدعت'' اس جملہ اور فقرہ کو یادرکھیں۔

جو بدعت پر عمل کریں وہ اہل بدعت اور جو پہلی سیرت کا پیغام آگے دیں وہ ...... ''اہلسنت'' ......تو پرانی بات آگے لانا یہ کن کا کام ہے...... اہلسنت کا...... اور نئی بات آگے لانا اور نئے نئے مسائل بنانا اہل بدعت کا......تو دو عنوان سامنے ہیں...... سیرت والے اور سیرت کا اہتمام کرنے والے...... سیرت کا جلسہ کرنے والے ساری محنت اسی پر کرتے ہیں کہ دین کے نام پر پرانی بات آگے لائی جائے ...... یہ زمانہ بے شک نیا ہے...... لیکن اس کے لئے نہ کسی نئی نبوت کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئی سیرت کی پرانی بات دہرائی جاتی ہے......اور بدعت بتائی جاتی ہے۔

تو پرانی بات کو آگے لانے کا حاصل اور مقصد کیا ہے؟ اس کے پیچھے کون سا عقیدہ کارفرما ہے کہ نئے لوگ پرانے لوگوں کی مثل نہیں ہیں...... اگر ان کی مثل ہوتے تو پھر ان کی بات بھی وہی ہوتی...... پھر وہ پرانی بات آگے پیش کرتے پھر نئی نئی بدعات نہ گھڑتے ہم ان نئے لوگوں میں پرانی بات اس لئے پیش کی جارہی ہے کہ نئے لوگ ان پرانے لوگوں کی مثل نہیں ہیں...... ہمارے پہلے گورے بزرگ ہی مزاروں کے چراغ ہیں جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا جارہا ہے روحانی شمعیں مدہم ہوتی جارہی ہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ نئی بات آگے لائی جائے...... تو معلوم ہوا کہ اندر سے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ دین پر نئی بات بھی پہلے بزرگوں کی بات کی مثل ہے...... اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو پھر کیا یہ نئی باتیں ان کے مقابلے میں لاتے؟ (نہیں) یہ جو بدعات لائی جاتی ہیں یہ کس کی بات کے مقابلے میں ہیں؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے مقابلے میں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے مقابلہ میں نئی باتیں لانا یہ درحقیقت اس عقیدے کو جنم دینا ہے کہ نئے بھی پرانے والوں کی طرح ہیں۔

اور سیرت کا پیغام دینے والے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں...... نہ آپ کی باتوں کی مثل کسی کی بات ہے ...... نئے لوگوں کی باتیں آپ کی باتوں کی مثل نہیں...... نئے لوگ بھی آپ کی مثل نہیں آمنہ کا لعل کی ایک بے مثال ذات تھی...... قومیں انہی کے گرد جمع ہوتیں اور دنیا کے آخری دور میں بھی دنیا آپ کے سلسلہ کے ہی ایک مرد جلیل کے گرد جمع ہوں گی۔

حاضر و ناظر:

بھائی میں نے آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا ہے آپ کا تذکرہ کیا ہے...... تو میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا لفظ

بولا؟...... (حضور)...... آپ حضور کے معنی سمجھتے ہیں؟ پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ حضور اس بڑے دربار کو کہتے ہیں جہاں حاضری دی جائے۔

پرانے زمانے میں لوگ حکومت کو درخواستیں لکھا کرتے تھے تو اوپر لکھتے تھے...... "بحضورِ فیض گنجور"...... تو حضور کہتے ہیں جس کے پاس حاضری دی جائے...... اور حاضری دینے والے کیا ہوتے ہیں؟ (حاضر) جس کے پاس حاضری دی جائے وہ حضور اور جو حاضری دیں وہ حاضر...... زیادہ ہوں تو حاضرین

آقا حضور	....	حاضر خادم
باپ حضور	....	بیٹا حاضر
استاد حضور	....	شاگرد حاضر
پیر حضور	....	مرید حاضر
بڑے حضور	....	چھوٹے حاضر

ہمارے آقا کی شان یہ ہے کہ ہمارے آقا حضور ہیں...... کہ ان کے روضہ پر فرشتے بھی حاضری دیتے ہیں...... حاجی حج کرتے ہیں اور مدینہ جا کر روضہ انور پر حاضری دیتے ہیں...... اللہ تعالیٰ آپ سب کو حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ معلوم ہوا!

نبی پاک ﷺ حضور ہیں
اور فرشتے حاضر ہیں
نبی پاک حضور ہیں
اور حاجی حاضر ہیں

اور ہم نے اس دور میں گناہ گار کانوں سے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ دل خراش الفاظ سنے کہ آپ حاضر ہیں اور ناظر ہیں......افسوس ان

لوگوں نے جو حضور تھا اس کو کیا بنا دیا؟ حاضر...... میں کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور رہنے دو اپنے سامنے حاضر نہ بناؤ...... حاضر فرشتے ہوں، حاضر افراد امت ہوں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیوں حاضر ہوں...... اس قدر بے ادبی اور گستاخی ہے کہ جو حضور ہیں ان کو حاضر بنا دیا اور کئی سر پھرے یہ نعرے لگاتے سنے گئے کہ ہمارا نبی حاضر ناظر۔ (استغفر اللہ)

نبی پاک ﷺ پر جب درود و سلام پڑھا جائے تو درود و سلام فرشتے لے کر حضور ﷺ کے پاس ہوتے ہیں حاضر...... تحضرہ الملائکہ......

اور حدیث میں ہے...... ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض...... زمین میں فرشتے سیاحت کرتے ہیں...... جہاں بھی کسی امتی نے درود پڑھا فرشتے حاضر ہوئے ...... تو اللہ تعالیٰ آپ سب کا درود و سلام وہاں پہنچنے کیلئے قبول فرمائے...... پڑھنے کی سعادت نصیب فرمائے...... توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

اور وہ فرشتے لے کر آپ کے پاس حاضر ہوں...... لیکن یہ بے ادبی اور گستاخی نہ کرنا کہ بجائے کہ وہاں رہتے ہوئے فرشتوں کے حضور ﷺ کو حاضر کریں کہ معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس حاضر ہو گئے...... اس سے بڑی بے ادبی کیا ہوگی کہ خود تو بن گئے حضور اور حضور ﷺ کو کر دیا حاضر۔

ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے بے ادب قسم کے مولوی کھڑے ہو جاتے ہیں...... اور کہتے ہیں کہ ہم درود پڑھتے ہیں اور دیکھیں کہ وہ حاضری دیتے ہیں کہ نہیں...... اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ...... جب تم یہ کہتے ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس حاضری دیں...... تو تمھیں کوئی بے ادبی کا احساس تک نہیں ہوتا کس طرح تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے بلا رہے ہو...... جیسے کوئی عامل جن کو اپنے سامنے حاضر کرتا ہے۔...... افسوس اس عقیدت پر صد افسوس ہے۔

یاد رکھو! کہ اس آقا کا دربار وہ دربار ہے اور شان تو یہ شان ہے...... کہ اگر آپ کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو جائے...... تو آپ کے عمل ضائع اور یہ کہنا کہ وہ حاضر ہو گئے تو یہ امتیوں کا کام ہے؟ (نہیں) یہ چھوٹوں کا کام ہے؟ یہ ادب کرنے والوں کا کام ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر کرے...... (آمین) اور حاضر ہونے کی سعادت بخشے آمین...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کہنے سے بچیں۔ (آمین)

جب بیان میں حضور کا نام آئے تو اس سے کیا مطلب ہے کہ ہمیں جن کے ہاں حاضری دینی ہے...... مسلمان کی بڑی سعادت ہے...... کہ وہ آپ کے روضہ اطہر پر حاضری دیں اور یہ حاضری فرشتے دیں تو ان کی بڑی شان ہے۔

برادران محترم!

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وہ شان ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں...... اس لئے ان کی بات ہی آگے لائی جائے...... یہ بات تو رہی ایک طرف...... افسوس اس پر ہے کہ اہل بدعت نے آپ کی ہر سنت کے گرد بدعات کے کانٹے بکھیر رکھے ہیں۔

ہمیں اپنے عقیدے کا اظہار یوں بھی کرنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو اپنی جگہ...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے صحابہ کرامؓ...... ان کی بات بھی ہماری بات جیسی نہیں...... تو جس طرح ہماری یہ کوشش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آگے لائی جائے اسی طرح ہماری یہ تمنا بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی بات بھی آگے لائی جائے۔

نئے لوگوں کی بات نہ حضور ﷺ کی مثل
نہ حضور ﷺ کے غلاموں کی مثل

ہمارا کوئی فیصلہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے برابر نہ صحابہ کرامؓ کے فیصلوں کے برابر...... ہم اس بات کی کوشش کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کی باتیں آگے لائیں...... وہی روشنی آگے دیں تو دنیا کا مستقبل روشن ہے ورنہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

اگر ہم یہ کہہ دیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ہیں...... ہماری بات ان کی مثل ہے یہ بھی بے ادبی ہے...... اگر کہیں کہ ہماری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہے یہ بھی بے ادبی ہے...... ایک طبقے نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمکی بات کی مثل کوئی بات بنائے...... تو وہ ہوئے ''اہل بدعت'' اور جو صحابہ کرامؓ کی بات کو اپنی بات سے مقدم نہ مانے...... اور انہیں اپنے سے اعلیٰ نہ جانے وہ کون؟ ان کی نشاندہی اس وقت میرا موضوع نہیں۔

میری ساری بات کا حاصل یہ ہے اور بلکہ سیرت کانفرنس کا پیغام یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی مثل ہماری بات نہیں...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ کرامؓ ہیں...... ان کی بات کی مثل بھی ہماری بات نہیں...... ہمارے لئے دین کی سند نبی پاک ﷺ بھی ہیں اور صحابہ کرام کرامؓ بھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نسبت سے ہم اہلسنت کہلاتے ہیں...... اور آپ کی جماعت کو سند ماننے کی نسبت سے والجماعت...... تو ہمارا پورا نام اہلسنت والجماعت ہوا۔

سنت بین الاقوامی:

برادران محترم! میں ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں چونکہ یورپ میں رہتا ہوں...... تو دنیا کے مختلف ملکوں میں آنے جانے کا موقع ملتا ہے...... اور الحمدللہ پوری دنیا کی سیر کی ہے...... تقریباً دنیا کے ہر ملک میں

جانے کا موقع ملا ہے...... اور وہاں کے مسلمانوں سے بھی ملنے کا موقع ملا...... اور ہر علاقے میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ایک شان دیکھی ہے۔

اس کو یوں سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریقہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں سیرت یا سنت کہتے ہیں...... تو ہم نے اسے پوری دنیا میں پھیلتے دیکھا جہاں بھی مسلمان گئے سنت ہر ملک میں پائی گئی...... تو معلوم ہوا کہ سنت کو اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا فرمائی کہ یہ دنیا کی ہر جگہ میں ہے...... تو ایک اصول سمجھ میں آیا...... وہ یاد رکھیں! اس جملے اور فقرے کو یاد کریں کہ سنت بین الاقوامی ہوتی ہے...... بین الاقوامی کا معنی پوری دنیا میں (**International Universal**) اور بدعت علاقائی ہوتی ہے ہر علاقے کی اپنی اپنی۔

یمن والوں کی بدعات اپنی ہیں

پاکستان والوں کی بدعات اپنی ہیں

انڈونیشیا والوں کی بدعات اپنی ہین

بدعت ہوتی ہے اپنی اپنی...... اپنے اپنے ملک کی...... اللہ تعالیٰ اسے بین الاقوامی نہیں بننے دیتے...... اور جو سنت ہے وہ **Universal** ہوتی ہے...... اور اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اور اداؤں کو شان عطا فرمائی کہ آپ کے طریقوں کو کردیا بین الاقوامی...... جہاں بھی جاؤ تم وہاں سنتوں کو پاؤ گے...... اور مسلمان جہاں بھی گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو وہاں دیکھا اور بدعات ہر علاقے کی مختلف دیکھیں۔

ایصال ثواب:

ایک شخص کہنے لگا کہ ایک مسئلہ پوچھتا ہوں کہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو ایصال ثواب کیا جائے یا نہ؟ ایصال ثواب تو عربی لفظ ہے لیجئے

ہم عربی لفظ لے کر آ گئے ہیں کہ فوت شدگان کو اپنے نیک عملوں کا ثواب پہنچایا جائے'' یا نہ'' میں نے کہا پہنچایا جائے یہ ٹھیک ہے...... ایصال ثواب برحق ہے ہم اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے...... یہ اہل بدعت کی بات نہیں۔

لیکن ثواب پہنچانا اس کے لئے کچھ اصول ہیں...... جب کوئی نیکی کرنے والا دل سے ارادہ کرے کہ یااللہ اس کا ثواب پہنچایا جائے...... یااللہ تو اس کا ثواب اسے پہنچا......تو اللہ تعالیٰ اخلاص سے کی ہوئی عبادت کا ثواب آگے پہنچا دیتے ہیں......لیکن جو مسئلہ غلط ہے وہ یہ کہ کچھ مولویوں نے اسے مسجدوں کا ایک عمل بنایا ہے اور اس کے گرد بدعات کے کئی کانٹے بکھیر دیئے ہیں یہی نہیں کہ یہ لوگ ثواب آگے پہنچا دیتے ہیں......عوام کو یہ بتاتے ہیں کہ ایصال ثواب صرف مولوی ہی کر سکتے ہیں...... خرچ کرنے والے خود ایصال ثواب نہیں کر سکتے ...... کھانا غریبوں کو بھی کھلانا ہو تو ضروری ہے کہ پہلے اسے مولوی صاحب کے پاس لایا جائے اور پھر اس پر ختم پڑھا جائے پھر اس کا نصف پوری دیگ میں ڈالا جائے پھر جو مسئلہ غلط ہے وہ یہ کہ کچھ مولویوں نے یہ مسئلہ بنایا کہ اگر ثواب آگے پہنچانا ہو ......تو اس ثواب کا لیٹر بکس ہم لوگ ہیں۔

جب خط بھیجنا ہو تو کہاں ڈالا جاتا ہے لیٹر بکس میں......تو وہ آگے سرکار پہنچا دیتی ہے......تو کچھ مولوی ایسے ہیں کہ آگے ثواب پہنچانا ہو۔

لوگوں کو

مرحومین کو

رشتہ داروں کو

فوت ہونے والوں کو

تو ثواب پہنچتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس کا لیٹر بکس ہم لوگ ہیں...... کہ نیکی کے اعمال اور صدقہ وخیرات لے کر آؤ......تو ہم اسے آگے پہنچا دیں گے......تو مولویوں کے گھروں کو ایصال ثواب کا لیٹر بکس سمجھنا یہ ہرگز درست نہیں...... ہمارا اختلاف ایصال ثواب کے مسئلے میں نہیں......اختلاف یہ ہے کہ ان کو لیٹر بکس نہ مانو ایصال ثواب تب ہوتا ہے جب کوئی خیرات کی جائے اور اس میں اللہ کی رضا پیش نظر ہو......پھر خیرات کے حقدار مصارف......

مسکین ہیں

غریب ہیں

یا اچھے خاصے مولوی؟ (مسکین وغریب) یہ مولوی اور پیر بڑے بڑے نذرانے لیتے ہیں اور یہ اپنے شاندار آستانے بنائے ہوئے اور اپنی جگہ باعزت زندگی بسر کرتے ہیں......ان کے پاس اچھی خاصی دولت ہے......کیا یہ مسکین ہیں؟ (نہیں) تو پھر ایصال ثواب کے لیٹر بکس بھی نہیں ہیں......اب یہ لوگ جو......

مسکین نہیں...... مسکین بن بیٹھے

یتیم نہیں......یتیم بن بیٹھے

اور ساری آپ کی خیرات انہی لیٹر بکسوں میں اترنے لگی...... پھر یہ مولوی آکر دین کے نمائندے بن کر منبر ومحراب کی نمائندگی کریں......تو پھر دین پر وہی وقت آتا ہے جو آیا ہے کیوں؟

"جیسا گڑ ڈالو گے......ویسا ہی میٹھا ہوگا"

"جیسا تیل ڈالو گے......ویسی شمع جلے گی"

یہ آج منبر ومحراب کی آبرو کیوں باقی نہیں رہی...... کیوں کہ اس میں جو تیل جل رہا وہ دراصل غریبوں اور مسکینوں کا حق تھا...... اِن کا حق نہیں تھا...... جو

غلط مسئلہ بتا کر کہ ہم لیٹر بکس ہیں...... اپنے زکوۃ...... صدقہ وخیرات اس لیٹر بکس میں ڈالا تو تب ہی یہ تمہارے رشتے داروں کو پہنچے گا...... یہ عقیدہ غلط ہے...... ایصال ثواب کے مسئلہ سے تو کسی کا انکار نہیں...... لیکن یہ بات علی الاعلان عرض کیے دیتے......

سونے چاندی کے لقمے مبارک تمہیں
جو کی خشک روٹی ہے کافی مجھے
جس دیئے میں جلے تیل خیرات کا
اس دیئے کا اجالا نہیں چاہیے
زہر بن جائے جو زندگی کیلئے
مجھے ایسا نوالہ نہیں چاہیے

ایصال ثواب کا انکار نہیں لیکن اس غلط قسم کے مسکینوں کو...... اور غلط قسم کے یتیموں کو ایصال ثواب کی جملہ خیرات کا لیٹر بکس بنانا یہ آج امت میں وجہ فساد بنا ہوا ہے...... ایصال ثواب کو کوئی نہیں روکتا...... لیکن پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ جو لیٹر بکس ہے اس کے بغیر آپ کا کوئی خط مکتوب الیہ کو نہ پہنچے گا...... پھر ان سے صدا آتی ہے اور یہ خالی ڈھول بولتے ہیں...... اور کہتے ہیں......

یہ ایصال ثواب کے منکر ہیں
یہ ان بزرگوں کے منکر ہیں

ان کو نہیں مانتے...... اللہ کے بندو دین بڑا آسان ہے...... ایصال ثواب برحق ہے...... اور جعلی لیٹر بکس ناحق ہے...... اب مسئلہ بالکل صاف ہے۔

بعض لوگ جن کو اچھی طرح سمجھ نہیں ہوتی...... وہ جب ان جعلی لیٹر بکسوں کے پاس آتے ہیں...... تو آ کر بتاتے ہیں کہتے ہیں بس گیارہویں شریف کی مجلس تھی...... بڑی رونق تھی اور مزہ آ گیا...... تو میں نے ایک ایسے ہی

آدمی سے کہا...... ان دنوں ایک جگہ شادی تھی...... شادی والوں نے کوئی دعوتی کارڈ بھیجے ہوئے تھے...... دعوت نامے استقبالیہ کے خوبصورت چھپے ہوئے تھے...... تو انہوں نے کہا کہ وہاں بڑی رونق ہوتی ہے۔

دعوتی کارڈ، اصلی نوٹ، جعلی نوٹ:

میں نے ایک شادی کا دعوت نامہ دیکھا بڑا خوبصورت تھا...... میں نے ایک کو دعوت نامہ دیا اور کہا کہ دیکھو کہ یہ کارڈ کتنا خوبصورت ہے...... کہتا ہے واہ کمال ہو گیا...... میں نے کہا کہ میرا گلہ ٹھیک نہیں مجھے پان کی ضرورت ہے...... وہ پان لے آیا یہ ان دنوں کی بات ہے...... جب پان ایک آنے کا آتا تھا...... آج کل آنا ہوتا ہے یا نہیں؟ (نہیں) کبھی پرانے زمانے میں ہوتا تھا...... اب تو آنے کا تصور نہیں رہا...... میں نے کہا کہ یہ کارڈ لے جا اور پان لے آ...... کہتا ہے کہ اس کا تو کوئی پان نہیں دیتا اور واقعی جنہوں نے چھپوایا تھا انہوں نے اس پر بڑا پیسہ خرچ کیا تھا...... تو میں نے کہا کہ یہ تو بڑا خوبصورت ہے...... تم جاؤ اس کے عوض اور پان لاؤ...... کہتا ہے کہ پان کوئی نہیں دے گا...... وہ بار بار کہے۔

میں نے کہا اللہ کے بندو دیکھو! کیا خوبصورت ہے اور کیا اچھا ہے تو وہ جھنجلا کر کہنے لگا کہ کاغذ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہیں ہے...... لیکن اس پر وہ نوٹ والی سرکاری مہر تو نہیں ہے...... بات سمجھ میں آئی' پرانا نوٹ ہو مسلا ہوا...... لیکن ہو اس پر گورنمنٹ کی مہر ہو آپ اس سے جو چاہیں خرید سکتے ہیں...... لیکن یہ کاغذ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو مگر اس سے کوئی چیز خریدی نہیں جا سکتی...... کیوں کہ اس پر سرکار کی مہر نہیں ہے۔

تو زمانے کی جدید چیزیں جو ہم نے اپنے گرد و پیش دیکھیں ہیں اور زمانے کے جدید آلات جو ہمارے گرد و پیش پھیلے ہوئے ہیں...... ان کی حیثیت

ہے دعوتی خوبصورت کارڈ کی...... اور جو سنت ہے وہ ہے سرکاری نوٹ...... جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہے...... جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہے'' وہ ہے سنت'' اور اس کے ماننے والے اہلسنت ہیں اہل بدعت نہیں۔

اور زمانے نے جدید کروٹیں کتنی کیوں نہیں لیں...... وہ ہیں دعوتی کارڈ بہت خوبصورت تو زمانے کی جدید مصنوعات اور نئی اشیاء کی حیثیت خوبصورت دعوتی کارڈ کی ہے...... اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟...... (سرکاری نوٹ کی)

تو میں نے جب بات بیان کی کہ زمانے کی جدید چیزیں یہ ہیں دعوتی کارڈ کی طرح...... اور سنت سرکاری نوٹ کی طرح...... تو ایک شخص نے کہا کہ آپ نے زمانے کی جدید چیزوں کا ذکر کیا اور سنت کا بھی ذکر کیا ہے تو بدعت کا آپ نے ذکر ہی نہیں کیا...... میں نے کہا کہ میں ابھی بات پوری کر دیتا ہوں۔

زمانے کی جدید چیزیں کس درجے میں؟...... دعوتی کارڈ کی طرح خوبصورت ہیں اور سنت سرکاری نوٹ کی طرح اور بدعت کیا ہے؟ جعلی نوٹ کہ جو اصلی نوٹ تو نہیں...... لیکن اس کی شکل بنائی جائے اصلی نوٹ کی طرح...... اس کو کہتے ہیں ''جعلی نوٹ'' تو لوگ بدعت کے معنی عملی طور پر سمجھ نہیں پاتے...... تو میں آسان معنی بتاتا ہوں بدعت کیا ہے؟ جعلی نوٹ...... سنت کیا ہے؟ اصلی نوٹ اور زمانے کی جدید چیزیں کیا ہیں؟...... ''دعوتی کارڈ''...

دعوتی کارڈ کا انکار نہیں لیکن اس سے سودا نہیں ملے گا...... دعوتی کارڈ رکھنا جرم نہیں اور نوٹ اصل رکھنا یہ بھی جرم نہیں...... لیکن جعلی نوٹ رکھنا جرم ہے...... سنت اصلی نوٹ کی طرح ہے اس سے آخرت کا سودا ملے گا...... اور بدعت جعلی نوٹ کی طرح ہے اس کا پاس رکھنا بھی جرم ہے اور آخرت کا سودا بھی اس

سے نہیں ملے گا۔

اور جب سنت کے اوپر بدعت کے غلاف چڑھائے جائیں یا جعلی نوٹ اصلی نوٹوں میں ملا کر رکھے جائیں...... جب پکڑے جائیں گے...... تو وہ اصلی نوٹوں کو بھی ساتھ لے جائیں گے...... اگر اپنے پاس کوئی جعلی نوٹ ہوں...... اور کچھ اصلی ہوں اور چھاپہ پڑ جائے تو کوئی شخص یہ بتائے کہ جب چھاپہ بڑے گا تو کیا اصلی نوٹ رہ جائیں گے یا وہ بھی ساتھ جائیں گے؟ (چلے جائیں گے) جب سنت کے مقابلے میں بدعت چلائی جائے...... تو سنت والی برکتیں بھی نہیں ملیں گے۔

اذان دینا سنت ہے لیکن اگر اذان اللہ اکبر سے شروع نہ ہو اس کے اول اور آخر بدعات کے غلاف چڑھا دیئے جائیں...... تو جب جعلی نوٹ پکڑے جائیں گے تو اصلی بھی ساتھ ہی جائیں گے...... وہ اذانیں بلالی اذانیں نہیں ہوں گی...... وہ اذانیں جنہیں آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کے ریگستانوں میں صحابہ کرامؓ نے بلند کیا تھا...... وہ صدائیں جب گونجیں تو ساری دنیا میں اثرات چھوڑ گئیں...... وہ تھے سرکاری نوٹ۔

آقا کی سیرت کو اور سنت کو جعلی نوٹوں کے غلافوں میں اس طرح ڈالا جا رہا ہے کہ اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالا جا رہا ہے۔

جدید ایجادات اور ہم:

برادران محترم! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دین میں کوئی نئی بات داخل کرنا جائز نہیں...... تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ کہتے ہیں کہ کوئی نئی بات نہیں داخل کرنی تو کیا گھڑی پہلے زمانے میں ہوتی تھی؟ ہم نے تو کبھی باندھی نہیں تھی ...... گھڑی پہلے زمانے میں ہوتی تھی؟ میں نے کہا نہیں...... کہتے ہیں کہ مسجد میں یہ

قمقمے اور بجلی پہلے زمانے میں ہوتی تھی؟ میں نے کہا نہیں..... تو کہتے ہیں کہ اگر یہ چیزیں داخل ہوسکتیں ہیں اور یہ خبریں سامنے آسکتی ہیں تو کیا ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے؟

میں نے کہا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اگر کسی نے گھڑی باندھی ہے دین کا حکم سمجھ کر کہ دین کا مسئلہ ہے گھڑی باندھنا..... تو پھر جو سننے والے ہیں وہ اپنی گھڑیاں ابھی توڑ دیں..... یہ گھڑی باندھنا انتظامی مسئلہ ہے..... یہ دینی مسئلہ نہیں ہے..... ہم نے یہ وقت کا انتظام سمجھ کر باندھی ہے یا دین سمجھ کر؟ (انتظام سمجھ کر) عینک لگانے والوں نے اس کو لگایا ہے ضرورت سمجھ کر..... یا دین سمجھ کر؟ ...... (ضرورت سمجھ کر)

اس لئے انتظامی امور کو دین بنانا یہ کن کا کام ہے؟ (جعل سازوں کا) ہم کہہ رہے ہیں کہ دین کے نام پر جو کام ہوں..... وہ ہوں جو آج سے چودہ سو سال پہلے سے چلے آرہے ہیں..... تو سیرت کی غایت یہ ہے کہ پرانی بات کو آگے چلانا اور آج کی نئی باتیں ان کا تعلق دین سے نہیں.....انہیں دین بتائیں تو یہ بدعات ہوں گی۔

آپ جب یہ مثالیں دیتے ہیں کہ گھڑی باندھنی..... مسجد میں قمقمے جلانے کیا یہ بدعت نہیں.....؟ تو آپ ان کی نیت پر غور کریں کہ اس سے ان کی غرض مسئلہ سمجھانا ہے یا اپنی بدعات پر پردہ ڈالنا؟ (پردہ ڈالنا) تو جب اہل بدعت نے اپنی بدعات پر پردہ ڈالنا ہو تو کہہ دیتے ہیں کیا یہ گھڑیاں نئی نہیں۔

کیا یہ قمقمے نئے نہیں

یہ مسجدوں کے فرش نئے طرز کے نہیں

کیا یہ پکی اینٹیں نئی نہیں ہیں

یہ پتھر نہیں ...... یہ چیزیں نہیں ...... یہ جھنڈیاں نہیں

تو غرض کیا ہوتی ہے حالانکہ یہ چیزیں انتظامی ہیں...... ان کو دین سمجھ کر کوئی نہیں کرتا...... میں نے جب یہ بات کہی تو ایک مولوی صاحب تھے ان کی زبان سے حق بات نکل گئی...... بے اختیار نکل گئی میں نے کہا کہ یہ انتظامی چیزیں ہیں...... ان کو دین سمجھ کر ہم نہیں کرتے...... تو وہ بھی بہت جوش میں کہتے ہیں...... ہم بھی جو کام کرتے ہیں ان کو انتظامی چیزیں سمجھ کر کرتے ہیں...... دین سمجھ کر نہیں کرتے...... یہ جتنی باتیں ہیں ان کو دین سمجھ کر نہیں کرتے...... بھائی اس گیارہویں کو تم دین سمجھ کر نہیں کرتے تو کیا سمجھ کر کرتے ہو......؟ تو کہنے لگے مولوی صاحب دیکھو آپ بھی تو کوئی انصاف کی بات کریں کہتے ہیں آپ ہیں کالج کے پروفیسر ...... آپ کو تو واسطہ عام لوگوں سے نہیں پڑا...... اس لئے ہم سے پوچھو! میں نے کہا کیا؟ کہنے لگے ہم جب امام تھے مسجدوں کے یا مؤذن تھے تو ہمارے محلے کے لوگ یا گاؤں کے لوگ ہمیں کچھ دیتے نہیں تھے۔

نہ کھانے کو دیں...... نہ پینے کو دیں...... نہ تنخواہ دیں

تو اب ہم نے کہا کہ اب یہ قوم ہمیں کچھ دیتی نہیں تو اب کوئی لینے کی ترکیبیں نکالو...... تو پھر ہم نے کہا کہ بھائی ہمیں بھی روٹی کھانی ہے...... تو پھر ہم نے پہلے مقرر کیا تھا......

تیجا

ساتواں

پھر دسواں

پھر چالیسواں

پھر امید لگائے بیٹھے تھے کہ اب کوئی اور مرے تو جب ہم نے اپنے اپنے

ماحول میں۔

تیجا......ساتواں......دسواں......چالیسواں

یہ چکر چلائے کبھی کوئی مر گیا کبھی کوئی مر گیا......ہم نے یہ طریقہ اختیار کیا ہم اپنے گاؤں میں بھوکے نہیں مرے تو اب یہ ہمارا مسئلہ دینی نہیں انتظامی ہے۔

میں نے کہا کہ مجھے جو بتا رہے ہو یہ مسئلہ دینی نہیں...... انتظامی ہے تو اپنے مقتدیوں کو بھی بتاؤ نا...... کہنے لگا کہ اگر ان کو بتا دیں تو پھر دے گا کون؟ میں نے کہا کہ اگر ان کو نہیں بتاتے تو کم از کم ہمارے اختلافات تو طے کردو...... میں نے کہا یوں سمجھو کہ اختلافات دو طرح کے ہوتے ہیں علمی...... اور شکمی' ہمارے تمہارے اختلافات علمی نہیں......ان کا نام رکھ لو شکمی۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کسی بریلوی مولوی کے پاس چلے جاؤ اور جا کر پوچھو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ گیارہویں کا ختم دیتے تھے یا نہیں؟ وہ بھی کہے گا نہیں۔

رہا تعظیمی قیام......کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اس کی صحابہ کرامؓ سے کوئی روایت نہیں ملتی......اس کے بارے میں جب ان سے پوچھو تو کہتے ہیں اس میں کیا حرج ہے؟ حرج نہیں......اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مگر اس کی کوئی سند نہیں کہتے ہیں حرج نہیں......گیارہویں کی بھی چونکہ کوئی سند نہیں...... کہتے ہیں اس میں کیا حرج ہے؟ پھر خود ہی کہتے ہیں کوئی حرج نہیں...... جو بات ان سے پوچھو جواب دیں گے حرج نہیں......تو دو طبقے ہو گئے ایک لاحرجئے اور ایک اہلسنّت جو ہر مسئلے میں تلاش کرتے ہیں کہ سنت کی راہ کیا ہے۔

سیرت کی تعلیم:

تو سنت پر چلنے والے وہ لوگ ہیں جو سیرت کے نام پر امت کو عمل کا

پیغام دیں...... اور کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مثل ہم نہیں...... ہم اپنے اعمال کو ان کے اعمال میں ملا نہیں سکتے...... اپنی گھڑی ہوئی باتیں ان کی باتوں میں ملا نہیں سکتے...... ہم پیغمبر کو بھی اور ان کے صحابہ کرامؓ کو بے مثل جانتے ہیں...... ہم ان کی مثال نہیں اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم ان کی مثال ہیں وہ کہتے ہیں کہ اپنی باتیں ان کی باتوں میں ملائیں...... اور جعلی نوٹ صحیح نوٹوں میں ملائیں...... تو لاحرج فیہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

برادران محترم! سیرت کی تعلیم کیا ہے؟ سیرت کے جلسے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ لوگوں تم نے اپنی راہ عمل اور راستے کو روشن کرنا ہے تو انہی چراغوں سے روشن کرنا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے روشن ہوئے تھے...... اگر ان کی اہمیت نہ ہو تو پھر سارے دین کا کوئی نقشہ نہیں رہتا...... قوم کی کوئی تاریخ نہیں رہتی۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں میں روشنی ہے:

اب ہم نے کہا کہ سیرت کا پیغام یہ کہ تم پچھلوں کی راہوں پر چلو...... سیرت کا پیغام کیا ہے دین کیلئے پرانی راہوں پر چلو...... تو پھر یار دوستوں نے مشورہ کیا کہ چلو...... سیرت کے جلسے ہی چھوڑ دو پھر کیا کریں کہا کہ اس کا نام رکھو "میلاد شریف" کہ نہ سیرت کا نام ہوگا...... اور نہ اس کا پیغام ہوگا...... جب کہو گے میلاد شریف تو میلاد کا معنی ہے پیدائش جب پیدائش کی خوشی منائیں گے تو پیدائش کی خوشی تو ہوگی...... لیکن دعوت عمل تو کوئی نہ ہوگی...... تو سیرت کا نام تو دعوت عمل دیتا ہے لیکن میلاد شریف میں یہ بات نہ ہوگی اب بات یوں تھی کہ...... چلو سیرت کے جلسوں سے چھٹی کرو...... اور میلاد کے جلسے شروع کرو۔

انہوں نے پھر جب میلاد کے جلسے شروع کئے تو نام رکھ لیا "عید" اب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... بھی اسی طرح منائی جائے گی جیسے دو عیدیں پہلے

سے چلی آ رہی ہیں۔

ہم سے ایک شخص نے پوچھا کہ عید میلاد النبیؐ عید ہے کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ جنہوں نے اشتہار لکھا ہے عید میلاد النبیؐ ان سے پوچھو کہ بارہ ربیع الاول کو کوئی اگر روزہ رکھے تو جائز ہے یا نہیں؟ تو مولوی صاحب نے کہا کہ پھر عید کیسی؟ عید کے روز تو روزہ حرام ہوتا ہے...... مولوی صاحب نے کہا جائز ہے ......تو پھر سائل نے کہا کہ اگر روزہ جائز ہے تو پھر یہ عید نہیں......تو وہ کہتے ہیں کہ یہ عید ہے تیری وہ کہتا ہے کہ جب ہم بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے......تو اس وقت ہم نے پنجابی میں ایک محاورہ سنا تھا کہ

''تن کا نا ہوندا اے''

تین پر تقسیم آ کر کانی ہو جاتی ہے......تو آپ نے کہا ہے کہ یہ تیری عید ہے...... یہاں آ کر عید کانی ہو جاتی ہے...... وہ کہنے لگے اس کی بھی تاریخ ہے۔

میں اس وقت آپ کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو کیا کہتے ہیں؟ (سنت) اور سنت لفظ عربی زبان کا ہے یا غیر عربی؟ (عربی) تو عربی میں اس کے کیا معنی ہیں؟ عربی میں الطریقۃ المسلوکۃ ......وہ طریقہ جس پر چلا جائے لیکن اصل میں لغت عربی کے لحاظ سے اس کے ساتھ ایک اور لفظ استعمال ہوتا ہے...... سنت سنیۃ......تو جو روشن راستہ ہو اس کو کہتے ہیں سنت یعنی جس راستے میں خود ایک روشنی ہو اور اس روشنی پر چلا جائے ......اس روشنی سے راہنمائی لیکر چلا جائے......اس کو کہتے ہیں ''سنت'' تو ہر طریقے کو سنت نہیں کہتے...... بلکہ جس طریقے پر چلا جائے اور اس میں روشنی ہو اس کو کہتے ہیں سنت۔

تو ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں میں روشنی ہے......اور جو بدعات ہیں ان میں اندھیرے ہیں

......تو اندھیرا برداشت کب ہوتا ہے؟ اندھیرا اس وقت برداشت ہوتا ہے جب روشنی زیادہ ہو اور دن کا وقت ہو تو کسی گھر کے اندر پچھلی کوٹھڑی میں اگر اندھیرا ہو ......لوگ پرواہ نہیں کرتے کہ ضروری چراغ جلایا جائے......تو جب روشنی ہو ہر طرف ہو تو اندھیرے کو برداشت کیا جا سکتا......اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔

لیکن جب رات ہو...... جب اندھیرا ہی اندھیرا ہو تو پھر اندھیرے کو برداشت کیا جاتا ہے یا چراغ جلانے کو ضروری سمجھا جاتا ہے؟ (چراغ جلانے کو)

امام ربانیؒ کا پیغام:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے ایک پیغام دیا ہے......انہوں نے فرمایا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے...... جب پہلا دور تھا تو وہ تاریخ اسلام کے روشن دن تھے...... جب صحابہ کرامؓ اور تابعین کا دور تھا تاریخ اسلام کے دن تھے......اب تاریخ اسلام کی راتیں ہیں۔

اب آپ دیکھیں کہ اس وقت طاقت امریکہ کے پاس' روس کے پاس' چائنا کے پاس ہے...... یہ تینوں سپر طاقتیں سمجھی جاتی ہیں ان دنوں مادی طاقت لادینی حکومتوں کے پاس ہے......طاقت کے ترازوان کے ہاتھ میں چلے گئے...... اب تاریخ اسلام پر دن نہیں' راتیں ہیں...... جوں جوں ان ممالک کی تہذیب زوروں پر ہے...... جوں جوں ان ممالک کی ثقافت عروج پر جا رہی ہے......اسلام پر اور آدم کی اولاد پر راتیں ہی راتیں ہیں۔

تو میں بات کر رہا تھا حضرت مجدد الف ثانیؒ کی......وہ فرماتے ہیں کہ تاریخ اسلام کا وہ پہلا دور تھا یہ وہ دن تھے جب روشنیاں ہی روشنیاں تھیں...... ہمارے قرون وسطیٰ کے علماء نے اگر بعض بدعات پر اتنی نکیر نہیں کی......تو اس کی وجہ یہ رہی کہ سنت کا نور اتنی تیزی سے تاباں تھا کہ بدعت کے اندھیرے اس میں

دور چھپے رہے تو آپ فرماتے ہیں کہ جب دن چڑھا ہوا ہو...... جب سنت کی روشنی ہو تو بدعت کے اندھیروں کی اہمیت نہیں۔

پھر آج کے اس دور میں مجدد الف ثانیؒ کے الفاظ دیکھئے! فرماتے ہیں کہ اس امت کیلئے ایک سیاہ رات آچکی ہے...... عالمی طور پر دنیاوی طور پر آپ ذرا نظر کریں...... اس وقت امت پر دن ہے یا رات؟...... (رات)...... اور اس وقت یہ رات جو ہے یہ تو عارضی ہے چند گھنٹوں کے بعد صبح ہو جائے گی...... لیکن تاریخی طور پر امت پر ایک رات آچکی ہے...... ہر طرف ظلمتیں ہی ظلمتیں ہیں...... ان پر صبح کب آئے گی؟

مجدد الف ثانیؒ کے دور کو بھی ہم تین سو سال پیچھے چھوڑ آئے...... وہ فرماتے ہیں کہ امت کیلئے اب شب دیجور ہے...... اب کہیں سیاہ رات میں اگر کہیں جگنو بھی چمکتا ہے تو پھر اس کی طرف بھی نگاہیں اٹھتی ہیں کہ ہاں روشنی ہے...... تو فرماتے ہیں کہ آج سنت کا نور جگنو کی طرح ہے...... رات کے جگنو کی طرح ہو چکا اور لوگوں نے اپنی اغراض و احوال کے یہ اندھیرے ہر جگہ پھیلا دیئے...... آج امت میں بدعت کے اندھیروں کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔

جب انسان کی ہی صحت اچھی ہو تو بیماری کی مدافعت کر لیتا ہے...... لیکن جب صحت کمزور ہو جائے تو پھر بیماری کی مدافعت نہیں ہو سکتی...... امت پر آج وہ وقت ہے کہ تاریخی طور پر امت کمزور ہو چکی اور امت پر اس وقت ایک سیاہ رات ہے...... جس کے کنارے مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں...... آج افق پر کوئی چمکنے والا ستارہ نہیں دکھائی دیتا...... ضرورت ہے کہ سنت کے نور کو لیا جائے...... سنت کا نور اگرچہ رات کے جگنو کی طرح ہو...... یہ کچھ نہ کچھ روشنی دے کر رہے گا...... اور سنت کی صدائیں۔

جن مدارس سے

جن مساجد سے

جن ایوانوں سے

جن حلقوں سے

جن جمعیتوں سے

جن تنظیموں سے

اٹھیں گی...... خواہ ایک جگنو کے درجے میں ہوں......وہ مدارس اہل بدعت کے مدارس سے نمایاں طور پر جدا نظر آئیں گے...... سعادت مند ہے وہ امت جو سیاہ رات میں بھی سنت سے راہنمائی حاصل کرے...... آج امت میں بدعت کے اندھیروں کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔

وہ علماء سو جن کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آسمان کی نیلی چھت کے نیچے ان سے بدتر کوئی اور مخلوق نہیں......جنہوں نے پیٹ کی خاطر امت کو شکمی مسائل میں مبتلا کر رکھا ہے......اور اپنی بدعات کی چوری کو چھپانے کیلئے چور چور کی آواز بھی علماء دیوبند کے خلاف لگا رہے ہیں...... یہ خود چور ہیں گو وہ اپنے آپ کو اہل سنت کیوں نہ کہتے ہوں اگر کوئی حبشی اپنا نام کافور رکھ لے تو کون اسے روکتا ہے۔ کسی نے سچ کہا......''چور مچائے شور''......

سنت کا نور:

دوستو...... بزرگو اور بھائیو! میں عرض کرتا ہوں...... اللہ کریم جل شانہ قرآن عزیز میں فرماتے ہیں...... وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْر......اللہ نے ہی اندھیرے پیدا کئے ......اور اللہ نے ہی روشنی پیدا کی......روشنی ایک ہے اور اندھیرے کئی ہیں۔

میں علماء کرام سے پوچھ کر آگے چلوں گا کہ...... ظُـلُـمَات...... اس کے معنی ہیں اندھیرے...... تو یہ جمع ہے یا واحد؟ ظلمت واحد ہے اور ظلمات اس کی جمع ہے اور...... النور...... یہ جمع ہے یا واحد؟ (واحد) تو فرمایا...... وَجَـعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْر...... اللہ تعالیٰ نے اندھیرے بھی پیدا کئے اور روشنی بھی پیدا کی۔

اب سوال ہوا کہ وہ جمع اور یہ واحد ایسا کیوں معلوم ہوا......؟

اندھیرے کئی ہیں	....	روشنی ایک ہے
غلط راستے کئی ہیں	....	سچا راستہ ایک ہے
جھوٹی راہیں کئی ہیں	....	سچی راہ ایک ہے

جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْر ...... اب اس ایک سچی راہ کی پہچان کیا ہے؟ وہ ایک کون سی روشنی ہے؟ وہ ہے ایک وہ جس کی ہر اندھیرے سے ٹکر ہو...... وہ نور اور روشنی کون ہے جس کی ہر ظلمت سے ٹکر ہو تو میں نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ حالات کا مطالعہ کریں کہ ہر اندھیرے سے ٹکر کن کی ہے؟ کہنے لگا کہ سمجھ نہیں آئی...... میں نے کہا میں تفصیل سے پوچھتا ہوں کہ ختم نبوت عقیدہ تمام مسلمانوں کا ہے۔

بریلویوں کا بھی

دیوبندیوں کا بھی

اہلحدیثوں کا بھی

یعنی ختم نبوت کا عقیدہ سب کا ہے لیکن ختم نبوت کی خاطر ایک مستقل پلیٹ فارم بنا کر مرزائیوں اور قادیانیوں کے خلاف کام کرنا اس کی سعادت کس طبقے کو ملی ہوئی ہے...... (علماء دیوبند کو)

صحابہ کرامؓ کو ماننا اور ان کا دفاع کرنا تمام اہلسنت کا عقیدہ ہے......

بریلویوں کا...... دیوبندیوں کا...... اہلحدیثوں کا

لیکن ایک مستقل پلیٹ فارم بنا کر تحفظ ناموس صحابہ کرامؓ کے لئے کام کرنا اس کی توفیق کس کو ملی ہوئی ہے؟...... (علماء دیوبند کو)

جو لوگ کلمہ کی دولت سے محروم نماز ان کو صحیح نہیں آتی تو دیہات میں اور جنگلات میں گھر گھر گھومنا بحر و بر میں پھیل کر ان کو کلمہ پڑھانا اور نماز کے لئے لانا عقیدہ سب کا......

مسلک سب کا...... دعوت سب کی...... ضرورت سب کی

لیکن ایک مستقل جماعت بنا کر تبلیغ کے نام پر بحر و بر میں پھیلنا...... اور لوگوں کے کلمے درست کرانا...... اور امت کو نمازوں پر لانا...... اس کی توفیق کس کو ملی ہوئی ہے؟...... (علماء دیوبند کو)

اب دیکھئے ہم یہ کہتے کہ حکومت کے ایوانوں میں اسمبلی میں پہنچ کر اسلامی قانون سازی میں اسلام کے پرچم کو بلند کرنا اس کی توفیق ملی ہے...... تو وہ کس طبقے کے علماء کو ملی ہے...... مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مفتی محمودؒ نے کہاں کہاں آذانیں نہیں دیں......

اگر امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق کا نام لیا...... اور پورے ہندوستان میں گھوم کر آزادی ہند کی محنت کی وہ کس عقیدہ پر تھے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے ساتھ پورے ملک میں حق کی صدائے گونجیں۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر ظلمت کے ساتھ اور ہر اندھیرے کیساتھ ٹکر کن لوگوں نے لی...... ہر اندھیرے سے ٹکرانے کا کن کو موقع ملا؟ (علماء دیوبند کو)

اب جب میں یہاں آیا تو اخبار نویسوں نے سوال کیا آپ کی جماعت

میں علیحدہ علیحدہ جماعت بندیاں کیوں ہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ بھائی یہ ان جماعتوں کے سرابراہوں سے پوچھنا چاہیے کہ اتنی جماعتیں کیوں ہیں؟ اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتاؤ کہ اتنے اندھیرے کیوں ہیں؟ تو جتنے اندھیرے زیادہ ہوں گے ...... تو جن جن اندھیروں کے مقابلہ کیلئے جماعت بنانے کا موقع ملے گا ...... جماعتیں بنتی جائیں گی لیکن یہ سب اسی ایک شجر سے وابستہ لوگ ہوں گے...... جن کے پاس اندھیروں سے ٹکرانے کا پروگرام ہی نہ ہو...... ان کے سامنے ہر ایک کے باب میں کوئی مستقل جماعت بندی ہوگی؟...... (نہیں)

شیعہ ذاکر سے سوال اور جواب:

انگلینڈ میں خمینی کے انقلاب کے بعد کچھ شیعہ ذاکر آئے اور مجھے بھی ملے تعارف ہوا...... میں نے ان سے کہا کہ بھائی آپ کا مشن کیا ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارا مشن یہ ہے کہ اہل بیت کا پیغام دنیا کو دیں...... میں نے کہا! بس یہی ایک...... تمہارا ایک ہی پیغام ہے؟ ...... (کہنے لگے جی ہاں)

اتنے میں ایک کتاب پڑھنے کا موقع ملا...... بمبئی سے ایک رسالہ نکلتا ہے ''المیزان'' ...... المیزان کا ایک خاص نمبر شائع ہوا ہے...... جس کا نام ہے...... ''احمد رضا بریلوی'' اس میں ایک پرانا واقعہ تھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے طالب علمی کے دور آخر میں حضرت مولانا فضل حق فضل خیر آبادی کے لڑکے کے پاس منطق پڑھنے کیلئے پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ بیٹا تو کام کیا کرتا ہے؟ تیری زندگی کا مشغلہ کیا ہے؟ آپ کہتے تھے کہ میں ردوہابیت کرتا ہوں...... میرا صرف ایک کام ہے۔

تو میں نے جب یہ پڑھا تو میں نے کہا کہ دیکھو مولانا احمد رضا خان نے سامنے اپنے لئے ایک ہی مورچہ پسند کیا...... اور ساری عمر اسی پر گزاری...... تو شیعہ نے جب میرے سامنے کہا تھا کہ ہمارا مقصد صرف اہل بیت کی اشاعت ہے

اور کوئی نہیں......تو مولانا احمد رضا خان نے بھی کہا کہ ہمارا مقصد ردّ وہابیت ہے اور کوئی نہیں......اس دور کے اہلحدیث سے پوچھا کہ تمہارے نشانے کدھر چلتے ہیں ......جس طرح بن پڑے لوگوں کو فقہ حنفی سے ہٹایا جائے...... پرویزی کہنے لگے ہمارا علمی مؤقف یہ ہے کہ جس طرح بن پڑے لوگوں کو حدیث سے دور کیا جائے۔

آگے میں مختلف طبقوں سے پوچھتا رہا تو معلوم ہوا کہ ہر ایک نے اپنا ایک ایک مشن بنا رکھا ہے......اس وقت مجھے سمجھ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْر......اندھیرے کئی ہیں روشنی ایک ہے......تو اگر لوگ اس ایک نور کی تلاش کریں......اس کی تحقیق اور تجسس کریں......جس کی ٹکر ہر اندھیرے سے ہو...... وہ صرف حضرات دیوبند نکلیں گے......کہ اہلسنّت والجماعت کے صحابہ کرامؓ پر حملہ ہو...... یہ کہیں گے......نَحْنُ لَهَا ......ہم اس کے لئے ہیں...... ختم نبوت کیلئے محنت کرنی ہو تو یہ کہیں گے...... ہم اس کے لئے ہیں...... نماز روزے کیلئے......کلمہ کیلئے محنت کرنی ہو تو یہ کہیں گے کہ ہم ہیں......آئمہ مجتہدین کیلئے محنت کرنی ہو تو یہ کہیں گے کہ ہم ہیں......محدثین کے لئے محنت کرنی ہو تو یہ کہیں گے کہ ہم ہیں......جنہوں نے بارہا منکرین حدیث کا مقابلہ کیا ہے۔

یا اللہ! یہ وہ جماعت ہے جس کو تمام ظلمتوں سے ٹکر لینے کی توفیق دے رکھی ہے...... یہ بات دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کیا آپ کے سامنے اس کے کھلے شواہد نہیں ہیں؟......(ہیں)......ہم نے دوسری جماعتوں کو دیکھا کہ ان کا رُخ غلط ہے یا صحیح، لیکن سب ایک ایک طرف لگے ہوئے ہیں ہم نے ان کی تاریخوں کو دیکھا......اور سب کو ایک ایک طرف رخ کئے ہی پایا۔

میں غور سے پڑھتا جاتا تھا تقدیر اجارہ داروں کی
پہلو سے گزرتی جاتی تھیں مغرور قطاریں کاروں کی

تحریک پاکستان اور قیادت کے حامل افراد:

اس وقت اس کی پوری تاریخ پر بحث کرنے کا موقع نہیں......علماء دیوبند کے فیض کو اللہ تعالیٰ جاری و ساری فرمائے...... (آمین) ......یہ ملک کی واحد جماعت ہے کہ جس کو مسلمانوں کے جوڑنے میں قیادت کی سیادت ملی ہے......اسی طرح مجھے واقعہ یاد آیا۔

پاکستان کی حمایت میں جب مسلمان اٹھے تو یہ ہر طبقے کے مسلمان تھے یا کسی ایک فرقے کے؟ (ہر طبقے کے) پاکستان بننا چاہیے...... اور اس کی حمایت میں تحریک اٹھی تو اس میں کسی ایک فرقے کے لوگ تھے یا سب کے؟ (سب کے) اب اس میں

بریلوی بھی......دیوبندی بھی......اہلحدیث بھی

سنی سارے تھے اس وقت مسلم لیگ کے رہنماؤں کی میٹنگ ہوئی...... کہ بھائی جب سارے مسلمان ہیں تو مذہبی قیادت میں کس کو آگے لایا جائے؟ ......کسی نے مشورہ دیا کہ کسی بریلوی پیر کو آگے کیا جائے......تو دوسرا کہنے لگا نہ نہ ......ان میں ایسا تأثر بھی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی اہلحدیث سے مصافحہ کرنا حرام ہے......تو پھر مسلمانوں کی قیادت نے مشورہ کیا کہ ملکی سطح پر جن لوگوں کی نظر میں وسعت ہے اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کی طاقت تو وہ علماء دیوبند ہیں تو پھر انہوں نے دیوبند کی طرف رجوع کیا......اور ان کی نظریہ کی حمایت میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ تھے وہ اور ان کے شاگرد پاکستان کی حمایت میں تھے......تو سارے فرقے جس مؤقف پر جمع ہوں ......ان کی قیادت اگر کوئی کرسکتا ہے تو وہ علماء دیوبند کا تربیت یافتہ ہی کرسکتا ہے اور کوئی نہیں...... آپ قیادت کریں چنانچہ ان کی قیادت میں پاکستان کی حمایت میں...... پھر مسلم لیگ کی حمایت میں ہر مکتبہ فکر

کے لوگ نکل آئے ان میں بریلوی پیر بھی آئے ...... کچھ مولوی بھی آئے۔

تو پڑھے لکھے طبقے پر یہ اثر پھیلا کہ دیوبند کے بزرگ ہیں...... جو پوری مسلم امت کے افراد کو ساتھ لے کر چل سکتے ہیں...... اور پوری امت کی کوئی اگر قیادت کرسکتا ہے تو وہ یہی ہیں وہ متعصب نہیں یہ دوسروں سے ہاتھ ملانا بھی ان کے عقیدے میں ہو۔

پھر ختم نبوت کی تحریک کیلئے جب ہر طبقے کے لوگ اےئ تو پڑھے لکھے طبقے نے کہا کہ جب تمام فرقوں کے لوگ چلیں تو قیادت دیوبندی ہی کر سکتے ہیں...... کیونکہ ان میں وہ تعصب نہیں یہ سب کو ساتھ لے کر چل سکتے ہیں...... تو حضرت مولانا یوسف بنوریؒ سے گذارش کی کہ آپ قیادت کریں...... تو ختم نبوت کی تحریک کی قیادت انہوں نے کی۔

پھر جب تحریک نظام مصطفیٰؐ کا موقع آیا سارے فرقے ملے...... تمام پارٹیاں ملیں تو کہا اب کیا کریں...... انہوں نے کہا کہ تاریخ بتاتی ہے کہ پورے ملک کے لوگوں کو ساتھ لے کر چلنے کی...... سعادت علماء دیوبند کو ہی حاصل ہے...... یہی قیادت کر سکتے ہیں...... اور کوئی نہیں کرسکتا...... اس لئے مل کر مفتی محمودؒ صاحب کو آگے کیا گیا...... آپ پر سب سیاسی جماعتیں اور سب مذہبی جماعتیں متفق تھیں۔

تو پوری تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مسلک دیوبند میں وسعت ہے...... اس میں تعصب نہیں...... اس میں ہاتھ بڑھانا ہے ہاتھ کھینچنا نہیں اور ہم صرف زبانی بات نہیں کہہ رہے...... ہماری تاریخ بول رہی ہے اور بارہا ہم بتا چکے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس علم کی صحیح دولت ہے...... وہ ہی سب کو ساتھ لے کر چل سکتے ہیں۔

مولانا نورانی سے سوالات:

مجھے ایک واقعہ یاد آیا...... میں انگلینڈ میں تھا مانچسٹر کے قریب ایک شہر

ہے بری...... تو بری میں ایک بڑا جلسہ تھا تو لوگوں نے بتایا کہ پاکستان سے ایک مولانا آئے ہیں...... مولانا نورانی ہم نے کہا کہ چونکہ پاکستان کی طرف نسبت ہے...... اس لئے ہمیں بھی کوئی بعد میں جلسے کی کاروائی سنا دینا ان سے نسبت تو آخر ہے...... ہی نسبتاً ہم ایک ہیں۔

گرواں نہیں وہاں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

تو میں نے کہا کہ ہمیں بھی سنا دینا...... مولانا وہاں تشریف لائے...... جلسہ تھا ان کا اپنے مشن کا...... تو ایک وکیل اٹھے اور انہوں نے سوال کیا کہ مولانا آپ پورے پاکستان کی سیاسی قیادت کے مدعی ہیں...... آپ کی دعوت ہے کہ آپ پورے پاکستان کی سیاسی قیادت کریں گے یا نہ؟ کہنے لگے ہاں ہماری جماعت کی دعوت یہی ہے...... وہ کہنے لگا کہ پھر میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں کہ پاکستان میں اس وقت زکوٰۃ کا قانون جاری ہے اور زکوٰۃ وصول کی جارہی ہے...... تو آپ بتائیں کہ اگر آپ پاکستان میں برسراقتدار آگئے تو آپ دیوبندیوں سے اور غیر مقلدین سے یا اہلحدیث سے یہ زکوٰۃ وصولی کیا کریں گے...... یا ان پر جزیہ کا ٹیکس لگے گا...... جو غیر مسلموں پر لگتا ہے؟ کیونکہ آپ کے عقیدے میں تو وہ غیر مسلم ہیں تو کیا آپ ان سے زکوٰۃ وصول کریں گے...... یا جزیہ اور یہ جو موجودہ قانون ہے اس کو جاری رکھیں گے یا ان سے جزیہ وصول کیا جائے گا...... آپ بتائیں کہ کیا کریں گے......؟ تو مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ہم صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے...... اب یہ کوئی جواب ہے؟

سوال سیدھا ہے کہ پورے ملک کی قیادت پورے ملک کی راہنمائی کا خواب تو وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں...... کہ جن کے نزدیک ساری رعایا برابر ہو......

کیونکہ کوئی بھی برسر اقتدار آئے...... اس نے ہر ایک یہاں کے باشندے کا اور ہر ایک کا حق ادا کرنا ہے تو وہ تو وہی ہو سکتا ہے...... جو سب کا ہو سکے اور جن کا عقیدہ یہ ہو کہ......

ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا بھی حرام

بیمار ہو تو عیادت کرنا بھی حرام

مر جائے تو جنازہ پڑھنا حرام

وہ سارے ملک کی سیاسی قیادت کیسے کر سکیں گے...... تو قیادت کن کو کرنی چاہیے جو سب پر ایک نظر ڈال سکے...... تو مولانا سے پوچھا گیا کہ اگر آپ برسر اقتدار آئے تو دیوبندیوں پر زکوٰۃ کا قانون ہوگا یا جزیہ کا ٹیکس لگے گا؟...... اب جواب کوئی نہیں تھا...... کہتے ہیں ہم صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

تو بعض حلقوں میں جب میں نے یہ بات بتائی تو کہنے لگے نہیں نہیں ...... یہ بات نہیں ہو سکتی...... انہوں نے جواب کچھ اور دیا ہوگا...... میں نے کہا کہ اگر دیا ہے تو تم اب پوچھ کر بتا دو...... کہ اب بھی تو وہ زندہ ہیں...... ان سے پوچھو کہ جب یہ سوال تھا تو آپ نے کیا جواب دیا تھا...... کہتے ہیں کہ پوچھیں کیا زیادہ تو وہ ملک سے باہر رہتے ہیں...... میں نے کہا کہ جب آئیں گے تو پوچھو یہ صحیح ہے کہ انہوں نے جواب دیا تھا؟ ہم صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے۔

تو دوسرا شخص کھڑا ہو گیا کہتا ہے میرا سوال ہے فرمایا کیا؟ کہا کہ پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ بڑے دوستانہ تعلقات ہیں...... انہوں نے ہر دکھ میں پاکستان کی مدد کی اور پاکستانی جس طرح پاکستان کو عزیز سمجھتے ہیں...... اس سے زیادہ مکہ اور مدینہ کو عزیز سمجھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ پاکستان کے اور سعودی عرب کے

تعلقات کواور قوی فرمائے...... (آمین)......
اور دونوں ملکوں کو ایک دوسرے سے اور تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے......
(آمین)...... تو پاکستان کے ان کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں...... یہ اس وکیل صاحب نے کہا اور ساتھ ان سے کہا مولانا نورانی صاحب آپ اگر برسر اقتدار آئے...... تو آپ بتائیں کہ پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے آپ سعودی عرب کے خلاف اعلان جنگ کریں گے یا نہیں کیونکہ ان کا مکہ اور مدینہ پر قبضہ...... آپ کے نزدیک کافروں کا قبضہ ہے تو مکہ اور مدینہ کو کافروں سے چھڑانے کیلئے آپ ان کے خلاف اعلان جہاد کرائیں گے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ جو کہہ دیا کہ ہم صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے۔

اکابرین دیوبند کا اعزاز:

تو میں یہ بتاتا ہوں کہ ملکی سطح پر قیادتیں اور سیادتیں اور بزرگیاں اور سب کو ساتھ لے کر چلنا اور گلے لگا کر چلنا اور ایک جھنڈے تلے لے کر چلنا پوری تاریخ بول رہی ہے کہ علماء میں اگر اس کی کبھی کسی کو سعادت ملی ہے تو علماء دیوبند کو ملی ہی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ مرکزی اسلام کا ہے یہ حضرات اور ہم سب کو ساتھ لے کر چل سکتے ہیں...... انہوں نے قومی زندگی میں نفرتوں کے کانٹے نہیں بوئے...... جہاں بھی گئے محبت کے پھول چنے...... انہوں نے کہا کہ جو تمہیں غلط فہمیاں ہیں ہم ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہیں...... ہم مانتے ہیں تم نہیں مانتے۔

مولانا احمد رضا خان نے اعتراضات کئے تو ہمارے حضرات نے صفائی پیش کی...... المہند علی المفند...... کہ ہمارے عقیدے یہ ہیں...... غلط فہمی دور

کرنے کیلئے صفائی پیش کی حملے نہیں کئے۔

تو ہمارے بزرگوں کی ایک تاریخ چلی آ رہی ہے کہ جب کوئی مرحلہ پیش آئے تو وہ قانون فطرت کا احساس رکھتے ہیں اپنے خلاف کوئی بات کرے...... تو وہ صفائی پیش کرتے ہیں...... اور ہمیں اس وقت آپ کے سامنے اگر میں نے بدعت پر بات کی تو وہ صرف......

سنت کی حفاظت کیلئے کی ہے

سنت کے دفاع کیلئے کی ہے

کہ سنت کے مقابلے میں جو چیز ہے وہ بدعت ہے اور سنت اور سیرت کے جلسے میں جو بھی بولے گا...... اس کو پھر کہنا پڑے گا کہ یہ سنت ہے اور یہ بدعت ہے...... اور یہ بھی اس لئے کہ گردو پیش میں جب ہر طرف زیادتی کی جارہی ہو تو پھر بات کرنی پڑتی ہے...... ورنہ بزرگ یہی کہتے ہیں کہ آپس میں محبت پیدا کرو۔

مذہب نہیں بتاتا آپس میں بیر رکھنا

مذہب کی تعلیم لڑانا نہیں...... بے انسانوں کو پھر سے جمع کرنا ہے۔

نشہ پلا کر گرانا تو سب کو آتا ہے

مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

ہمارے بزرگوں نے گرتوں کو سہارے دیئے ہیں گرایا نہیں...... لیکن جب بات کہی جائے تو پھر اپنی صفائی بھی تو پیش کرنی ہوتی ہے۔

ہنگامہ ہستی میں انسان تو انسان ہے

پتھر بھی بکھر جائے جب ضرب لگے کاری

ہم نے پتھروں کو اڑتے ہوئے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا...... جب کاری ضرب لگے ہم بھی آخر انسان ہیں...... ہم اہلسنت والجماعت صحابہ کرامؓ کے

نقش پا سے زندگی کی راہیں تلاش کرنے والے ہیں...... ہمارے بارے میں عوام میں یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ پڑھے لکھے تو دیوبندی ہیں...... لیکن اکثریت ہماری ہے جاہلوں میں...... نمازیوں میں ان کی اکثریت ہے لیکن بے نمازوں میں ہماری ہے...... تو یہ امت کے دو ٹکڑے ہیں اگر ایک طرف جہالت ہے اور ایک طرف علم۔

مشرک کی تحریک ناکام:

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پیغام پر آخری بات یہ کہوں گا...... پبلک اور عوام میں کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے...... ایک مسلمانوں کا ملک ہے...... پورے پاکستان میں اب تک کوئی نکاح دیوبندی، بریلوی، اختلاف کی وجہ سے فسخ ہوا ہے؟ (نہیں) اس اختلاف کی وجہ سے کوئی طلاق ہوئی؟ ...... (نہیں)...... آج تک کوئی بچہ اپنے باپ کی وراثت سے اس لئے محروم ہوا کہ وہ دیوبندی ہوگیا تھا اور کافر ہوگیا...... وہ محروم وراثت ہوگیا؟...... (نہیں)...... لیکن اس ملک میں قادیانیت کی بناء پر...... مرزائیت کی بنیاد پر کئی نکاح فسخ ہوئے؟ (ہوئے) طلاقیں ہوئیں؟...... (ہوئیں)

معلوم ہوا کہ قادیانیوں میں اور مسلمانوں میں کفر واسلام کے فیصلے حقیقی ہیں...... کبھی عدالتوں میں کوئی کیس آئے...... تو فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوتا ہے اگر دیوبندی اور بریلوی اختلافات بھی اس درجے کے ہوتے تو اس اسلامی ملک میں؛ مسلمانوں کے ملک میں دیوبندی بریلوی اختلاف سے کسی ایک نکاح کا فسخ ہونا' یا کسی ایک کا وراثت سے محروم ہونا کوئی ایک کیس تو ہوتا' نا...... ہوا کوئی ایسا کیس؟...... (نہیں)

معلوم ہوا کہ جن مولویوں نے ان میں کفر واسلام کے فاصلے پھیلا رکھے

ہیں ان کی محنت ناکام ہوگئی...... ان کی زندگی اسی کام میں صرف ہوئی کہ وہ کہیں کہ دیوبندی مذہب علیحدہ ہے...... لیکن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں...... اپنی تحریک کا فیل ہونا۔

پاکستان بنے ہوئے کتنے سال ہوگئے؟ تقریباً چالیس سال ہونے کو ہیں انہوں نے ان چالیس سالوں میں بہت کتابیں شائع کیں نفرت کے کانٹے بوئے...... لوگوں سے اقرار کروائے کہ

ہاتھ ملانا حرام

عبادت حرام

جنازہ حرام

لیکن لوگوں نے اس کا اثر کیا لیا؟ اب تک کوئی نکاح کینسل ہوا؟ ...... (نہیں)...... معلوم ہوا کہ یہ بدعتی مولوی فیل ہو گئے ہیں...... کسی محلے میں کوئی عام آدمی فوت ہو جائے تو جنازہ پر ہم نے دیکھا کہ لوگ سب آ جاتے ہیں...... کبھی دیکھا کہ یہ جو آدمی فوت ہوا ہے اس کے جنازے میں بریلوی نہیں آ رہے یا دیوبندی نہیں آ رہے...... کوئی شہری فوت ہو جائے۔ تو سارے آتے ہیں یا نہیں؟ ...... (آتے ہیں)...... تو جب آپ بڑے لوگوں کے جنازے میں لیڈروں کے جنازے میں...... شہر کے جو روساء اور زعماء ہیں...... ان کے جنازے میں سب لوگوں کو ملا جلا دیکھیں تو سمجھیں کہ بدعتی مولوی فیل...... جب نکاح طلاق کے مسئلہ میں اکٹھے دیکھیں تو سمجھیں کہ بدعتی مولوی فیل، اگر کسی بریلوی باپ کا بیٹا دیوبندی ہو جائے...... تو آپ دیکھئے کہ اس کی وراثت صحیح تقسیم ہوگئی اس بیٹے کو بھی ملی اور اس بناء پر وراثت کا قانون بدلا؟ نہیں تو سمجھیں کہ بدعتی مولوی فیل۔

تو چالیس سال پاکستان بننے کے اور چالیس سال اس سے پہلے کے یہ

اسی سالہ تاریخ بتا رہی ہے کہ اس قوم نے جو نفرت کے کانٹے بوئے قوم نے اس کا اثر قبول نہیں کیا...... یہ تو قوم کی حیاء ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو زبردستی منبر د محراب سے نہیں نکالا...... یہ قوم کی حیاء ہے لیکن قوم اپنا فیصلہ دے چکی ہے...... قادیانیوں کے بارے میں......

وراثت کے قانون

نکاح کے قانون

طلاق کے قانون

میں دنیا نے دیکھا تو قادیانیوں کے ساتھ کفر و اسلام کا فیصلہ حقیقی ہے ......اور یہ جو فاصلے بنائے ہیں یہ شکمی ہیں......اگر ان میں کچھ حقیقت ہوتی تو آج یہ نتیجہ نہ ہوتا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی پوری تحریک فیل ہوگئی۔

اس آخری عمر میں بھی ان کے مولویوں کو چاہیے کہ کم از کم وہ بات کو سمجھیں کہ جب ہماری تحریک فیل ہوگئی ہے تو اب ہم اپنی آخرت کو ہی سنوار لیں۔

حیرت ہے اس مسافر بے بس کے حال پر
جو تھک کر رہ گیا ہو منزل کے سامنے

برادران قوم! یہ بات بھی دکھے ہوئے دل کے ساتھ کہہ رہا ہوں ورنہ اب بھی دل چاہتا ہے کہ امت کو جوڑنے والے لوگ آگے آئیں...... توڑنے والے نہ ان کو جوڑ پیدا کرنا چاہیے ہم ایک پیغمبر کی امت ہیں......اور دونوں اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔

آج اس سیرت کانفرنس کی آخری نشست میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ جس طرح ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں اور ایک پیغمبر کی امت ہیں...... اسی طرح ہم ایک ہو کر رہیں اور ہر وہ شخص......

خواہ وہ پیر ہو

خواہ وہ مولوی ہو

جو امت کے ٹکڑے کرے اور ان میں نفرت کے گولے پھینکے، تفرقے اختیار کرے...... اس کو ہم خدا رسول کا وفادار نہ سمجھیں گے...... اگر ہم یہ بات لے کر گئے...... تو ہم نے اپنا تعلق اپنے آقا سے جوڑ لیا اور اگر ہم یہ پیغام لے کر نہیں گئے تو پھر ہم نے سیرت کے جلسے کا صحیح فائدہ نہیں لیا۔

تو میں نے سیرت کا جو پیغام آپ کو دیا ہے کہ حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلو...... وہ آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے...... حاصل کلام یہی ہے کہ ہم اپنی زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی تلاش کریں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرامؓ کے نقش پائے۔ اور دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں ایک امت بنائے...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رکھے۔ (آمین)

انہیں کلمات پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور یہ ایک دو رقعے ہیں ان کا جواب دیتا ہوں:

سوال: کونڈوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مجھے آپ کے علاقے کا تو پتہ نہیں...... لیکن ہمارا پنجاب کا جو علاقہ ہے...... اس میں جس شخص کا ستیاناس ہو جائے...... لوگ اس کو کہتے ہیں کہ اس کا "کونڈا" ہو گیا...... ہمارے لاہور کے تو علاقے میں یہ محاورہ ہے...... یہاں کا مجھے پتہ نہیں...... کونڈوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کونڈوں کے مسئلے کیلئے ایک مستقل محاورہ ہے کہ "کونڈا ہو گیا" تو جس طرح گیارہویں کے مسئلے کیلئے ایک مستقل محاورہ بنا ہے "شش و پنج" تو کونڈوں کے مسئلہ کیلئے بھی یہ مستقل محاورہ بنا ہے...... جو بڑی غلطی میں جا گھرے...... کہتے ہیں کہ اس کا کونڈا ہو گیا

...... یہ بات کہاں سے چلی اسی رسم سے لوگوں نے حضرت امام جعفر صادقؒ کے نام سے چلا رکھی ہے۔

سوال: کھانے پر ختم شریف پڑھنا آپ کے نزدیک کیا ہے؟

جواب: میں اس کا جواب دے چکا ہوں وہ تو اسی طرح ہے کہ کوئی آدمی فوت ہو گیا تو جب اس کو کفن پہنایا تو کفن پہنانے کے بعد کفن پر کچھ لکھنے لگے...... انہوں نے پوچھا کہ کیا لکھ رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ چونکہ اس کو خدا کے پاس پارسل کرنا ہے ایڈریس لکھ رہے ہیں...... جس طرح لفافے پر ایڈریس لکھا جاتا ہے تو کفن پر ایڈریس لکھ رہے ہیں تاکہ پارسل صحیح مقام پر پہنچ جائے۔

تو ان کو بتایا کہ یہ معاملہ فرشتوں کے ذریعہ ہوتا ہے فرشتے اس میں غلطی نہیں کرتے...... یہ تم کیوں لیبل لگا رہے ہو...... اور کھانا کھلانا ہے غریبوں کو ایصال ثواب کیلئے...... وہ کہتے ہیں کہ جب تک اس پر لیبل نہ لگایا جائے...... یعنی کھانے کے اوپر پڑھا نہ جائے قرآن کریم ...... نہ پڑھا جائے...... تو اس کا ثواب فوت شدگان کو نہ پہنچے گا...... تو یہ قرآن پاک پڑھنا یہ اس پر لیبل لگانا ہے تاکہ پہنچ جائے ...... اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتے وہ مخلوق ہیں جو تمہارے لیبل لگانے کے محتاج نہیں ہیں۔

مولوی احمد رضا خاں سے پوچھا گیا کہ کھانے کو ختم کے وقت آگے رکھنا کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بے کار ہے...... تو معلوم ہوا کہ یہ اندر سے خود بھی مانتے ہیں کہ یہ بے کار ہے...... لیکن آگے رکھنا کیوں ہے؟ ہم نے ان کے مولویوں سے بھی بے تکلفی سے پوچھا کہ بھائی تم کھانا آگے رکھ کر دعا کیوں مانگتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ جب خوشبو آتی ہے تو دل لگا رہتا ہے۔

سوال: جنازے کے وقت اذان دینے کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: اذان وہاں دینا ہوتی ہے جہاں نمازیں بھی معاف ہو چکی ہوتی ہیں...... نمازیں اس وقت تک فرض ہیں جب تک انسان مرا نہیں...... اور جب انسان مرجائے تو وہ اس وقت مکلف نہیں ہے...... اب اس پر نماز فرض نہیں جب تک باہر رہا تو اس وقت تک اس پر کسی نے اذان نہیں دی...... سوائے ولادت کی اذان کے...... اور جب مرگیا اس پر تو نماز ہی فرض نہیں...... اس پر اذان دینا کیوں ہے؟

جن کے زندوں میں اذانیں نہ رہیں پھر وہ قبروں کی اذانیں دیتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے حضرت شاہ صاحب سے پوچھا گیا کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں تو زندے بھی نہیں سنتے...... میں پکارتا رہا بحر و بر میں...... صحراؤں میں...... میری کسی نے نہیں سنی...... میری تو زندہ نہیں سنتے مردے کیا سنیں گے؟ میں نے شاہ صاحب کا جواب نقل کر دیا۔

واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

سود کی لعنت

خطبہ:

الحمد للّٰہ وکفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصا علٰی سیّد الرسل و خاتم الانبیاء وعلٰی الہٖ الاتقیاء واصحابہ الاصفیاء ......

امابعد...... فاعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیم...... بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم......

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا م...... وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا...... (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۷۵)

قال النبی ﷺ...... لعن اللّٰہ اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ والشاھدین ...... اوکما قال النبی ﷺ ......

تمہید:

برادران اسلام...... حضرات علماء کرام واجب الاحترام...... بزرگان قومٔ سامعین عزیز...... دوستو اور بھائیو!

آپ نے اپنے ہاں فائدے کے لئے ایک لفظ بنا رکھا ہےیعنی...... آپ کے ہاں اپنے فائدے کے لئے ایک لفظ رائج ہے ''سود'' ...... کہتے ہیں کہ ہم علاج کراتے گئے لیکن سود مند نہ ہوا...... سود مند ہونے کا معنی کیا ہے؟ کہ فائدہ والی بات ہونا...... تو سود مند کا لفظ جو آپ نے وضع کیا...... تو آپ نے پہلے ہی ذہن میں یہ بات رکھ لی کہ فائدہ سود میں ہی ہے...... ورنہ سود مند کا محاورہ اس قوم میں کبھی آ سکتا تھا؟ (نہیں) کہ جو سود کو حرام سمجھے...... بات کیسے کہے کہ علاج کیا لیکن سود مند نہ ہوا...... ایسی نصیحتیں کیں بہت سود مند ہوئیں یہ محاورہ تو آپ کے

لئے سود مند نہ ہوا...... تو سود مند کے معنی؟ (فائدہ) فائدہ بخش، تو کیا آپ کے پاس فائدہ کے کیا یہی لفظ رہ گیا تھا؟

الفاظ کے ساتھ تاریخ وابستہ ہے:

جب بھی یہ کبھی لفظ سامنے آتا تو میں حیران ہوتا ہوں کہ کتنا جلی طور پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا...... تو میں نے جن جن کو سمجھایا کہ ہم میں یہ کیا غلطی آنکلی ہے...... تو انہوں نے تسلیم تو کیا لیکن میرا سمجھنا بھی سود مند نہ ہوا۔

ہم وہ لفظ اختیار کر لیتے ہیں۔ جن کے ساتھ کوئی تاریخ وابستہ ہو...... تو انگریزی تہذیب کے سائے میں...... یعنی انڈیا میں United India میں...... جب ہم اور انڈیا ایک تھے اور اس وقت انگریزوں کا دور دورہ تھا...... تو ہر وہ شخص جو کبھی مسلمانوں کی عظمت علمی کی طرف یاد دلا دیتا تھا یہ اس کی عظمت کی تاریخ میں ایک شہادت موجود تھی ہم نے اس لفظ کو بھی عام کر دیا اور اس کو بڑا غلط استعمال کیا۔ مثلاً

مسلمانوں میں سیاسی طور پر سب سے اونچا لفظ عظمت والا...... لفظ کیا ہے؟ خلافت...... خلافت کے سائے میں تمام اسلامی صوبے اکٹھے ہوتے ہیں تو خلافت میں جتنی سیاسی قوت ہوگی...... جتنی طاقت ہوگی...... اس اتحاد میں اتنی برکت ہوگی...... تو اس کے سائے میں سارے مسلمان جمع ہونگے...... خلافت کے علاوہ کوئی لفظ اب سیاسی طور پر عظمت والا ہو سکتا ہے؟...... (نہیں)

لیکن ہم نے اپنے ہاں یہ دیکھا کہ خلیفہ کا لفظ جو بڑی عظمت کا حامل تھا ...... یہاں لوگوں نے اسے کس طرح استعمال کیا انگریزی دور میں کیا بال کاٹنے والے بار بر کیلئے یہ لفظ خلیفہ آتا رہا کہ نہیں؟ آپ میں سے جو لوگ پرانی روایات کو جانتے ہیں...... ان کو پتہ ہے کہ پنجاب میں اپنے عہد غلامی میں خلیفہ کا لفظ کن

کے لئے استعمال کیا گیا؟ (نائی کے لئے) اتنا اونچا لفظ وہ نائی پر کیسے آ گیا؟...... آپ کی نہیں مگر انگریز کی بڑی باریک اور بڑی دور کی سوچ رہی کہ جن جن لفظوں کی عظمت انسانوں کے دماغوں پر لہرا رہی ہے......ان الفاظ سے اس عظمت کو سلب کر لو......تاکہ دماغوں میں ان کی کوئی عظمت نہ رہے......اور مسلمان ہی اپنے تاریخ رفتہ کے تصور سے کبھی سر نہ اٹھا سکیں۔

اس سوچ کے ساتھ یہ لفظ اس طرح استعمال کیا گیا کہ خلیفہ کے معنی ہوں نائی کے...... کنھوں نے کہا؟ مسلمانوں نے کہا...... خلیفہ بڑا اونچا لفظ تھا......لیکن یہ مانا گیا نائی کے معنی میں ...... ہندوؤں میں خلیفہ کا لفظ نہیں تھا......تو ہندوؤں کو کہا تم نے نائی کو بلانا ہو تو تم کہو کہ راجہ آ گیا ہے...... تو راجہ معنی تھا خلیفہ کا...... تو مسلمانوں میں جو بھی خلیفہ ہوا' اسے بال کاٹنے والے نائی کے طور پر سمجھو...... اور ہندوؤں میں جو راجہ ہو......اسے بھی اس آئینہ میں دیکھا جائے کہ اس کا نتیجہ نائی ہو۔

کوئی حجام دوست بیٹھا برا محسوس نہ کرے۔ ہم ان پر تنقید نہیں کر رہے ......کسی کو گرا نہیں رہے...... لیکن اگر نائی کہا بھی تھا......تو پھر نائی کو تو اتنی عزت دو کہ وہ بھی انسان ہے اور وہ اپنی روزی محنت سے کماتا ہے مگر ہم لوگوں نے نائی کو عزت یہ دی کہ کسی گرے انسان کے لئے محاورہ اپنا لیا!

''تو بندہ ایں کہ نائی''

تو نائی کے لئے جب وہ لفظ لائے تو اس کے لئے اتنی عزت بھی نہیں کہ اس کو بندہ کہیں اس کے بجائے کہا کہ تو ...... بندہ ایں کہ نائی......یعنی نائی بندہ ہی نہیں ہوتا، تو یہ جو الفاظ کا کھیل ہے...... اچانک ہمارے......

ایوانوں میں

صحنوں میں

کیا اپنی تاریخی عظمت کھونہیں گیا...... جو جو لفظ اسلامی عظمت کے حامل ہو سکتے تھے۔ان کو بگاڑا گیا......اور اسے حقارت کے بیانوں میں اتارا گیا۔

اور ہمارے ہاں عربی میں جو بڑا عالم ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں ''ملا'' ملا عبدالرحمان جامی...... ملا علی قاری...... بہت بڑا عالم تو اسے ملا کہتے ہیں جب اس لفظ کو بگاڑا گیا تو اسے ملاں کہا گیا......پھر اسے یہاں تک استعمال کیا کہ جہاں کہیں ''مولوی'' آجائے......تو پھر ملاں بھی نہیں کہتے ہیں ''ملنغا'' آگیا ہے۔

جن الفاظ کے ساتھ مسلمانوں کی تاریخ وابستہ تھی اور کچھ عظمت تھی...... احترام تھا......اسے ایک ایک لفظ کو بگاڑا گیا...... انہی میں سے ایک یہ تھا کہ تم اپنے گھروں میں فائدے کے لئے لفظ سُود قبول کرلو......تو کوئی بات سودمند ہوئی کہ نہیں؟ بات سمجھ میں آئی ہے؟ (جی)

ہمیں عربی میں پڑھتے ہوئے کبھی کوئی مثال دینی ہوتی ہے تو کیا کہتے ہیں؟ کہ زید آیا اور بکر گیا......تو 5 نام تاریخی حیثیت سے بڑے عظیم تھے...... زید معلوم ہے کس کا نام تھا؟ یہ جامع قرآن جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قرآن لکھا......حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) یہ بہت اونچے آدمی ہیں۔

انہوں نے حضور ﷺ کے زمانے میں بھی قرآن کی خدمت کی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں بھی یہ خدمت کی

حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں بھی قرآن کی خدمت کی

حضرت عثمان غنی ؓ کے زمانے میں بھی یہ خدمت سرانجام دی

اور تم اس لفظ کو اتنا زبان پر لائے کہ زید آیا...... بکر گیا...... اور خالد بھاگ گیا...... جو خالدؓ بن ولید کسی میدان سے نہیں بھاگا...... وہ تمہاری گرائمر کی

مشقوں میں بھاگ گیا...... بکر گیا کہہ کر تم اپنے آپ کو ابوبکر سے فارغ سمجھنے لگے ...... ایک ایک لفظ کی عظمت دبائی جارہی ہے...... اور آپ اپنی سوسائٹی میں اپنی تہذیب پر غور نہیں کرتے...... آپ کو کہاں سے کہاں لے جارہی ہے۔

میں ایک سفر کی بات کرتا ہوں پچھلے سال یہاں میں نے وعدہ کیا ہوا تھا اچانک بیمار ہونے کی بناء پر میں آنے سے رہ گیا...... اور قاری صاحب نے میرے آنے پر بڑا اصرار کیا...... کہ جس طرح بھی ہو پہنچیں ...... بخار کی حالت میں پہنچا...... اور اب جب میں پاکستان آیا اور قاری صاحب ملنے آئے...... تو میں نے ان کو پہلے ہی کہا کہ اس وقت مجھے......

آپ کی طلب
دوستوں کی پیاس
اور محبت کا انداز

خوب یاد ہے اس کا اثر ہے اب میں الحمدللہ تندرست ہوں...... تو اب میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں...... انہوں نے اس ٹائم کو بہت سودمند جانا کہ اس نے ٹائم دے دیا تو سودمند سہی...... میں نے کہا کس موضوع پر بات ہو کہتے ہیں سود ہی سہی...... تو اب میں سود کے بارے میں کیا کہوں میں تو آپ سے پوچھ پوچھ کر چلوں گا۔

یہودیوں اور مسلمانوں کا نظام معیشت:

آپ میں سے جو حضرات گاڑی چلانا جانتے ہیں...... اور انہوں نے کار گاڑی وغیرہ رکھی ہو...... وہ یہ بتائیں کہ جس گاڑی کا انجن ڈیزل کا ہو...... اس میں پٹرول ڈالیں تو گاڑی چلے گی؟ ...... (نہیں)...... اور جس کا انجن پٹرول والا ہو ...... اس میں کوئی ڈیزل ڈالے تو چلے گی؟...... (نہیں)...... جیسی گاڑی ہو گی اس

کے مطابق عمل ہوگا...... ڈیزل اور پٹرول کی لائنیں تو بالکل مختلف ہیں۔

یہودیوں کا مالی اور معاشی نظام چل رہا ہے سود پر...... یہ امریکہ اور برطانیہ بلکہ پورے یورپ میں ایک جن بنا ہوا ہے...... جس کے سایہ میں سب مجنوں ہیں...... یہ ایک نظام ہے اس میں سود فٹ ہے...... اور یہی اس گاڑی کا پٹرول ہے...... ایک ہمارا نظام ہے مسلمانوں کا...... اس میں سود فٹ نہیں...... آپ کہتے ہیں کہ نظام تو وہی رہے اور سود بدل جائے...... یہ کبھی ہوا ہے؟ (نہیں) پٹرول کی گاڑی ڈیزل سے چلے اور ڈیزل کی گاڑی پٹرول سے چلے یہ کبھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

یاد رکھو! سود ایک مسئلہ نہیں...... سود ایک نظام کا ہے' ایک پورا نظام ہے اور جس کو کہتے ہیں ''اسلامی نظام'' یہ بھی ایک پورا نظام ہے اس میں استعمار نہیں ...... اس میں غریب اور نادار بھی پورے اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں...... سودی نظام اور اسلامی نظام زندگی کے دو موضوع ہیں...... ہم اپنے موجودہ نظام کو کس طرح تعبیر کریں کہ یہ ایک اسلامی نظام ہے...... اس میں نظام سود ایک مستقل موضوع ہے...... اور اسلام میں سود حرام ہے وہ مہاجنوں کا ہو یا بینکوں کا...... اور آج کل تو ہمسائے بھی ہمسایوں کو سود پر قرض دے رہے ہیں...... پیش نظر رہے کہ ہمارے اسلامی نظام میں سود حرام ہے...... اور ایک نظام ان کا ہے...... جس میں سود کا ایک مقام ہے۔

آپ مسئلہ پوچھتے ہیں قاری صاحب اس نظام سے سود سے کیسے بچیں؟ آپ اس استعمار میں سود سے بچیں...... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورا نظام وہی ہو پرانا ...... نظام انگریز والا ہو اور اس کار میں جو ڈیزل کی تھی پٹرول ڈال دو...... اور ہم سود سے بچ جائیں...... اگر ہمیں سود کی لعنت سے نکلنا ہے تو پورے کے پورے نظام کو

بدلنا ہوگا......ہم ڈیزل کی کار میں پٹرول ڈال کر اپنے بینک نہیں چلا سکتے۔

روپے کا سفر:

ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں...... میں سفر کر کے آ رہا ہوں تو سفر کی مثال یاد آ رہی ہے...... ایک شخص نے ایک مزدور کو مکان پر لگایا...... مزدور سارا دن کام کرتا رہا...... شام کو مالک نے سو دو سو روپے نکالے اور وہ مزدور کے پاس پہنچ گئے......روپے کس کے تھے؟ (مالک کے) پہنچے کس کے پاس؟ (مزدور کے) اب وہ جو روپیہ سو دو سو جو اس سے نکلا اور اس دوسرے کے پاس پہنچ گیا...... اس روپے نے سفر کس پر کیا؟ محنت پر...... جب انسان چلتا ہے گاڑی پر یا کار پر...... سفر تو ہوتا ہے تو روپیہ مالک کی جیب سے نکلا اور مزدور کی جیب میں گیا...... تو روپے نے سفر کس پر کیا؟ اس کو معاشی زبان میں کہتے ہیں۔ (Labour) یعنی اس نے سارا دن محنت کی...... بوجھ اٹھایا...... مزدوری کی......تو وہ جو روپیہ مالک کی جیب سے نکل کر آیا...... وہ لیبر پر سواری کرتا ہوا آیا...... اور مزدور کے پاس پہنچ گیا۔

آپ میں سے کئی ہیں جو دکان سے چل کر آئے ہیں...... دکان بند کر کے آئے ہیں...... آپ صبح کو اپنی دکان پر بیٹھے اور آپ نے جو کچھ کمایا......وہ گاہکوں سے کمایا...... جو روپیہ ان کی جیبوں سے نکلا......وہ دکان دار کی جیب میں پہنچا......تو اس روپے نے سفر کیا تجارت پر۔

پہلی صورت کیا تھی؟ سفر کیا تھا اس نے لیبر پر...... اور دکان دار کو جو ملا اس نے سفر کیا تجارت پر۔

اور آپ کو مہینے کے بعد تنخواہ ملی تو جو روپیہ تنخواہ کا تھا...... آپ کی جیب میں پہنچا سفر کر کے ملازمت پر تو اس روپے نے ملازمت پر سفر کیا اور اس طرح وہ

آپ کی جیب میں پہنچا' تو روپیہ......

کبھی سفر کرتا ہے لیبر پر

کبھی سفر کرتا ہے تجارت پر

کبھی سفر کرتا ہے ملازمت پر

ملازمین کو جو رقم ملتی ہے مہینے کے بعد...... انگلینڈ میں ہفتے کے بعد ملتی ہے تو وہ رقم حکومت کے خزانے سے یا کسی کمپنی کے خزانے سے نکلی...... اور پہنچی ملازم کے ہاں...... تو اس نے سفر کس پر کیا؟ ملازمت پر...... مزدور کو جو رقم ملی اس نے کس پر سفر کیا؟ لیبر پر...... اور دکان دار کو جو ملا اس نے سفر کیا تجارت پر۔

ایک آدمی راتوں رات امیر ہو گیا...... صبح کے وقت کچھ نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ امیر کیسے ہو گیا؟ کہ جی والد صاحب فوت ہو گئے...... والد صاحب ہیں مالدار...... اور وہ جو فوت ہوا وہ سارا روپیہ کس کو مل گیا؟ بیٹے کو...... تو وہ راتوں رات امیر ہو گیا...... تو والد صاحب کے مرنے پر جو روپیہ اس کو ملا...... اس روپے نے سفر کیا کس پر؟ وراثت پر۔

تو معلوم ہوا کہ روپیہ جب ایک جیب سے نکلے اور دوسرے کی جیب میں آئے تو......

کبھی وہ وراثت پر سفر کرتا ہے

کبھی وہ ملازمت پر سفر کرتا ہے

کبھی وہ مزدوری پر سفر کرتا ہے

کبھی وہ تجارت پر سفر کرتا ہے

تو سفر جب وہ کرے کسی کے اوپر سفر کرے تو یہ جو راتوں رات امیر ہو گیا اس نے کس پر سفر کیا؟ ......(وراثت پر)

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ آجائے...... پہلے ہوتا تھا کہ پیر صاحب آگئے...... مرید نے مصافحہ کیا...... اور مصافحہ کر کے ہی ایک لفافہ نذر عقیدت کر دیا...... وہ روپیہ مرید کی جیب سے نکلا اور پیر صاحب کی جیب میں چلا گیا...... اس نے سفر کس پر کیا؟ اس نے سفر کیا عقیدت پر...... عام اصطلاح میں اس کو نذرانہ کہتے ہیں...... اور ہم اس کو کہتے ہیں کہ اس نے محبت کے طور پر ہدیہ دیا......تو اب وہ روپیہ کس پر سفر کر کے پیر صاحب کے پاس پہنچا؟ (نذرانے پر)

تو اب میں نے پانچ چیزیں عرض کیں...... روپیہ جب ایک طرف سے سفر کرتا اور دوسرے کے پاس پہنچتا ہے۔

یا لیبر سے

یا ہدیہ سے

یا تجارت سے

یا ملازمت سے

یا وراثت سے

پھر کبھی کسی کو زکوٰۃ اور صدقہ سے بھی کچھ رقم مل جاتی ہے...... اس رقم نے سفر کیا خیرات پر...... یہ ہمارے ذرائع آمدنی کے چھ نمبر ہیں...... لیبر اور ملازمت کو ایک کھاتہ سمجھ لیں تو یہ کتنے ہوئے پانچ؟ ہمارے اسلام کے ارکان بھی پانچ ہیں۔

اللہ پر ایمان ہے

فرشتوں پر ایمان ہے

کتابوں پر ایمان ہے

پیغمبروں پر ایمان ہے

یوم آخرت پر ایمان ہے

ہمارے اعمال کا نقشہ بھی پانچ پر ہے...... ہمارا جو عمل عبادت ہوگا اس نے یہ پانچ نام پائے۔

نماز کا

زکوٰۃ کا

روزوں کا

حج کا

جہاد کا

یہ پانچ عبادتیں ہیں جو مشہور ہیں...... بنی الاسلام علی خمس ...... ان میں سے پہلا ایمان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے...... یہ اپنے ایمان کی شہادت ہے...... اس لئے میں نے اس کو ذکر نہیں کیا پیچھے کیا رہ گیا۔

نماز

روزہ

حج

زکوٰۃ

جہاد

یہ پانچ عبادات ہیں...... اسلام میں عام ذکر چار کا ہوتا ہے...... لیکن ہیں ''پانچ'' پانچویں کا ذکر اس لئے نہیں کہ کبھی جہاد ہوتا ہے کبھی نہیں...... لیکن چار تو لازماً ہیں...... عبادتیں کتنی ہوئیں ؟ پانچ ......عقائد کی بنیادیں کتنی ؟ پانچ اور مالیات کے سفر بھی پانچ......

پہلا	....	لیبر
دوسرا	....	تجارت
تیسرا	....	وراثت
چوتھا	....	ہدیہ
پانچواں	....	خیرات

ہدیہ بھی جائز

لیبر بھی جائز

ملازمت بھی جائز

وراثت بھی جائز

تجارت بھی جائز

تو یہ پانچ بنیادیں کس کی ہیں؟......(مالیات کی)......جس طرح ہمارے اخلاق کی پانچ بنیادیں ہیں......

صداقت

عدالت

شجاعت

عفت

بصیرت

یہ بھی پانچ ہیں......تو میں اس وقت آپ کے سامنے ایک یہ تصور پیش کر رہا ہوں کہ مال ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف جائے تو اس کے لئے کچھ ضابطے چاہیں میں نے پانچ راستے بتائے...... چند راستے نہیں بتائے ڈاکہ سے بھی مال ایک طرف سے نکلتا ہے...... اور دوسری طرف جاتا ہے...... میں نے وہ ذکر

نہیں کیا چوری...... دھوکہ یہ ذکر نہیں کیا...... میں صرف جائز صورتیں بتا رہا ہوں کہ مال جب ایک طرف سے آیا......اور دوسری طرف گیا......تو کسی چیز پر سفر کرتا ہے یا نہیں؟ ......(کرتا ہے)......

سود کا سفر:

میرا ایک سوال ہے کہ سود جو ہے اس میں ایک طرف کا مال نکلتا ہے...... اور دوسرے کے پاس جاتا ہے...... اس نے قرض لیا تھا ''100 روپیہ'' اور واپس اس کو دینے پڑے ''110'' تو جو دس دینے پڑے ایک کی جیب سے نکلے...... دوسرے کی جیب میں آئے اس دس نے سفر کس پر کیا؟

اس دس نے سفر کیا اس مال پر جو اس نے قرض لیا تھا......تو سو کیا ہے؟ یہ ہے رقم...... یہ کیا ہے؟ دولت؟ یہ کیا ہے؟ **Amount** اور دس کیا ہے؟ یہ بھی **Amount** ہے......تو اگر دولت سفر کرتی ہے...... تجارت پر تو تجارت ایک غیر چیز ہے...... ملازمت پر وہ بھی ایک علیحدہ چیز ہے...... ملازمت بھی اس کے علاوہ ہے...... وارثت اس کے علاوہ ہے...... ہدیہ اس کے علاوہ ہے......اور خیرات بھی اس کے علاوہ ہے......تو سفر کرتے ہوئے ایک اصول ہمارے سامنے ہے کہ سوار اور سواری میں فرق ہو...... روپیہ جب بھی سفر کرے تو کسی دوسری چیز پر کرے خود روپیہ پر اس کا سفر نہ ہو۔

آپ کار میں بیٹھتے ہیں آپ سوار ہیں وہ سواری ہے
آپ گھوڑے پر بیٹھے ہیں آپ سوار ہیں وہ سواری ہے
آپ سائیکل پر بیٹھے ہیں آپ سوار ہیں وہ سواری ہے

تو آپ جب سفر کرتے ہیں مختلف سواریوں پر......تو سوار اور سواری میں فرق ہے یا نہیں؟......(ہے)......اب

روپیہ اور ملازمت میں

روپیہ اور وراثت میں

روپیہ اور لیبر میں

روپیہ اور ہدیہ میں

روپیہ اور تجارت میں

فرق ہے...... یا نہیں ان تمام صورتوں میں روپیہ اپنے نمبر پر سفر کر رہا ہے...... لیکن سود وہ لعنت ہے کہ جو اپنی جنس پر سواری کرتا ہے کہ روپے پر روپیہ چڑھ کر آرہا ہے...... اس کو کہتے ہیں ''غیر فطری نظام'' اپنی جنس پر سواری غیر فطری نظام ہے۔

جب بھی سود کے ذریعہ مال آتا ہے ایک طرف سے دوسرے پر؟ تو کس طرح آتا ہے؟ اس نے

سواری لیبر پر کی	....	نہیں
سواری تجارت پر کی	....	نہیں
سواری ملازمت پر کی	....	نہیں
سواری وراثت پر کی	....	نہیں
سواری ہدیہ پر کی	....	نہیں
سواری خیرات پر کی	....	نہیں

اس نے سواری کس پر کی؟ رقم پر...... جب روپیہ روپے پر سفر کرتا آئے تو سمجھو کہ فطرت بدل گئی نظام فطرت بدل گیا............ تو سود میں جو سب سے بڑی لعنت ہے وہ یہ کہ نظام فطرت کے خلاف ہے۔ روپیہ روپے پر سفر کرتا ہوا آتا ہے۔

فطری راہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو فطرتی راہیں بنائی تھیں...... پھیلائی تھیں وہ سب اپنی جگہ فطرت کے مطابق ہیں...... اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہ زمین ہے اس پر محنت کرو...... تجارت ہے...... التاجر الصدوق الامین ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کرنے والا اگر صادق ہو اور امین ہو تو انبیاء کے ساتھ اٹھایا جائے گا...... صدیقین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

تو دوستو...... عزیزو بھائیو! جب یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ سود کا نظام ایک غیر فطری نظام ہے اور آپ کا دین...... دین فطرت ہے...... تو اسے دین فطرت میں یہ غیر فطری نظام کیسے جگہ پا سکتا ہے...... معلوم ہوا کہ یہ وہ گاڑی ہے اور یہ وہ انجن ہے کہ پٹرول ہے تو ڈیزل نہیں پڑ سکتا اور ڈیزل ہے تو پٹرول نہیں پڑ سکتا...... سارا نظام وہی رہے جو پچھلا ہے...... اور صرف سود درمیان میں بدل جائے یہ کبھی ہو سکتا ہے؟...... (نہیں)...... اگر آپ کسی طرح اس کی صورت بدل بھی دیں تو اس کی روح پھر بھی قائم رہے گی...... اور اس غیر فطری معاشی نظام میں غریب اور نادار کو کبھی سکون مہیا نہ ہو سکے گا۔

اس لئے آپ کی اپنی طرف سے پکار یہی ہونی چاہیے...... کوشش یہی ہونی چاہیے کہ سارا نظام بدلے...... اس نظام میں سود کو ترک کر کے آپ جو صورت بھی نکالیں اس کے در پردہ پھر بھی سود کی لعنت آ جائے گی...... گو فقہی طور پر ہم اس جملہ سے سود کے نام سے بچ جائیں۔

لطیفہ:

ایک شخص روزوں سے بہت بھاگتا تھا...... تو اس نے کوشش کی کہ کسی

طرح اس پر روزہ رکھنا فرض نہ ہو اس نے مسئلہ سنا ہوا تھا...... صوموا لرویۃ الھلال ...... کہ جب رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو......تو اس نے قصد کر لیا کہ سارا مہینہ چاند دیکھوں گا ہی نہیں ...... جب لوگوں نے کہہ دیا کہ رمضان آ گیا...... لیکن وہ نیچے نگاہ کر کے چلتا تھا......کہ کہیں چاند پر نظر نہ پڑ جائے اگر نگاہ اوپر گئی تو روزہ فرض ہو جائے گا......تو بہت نیچی نگاہ کر کے چلتا تھا......اور بہت بزرگ معلوم ہوتا تھا...... جو ہمیشہ اپنی نگاہ نیچی رکھتے ہیں۔

ایک رات آنکھ لگی تو پرانے زمانے میں مٹکے گھروں میں رکھے ہوئے ہوتے تھے تو اس سے پانی پینے کے لئے اس نے مٹکے کا ڈھکنا اٹھایا تو چاند اس کے اندر دیکھا...... سارا مہینہ ایسے رہا' بچتا رہا...... جب چودھویں پندرہویں تاریخ آئی تو چاند کو اس بڑے مٹکے میں اترے پایا......اس کو غصہ تھا' ڈھکن اٹھایا اور اس کو مارا کہ میں اتنا بچتا تھا یہ یہاں بھی آ گیا...... اب بے شک وہ مٹکا توڑ دے چاند تو نظر آ گیا......تو کہا کہ میں مومن ہوں مسلمان...... اور انشاء اللہ روزے رکھوں گا اب حجت پوری ہو چکی ہے کہ چاند دیکھ لیا۔

ہمارا دین' دین کامل ہے:

میں کہتا ہوں کہ آنکھیں بند کرنے سے اور نیچے رکھنے سے کیا فطرت کی تعزیریں رد کی جا سکتی ہیں؟ ......(نہیں)...... آپ سے اتنی گذارش ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا دین...... دین کامل ہے...... اور دین کامل وہ ہے کہ جس کے سارے پہلو کامل ہوں...... صرف ہمارے ہاں نظام عبادات ہی نہیں صرف ہمارے ہاں نظام عقائد ہی نہیں...... ہمارا نظام معیشت بھی پورا نظام معیشت ہے ......اور ہمارا اقتصادی نظام اور اخلاقی نظام......سب اپنی جگہ کامل ہیں......تو ہم جب کہتے ہیں کہ یہ دین کامل ہے تو اس کا مطلب یہ کہ ہر شعبہ جو ہے اس کا......

ہر شاخ جو ہے اس کی...... وہ کامل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمارا دین کامل ہے صرف مسجد تک؟......اس وقت ایک بڑی کوشش ہورہی ہے کہ علماء کو کہا جائے کہ دین کو مسجدوں اور مدرسوں تک محدود کردو۔

نمازیں پڑھو .... کوئی نہیں روکے گا

روزے رکھو .... کوئی نہیں روکے گا

تو دین کو مساجد اور مدارس تک محدود کردو اس کا معنی کیا ہے؟ اس کا معنی یہ کہ

دین کی کوئی آواز کورٹ میں نہ جائے

دین کی کوئی آواز اسمبلی میں نہ جائے

دین کی کوئی آواز نظامِ تعلیم میں نہ جائے

دین کی کوئی آواز بیوروکریسی میں نہ جائے

تمام اطراف سے اس حق کی آواز کو روکنے کے لئے اور بند کرنے کے لئے سکیمیں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں۔

آپ حضرات اس پر ذرا غور کریں کہ اپنا عقیدہ کیا ہے؟ کہ ہمارا دین دین کامل اور مکمل ہے اور یہ زندگی کے ہر دائرہ کو حاوی ہے۔

تو میں ایک عقیدے کی بات کہا کرتا ہوں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو گویا ہم اقرار کرتے ہیں...... کہ یہ دین کامل ہے اس کا...... ہم نے کلمہ پڑھا ہے بتاتے ہیں یہ دین صرف ایک ملک کے لئے ہے یا ساری دنیا کے لئے ہے؟...... (ساری دنیا کے لئے)......تو ایک وقت کے لئے یا ہمیشہ کے لئے؟...... (ہمیشہ کے لئے)...... یہ مسجد یا مدارس کے لئے یا زندگی کے تمام دائروں کے لئے؟...... (تمام دفاتر اور اداروں کے لئے)...... جہاں جہاں زندگی گھومتی ہے...... جہاں

جہاں زندگی گردش کرتی ہے...... وہاں وہاں دین کی راہنمائی لازمی ہوگی...... تو اگر یہ عقیدہ ہو کہ دین کامل ہے اور یہ زندگی کے ہر باب میں راہنمائی بخشتا ہے تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ اس کا معاشی نظام بھی کامل ہے اور اس غیر فطری سودی نظام کی کوئی جگہ نہیں...... اب ہم یہ نہ سوچیں کہ نظام تو یہی ہے استعمار کا اور پھر ہم سود سے کس طرح بچ جائیں؟

سود حرام ہے؟

تو اگر آپ کا عقیدہ ہی اس کی ضرورت کا ہے اس کی حرمت کا ہے نہیں...... تو اب میں لاکھ آپ کے سامنے بیان کروں کہ سود حرام ہے...... تو حرام کہنے سے تو کیا یہ سوسائٹی سے رخصت ہو جائے گا؟ اس کا جنازہ اٹھ جائے گا؟ اب بھی مسلمان بحمد للہ سود سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ مجبور ہوتے ہیں...... بینک کی طرف جانے میں یہ کیوں؟ وہ سوچتے ہیں کہ بینک میں مال جمع نہ کرائیں تو چوروں کے پاس چلا جائیگا' اگر بینکوں میں جمع نہ ہو تو کہیں اور جمع ہونے کیا کوئی صورت ہے؟...... (نہیں)...... چوروں کے پاس کوئی بھی مال جمع نہیں کرائے گا...... وہ بینکوں میں جمع کراتے ہیں صرف مال کے تحفظ کی خاطر...... ورنہ ہر مومن ہر بندہ اس کی حرمت کا اقرار کرتا ہے۔

لیکن الحمدللہ اب بھی لاتعداد ایسے مسلمان ہیں...... کہ جب وہاں سے ان کے پاس سود آتا ہے...... تو وہ سود کھاتے نہیں...... اپنے اوپر استعمال نہیں کرتے اس کے لئے مسئلہ کیا ہے؟

کہ جس کے پاس مال حرام ہو...... فسبیل التصدین تصدقه من غیر ان یثاب علیه ...... تو جس کے پاس مال حرام آجائے...... اس کو صدقہ کر کے ختم کرو...... لیکن عقیدہ ہو کہ اس پر مجھے ثواب نہیں مل رہا...... تو اس پر جو عذاب ملنا

تھا...... سود کی لعنت کا اب اس سے وہ چھوٹ گیا یہ بھی خدا کی رحمت ہے......
ثواب اس پر ملے جو اپنے پاس سے دے جو اس کا ہے ہی نہیں اس پر ثواب کیسا؟ تو جس نے ثواب کے عقیدے سے کسی مفلس نادار کو سود کی رقم دی وہ سود خور ہی رہا...... اس لعنت سے نہ نکل سکا۔

سائل کا سوال اور حضرت کا جواب:

ایک شخص مسئلہ پوچھنے آیا کہنے لگا کہ چوری کے مال پر...... مشتبہ مال پر ...... ڈاکے کا مال ہو...... تو اس پر زکوٰۃ ہے؟ اس کی ساری محنت اسی پر تھی کہ مال اس نے بہت جمع کیا ہوا تھا...... لیکن وہ خرچ نہیں کرنا چاہتا تھا...... میں نے اس سے کہا کہ مقامی علماء سے پوچھو...... ہم تو مسافر ہیں تو کوئی ایسا مسئلہ ہو خاص...... تو وہ تو بیشک پوچھو...... لیکن عام مسائل تو مقامی علماء سے پوچھنے چاہئیں۔

اس نے کہا پھر بھی...... میں نے کہا کہ کسی سے پوچھا تھا؟ کہتا ہے "ہاں" پوچھا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ نہیں...... اس پر زکوٰۃ نہیں...... تو میں نے کہا کہ میرا فتویٰ ہے کہ اس پر زکوٰۃ ہے...... کہنے لگا اچھا اس پر زکوٰۃ ہے کتنی؟ میں نے کہا کہ جو مال ہے حلال اس پر ہے ڈھائی فی صد اور اگر حرام ہو تو سو فی صد...... حرام مال جس کے پاس ہو وہ اس کی زد سے نکل جائے اس کی لعنت سے نکل جائے "مبارک" ہے۔

تو اب جب میں نے کہا تو بجائے اس کے مانے کہتا ہے اس میں کوئی اختلاف بھی ہوگا؟...... مطلب یہ کہ کوئی اختلافی بات ہو...... تو پھر میرا کام بنے ...... میں نے کہا ہاں اختلاف ہے وہ یہ کہ تمہارے پاس جتنا مال حرام ہے تو زکوٰۃ میں سارا دے دے ورنہ تو پکڑ سے بچ نہیں سکے گا...... اگر تجھے پتہ ہو کہ جن کا وہ روپیہ ہے وہ زندہ ہیں...... تو پہلے ان کا حق ادا کرو...... سو فی صد زکوٰۃ بعد میں......

اتنا ہی اختلاف ہے تو اس کا بھائی کہنے لگا کہ بھائی صاحب پوچھو ہی نہ اور مصیبت پڑے گی...... پہلے جو میں نے پوچھا تھا اور مصیبت آ گئی۔

لطیفہ:

(قاری صاحب) کسی کے ہاں کوئی مہمان گیا تو گھر والے نے پوچھا ٹھنڈا پئیں گے یا چائے؟ تو اس نے بڑا جامع جواب دیا...... کہنے لگا اب تو میں ٹھنڈا پیوں گا...... چائے کھانے کے بعد...... اس نے ایک ہی فقرے میں تینوں باتیں پوری کر دیں...... تو پرانے لوگ تو بڑے عزت والے ہوتے تھے...... ایک دفعہ جب زبان سے کہہ دیا تو پورا کرتے تھے وہ پریشان تو ہوا...... کہ میں نے سوال کیوں کیا ہے؟ لیکن پھر نیت کر لی کہ کہ پورا کروں گا...... غصہ تو تھا...... کہنے لگا کہ کھانے کی آپ نے بات کی ہے...... ہمارے بچے تو سب کھانا کھا چکے ہیں ...... اب کوئی وقت نہیں آپ کے لئے صرف پکانا ہے کیونکہ آپ نے کھانا کھانا ہے ...... بتائیں چاول کھائیں گے یا روٹی کھائیں گے؟ وہ کہتا ہے اب روٹی' چاول شام کو...... اب اس نے کہا اور مصیبت پڑی...... اس کی بیوی اشارہ کر رہی ہے کہ بے عقل نہ پوچھ اور مارا جائے گا۔ اب اس نے عہد کر لیا کہ اور نہیں پوچھنا کسی طرح اس مصیبت کو سنبھالو۔

تو میں نے تو کہہ دیا کہ جس کے پاس مال حرام ہو زکوۃ میں کتنا دینا پڑیگا "سوفی صد" اب اس نے پوچھا کیا اس میں کوئی اختلاف ہے؟ میں نے کہا "ہاں" اگر ان کے وارث' مالک جن کے ہاں تو نے ڈاکہ مارا...... جن کو تو نے دھوکہ دیا ...... وہ زندہ ہوں یا تیری رسائی میں ہوں...... پہلے حق ان کا ادا کرو...... وہ نہ مل سکیں تو پھر اس مال کی سوفی صد زکوۃ دو...... تو بھائی اس کا سمجھدار تھا۔ اس نے کہا چلو مسجد سے چلیں پوچھیں ہی نہ ذرا سی بات پوچھ لی...... اور مصیبت آ گئی...... یہ

مولوی بھی عجیب ہیں...... بات بات میں مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں...... بھلا سو فیصد زکوۃ بھی کسی پر فرض ہو سکتی ہے؟

سود کے بارے میں خدائی فیصلہ:

ہم عقیدہ درست کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام پر مکمل یقین اور اعتماد ہے **This is a complete faith, full faith, for all the zone, in all response, In all the times to comeand in all walls of our life** ہمارا عقیدہ اس پر بھی پختہ ہونا چاہیے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور یہ دور کے لئے ایک مکمل لائحہ عمل ہے۔ اور اگر آپ خود ہی کہیں کہ ہمیں اعتماد نہیں مثلاً۔

ایک آدمی کہتا ہے کہ جب سود پر رقم کسی کو دی جائے تو دوسرے کو فائدہ تو پہنچتا ہے تو اگر کہہ دیا کہ اس فائدے میں سے وہ دس ہمیں بھی دے دے۔ تو اس میں کیا حرج ہے؟ جس طرح سود ہے اسی طرح یہ سودا ہے...... جس طرح بیع ہے اسی طرح یہ دس روپے کا نفع ہے...... ظاہراً یہ اسی طرح ہے۔

اب ایک مسلمان جب اس کو یہ بات کہی جائے یوں بات کہے کہ......

انما البیع مثل الربوا ...... بیع جو ہے وہ بھی سود کی طرح اب اس کے ساتھ کیا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟ قرآن کریم کہتا ہے...... وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا...... بیع کو زمین و آسمان کے مالک نے حلال کہا اور سود کو حرام کہا۔ جب خدا نے فیصلہ کر دیا کہ بیع اور ہے سود اور ہے...... تو یہ لوگ جو اس قسم کے قیاسات دوڑاتے رہتے ہیں کیا مسلمان رہ سکتے ہیں؟

مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ بیع اور سود بالکل دو راہیں ہیں...... فَمَنْ جَاءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ...... جو رک گیا اس فیصلے کے

بعد...... وہ اللہ تعالیٰ کا فضل پا گیا...... لیکن جو اس پر اکڑ گیا کہ بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں...... کیا وہ خدا کی بات سے نہیں ٹکرا رہا کیا یہ فرق تھوڑا ہے کہ ایک کو خدا کہتا ہے...... ''حرام'' اور ایک کو کہتا ہے ''حلال'' تو یہ کیسے ہوگا؟ کہ دونوں ایک جیسے ہوں یہ اسی صورت میں ہوگا کہ ہمارا ایمان' ایمان ہی صحیح نہ ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں سود کو حرام کہا ہے...... اب کسی مسلمان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کہے کہ سود حلال ہے یا یہ حلال ہونا چاہیے؟ (نہیں) اگر کہے کہ حلال ہے یہ کفر ہے اور حلال ہونا چاہیے یہ بھی ''رضا بالکفر'' جس نے یہ کہا کہ سود حلال ہو...... یہ بھی کفر کی منا ہے...... میں کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان ہو...... نماز بھی پڑھنے والا ہو...... لیکن اگر ایک دفعہ بھی اس کی زبان سے نکلا کہ سود حلال ہے...... تو یہ مسلمان نہیں رہا...... حتیٰ کہ سود کھانے والے جو ہیں وہ بھی اسے گناہ سمجھتے ہیں...... اور اسے گناہ کہنے کی وجہ سے شاید کبھی بخشے بھی جائیں...... لیکن جس نے کہہ دیا کہ یہ سود حلال ہے یا حلال ہونا چاہیے...... وہ کبھی بخشا نہیں جائے گا...... وہ اسلام کے دائرہ سے نکل گیا...... قرآن نے جب کہہ دیا...... وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط...... بیع جائز ہے اور سود حرام ہے اب دونوں کسی طرح ایک نہیں ہو سکتے۔

اب قاری صاحب نے یہ عنوان رکھ دیا اشتہار میں...... مجھے خوشی تھی کہ مسجد سراجاں میں جب حاضری ہوگی تو میں لوگوں سے ایک صورت عمل۔ پوچھوں گا کہ کیا تم نے اسمبلی میں جا کر اس سودی نظام کو بدل دینا ہے؟ اگر آپ نے یہ سودی نظام بدلنا ہے تو میں آپ کو سمجھا دیتا ہوں کہ سود کیا ہے؟ اور اگر آپ نے بدلنا نہیں........... وہاں جانا ہی نہیں...... وہ لوگ وہاں گئے ہوئے ہیں...... ان لوگوں نے اپنا نظام پہلے ہی مغربی بنایا ہوا ہے اسلامی نہیں...... اور وہاں جائے گا

وہی جس کے پاس اتنی دولت ہو...... تو آپ بتائیں کہ کیا آپ وہاں چلے جائیں گے؟ آپ کے پاس اتنی دولت ہے کہ اس نظام میں چلے جائیں گے...... ہے نا دولت؟...... (ایک شخص نے کہا کہ دولت نہ ہو لیکن ارادہ تو ہو) (حضرت نے جواب میں فرمایا) نہیں ارادہ وہاں ہوتا ہے جب اسکے لینے کی کوئی کوشش میں ہو یہ کام صرف ' ارادہ پر نہیں ہوتے...... ارادہ تو بہت لوگوں نے کیا نہیں پہنچے...... انہوں نے نظام ہی ایسا بنایا ہوا ہے کہ ئی وہاں مشکل ہی سے پہنچ سکے...... مثلاً کوئی شخص الیکشن لڑنے کے لئے درخواست دے وہ پہلے اتنی رقم جماعت کے پارٹی ٹکٹ کیلئے جمع کرائے...... تو جماعت کے لئے جو رقم دیں گے ٹکٹ انہی کو ملے گا ...... اور اسمبلی میں بھی وہی جائیں گے...... اور آپ اور ہم انشاء اللہ یہیں بیٹھے سود کو حرام کر رہیں ہونگے وہاں جہاں قوم کا مستقبل بدل سکتا ہے وہاں بظاہر ہم جانہیں رہے تو بات اصل میں یہ ہے کہ ہم اس نظام باطل کو بدلنا چاہتے ہی نہیں۔

میں آپ سے واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اسمبلی میں جاتے ہیں...... ان ممبران کا کبھی کوئی جلسہ کرنا اور کبھی کوئی میٹنگ کرنا اور کبھی کوئی اجتماع کرنا...... اس کی آپ نے کبھی ہمت کی؟...... تو جنہوں نے نظام بدلنا ہے ان کو ہم سمجھائیں کہ اس کو بدلیں...... کیا اس کی آپ نے کبھی ہمت کی؟ یہاں سمجھ میں تو وہی آیا ہے...... جس نے وہاں نہیں جانا...... اور جنہوں نے اس نظام کو بدلنا ہے یا وہ اسے بدل سکتے ہیں...... انہوں نے ہمارے پاس آنا نہیں...... اور آپ نے جانا نہیں...... ناراض نہ ہوں میں توجہ اس طرف دلا رہا ہوں کہ ایک پورے کا پورا نظام ہے ہمارا...... جس کو کہتے ہیں ''اسلامی نظام'' اور ایک پورے کا پورا دوسرا نظام ہے جس کو کہا جاتا ہے۔ (Imperialism) کا نظام یعنی دولت کا نظام۔

ہم نے ممبران اسمبلی تو بدلتے دیکھے موسم بھی بدلتے دیکھے

لیکن ہم نے انگریز کا قائم کردہ نظام اب تک نہیں بدلا

کارواں آتے رہے جاتے رہے

ہم فریب راہنما کھاتے رہے

جو بھی آیا آواز دینے والا۔ ہم نے ان کی آوازیں بھی سنیں اور آتے جاتے کارواں بھی دیکھے۔ اور ایسے ایسے لوگ دیکھے کہ جن کی توبہ بھی اگر ہو تو مکے میں جا کر ہو تو ہو...... انہیں یہاں توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔

سود کھانے والے کے لئے خدائی عذاب:

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے ہمیں آنکھیں دی ہیں ہوش دیا ہے اور ایمان بھی دیا ہے دو باتیں ہیں......

ایک نظام ہے .... یہودیوں کا

ایک نظام ہے .... مسلمانوں کا

اس میں پہلے میں مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا...... وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط...... جو لوگ سود کھاتے ہیں...... لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط...... قبروں سے جب لوگ اٹھیں گے تو سود خور معلوم ہے...... قبر سے کیسے اٹھے گا؟ وہ سر مارتا ہوا آئے گا...... جس طرح اسے جن چمٹا ہوا ہو...... گھروں میں جسے جن چمٹا ہوا ہو...... وہ سر مارتا ہے...... سود خور اسی طرح قبر سے نکلے گا...... اللہ نے قرآن میں کہا............ لا یقومون...... وہ کھڑے نہ ہوں گے...... اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط...... وہ مگر اس طرح اٹھے گا جس طرح سر مارتا ہوا آتا ہے...... وہ جسے جن چمٹا ہوا ہو۔

اللہ نے قرآن میں جو بات کہی کیا یہ غلط ہو سکتی ہے؟ (نہیں) ہر بات

ناممکن، ممکن ہو جائے لیکن خدا کے وعدے ٹلتے نہیں...... یہاں ''دیر تو ہے اندھیر نہیں'' ہم لوگ اس کو سمجھتے نہیں اور جو شخص سر مارتا ہوا آئے گا...... قبر سے نکلے گا کیا معنی؟ کہ جو سر مار رہا ہے...... اس کو کوئی ہوش ہوتا ہے؟ (نہیں) جس کو جن چمٹا ہوا ہو وہ جب آئے تو اسے کوئی پکڑ بھی لے...... اور پوچھے کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں یمن سے آیا ہوں...... جن اس میں بولتا ہے...... یا کہے گا کہ میں کابل سے آیا ہوں...... لوگ کہتے ہیں...... یہ اپنے احساسات میں نہیں ہے...... وہ سمجھ نہیں رہا تو جس کو جن چمٹا ہوا ہو وہ اپنی بولی بولتا ہے یا یمن کی؟ (یمن کی) اس کا دماغ اپنا ہے یا یمن کا؟ (یمن کا) زبان اس کی ہے مگر اس کے پیچھے بولنے والا کوئی اور ہے۔

یاد رکھو! جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا دماغ اپنا نہیں کسی اور کا ہے...... جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کی دماغی قوتیں سلب ہو چکی ہیں...... دماغ ان کے ماؤف ہو چکے...... وہ لقمہ بنے ہوئے ہیں کسی دوسری قوم کے ہاتھ...... اور وہ قوم دنیا کو سود پر نچا رہی ہے...... آپ امید ان لوگوں سے کرتے ہیں کہ نظام بدلیں گے جن کا دماغ ہی اپنا نہیں اور اس طرح اپنا نہیں...... جس طرح کسی کو جن چمٹا ہوا ہو...... سود خور کی مثال قرآن نے یہ دی کہ وہ اس طرح اٹھیں گے جس طرح کہ کسی کو جن چمٹا ہوا ہو...... یَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ O ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا...... انہوں نے اپنی زبان سے کہا تھا کہ

سود میں اور

تجارت میں

میں کوئی فرق نہیں...... یہ انہوں نے اپنی زبان سے کہا تھا تو سود خور کے بارے میں ایک بات کا پتہ چل گیا کہ اس کی عقل کام نہیں کرتی...... دماغ اس کا

ماؤف ہوتا ہے...... اب دماغ ماؤف ان کا کس نظام نے کیا؟ وہ یہودیوں کے نظام نے کیا...... اب خود ہی سوچیں کہ یہودیوں کے نظام میں اسلام کا کام کیسے ہو سکے گا؟ اس کی ایک ہی صورت نکل سکے گی کہ سرمایہ دار جو اپنی رقم پر بڑھوتی قرض کے آخر میں لیتا ہے وہ یہ بڑھوتی پہلے سے لیا کرے...... اور وہ چیزوں کی قیمت بڑھا کر وہ یہ رقم اسے قرض بلا سود دے رہے...... دیکھئے نظام ہی استعمار کا رہا...... اور قیمت پر یہ بڑھوتی سود بھی نہ رہی...... ہم استعمار کا نظام نہیں بدل سکتے...... تو چلو ایک حیلہ ہی کر لیں۔

خدائی عطائیں:

میں اس مسئلہ کو چھوڑ کر ایک ضمنی بات کہتا ہوں اگر ہم صرف پاکستان کے رہنے والے اتنی بات پر آ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو اتنی وافر دولت دی کہ ضرورت کی ساری چیزیں یہ ملک خود Provide کر سکتا ہے...... کسی باب میں ہو یہ ملک اپنی ساری ضروریات پوری کر سکتا ہے...... اب اتنی بات ہو جائے کہ یہ ملک اور اس کے حکمران باہر سے قرضے نہ لیں تو سود کے مٹنے کے آثار پیدا ہوں گے...... اب ہمارا مال اتنا سود کے قرضوں کی واپسی پر باہر نہیں جاتا جتنا صرف سود پر جاتا ہے...... ہم جو بڑی بڑی رقمیں ملین اور بلین باہر Pay کر رہے ہیں...... وہ سارا Pay کر رہے ہیں جو اس کا سود بنتا ہے اور وہ جو ہم نے ادھا لے کر کھایا تھا...... ابھی پورے کا پورا باقی ہے...... وہ سود ہی ہماری کمر توڑ گیا...... اب اصل مال ہم کب واپس کر سکیں گے؟ اس کا پتہ ان بڑے بڑے پیروں سے پوچھیں جو غیب کی خبریں دینے میں اپنے علاقے میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

اب آپ لوگ اخبارات پڑھتے ہیں اور اخبار والے بھی کیا کرتے ہیں؟ بڑی خوشی سے یہ خبر شائع کرتے ہیں اتنا قرضہ مل گیا...... اتنا قرضہ مل گیا اور جو

قرضے دیتے ہیں۔ وہ خوش ہیں کہ شکار جکڑ لیا۔

ایک مسلمان ملک کو ہم نے جکڑ لیا ہے

اسلام کو ہم نے جکڑ لیا ہے

کلمہ گو کو جکڑ لیا ہے

وہ مسلمان ملکوں کو قرضے دیتے ہیں زیادہ خوش ہو کر کیوں؟ اس لئے کہ کسی قوم کو مارنے کی اس سے بہتر صورت کوئی نہیں...... وہ قرضے دیتے ہیں اور ہم قرضے لیتے ہیں اور اخبار میں جب خبر آتی ہے کہ اتنا قرضہ اور مل گیا...... تو ہمارے کتنے بھائی ہیں جو خوش ہوتے ہیں...... ایمانداری سے بتاؤ مسجد میں بیٹھے ہو...... آپ خبریں پڑھ کر خوش ہوتے ہیں یا نہیں؟...... (ہوتے ہیں)...... تو وہ کس طرح قرضہ ملا...... اسی نظام باطل پر جس کو خدا نے حرام کیا تھا۔

کسی نے دریا میں ڈالی تھی کنڈی اور اس پر کچھ لگایا تھا...... تو جب مچھلی آئی تو کنڈی ہلی، مچھلی خوش کیوں ہے؟ کہ کھانے کو لقمہ مل گیا اور ڈور والا خوش ہے کہ شکار میں آ گئی...... اب یہ ہمیں یہ جو قرضے ملتے ہیں ان قرضوں کی حقیقت یہی ہے کہ

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

ہم غریب ہیں لیکن ایمان میں بھی کمزور ہو چکے...... اتنا بھی اگر ہمارا ایمان ہو کہ ہم اعلان کریں اپنی طرف سے کہ بیرونی ملکوں سے قرضہ لینے والی کوئی حکومت بھی ہو ہم اس کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے...... اور نہ اسمبلی میں ایسا ممبر بھیجیں گے جو کسی قرض دوست سیاسی پارٹی کا امیدوار...... یہ بات کہنا کیا ہمارے اپنے اختیار میں ہے...... ہم یہ بات بھی نہیں کہہ سکتے؟ آپ حق کی اتنی بات بھی

کہنے کے لئے تیار نہیں کیوں؟ کیوں کہ یہ نظام سود ہی سے چل رہا ہے...... جب آپ قرضے لے لیں گے تو آپ کی دولت سود کی لپیٹ میں آ جائے گی اور اگر آپ یہ پوچھیں کہ قرضہ لینے کی ضرورت کیا ہے؟......تو ان سیاسی لوگوں کا جواب یہ ہوگا کہ اس کے بغیر ہم اپنے عیاشی کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے...... یہ ملک ہماری بنیادی ضرورتیں تو پوری کر سکتا ہے مگر ہمیں عیاشی نہیں کروا سکتا......تو اللہ کے بندو کچھ سوچو! اللہ نے

آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں
دماغ سوچنے کے لئے دیا ہے
کان سننے کے لئے دیئے ہیں

قدرت نے یہ چیزیں ہمیں استعمال کے لئے دی ہیں یا سنبھال کر رکھنے کے لئے؟ تم نے عقل بالکل سنبھال کر رکھی ہوئی ہے کام نہیں لینا......اللہ تعالیٰ نے عقل استعمال کیلئے دی ہے......سنبھال کر رکھنے کے لئے نہیں...... اب آپ نے پڑھا ہوگا کہ پچھلی حکومتوں کی کتنی دولت باہر کے ملکوں میں ملی ہے...... باہر کے بینکوں میں کتنی گئی؟ بہت زیادہ، ہم شمار ہی نہیں کر سکتے...... دولت بہت زیادہ گئی تو ہم جو قرضے یہ باہر سے لیتے رہے......وہ اپنی اسی دولت کو بڑھانے کے لئے لیتے رہے یا اپنی بنیادی ضرورتوں کے لئے اور ملک بنانے کے لئے؟ (دولت بنانے کے لئے) اگر اِس ملک کو ضرورت ہوتی...... اتنی بڑی بڑی رقمیں باہر جمع نہ ہوئی ہوتیں...... وہ پیسے ملک پر لگتے......لیکن جب ملک پر نہیں لگے......معلوم ہوا کہ ملک الحمدللہ خود کفیل ہے...... یہ جو قرض تم لے رہے ہو یہ باہر لگ رہے ہیں۔

انگریز کی تمثیل:

میں ابھی دو ہفتے قبل انگلینڈ سے آیا......تو ایک انگریز نے کہا کہ میں بھی

پاکستان جانا چاہتا ہوں...... میں نے کہا کہ تم کس لئے جانا چاہتے ہو؟ کہنے لگا خدا دیکھنا ہے...... میں نے کہا کہ خدا تو ہر جگہ ہے......تو تو وہاں کیا دیکھے گا؟ نہیں...... نہیں ہے تو ہر جگہ لیکن پاکستان میں کچھ زیادہ ہی ہے...... میں نے کہا کہ پاکستان میں زیادہ کیسے ہے؟ پڑھا لکھا سمجھدار آدمی تھا...... کہنے لگا کہ پاکستان کے حالات اور حکمرانوں کے حالات اور ان کے ملک کی دولت کو باہر بھجوانا اور وہاں بڑے بڑے محلات بنانا...... یہ واقعات اتنے سامنے آ چکے کہ اب کسی اپنے پرائے کو اس میں کوئی شک نہیں رہا...... اتنی دولت باہر گئی اور پاکستان کے عوام کو برابر بے وقوف بنایا جاتا رہا اس کے باوجود پاکستان زندہ ہے تو مجھے یقین ہوا کہ وہاں خدا ہے تو میرا ارادہ ہوا کہ میں جا کر خدا کو دیکھوں...... تمثیل میں اس نے ساری بات کہہ دی کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں خدا کو دیکھنے کیلئے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ جو کچھ ہمارے ساتھ حکمرانوں نے کیا...... یہ رعیت پروری رہی یا اپنی ذخیرہ اندوزی...... میں اس وقت ان کے سامنے ان کو برا نہیں کہہ رہا...... نہ اس کا کوئی فائدہ ہے...... حکمرانوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے اور میں آپ کو صورت حال بتلا رہا ہوں کاروائیاں اپنی جگہ...... لیکن اس کے باوجود آپ کا خیال ہے کہ کیا ان حالات میں پاکستان رہ سکتا تھا؟...... (نہیں)...... اتنا کچھ ہو چکا کہ باہر کا رہنے والا مبصر یقین نہیں کر سکتا کہ پاکستان بچ سکتا ہے...... لیکن اس کے باوجود پاکستان ہے تو اس انگریز نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے پیچھے خدا ہے...... تو میں چاہتا ہوں کہ پاکستان آ کر خدا کو دیکھوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں موقع دیا...... کم از کم اپنے عقیدے میں تو ہم درست ہو جائیں کہ جب کوئی حکومت کہے کہ بیرونی قرضوں کے ساتھ ہم نے حکومتیں قائم کرنی ہیں...... تو آپ سمجھیں کہ یہ سب سودی نظام کا اپنا دائرہ ہے۔

جس میں ہم مکھیوں کی طرح جکڑے ہوئے ہیں...... یہ ہمارا نظام زندگی نہیں یہ سودی نظام ہے۔

امریکہ کا ہے

برطانیہ کا ہے

سوئٹزرلینڈ کا ہے

برادران اسلام! اگر آپ سود سے بچنا چاہتے ہیں تو صرف یہاں جلسہ کر کے آپ اس سے بچ سکیں گے؟ ہرگز نہیں...... الحمدللہ بہت سے مسلمان یہاں ملے انہوں نے کہا کہ ہم پیسے بینک میں رکھتے ہیں...... تحفظ کے لئے' لیکن سود جو ملے ہم لیتے نہیں...... میں نے کہا کہ پھر بھی تم اس نظام میں کسی درجہ میں تو حصہ دار بن گئے...... لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے مال کے تحفظ کے لئے بھی بینکوں میں نہ جائیں تو پھر ہر روز ہر گلی اور محلے میں ڈکیتیوں کا نہ رکنے والا ایک سلسلہ چل نکلے گا...... اور ہم اپنا مال بچاتے بچاتے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

سود نہ کھاؤ خدائی فیصلہ:

ایک شخص نے کہا کہ قرآن شریف میں یا حدیث میں کہاں ہے کہ سود نہ لو...... میں اس کے سوال پر حیران ہو گیا...... تو اس وقت کوئی آیت یا حدیث ذہن میں نہ آئی...... میں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہے کہ سود نہ لو...... لیکن البتہ یہ ہے کہ سود نہ کھاؤ...... لَاتَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً...... اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ...... تو یہ ہے کہ سود نہ کھاؤ...... یہ نہیں کہا کہ سود نہ لو...... کیونکہ جو چیز لی جائے...... اس کا کوئی نشان پھر بھی باقی رہ جاتا ہے...... اور جو کھائی جائے اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔

جو چیز لی جائے .... اس کا نشان باقی

جو اوڑھ لی جائے .... اس کا نشان باقی
جو گھر بنا لیا جائے .... اس کا نشان باقی
جو کھا لیا جائے .... اس کا نشان باقی نہیں رہتا

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ تعبیر اختیار کی کہ سود نہ کھاؤ، یعنی سود جب تم لو گے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہنے والا...... سود کی بناء پر لمبی امیدیں نہ بناؤ...... سود سے بنی چیزیں باقی نہ رہیں گی کسی جاندار میں برکت نہ ہو گی یہ اسی طرح ہو گا جیسے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی...... چیز کھائی جائے کیا کوئی کھائی چیز باقی رہتی ہے؟ (نہیں) تو سود لینے والوں کو اس طرح تعبیر کیا کہ یہ سود کھانے والے ہیں ان کی سب جاگیریں اور باغات بے نشان ہیں...... آپ جلدی دیکھیں گے کہ ان کی یہ سب شوکت ایک ڈھلتی کا سایہ ہے۔

تو جو سود کھائے کیا وہ سود پر لمبی بہاروں کو سوچ سکتا ہے؟...... (نہیں) ...... اولاً دیکھیں ہمارے ہاں ایک بات بڑی عام کہی جاتی ہے...... لیکن بڑی پریشان کن ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ کاروباری ایسے ہیں کہ ہمیں کہتے ہیں کہ آؤ ...... ہم مل کر مضاربت کے طور پر اپنے کام کو چلائیں...... تو میں نے کہا پوچھنے والوں کو کہ ہاں بھائی چلا لو...... کہتے ہیں نہ...... نہ یہ جو جتنے بھی مشورہ دینے والے ہیں...... وہ مال کھانے والے ہیں...... ان کو پتہ ہوتا ہے کہ اس کے پاس جمع ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جمع کیوں ہو...... وہ کہتے ہیں کہ آؤ ہم کام کریں...... اور جب کام پر مال لگا تو ان بددیانت ہاتھوں میں گیا کہ پھر اس کا کہیں نام ونشان نظر نہ آیا یہ ایک ایسا سفر ہے کہ جس میں جاتے ہوئے تو کئی دیکھے گئے...... واپس آتا ہوا کوئی نہیں دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ نہیں جب ہزاروں ڈاکو بیٹھے ہیں کاروبار کے نام پر...... مال لینے والے اور چلانے والے...... ہم ان پر اعتماد کر کے اپنے

مال کو کیسے بچالیں...... اگر ہم بینکوں کو استعمال نہ کریں...... تو ہمارا مال کسی طرح بچتا نہیں...... تو یہاں مولانا ایسی مصیبت دیکھی کہ جس کے پاس مال ہے...... وہ کہتا ہے رکھوں کہاں؟ اور جس کے پاس نہیں وہ کہتا ہے کھاؤں کہاں سے؟ کھانے والا کہتا ہے کھاؤں کہاں سے...... اور مال والا کہتا ہے اسے رکھوں کہاں؟ اس کو رکھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی...... اس کو کھانے کے لئے نہیں ملتا...... ان پریشان کن حالات میں ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اسے آخرت کے بینکوں میں جمع کرا دو...... اسے مساجد اور دینی ادارہ پر لگا دو۔

میں اس موقع پر صرف یہ کہوں گا کہ ایک تو ہے تھیوری کہ سود حرام کیوں ہے؟ اس کا تعلق ہے پڑھنے سے...... اس پر کتابیں ہمارے پاس لکھی ہوئی ہیں...... میں نے پہلے کہا کہ جس شخص نے کہا کہ سود حلال ہے یا سود حلال ہونا چاہیے یا یہ سود جو بینکوں میں ملتا ہے سود نہیں ہے...... وہ مسلمان نہیں رہا...... اس پر اپنی جگہ ہم پکے ہیں' دوسرا یہ کہ یہ جو سود کی لعنت ہم پر مسلط کی جا چکی ہے...... یہ اس نظام کی طرف سے ہے جو نظام باطل ہے...... یہ یہودیوں کا نظام ہے میں نے ایک مثال دی تھی کہ جس گاڑی کا انجن پٹرول کا ہو وہ ڈیزل سے چلتی نہیں...... اور جس کا ڈیزل کا ہو...... وہ پٹرول سے چلتی نہیں......

ہمارا نظام اور ہے

یہودیوں کا نظام اور ہے

ہمارا سارا نظام خلافت سے لے کر تعلیم تک ایک مستقل نظام ہے......

جب تک یہ پورا نظام نہ بدلے صرف سود سے ایک حیلہ سے نکل کر ہم اسلامی معاشی نظام قائم نہ کر پائیں گے...... سود کی ظاہری شکل بدل بھی دو تو اس نظام میں آپ دیکھیں گے کہ امیر زیادہ امیر ہوتا جا رہا ہے...... اور غریب زیادہ غریب ہو رہا

ہے......تو جو تبدیلی غریبوں کی قسمت کو نہ بدل سکے...... ہم اسے اسلامی معاشی نظام کیسے کہہ سکتے ہیں...... اسلام آئے گا تو پوری بہار کے ساتھ آئے گا...... یہ کیا کہ نظام تو ان کا ہو اور اس میں تو سود سے بچ جاؤ یہ کیسے ہو سکے گا...... نظام ان کا ہو اور تم سود سے جان چھڑالو...... یہ نہیں ہوسکتا.......... نظام آئے گا...... تو پورا آئے گا...... یہ جزدی طور پر نہیں آئے گا...... آپ کو میں نے نصیحت کے طور پر کہا...... یہ بات میں آپ سے ہی کہہ رہا ہوں کہ جو حکومتیں باہر کے ملکوں سے قرضے لیتی ہیں...... وہ ملک کی خیر خواہ ہیں یا نہیں؟ (نہیں) کیا وہ اسلامی نظام زندگی...... اسلام نظام معیشت کی حامی ہیں یا نہیں؟ (نہیں) تو اتنے حکمران آئے......اور بڑے بڑے دعوؤں کے ساتھ آئے کہ آپ سمجھیں اب اسلام آ رہا ہے...... اور اسی طرح ہمیں چھوڑ کر گئے...... جس حال میں ہم پہلے تھے...... ہمیں ان کی قیادت میں کچھ نہ ملا۔

حکمران آتے رہے جاتے رہے
ہم فریب راہنما کھاتے رہے

اب بھی آپ کو پتہ نہیں چلا کہ اس میں ہمارا قصور کتنا ہے؟ ہم لوگ خود ان کے کرتے ہیں...... یہ جا کر ہم پر سودی لعنت مسلط کرتے ہیں...... ہم کہتے ہیں کہ گناہ گار وہی ہیں ہم تو بچے ہوئے ہیں...... یہ ایک مغالطہ ہے جو شیطان نے ہمیں دے رکھا ہے...... سرمایہ دارانہ نظام کو باقی رکھنا اور سمجھنا کہ ہم سود کی صرف صورت بدلنے سے سود کے فاسد اثرات سے بچ سکیں گے...... یہ ایک خام خیالی ہے۔

مسئلے کی بات:

سوال: بینک میں ملازمت کرنی کیسی ہے؟

جواب: اس کا ہمارے بزرگوں نے دیا کہ جو بینک سودی نظام پر مبنی ہے حتی الوسع

اس کی ملازمت نہ کرو یہ مکروہ ہے...... اپنا روپیہ تم رکھ سکتے ہو تحفظ کی نیت سے...... وہاں سے جو سود ملے وہ...... فسبیلہ التصدیق غیر ان ثیاب علیہ...... وہ آپ صدقہ کر سکتے ہیں...... بغیر اس کے کہ ثواب تمہیں ملے...... لیکن ملازمت وہاں کرنا ...... اس کے کاروبار میں شریک ہونا یہ ان سے تعاون ہے پورا...... اور اس میں کوئی شک نہیں۔

لیکن ہم نے اپنے بعض استادوں سے یہ سنا کہ اگر مہنگائی کا دور ہو اور کسی کو نوکری نہیں مل رہی وہ اس نیت سے نوکری کرے کہ جونہی اور جگہ نوکری ملے گی...... میں اس کو فوراً چھوڑ دوں گا...... اور اگر آپ نہ کریں تو پھر کوئی نہ کوئی قادیانی تو کرے گا نا...... ان کو آدمی مل جائے گا نظام تو جوں کا توں رہا...... آپ کے علیحدہ بیٹھنے سے اس نظام باطل پر تو کوئی اثر نہ آیا...... تو اس مجبوری کے حالات میں آپ یہ ملازمت کر سکتے ہیں...... اس نیت کے ساتھ کہ جونہی کوئی اور ملازمت ملے...... اسے تم چھوڑ دو گے...... جب یہ نیت ہو گی تو اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا ......لیکن ساری عمر اسی نظام باطل سے چمٹے رہنا...... اور نسلاً بعد نسل اس دائرے میں گرے رہنا اس میں ہرگز کوئی خیر نہیں ہے۔

حیلے بہانے نہ کرو:

اور حیلے بہانے کرنا جس طرح ایک مولوی صاحب نے انڈیا میں یہ حیلہ کیا تھا میں نام نہیں ان کا لیتا کہ زکوٰۃ کس پر ہے سونے پر...... کس پر ہے چاندی پر...... سامان تجارت پر...... یا غلے پر...... یہ مختلف جنس ہیں...... پوچھا کہ کاغذ پر بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کاغذ پر نہیں...... بڑے خوش ہوئے...... کہنے لگے کہ میرے پاس اتنے نوٹ تھے...... اب زکوٰۃ نہیں دینی پڑے گی کیوں؟ اس لئے کہ نوٹ کاغذ کے بنے ہوتے ہیں...... انہوں نے پہلے ہی تمہید باندھ لی

کہ کاغذ پر زکوۃ نہیں اور نہ سمجھے کہ یہ نوٹ گو خود مال نہیں...... لیکن یہ مالِ کی ایک رسید تو ہے جس سے آپ حکومت سے وہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس مولوی صاحب نے ایک بڑا حلقہ اپنے گرد جمع کر لیا...... سب کہنے لگے دیکھو کتنا اچھا دین ہے کہ مال بھی پاس رہے اور زکوۃ بھی نہ آئے۔

اس فرقے کے سربراہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ اس نے زندگی بھر ایک پیسہ زکوۃ نہیں دی...... ان باتوں کو کہتے ہیں حیلے' آپ حیلے کے ساتھ وقت گزار سکتے ہیں لیکن اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے...... ایک دن آنے والا ہے جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو تو اس کا انجام بھی دیکھنا ہوگا......من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ......

جس ملک میں مہنگائی اتنی ہو کہ غریبوں کو روٹی تک میسر نہ آتی ہو ان ملکوں میں حکمران سرمایہ داران اور افسر صاحبان اگر عیش کی زندگی بسر کریں...... یعنی خوش حال کی زندگی بسر کریں تو وہ قوم کے ساتھی اور نمائندے نہ ہوئے ضرورت تھی کہ خرچ کم کیے جائیں...... سب سے پہلے گورنمنٹ اور یہ افسر خود اپنی جگہ سے نیچے آئیں اور اپنے خرچ کم کریں اور ارادہ کریں کہ ہم آئندہ باہر سے قرضے نہیں لیں گے...... پھر دیکھو کہ خدا کی نصرت آتی ہے یا نہیں؟ اس میں اس اونچے طبقے کو اپنے معیار زندگی کچھ نیچے کرنا پڑے گا...... اس صورت میں شاید غریب کو کچھ ابھرنے کا موقع ملے۔

قیامت قریب ہے:

اس وقت یہ بات کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے...... وہ پھر بنتا ہے لڑکا...... پھر نوجوان...... پھر جوان...... پھر بوڑھا اور پھر مرنا بھی تو ہے......

مرنے پر کوئی آتا ہی نہیں ......بس بوڑھا کہہ کر ہی خاموش ہو جاتے ہیں' اگلی شق ہے مرنا۔

کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

تو انجام کار کیا ہے؟...... (مرنا)......عقیدہ ہے یا نہیں؟...... (ہے)...... اس طرح یقین کرو کہ اب یہ جہاں بوڑھا ہو چکا ہے...... یہ دنیا ہے یہ جہان بوڑھا ہو چکا ہے اور بوڑھے ہونے کے بعد کیا ہے؟ (مرنا) تو اس جہان کی جو موت ہے ......اس کو علماء کی زبان میں کہتے ہیں ''قیامت'' اب آپ اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ جہان بوڑھا ہو چکا ہے...... اب اس سے لمبی امیدیں کیوں وابستہ کئے ہوئے ہیں اس سے لمبی امیدیں وابستہ نہ کرو......دنیا کے جغرافیا میں ایک جگہ ہے جسے کہتے ہیں ''آئس لینڈ'' آئس لینڈ وہ علاقے ہیں کہ جب سے دنیا بنی وہاں برف ہی برف ہے...... برف پگھلی نہیں جب سے دنیا بنی اس سمندر کا نام آئس لینڈ ہی رہا......وہ خشکی کی طرح ہے......جس کی زمین برف ہی برف ہے۔

اب سود کی حدت اپنا کور بدل چکی ہے......اور سود کی حدت سے وہ برف آہستہ آہستہ پگھلنی شروع ہوئی...... جب وہ سمندر پگھلیں گے اور بنیں گے پانی ......وہ پانی جب ان سمندروں میں آئے گا تو اس کے گرد جو جزیرے ہیں بڑے بڑے وہ سارے کے سارے ڈوب جائیں گے وہ وقت ہوگا......دنیا کے خاتمے کا یہ جہان بوڑھا ہو چکا ہے اور بڑھاپے کے بعد تو مرنا ہی باقی ہے......ہو سکتا ہے اچانک کوئی بگل بج جائے۔

میں کہتا ہوں کہ کشمیر کے مسئلے پر ہی ایک طرف سے اگر ایٹم بم چل جائے تو یہ سارا نظام رہے گا...... (نہیں)...... دنیا اب بالکل آخری لمحے پر ہے

......اب بھی اگر توبہ کرلو تو وقت قریب آ رہا ہے عیسیٰ ابن مریمؑ کے اترنے کا......
اور قیامت کی علامات کبریٰ ظاہر ہوں گی۔

حدیث میں آیا کہ جب یہ دنیا ختم کے قریب پہنچے گی......تو اس وقت قتل عام ہوں گے......یکثر الحرج......اتنے قتل ہوں گے کہ تم گنتے گنتے تھک جاؤ گے......ہم اخبار اب بھی پڑھتے ہیں......بچپن میں بھی ہم پڑھتے رہے......اب بھی پڑھتے ہیں......ہر روز کوئی نہ کوئی قتل کی خبر ضرور ہوتی ہے......اور اگر بندوں کے ہاتھوں قتل نہ ہوں......تو خدا کے ہاتھوں ایسی خبر آتی ہے کہ فلاں جگہ زلزلہ آ گیا......آج کل اخبارات میں موتوں کی رپوٹیں عام آتی ہیں......اور اگر خدا کی طرف سے زلزلہ نہ آئے اور بندے بھی قتل نہ کریں تو ریلوں کے حادثے بھی کچھ کم نہیں......اتنے مارے گئے، اتنے مارے گئے......ان سے بچ جائیں تو ہوائی جہازوں کے حادثے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

ان دنوں موت اتنی جلدی جلدی آ رہی ہے کہ یہ خبریں سوتوں کو جگانے کے لئے اور دلوں کو ہلانے کے لئے کافی ہیں......اب بھی اپنا معاملہ خدا کے ساتھ درست کرلو......اب بھی خدا کے قریب آؤ......ہم دنیا کے لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہیں لیکن اگر یہ نصیحت مانیں نہ اس کے مطابق چلیں تو گویا ہم بھی اپنے دامن کو پاک کرنے کیلئے تیار نہیں......اگر تیار ہیں تو یاد رکھیں! اور عہد کریں کہ اپنے اختیار میں جو ہے اس حد تک تو ہم اس پر عمل کریں اور اس پر پختہ رہیں کہ ہم نے سود نہیں لینا......سود نہیں کھانا۔

ایک سوال کے جواب میں:

ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم نے ایک مخصوص رقم بنک میں جمع کرائی ہوتی ہے اور ہر مہینے اپنی تنخواہ وہاں سے لے آتے ہیں......اور ہماری رقم جوں کی

توں رہتی ہے تو اپنا کام چلانے کے لئے تو کیا یہ جائز ہے؟

نہیں...... جو حرام ہے...... وہ حرام ہے...... سود حرام ہے...... اور حرام قطعی ہے...... جو اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے وہ مسلمان نہیں...... ہمارے بس میں اتنی بات ہے جتنی ہے...... اس پر تو عمل کر دیکھیں...... سارا نظام بدلیں تو اس نظام کے لئے اٹھیں اور تڑپیں...... جو جماعتیں اور جو مفکر قسم کے لوگ اور جو دین دار لوگ نظام کو بدلنے کے لئے کھڑے ہوں...... کم از کم انہیں ہماری حمایت حاصل ہو کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں...... اگر ان کے ساتھ مل کر لڑ نہیں سکتے...... تو ہاتھ تو ان کے ساتھ کھڑا کر سکتے ہیں؟ اور اگر آپ نے کہنا ہے کہ نہیں حکومتیں وہی ہوں کہ جو بیرونی قرضے لیں تو تو میں نے یہ کہا کہ بھائی قرضے نہیں لینے چاہئیں ...... تو ایک شخص کہنے لگا کہ ایک حدیث میں اس کی اجازت ہے اس پر غور کریں ...... میں نے کہا کہ وہ حدیث تمہیں ہی سوجھی ہے ہمیں تو نہیں پتہ...... کہ یہ حدیث میں ہے کہنے لگا۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا...... الحرب خدعة ...... کہ لڑائی میں دھوکہ جائز ہے اس کی عملی صورت یہ ہے کہ ہم ان سے قرضے لیں...... قرضے لیتے جائیں اور ان کو بالکل نہ دیں...... میں نے تقریر کی تھی کہ قرضے نہ لیں...... وہ کہتے تھے قرضے لیں...... اور لیتے جائیں واپس نہ دیں کیوں؟ حدیث میں آیا ہے کہ لڑائی میں دھوکہ جائز ہے۔

میں نے کہا کہ جب تم نہ دو گے...... تو کیا اس سے تمہارا اپنا ملک دیوالیہ نہ ہوگا؟ بین الاقوامی سطح پر ملک کا شمار کہاں ہوگا؟ تو یاد رکھو! کہ پہلے سے ہی کہو اپنی حکومتوں کو...... کہ ہمیں وہ حکومت قطعاً منظور نہیں جو بیرونی قرضے لے...... اندر کے لوگ ہم جانتے ہیں...... ہمارا ملک خود کفیل ہے کہ ہر ضرورت یہاں پوری ہو

جاتی ہے...... اگر یہاں ضرورت پوری نہ ہوتی تو جو قرضے لئے جاتے...... وہ ملک پر خرچ ہوتے...... وہ باہر کیوں جمع ہیں؟

سوئزرلینڈ کے بینکوں میں

لندن کے بینکوں میں

سرے محل میں کیوں جمع ہیں

فلاں محل میں کیوں جمع ہیں

میں باہر کی بات کر رہا ہوں کہ یہ قرضے جو وہاں جمع ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ملک میں ان کی ضرورت نہیں تھی...... اگر ہوتی تو یہاں لگتے...... تو نام رکھتے ہیں کہ ملک کے لئے لے رہے ہیں...... اور جمع ہو گئے وہاں...... اور وہاں جب کبھی کسی کا وقت آ جاتا ہے...... اور اس کا کردار اگلا جاتا ہے تو پھر کہتے ہیں اچھا یہ اتنا مال پاکستان میں تھا کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے رہے اور یہ دولت بھی باہر جاتی رہی...... جواب ملتا ہے کہ ہاں تھا لیکن ہمیں انہوں نے دھوکہ دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سود کی لعنت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

سود سے نفرت اور محبت کیوں؟

انگلینڈ میں ہمارے جو ساتھی گئے ہوئے ہیں اور تو ساری برائیاں ان میں ہیں۔ لیکن وہ سور کم کھاتے ہیں' شراب پیتے ہیں...... سود کا کاروبار کرتے ہیں...... بلکہ تاجر لوگ تو بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ "جس نے اپنے مال سے تجارت کی اس نے خاک تجارت کی" تو بڑے مالدار بھی کہتے ہیں نہیں سود لے کر اس سے تجارت کریں۔

تو میں نے اس پر غور کیا کہ سور اور خنزیر سے نفرت کیوں؟ بہت کم مسلمان ہونگے جو سور کھاتے ہیں...... تو سور سے اتنی نفرت اس لئے ہے کہ

سورٔ کے لفظ سے ہمیں بچپن میں ہی نفرت سکھلائی گئی...... بلکہ اس سے نفرت کرنے کی دوائی ہمیں پلائی گئی...... گھروں میں عورتیں سورٔ کا نام بھی نہیں لیتی تھیں...... بلکہ کہتی تھیں ''باہر والا'' جب بچوں کو مائیں سنبھالتی ہیں تو کہتی ہیں۔

''او جنگلی بلا اے''

مطلب یہ کہ اس کا نام نہیں لینا...... تو ابتداء میں بچوں کے ذہن میں ڈالا گیا کہ یہ چیز اتنی ناپاک ہے کہ نام بھی زبان پر نہ لو...... اور اگر کسی نے زبان سے یہ نام لے لیا تو مائیں کہا کرتی تھیں کہ کلی کر کے آؤ تو جو نفرت ابتداء میں پلائی گئی...... اس کے اثرات اب بھی ہم نے یورپ میں دیکھے...... لیکن سود سے نفرت کرنے کی بجائے تم نے اس لفظ سے محبت کی...... تم نے کہا کسی کا کام ہو جائے ...... وہ سود مند ہو گئے اس لفظ سے نفرت نہیں رہی۔

تو جن چیزوں سے ہم دور رہنے کی کوشش کر رہے ہیں...... پہلے چاہیے کہ ان سے اپنے اندر نفرت ڈالیں گے...... جب نفرت ڈالیں تو اللہ تعالیٰ اس سے بچنا نصیب فرما دے گا۔

بچے جب گالی دیتے ہیں تو ان کو گالی سے نفرت دلانی چاہیے...... ایک باپ ہمارے پاس آیا مانچسٹر میں کہتا ہے کہ ہمارا بچہ ایسا ہے گالی دیتا ہے اسے کچھ دم کر دیں میں نے کہا بہت برا کرتا ہے مگر باپ بڑی خوشی سے کہتا ہے لیکن دیتا انگریزی میں ہے...... یعنی گالی کو گالی نہیں سمجھتے اگر انگریزی میں ہو غیرت جب اس کو نہ ہو تو اور کس کو ہو گی؟ (نہیں)

ایک واقعہ میں نے خود آنکھوں سے دیکھا کہ ایک شخص کا بچہ تھا بہت خوبصورت...... سال کی عمر کا ہوگا...... تو بے تکلفی میں باپ بیٹے کو پیار کر رہا ہے ...... لیٹے ہوئے تھا اپنے گھر میں بیٹا تھا سال کا...... چھاتی پر لٹایا ہوا بڑا خوبصورت

بچہ تھا باپ بڑا بے ساختہ کہہ رہا تھا اس کو نہیں پتہ تھا کہ اور کون کون سن رہا ہے؟ کہتا ہے کہ "کتنا خوبصورت ہے یہ تو کسی انگریز کا معلوم ہوتا ہے"۔

جس قوم کی غیرت ہی اتنی لٹ گئی ہو، بیٹا سامان ہیں تمہاری عزت کا ......جس کی غیرت اتنی لٹ گئی کہ انگریز کا ہی معلوم ہوتا ہے اور یہ خوش ہو رہا ہے ......اس کے بارے میں آپ اور کیا سوچ سکتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ غیر ملکی تہذیب سے بچائے...... (آمین) ......غیر ملکی تہذیب کے بارے میں کہنے والے کہہ گئے ہیں کہ تم اس تہذیب کو برا سمجھتے ہو...... اقبال نے کہا تھا اے اقوام مغرب، مغرب میں رہنے والے لوگو...... اے یورپ کے باشندو...... امریکہ کے رہنے والو! تم جس تہذیب کے پرستار ہو ......جس تہذیب کو لے کر اٹھے ہو وقت آ رہا ہے کہ تمہاری تہذیب اپنے ہی خنجر سے خود ہی خودکشی کرے گی...... دوسرے کو مارنے کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے ...... لیکن اے مغرب کے پرستارو! تمہاری تہذیب کو مارنے کے لئے کسی بیرونی ہتھیار کی بھی ضرورت نہیں...... بیرونی جلاد کی بھی ضرورت نہیں......تمہاری تہذیب اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرے گی کس طرح؟ کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ہمیں اسلام نے جو دولت فراہم کی ہے اور جو عزت دی ہے اور اسلام نے جو ترقی ہمیں عطا کی ہے ہم اس پر غور تک نہیں کرتے...... میں کہتا ہوں کہ ہر طرح کی دولت اسلام کے پاس موجود ہے......لیکن ہم عمل کیلئے آگے نہ بڑھیں اور یقین ہی نہ کریں تو پھر تو ہمارا ہی قصور ہے......اللہ تعالیٰ نے تو اپنے خزانے ہم پر بند نہ کیے۔

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام پر اے اللہ ہم تیرے گھر میں اقرار کرتے ہیں...... ہم تیرے کلام پاک پر پورا اعتماد کرتے ہیں...... یقین رکھتے ہیں اور سود کو ایک لعنت سمجھتے ہیں......... اور حرام سمجھتے ہیں اور جن لوگوں نے بینکوں میں پیسے رکھے ہوئے ہیں اور ان کو سود ملتا ہے وہ اس کو صدقہ کریں وہ سود صدقہ کر کے کسی مسکین کو ملے، کسی محتاج کو ملے...... اس کیلئے حرام نہیں ہوگا...... کیونکہ جو مال ہے اس میں جو حرمت آتی ہے...... وہ ذات میں نہیں اس کے حالات اور اوصاف میں آتی ہے۔

تو یہ جو مال ہے حرام......... جب آپ کے ہاتھوں سے نکل گیا کسی مسکین کو پہنچ گیا تو جب ہاتھ بدل گیا...... ساتھ ہی حکم بدل گیا...... بعض لوگ کہتے ہیں کیسے مانا جائے کہ وہ اس کے لئے جائز ہوگا...... بھائی بات یہ ہے کہ جب کوئی محتاج اور مسکین ہو تو وہ حقدار ہے صدقے کا اور مال حرام جس کے پاس ہو اس کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں...... فسبیله التصدیق...... اس کا حل جو ہے وہ یہ ہے کہ اس کو صدقہ کر دیا جائے...... لیکن صدقہ کرنے والا یہ سمجھے کہ مجھے اس پر کوئی ثواب نہیں مل رہا کہ وہ میرا مال نہیں تھا...... اس عقیدے سے آپ اس سے چھوٹ جائیں گے اور اپنا مال جو ہے اس میں یہ سمجھیں گے اگر زکوٰۃ دیں گے...... ڈھائی فی صد کی شرح سے تو مال پاک ہو جائے گا...... اور اگر زکوٰۃ نہیں دیں گے تو وہ مال بھی ناپاک ہوگا...... تو اپنے مال کو پاک کرو زکوٰۃ دے کر...... حرام مال سے اپنے مال کو بچا کر...... اور یقین کرو کہ اب یہ جہان بوڑھا ہو چکا ہے اور اب بالکل موت کے کنارے پر ہے...... قیامت کے کنارے پر ہے کہاں تک حرام و حلال کی حدوں کو ہم توڑتے رہیں گے۔

جہاں نو ہو رہا ہے پیدا اور عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا رہا ہے قمار خانہ

سوال: قسطوں کا کاروبار کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ سودا دے کر کہتے ہیں نقد دو تو اتنے کا اور دو ماہ کے یا چھ ماہ کے بعد دو تو اتنے کا تو ایک ہی چیز کے دو ریٹ ایک ہی وقت میں لگانا اور دونوں کا ذکر دینا یہ ناجائز ہے...... بالکل ناجائز ہے...... ایک ہی بات کوئی کر رہا ہو تو ریٹ کم ہو یا زیادہ تو اس کے لئے گنجائش ہے...... لیکن اس طرح کے ابھی دو تو اتنا...... اور اتنی دیر کے بعد دو تو اتنا...... تو یہ ہے کہ اس میں سود داخل ہو گیا...... اگر وہ کہے کہ ابھی پیسے دے دو تو اتنے اور چھ مہینوں کے بعد دو تو اتنے تو دونوں ایک ہی مجلس میں ذکر کئے تو اس لحاظ سے وہ ناجائز ہو جائے گا۔

سوال: لائف انشورنس کے بارے میں بتا دیں؟

جواب: یہ لائف انشورنس پالیسی اس میں کسی انسان کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو ملے گا...... تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ مرے ہی نہ یا جتنے عرصے کے لئے اس نے پالیسی لی...... اتنا عرصہ وہ مرے ہی نہ تو پھر اس کے وارثوں کو ملے گا؟...... (نہیں)...... اس کی رقم بہت سی کٹ جائے گی تو اب اُس کو ملے گا یا نہیں ملے گا...... اگر مر جائے پھر تو مزہ آ گیا کہ ملے گا...... تو مال اس طرح مل جائے بغیر محنت کے اس کو ہماری زبان میں کہتے ہیں...... ''جواء''...... جواء کیا ہے کہ مال یکدم مل گیا...... اگر کسی کا انشورنس ہوا اور وہ مر گیا تو یکدم جو مال اس کو ملا یہ کیا ہوا؟...... ''جواء''...... اور جواء کیا ہے کہ خود حرام ہے...... تو یہ جتنی بھی راہیں نکلی ہوئی ہیں...... ساری کی ساری اپنی جگہ ناجائز ہیں۔

سوال: کیا بینک کی نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: میں نے پہلے مسئلہ بتا دیا (سٹیٹ بنک کے بارے میں بتا دیں) سٹیٹ بینک تو جو مرکزی بینک کہلاتا ہے وہ حکومت کی اپنی ذمہ داری میں ہے...... بھائی سارا نظام ایک ہی ہے حتی الوسع اگر انسان مجبور ہے...... ملازمت نہیں مل رہی...... تو اس نیت کے ساتھ عارضی ملازمت کر سکتا ہے کہ جب دوسری ملے گی تو میں چھوڑ دوں گا...... تو اتنی رعایت تو علماء نے دی ہے...... اب ان سے اور کتنی رعایت لینا چاہتے ہو؟

بات یہ ہے کہ یہ مسئلے فقہ کے بڑے باریک ہیں...... کہ جو شخص وہاں ملازمت کرتا ہے اس لحاظ سے تو گناہگار ہے کہ نظام باطل میں شریک ہے...... سودی نظام باطل نظام ہے...... اس لحاظ سے تو وہ غلط ہے کہ ان کے نظام میں شریک ہے، لیکن وہاں کچھ لیبر بھی کرتا ہے یا نہیں؟ جو بینک میں ملازم ہے وہ اس لحاظ سے تو مجرم ہے کہ اس نے سود کے نظام میں شرکت کی...... لیکن جب وہ بیٹھتا ہے اور لکھتا ہے تو یہ لیبر بھی ہے یا نہیں ہے؟...... (ہے)...... رجسٹر لکھتا ہے وقت لگاتا ہے...... محنت کرتا ہے...... ٹائم دیتا ہے تو ٹائم دینا جو ہے اس کا...... اس کا جو جواز علماء نے بتایا کہ وہ وقتی طور پر آئے بعد میں چھوڑ دے تو اتنا جواز بھی بتایا ہے...... اس کی لیبر کی وجہ سے کہ اس کو وہاں کام کرنا پڑتا ہے...... تو نظام میں چونکہ شریک ہے...... وہ نیت کرلے وہ اس نظام سے نکلنے کی اور جونہی کوئی اور نوکری ملے اس کو چھوڑ دے تو دونوں باتیں اس میں جمع ہوتیں اور اب یہ کہ کھانا پینا اگر اس کے اپنے لئے جائز ہو سکتا ہے...... اس کی اپنی لیبر کی وجہ سے اس کے مال سے کھا سکتے بھی ہو۔

(ایک سائل کے سوال کے جواب میں) صرف یورپ کا نظام سودی نہیں آپ کا بھی سودی ہے یہ سارا نظام معیشت ہمارا سودی ہے...... اس لئے آپ کسی

بھی محکمے میں ہوں...... ان کا ہی نظام چلے گا...... میں کہتا ہوں محکمہ تعلیم ہو...... یا ریلوے کے محکمے ہوں ان کے ملازمین کو جو تنخوائیں ملتی ہیں تو وہ کن بینکوں سے آتی ہیں...... انہی بینکوں سے آتی ہیں جو سود سے چلتے ہیں تو اب یہ ملازمین کسی نہ کسی درجہ میں اس نظام میں شریک تو ہو گئے۔

واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

تحریک آزادی اور علماء دیو بند

خطبہ:

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصا علی سیّد الرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ اله الاتقیاء' واصحابه الاصفیاء ...... امابعد ......فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم...... بسم اللّٰه الرحمن الرحیم......ان الذین قالوا ربنا اللّٰه ثم استقا موا تتنزل علیهم الملٰئِکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون......

تمہید:

صاحب صدر، گرامی قدر! واجب الاحترام...... بزرگان کرام...... علماء امت......سامعین عزیز......دوستو...... بھائیواور طالب علمو!

آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے...... آج اسی نعمت کا احساس شدید ہمیں یہاں کشاں کشاں لے آیا...... اللہ تبارک وتعالیٰ اس آزادی کو برقرار رکھے اور اللہ اس پر وہ بہار لائے جس کیلئے یہ جدوجہد کی گئی تھی۔

پاکستان کا مقصد مراد کیا تھا؟

اس وقت ہمیں ذرا پیچھے مڑ کر تاریخ پر نظر کرنا ہے کہ کن کن قربانیوں کے بعد ہمیں یہ گوہر مراد ملا، کن کن منزلوں سے گزرنے کے بعد اس پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور اب اس کے تحفظ اور استحکام کی ذمہ داری ہم پر کس قدر اور کس طرح عائد ہوتی ہے۔

ابھی بہت سے وہ حضرات موجود ہیں۔ جنہوں نے تحریک پاکستان کو

دیکھا۔ جنہوں نے ملک کو تقسیم ہوتے دیکھا اور برصغیر پاک و ہند میں آزادی کی لہریں اٹھتی دیکھیں اور اتنا عنوان اور نام تو ہر ایک کو یاد ہے کہ

پاکستان کا مطلب کیا؟

لاالٰہ الا اللّٰہ

تو پاکستان کی منزل کے قریب پہنچنے کیلئے، مطالبہ پاکستان کو کامیاب کرنے کیلئے نام کون سا استعمال کیا گیا۔عنوان کون سا آگے لایا گیا...... لاالٰہ الااللّٰہ ...... میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ...... لاالٰہ الااللّٰہ......میں

اتنی گرمی

اتنی حرارت

اتنا جذبہ

اور استقامت

کن لوگوں نے باقی رکھی تھی کہ جب یہ عنوان استعمال کیا گیا۔تو دنیا کا تاریخی نقشہ بدل گیا۔

عنوان ہمارا کیا تھا؟

تحریک ہماری کیا تھی؟

پروگرام ہمارا کیا تھا؟

اور نعرہ ہمارا کیا تھا؟

وہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ ......لاالٰہ الا اللّٰہ......اور اس میں غرض کیا تھی کہ...... لاالٰہ الا اللّٰہ ...... کہ اس جگہ خدا نام اونچا کہے اور کسی انسان پر کوئی زیادتی نہ ہو......اس عنوان میں اتنی......

کشش......جذب......طلب

باقی تھی کہ جب اس کو سامنے کیا گیا۔ یہ عنوان سامنے لایا گیا تو لوگ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہو گئے ...... یہ ایک عربی جملہ ہے اور یہ کلمہ طیبہ کا ایک حصہ ہے جس سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے۔

اس کے لئے حرارت

اس کے لئے محبت

اس کے لئے طلب

اس کے لئے تڑپ

اس کے لئے جذبہ عشق

اس کے لئے والہانہ عقیدت

یہ کن لوگوں کی محنتوں کا نتیجہ تھا؟

جو اس ملک میں انگریز کی آمد سے لے کر اس وقت تک ایمان کی شمع جلائے ہوئے تھے...... اور یہی چراغ ان کے ہاتھوں میں تھا جس سے وہ قوم کی تربیت کرتے چلے آئے تھے۔

انگریز کی اسلام دشمنی:

برادران محترم! میں اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ انگریزوں نے اس ملک پر قبضہ پالینے کے بعد سب سے بڑی محنت کس کام پر کی؟ انہوں نے سب سے زیادہ توجہ اس طرف کی کہ مسلمان کے دل سے کسی طرح کلمے کی محبت نکال دی جائے...... کلمے کا عنوان نکال دیا جائے...... اسلام کی آواز ٹھنڈی کر دی جائے......

انگریزوں نے کتنا عرصہ محنت کی...... ڈیڑھ سو سال کے قریب وہ بدستور محنت کرتے رہے کہ مسلمانوں کے دل میں کلمے کی محبت اور اسلام کی نغمہ پیرائی...... اور اسلام کیلئے والہانہ وابستگی کو بالکل ٹھنڈا کر دیا جائے...... ایمان کی گرمی سرد کی جائے۔

اورتحریک پاکستان میں آپ نے دیکھا کہ کلمہ کی تاثیر سرد پڑی تھی یا اس میں وہی حرارت تھی...... جو آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کے فاقہ مستوں نے اپنے قافلوں میں محسوس کی تھی؟ وہی حرارت باقی تھی اس میں وہ سردی نہ آئی تھی کیوں؟ اس لئے انگریز پوری کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح اس آواز کو دبایا جائے...... اس گرمی کو ٹھنڈا کیا جائے...... اس کی تاثیر کو سرد کیا جائے وقت گزرتا گیا سو ڈیڑھ سو سال کے قریب اس پر گزرا...... لیکن اس کے باوجود یہ آواز سرد ہونے نہ پائی اور اس میں وہی تاثیر تھی...... جو آج سے چودہ سو سال پہلے کے دلوں کی آواز تھی۔

تحریک آزادی اور اکابرین دیوبند:

تو میں توجہ دلاؤں گا کہ یہ آواز باقی رکھنا یہ کن لوگوں کی محنت تھی؟ علماء کرام کی ...... کن علماء کی؟ علماء حق کی...... یہ ایک عظیم مجمع ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک اب اٹھی تحریک ہے...... مسلم لیگ کی تحریک یا اس کو کہیں تحریک پاکستان...... مسلم لیگ کے قائدین میدان میں آئے...... پاکستان کا تصور پیش کیا...... پروگرام پیش کیا اور اس کے ساتھ نام استعمال کیا...... لاالہ الا اللہ...... کا نتیجہ کیا ہوا؟ پھر...... لاالہ الا اللہ...... کی آواز اٹھی...... اللہ نے اس کلمہ میں اپنی تاثیر دکھائی اور ملک بن گیا...... ملک بنانے کا خراج تحسین تاریخ مسلم لیگ کو پیش کرتی ہے...... لیکن ہم اس طرف توجہ کرنا چاہتے ہیں کہ...... لاالہ الا اللہ...... سے والہانہ محبت اور عقیدت کو کن لوگوں نے باقی رکھا تھا...... جس پر آواز اٹھائی گئی اور اس نعرہ میں کلمہ کی تاثیر لائی گئی...... اس پر مسلم لیگ نے اپنی تحریک کھڑی کی ...... اور اس کے پیچھے علماء حق جن کی قربانیوں کا ایک پورا تسلسل کارفرما تھا۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

حضرات آج جو باغ کی زینت ہے...... وہ جس درجے ہی میں ہے......
اس میں ہمارے اکابر کا خون شامل ہے...... آج جشن آزادی پر 14 اگست کی تحریک میں...... پاکستان کی تاریخ یاد کرتے ہوئے ہم اس طرف توجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کون لوگ تھے جن کی قربانیوں نے اس تحریک میں اپنے خون سے رنگ بھرا۔

اس وقت متحدہ ہندوستان...... برصغیر پاک و ہند...... میں حالت کیا تھی؟
جس طرح آگ شعلہ زن ہو اور پھر ذرا ٹھنڈی نظر آئے...... اوپر سے خاک دکھائی دے اور آگ سرد پڑ گئی...... معلوم ہوا سمجھنے والوں نے سمجھا کہ بجھا دی گئی...... لیکن آگ کے اندر کچھ چنگاریاں باقی تھیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ آگ جب بجھتی ہے تو بعض دفعہ نادان دُور سے سمجھتے ہیں کہ آگ بجھ گئی...... لیکن آگ زیرِ خاکستر ہے اب بھی ہوتی ہے...... اندر کچھ چنگاریاں باقی ہیں اور اگر کوئی دانا آئے...... اور پھر اس خاک کے ملبے کو ذرا ادلے بدلے تو پھر وہ چنگاریاں روشن ہوتی ہیں...... ذرا ہوا دی جائے۔ پنکھے کی ہوا دی جائے...... تو پھر وہ چنگاریاں پھر روشن ہوتی ہیں۔

انگریزوں نے اپنے دور استبداد میں ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمانوں کی آزادی وطن کی صدا پوری طرح ٹھنڈی کر دی جائے...... اور ان کے ولولہ آزادی کو ہر ممکن طریق سے دبایا جائے...... اسلام کیلئے ان کی والہانہ عقیدت بالکل دبا دی جائے...... انگریز مطمئن ہوگیا کہ ہم نے آگ ٹھنڈی کر دی ہے لیکن اس......

دبی ہوئی آگ میں
دبی ہوئی خاک میں
اس تودہ خاکستر میں

کچھ چنگاریاں باقی تھیں...... جن میں عظیم ترین چنگاری آزادی کی

تحریک کا ایک پیکر مجسم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ تھے...... بہت ہی چنگاریاں زیر خاک ابھی زندہ تھیں...... آگ اوپر سے بجھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی...... اندر ہی اندر یہ چنگاریاں سلگ رہی تھیں...... ان چنگاریوں نے......

کلمے کی محبت

اسلام کی محبت

قرآن کی محبت

آقا کی محبت

پیغمبر کی محبت

اس طرح باقی رکھی کہ وقت آیا اور مسلم لیگ نے تحریک پاکستان کا پنکھا اٹھایا اور پھر ایمان کی انہی چنگاریوں کو ہوا دی...... وہ ان کی تاریخی میراث تھی...... پھر وہ آگ بھڑکی اور اس طرح بھڑکی کہ انگریز اس کو بجھا نہ سکا...... اور اس کو خود ہی ملک سے جانا پڑا...... انگریزوں اور روس دونوں کا معاہدہ ہو گیا کہ دو ان طاقتیں اپنے بیرونی مقبوضات خالی کر دیں سو جنگ عظیم ثانی کے نتیجہ میں ہندوستان آزاد ہو گیا۔

اللہ رب العزت ان لوگوں کی قربانیوں کو بھی قبول کرے۔ جنہوں نے پنکھا ہلا کر ان چنگاریوں کو روشن کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر بھی رحمت کے پھول برسائے جو چنگاری بن کر باقی رہے...... اور دنیا کا نقشہ بدل دیا۔

میں ذرا آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ تحریک پاکستان میں جب ہمیں آزادی کی دولت ملی تو یہ ہماری محنتوں کا چوتھا درجہ تھا...... آپ حضرات میں سے بہت سے طالب علم شریک اجلاس ہیں...... نوجوانوں کی کثیر تعداد آج اس جشن آزادی میں شامل ہے...... میں گذارش کروں گا کہ وہ ذرا ترتیب سے چوتھا درجہ یا

درکھیں گے...... آپ کو معلوم ہے کہ اسی کیلئے یہ جلسہ رکھا گیا ہے اور یہ اجتماع بس ہے...... اسی کی ایک یاد ہے...... لیکن پہلے تین درجے بھی یاد رکھیں...... اور اپنا نظریہ ہے کہ ہم چاروں کو مانتے ہیں...... اور ہر سلسلے میں ہم چاروں کو مانتے ہیں۔

فقہی مسئلہ:

برادران محترم! ایک مسئلہ ہے بنیادی لیکن مسئلہ ہے فقہ کا، میں وہ عرض کرتا ہوں جہاد کا اعلان ایسی سرزمین سے ہونا چاہیے...... جو سرزمین خود آزاد ہو...... غلام ملک میں اور غلامی کے سائے میں جہاد کا اعلان نہیں ہوتا...... تحریک تو اٹھ سکتی ہے۔ مگر اعلان جہاد نہیں...... گو اس کے مقدمات طے کئے سکتے ہیں۔

جہاد کی عظمت

جہاد کا مقام

اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جہاد کا جھنڈا اٹھے...... تو آزاد سرزمین سے غلام سرزمین میں نہیں...... یہ مسئلہ ذہن میں آیا؟...... (جی ہاں)...... اسلام کا فقہی قانون تقاضا کرتا ہے کہ جہاد کی تحریک وہاں سے شروع ہو جہاں آزادی حاصل ہے...... یا ایسی زمین ہے کہ اسکے قریب کوئی اسلامی آبادی ہے...... جب یہ بات سمجھ میں آئی ...... تو آپ جان گئے ہونگے کہ حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید اپنی تحریک آزادی کیلئے بالاکوٹ کیوں پہنچے...... دہلی سے ہی اپنے جھنڈے کیوں نہ اٹھائے؟

سیاسی شوکت غروب اور علمی شوکت طلوع:

میں عرض کروں گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دین کے محافظ ہیں اور ابھی اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ خاندان مغلیہ کا آخری باقوت اور باشوکت تاجدار، ان کی ابھی وفات نہیں ہوئی تھی...... اس کی وفات سے چار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے دین کی بقاء کا سامان دھلی میں پیدا کیا اور وہ شاہ ولی اللہؒ کی پیدائش تھی......

مسلمانوں کی سیاسی شوکت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا اور علمی شوکت کا آفتاب طلوع ہونے والا تھا...... مسلمانوں نے پورے ہندوستان میں متحدہ ہندوستان میں برما کی سرحدوں تک بلاشرکت غیرے سات سو سال تک فرمانروائی کی تھی ...... لیکن اورنگ زیبؒ کے بعد سیاسی شوکت کا آفتاب ڈھلتا گیا...... ڈھلتا گیا۔ اور مسلمانوں کی مرکزی سیاسی قوت کو تقیہ باز مزید اور افسر اندر ہی اندر سے کمزور کرتے رہے...... میں اس وقت میر جعفر اور میر صادق کی سازشوں کا گلہ نہیں کر رہا...... ابھی مسلمانوں کی سیاسی شوکت کا آفتاب غروب نہیں ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کی علمی عظمت کا آفتاب شاہ ولی اللہؒ کی شکل میں روشن کیا اور اورنگ زیبؒ فوت ہو گئے...... اور ان کے جانشین یکے بعد دیگرے آتے گئے اور جاتے گئے۔

لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے آئندہ آنے والے دور کے لئے دہلی میں وہ علمی سطوت قائم کی...... وہ علمی شمع روشن کی کہ جس کی روشنی شام سے لے کر تاشقند اور بخارا تک پہنچ رہی تھی...... اور شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کی علمی عظمت کا سکہ اب پوری دنیا میں مسلّم ہو چکا تھا...... سیاسی شوکت گئی لیکن علمی نظم قائم ہوا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام ہے کہ حکومت اگر گئی تو یہ ایک عارضی شے تھی...... اور قوموں میں ایسا مد و جزر ہوتا ہی آیا ہے۔ حکومت چھن گئی ہم سے مگر وہ عارضی پستی تھی۔

نہیں دنیا کے آئین تبدل سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں
تو دل ہوتا ہے سی پارہ

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ علم کی شمع کو روشن کرنے اور

اسلام کی بقاء کیلئے نیا فارمولہ سامنے لائے کہ اگر گئی ہے تو حکومت گئی...... تو ہم مسلمانوں کی سیاسی شوکت علم کے ساتھ وہ چراغ روشن کریں گے...... جو پھر کبھی اس ملک میں اپنی تاریخ رفتہ کو لے آئیں اور وہ محنت کریں گے...... آئندہ اس ملک میں پورے ہندوستان اور پاکستان کے علاقے میں پھر سے اسلام کا انقلاب آجائے...... یا یہاں علمی شمع روشن ہوگی...... یہاں روشنی پہنچے گی تو علم کا صدقہ...... اور مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کا نور کبھی ختم نہ کیا جاسکے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مرکز، شاہ عبدالعزیزؒ کا مرکز کہاں تھا؟...... (دہلی) ...... اور دھلی ہندوستان کا وسط ہے...... دہلی میں کس کی حکومت تھی؟...... (انگریزوں کی)...... اب آپ بتائیں کہ جہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور بالکل مرکز ہے کیا...... وہاں سے آزادی کی تحریک شروع کی جاسکتی ہے؟ میں فقہ کا مسئلہ پوچھ رہا ہوں...... آپ نے فقہ کا مسئلہ سنا کہ جہاد کا اعلان وہاں سے ہو جہاں آزادی ہو یا اس کے قریب مسلم آبادی ہو...... اب دہلی میں...... بے شک علم پڑھایا جاسکتا ہے...... فتوے دیئے جاسکتے ہیں......

لیکن تحریک جہاد شروع نہیں کی جاسکتی...... شاہ عبدالعزیزؒ نے فتوی دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے...... لیکن یہ تحریک نہ تھی ایک فتویٰ تھا...... یہ حضرات جن کی علم پر پوری نظر تھی...... اور فقہ کی گہرائی میں اترے تھے...... فتاویٰ عالمگیری ان کی علمی میراث تھی...... یہ متلاشی تھے کہ کہاں سے تحریک شروع کی جائے...... پنجاب کے جنوب میں راجپوتانہ کے علاقہ میں ایک سلطنت تھی چھوٹی سی نواب امیر خان کی۔

بہادر فرزند روز روز پیدا نہیں ہوتے:

نواب امیر خان دوسرا نواب ہے جو سلطان ٹیپوؒ کے بعد انگریز کے

مقابلے میں ڈٹا ...... ہندوستان کے راجے مہاراجے ہندوستان کے نواب اور خوانین ایک ایک کر کے انگریز سے سمجھوتہ کر رہے تھے...... سلطان ٹیپوؒ اللہ تعالیٰ کی اس پر کروڑوں رحمتیں ہوں...... اپنا خیمہ جنت میں لگا گیا...... لیکن آخر دم تک اس نے انگریز سے مصالحت نہیں کی۔

نواب حیدر آباد مصالحت کر چکا تھا اور اس کے قریب ہی میسور کی سلطنت تھی، حالات کا تقاضا بھی وہی تھا...... لیکن سلطان ٹیپوؒ نے اپنے عمل سے بتایا کہ بہادر مائیں روز روز ایسے مجاہد نہیں جنتیں۔

زندوں کا سامنا کرو مرحومین پر اعتراض نہ کرو:

برادران قوم! بعض لوگ سلطان ٹیپوؒ پر اعتراض کرتے ہیں تو میں کہا کرتا ہوں کہ مردوں کا تقاضا ہے کہ بات زندوں سے کرتے ہیں...... مرحومین پر غصہ کیا نکالنا...... جو لوگ اپنا وطیرہ بنائے بیٹھے ہیں کہ ہر سال مجلسیں کر کے...... پچھلوں کو برا کہنا اسے عبادت سمجھیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا کہنا اسلام کی خونی دوستی قرار دیں وہ اس میں اپنی کوئی بہادری نہ سمجھیں۔

اور ان کے بارے میں اس قسم کے تصورات پیش کرنے...... ایسے ایسے، میری ان کے سامنے ایک صدا ہوتی ہے کہ بھائی جو لوگ مرحوم ہو چکے اپنے خیمے جنت میں لگا چکے ان کو کچھ نہ کہو...... کہنا ہے تو ہمیں کہو ہم تیار ہیں، اقبال نے عجیب بات کہی، کہتا ہے:

بلند بال تھا لیکن نہ تھا جسور و غیور
حکیم سر محبت سے بے نصیب رہا

حکیم ڈاکٹر کو نہیں کہتے فلسفی THINKER فلاسفر...... اقبال کسی فلسفی کے بارے میں کہتا ہے کہ بلند بال تھا بہت اڑنے والا تھا...... لیکن نہ تھا جسور و غیور

اس میں جسارت بھی نہیں اور غیرت بھی نہیں...... اپنے خیال میں وہ کتنا اونچا جا رہا تھا...... لیکن وہ جسارت کے جوہر سے خالی تھا...... اسے یہ پتہ نہ تھا کہ زندوں سے مقابلہ کرنا بانصیبوں کا نصیب ہوتا ہے۔

بلند بال تھا لیکن نہ تھا جسور و غیور
حکیم سر محبت سے بے نصیب رہا
اڑا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہین وار
شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

گدھ بھی وہیں اڑتا ہے جہاں عقاب اڑتا ہے...... لیکن گدھ جب بھی گرے گا مردار پر گرے گا...... زندہ شکار پر آنا اس کی قسمت میں نہیں جو لوگ......

مرحومین کو
صحابہ کرامؓ کو
خلفاء راشدینؓ کو
اور صالحین امت کو

جو خیمے جنت میں لگا چکے اور آخرت کی ٹھنڈی نیند سو رہے ہیں...... ان کو ہر وقت برا بھلا کہتے ہیں...... تو میں کہا کرتا ہوں کہ ان کو نہ کہو ہمیں کہو، زندوں کا مقابلہ کرو۔ مرحومین کا مقابلہ کرنا یہ بھی کوئی بہادری ہے؟ زندہ شکار پر آنا عقاب کا کام ہے اور فوت شدہ شکار پر گرنا گدھ کا کام ہے۔

تحریک جہاد کے لئے مؤثر سرزمین:

برادران قوم! میں اس طرف آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ سلطان ٹیپوؒ کے بعد ہندوستان میں، پورے ہندوستان کے راجاؤں، مہاراجاؤں میں نوابوں میں، راجپوتانہ کا نواب امیر خان بہادر تھا...... ٹیپو کے بعد وہ شخص ہے کہ جس نے غیرت

اسلامی کا جھنڈا اٹھایا...... جب اس کی خبر پہنچی ......تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنے بھتیجے حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ اور اپنے خلیفہ حضرت سیّد احمد شہیدؒ ان دونوں کو بھیجا کہ تم چلے جاؤ...... راجپوتانہ، نواب امیر خان آزاد ہے انگریزوں سے ......ریاست اس کی چھوٹی سی ہے...... وہاں سے تم نے تحریک اٹھانی ہے اور تحریک کے جھنڈے وہاں سے اُٹھیں کیوں؟ وہاں سے تحریک جہاد ہونی چاہیے جو علاقہ آزاد ہو...... اگر آزادی نہیں تو اس کے قریب کوئی مسلم آبادی ہو۔

شاہ اسماعیلؒ اور سیّد احمدؒ شہید راجپوتانہ میں:

مولانا اسماعیل شہیدؒ اور سیّد احمد شہیدؒ یہ وہاں پہنچے اور باقاعدہ طور پر وہاں انہوں نے فوج کی بھرتی، اپنے ساتھیوں کی بھرتی شروع کی...... مجاہدین کی بھرتی شروع کی۔ آج لوگ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر تنقید کرتے ہیں، لیکن ہماری تحریک آزادی کا پہلا نشان اور تحریک کا پہلا عنوان انہی کا اسم گرامی ہے...... آج اس کی قدر نہ ہو، ان کو برا کہنے کا ثمرہ ظاہر نہ ہو لیکن یاد رکھو!

''اللہ کے ہاں دیر تو ہے لیکن اندھیر نہیں ہے''

رنگ جب محشر میں لائے گی تو اڑ جائے گا
یہ نہ کہیے کہ سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

شہیدوں کی سرخی رنگ لا کر رہے گی...... حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ اور سیّد احمد شہیدؒ، سیّد احمدؒ شیخ اور مرشد تھے یہ ان کے ساتھی اور مرید تھے یہ حضرات راجپوتانہ پہنچے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کی جانب مکتوب احمد:

شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں، سیّد احمد شہیدؒ نے خط لکھا کہ ہمارے

علاقے میں انگریزوں نے اس قدر سازشیں کیں کہ نواب صاحب میں بھی اب مقابلے کی طاقت نہیں رہی...... جب ان کو ہر طرف سے شکست نظر آئی تو انہوں نے ظاہری بھی طور پر ان سے صلح کر لی ہے...... نواب امیر خان نے گو اس کا دل، خون کے آنسو رو رہا ہے...... لیکن کچھ حالات ایسے ہیں کہ اس نے دب کر مصالحت کرلی ہے...... اب یہاں سے ہم اپنی تحریک شروع نہیں کر سکتے...... تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واپس دہلی آجاؤ...... شیخ اور مرشد کے پاس یہ پھر حاضر ہوگئے، وہاں سے پھر یہ منصوبہ بنا کہ مسلم آبادی شمال مغرب کی طرف ہے ہندوستان کے...... ہندوستان کے شمال مغرب میں افغانستان ہے ...... آزاد قبائل بھی ہیں...... کچھ آزاد علاقے ہیں۔

تو انہوں نے اپنے خلیفہ سیّد احمد شہیدؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کو یہ تجویز بتائی کہ تم ادھر کا رخ کرو...... اور اس مقام پر جہاں تم تھوڑا سا خطہ آزاد کرلو...... جس پر کہ کسی کی حکومت نہ ہو یہ تمہارا اپنا علاقہ ہوگا...... اور تمہارے پاس مسلم آبادیاں ہوں گی۔ قبائل کے علاقے ہوں گے...... پیچھے افغانستان ہوگا...... وہاں سے تم تحریک شروع کرو۔

شاہ اسماعیلؒ اور سیّد احمدؒ کا اعلان جہاد:

مولانا اسماعیل شہیدؒ اور ان کے شیخ حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور اہل حق کا قافلہ چلا، یوں چلتا گیا راستے میں ان کے ساتھ مجاہدین شامل ہوتے گئے ...... اثنائے سفر میں پیر پگاڑا کے حلقہ مریدین نے حضرت سید احمد شہید کا والہانہ استقبال کیا...... اب ان حضرات نے اور آزاد قبائل میں تھوڑے سے علاقے کو آزاد قرار دے لیا کہ اس پر کسی کی حکومت نہیں...... وہاں جب یہ پہنچے تو حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر مولانا اسماعیلؒ نے بیعت کی امیر المومنین کی...... اس وقت سارے

ہندوستان پر انگریز چھا گئے تھے...... پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے ...... لیکن یہ تھوڑا سا علاقہ مانسہرہ کے قریب قریب کا اس پر ان مجاہدین نے قبضہ کر لیا...... یہ سب لوگ حضرت سید احمد شہید کو امیر المومنین مانتے تھے...... اور پھر تمام لوگ مجاہدین جو ان کے ساتھ گئے تھے...... انہوں نے ان کی بیعت کی اور سیّد احمد شہیدؒ کو امیر المومنین بنا کر جہاد کا اعلان کر دیا گیا۔

جاہل ملاں کا اعتراض:

بعض جاہل ملاں، جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کے نور سے محروم رکھا وہ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ لڑائی لڑنی تھی تو دھلی میں لڑتے، یہ ادھر کیوں چلے گئے تھے...... بھائی جس کو مسئلے کا پتہ ہے وہ ایسی بات کرے گا؟...... (نہیں)...... جس کو تاریخ کا پتہ ہے وہ ایسی بات کرے گا؟...... (نہیں)

تو انہوں نے ایک قصہ بنایا، قصہ کیا بنایا؟ کہ یہ محدثین دھلی انگریزوں کی بجائے سکھوں سے لڑنا چاہتے تھے اور غرض کیا تھی کہ انگریزوں کی حمایت ہو جائے...... اس لئے انہوں نے شمال مغربی سرحدی علاقے کا رخ کیا...... اور وہ یہ نہیں جانتے کہ جہاد شروع ہی وہاں سے ہوسکتا تھا جہاں آزادی ہو یا اس کے قریب کوئی مسلم آبادی ہو۔

پھر تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میں یہ پوچھوں گا کہ بھائی سکھ جب پنجاب میں برسر اقتدار تھے اور مرکز میں انگریز تو کیا یہ ایک دوسرے کے حریف تھے یا حلیف؟ ایک دوسرے کے ساتھی تھے یا مخالف؟...... (ساتھی)...... تو سکھوں سے لڑنے والا کیا انگریزوں سے لڑنے والا نہیں؟...... (ہے)...... اور انگریزوں سے لڑنے والا کیا سکھوں لڑنے والا نہیں؟...... (ہے)...... اب یہ بات تو وہی جاہل کہے کہ یہ انگریزوں سے لڑنا نہیں چاہتے تھے...... سکھوں سے لڑنا چاہتے

تھے۔ جس کو یہ پتہ نہ ہو کہ سکھ اور انگریز آپس میں حلیف تھے حریف نہ تھے؟

میں توجہ دلاتا ہوں...... حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ان دنوں کے خطوط کی طرف...... اور یہ خطوط اب پاکستان میں چھپ چکے ہیں...... اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک خط پڑھ دوں...... جو آپ نے نام لکھا...... یہ خط سیّد احمد شہید کے مکاتیب سے ان کا فوٹو لے کر شائع کیا گیا ہے...... یہ اس کی پٹی کے صفحہ 28 کا خط ہے...... شاہ صاحب اس میں لکھتے ہیں:...... کفار فرنگ کہ بر ہندوستان تسلط یافتہ نہایت تجربہ کار و ہوشیار اند و حیلہ باز مکار اند گر بر اھل خراسان بیائیند بسہولت تمام جمیع بلاد آن بدست آرند باز حکومت آنہا بحدود ولائت آنجناب متصل گردد و اطراف دار کرب باطراف دارالاسلام متحد شود۔

انگریز کفار جو ہندوستان پر غلبہ پا چکے ہیں بہت تجربہ کار' ہوشیار' حیلہ باز اور مکار ہیں...... اگر اہل خراسان کے پاس آئیں تو بہت کم آرام سے ان کے تمام علاقے اپنے قبضے میں لے لیں گے...... پھر ان کی حکومت آپ کی مملکت تک بھی جا پہنچے گی اور دارالحرب اور دارالاسلام کے کنارے باہم جا ملیں گے۔

تحریک آزادی کا دوسرا مرحلہ اور اکابرین دیوبند:

ان بزرگوں نے تحریک آزادی کے دوسرے مرحلے پر پھر خاندان مغلیہ کے ٹمٹماتے چراغ بہادر شاہ ظفر کو آگے کیا کہ یہ آگے ہو کیونکہ سلطنت مغلیہ کا وہ وارث ہے...... جو رسم و رواج جاری تھا اس کے مطابق یہ وارث تھا...... اس کی قیادت میں وسط ہندوستان میں بھی تحریک اٹھے...... تو وہ آزادی کی تحریک ہو گی...... بغاوت کی نہیں...... اس سے پتہ چلا کہ علماء نے بہادر شاہ ظفر کو کیوں آگے کیا تھا؟

ایک جگہ ہم نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نانوتویؒ کے بارے میں بیان کیا کہ انہوں نے عملاً جہاد میں حصہ لیا...... ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں

تو ایک منچلا کہنے لگا کہ یہ اتنے بڑے بڑے علماء بہادر شاہ کو آگے رکھتے تھے...... وہ تو شرابی تھا...... بہادر شاہ کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ وہ شرابی تھا...... وہ کن کا پیدا کیا ہوا ہے...... یہ تو انگریزوں کا پیدا کیا ہوا تھا...... لیکن بدنام کرنے کے لئے کہ اتنے بڑے بڑے محدثین مولانا گنگوہیؒ جیسے انہوں نے اس کو آگے کیوں لگایا...... بہادر شاہ ظفر کو...... کیونکہ تحریک کا قائد تو وہی تھا تو میں ان کو کہا کرتا ہوں۔

تم نے اس کا گریبان دریدہ کیا جو تمہارے گریبان سیتا رہا
یہ اسی کا جگر تھا کہ ہر حال میں مسکراتا رہا زہر پیتا رہا
اس کی مئے نوشیوں کا ہی چرچا ہے کیوں
تم بھی مئے نوش ہو وہ بھی مئے نوش تھا
تم بہکتے رہے بن پیئے ہی مگر
اس کو پی کر بھی ہر بات کا ہوش تھا
جب تمہی نے بہار چمن لوٹ لی
تو نئے پھول بونے سے کیا فائدہ

بہادر شاہ ظفر کی قیادت تھی...... لیکن عملی کام علماء حضرت امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء مولانا گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کا تھا...... انہوں نے دوسری جنگ آزادی لڑی اور ڈٹ کر لڑی۔

مگر انسان محنت کرتا ہے فیصلے کس کے ہاتھ میں ہیں؟...... (اللہ کے) ...... ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ ملک آزاد ہو نتیجہ کیا ہوا؟ کہ ظالم حکمرانوں نے ظلم کے ساتھ تحریک کو دبایا لیکن دبایا کس طرح؟ مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑا کر...... مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ناکام نہ ہوتی...... اگر ان کے خلاف وہابی ہونے کے فتوے نہ لگتے...... اور ان کو بدعقیدہ ہونے کا داغ نہ دیا جاتا......

ہم ماں باپ کے اس شعر کو بھول نہیں سکتے۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب ذبیح وشہید کا
وہ قتیل کہلائے نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

دوسری جنگ آزادی میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا گنگوہیؒ کو بدنام نہ کیا جاتا تو تحریک کا رخ دوسرا ہوتا...... تو میں کہتا ہوں کہ سارا ہندوستان پاکستان ہوتا...... اگر آج سارا ہندوستان پاکستان نہیں اور ہمارے بھائی وہاں تکلیف کا شکار ہیں۔ تو اللہ کے ہاں ان کی بھی پکڑ ہوگی جنہوں نے مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ کے خلاف عقائد کا پروپیگنڈہ کر کے ہندوستان میں انگریزوں کے دور حکومت کو اور طویل کیا ہے۔

''اللہ کے ہاں دیر ہے لیکن اندھیر نہیں''

یہ پہلی تحریک انگریز کے خلاف تھی...... اس کی قیادت شاہ اسماعیلؒ شہید اور سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی...... دوسری تحریک کی قیادت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جو دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کی جو دارالعلوم کے سرپرست تھے...... حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ جو سب کے شیخ، مرشد اور پیشوا تھے۔ یہ سارے حضرات اس جنگ میں آگے آئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ گرفتار بھی ہوئے۔

برادران قوم! میں عرض کرتا ہوں کہ تحریک ذرا ذرا آگے بڑھتی ہے...... یہ تحریکیں دبتی تو ہیں...... لیکن ختم نہیں ہوتیں...... انگریز نے ظلم کے ساتھ دبایا لیکن تحریک اگلے موڑ میں آ گئی...... جب یہ تحریک اگلے موڑ میں آئی...... تو یہ وہ دور تھا جب ہندوستان کے مسلمان اکیلے نہیں تھے...... اب ترکی کا حکمران سامنے گیا تھا اور خان صاحب کے بیٹے اس کے خلاف فتویٰ دے رہے تھے۔

آپ کو پتہ ہے کہ 1914ء میں سب سے زیادہ مسلمانوں کی مرکزی

طاقت کون سی تھی؟ (ترکی) حتیٰ کہ ترکی کی خلافت عثمانیہ پورے عالم اسلام کی خلافت تھی...... خلافت عثمانی کا مطلب یہ ہے کہ تھے تو وہ ترک لیکن دوسرے مسلم ممالک میں عرب میں، یمن میں جہاں جہاں بھی مسلم ممالک ہیں...... وہاں ان کی حکومت اس طرح کی نہ تھی کہ ترکوں نے ان کو غلام بنایا ہو...... جس طرح انگریزوں نے ہندوستان کو غلام بنایا تھا...... یہ حکومت اس طرح نہ تھی یہ اس طرح تھی جس طرح خلافت ہوتی ہے...... اسلام کا ایک اپنا نظام خلافت ہے...... ان کی حکومت نظام خلافت تھی اور خلافت کبریٰ کے ساتھ جو ممالک ہیں...... وہ غلام نہیں کہلاتے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

خلافت کی برکت:

خلافت میں بڑی برکت ہے...... اب میں ایک چھوٹا سا واقعہ اشارۃً عرض کرتا ہوں کہ

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس ملک میں حکمران ہو کر آئے...... وہ اپنی طاقت سے حکمران ہو کر آیا تھا۔ لیکن اس وقت خلافت قائم تھی اور یہ عباسیوں کا آخری دور تھا خلیفہ بغداد میں تھا...... مسلمانوں کا جو خلیفہ تھا وہ بغداد میں تھا...... تو سلطان محمود غزنویؒ کی اپنے حملوں میں......

اپنی طاقت
اپنی حکومت
اپنی فوج تھی

باہر سے اس کو کوئی امداد نہیں ملی...... لیکن بغداد گیا اور خلیفہ کے ہاتھ پر

بیعت کی کہ میں تیری خلافت کو مان کر...... تیری طرف سے ہندوستان پر حکومت کروں گا...... یہ اس کی نظام خلافت سے وابستگی تھی...... سلطان محمود غزنوی کو کیا ضرورت پڑی تھی ...... وہ طاقت میں محتاج تو نہیں تھا...... وہ خلیفہ بغداد کے پاس بھیجا اور اس سے خلافت کی بیعت کی...... یہ اس لئے کہ خلافت کی برکات حاصل ہوں۔ اللہ کرے کہ مسلمانوں کو پھر دور خلافت نصیب ہو...... (آمین)

خلافت کیا ہے؟ کہ جب تمام مسلم ممالک جڑے ہوئے ہوں۔ تمام مسلم ممالک میں اتحاد ہو اور ایک نظام ہو اس کو کہتے ہیں خلافت......

انگریز کی سازش:

عرب پر صوبائی حکومت تو عربوں کی تھی لیکن مرکزی حکومت کن کی تھی؟ ......(ترکوں کی)...... انگریز بڑا چالاک تھا...... اس نے جا کر عربوں کو بھڑکایا اور کہا کہ تمھیں ترکوں نے غلام بنایا ہوا ہے اور تم عرب ہو پیغمبر کے خاندان کے لوگ ہو ...... تمھیں ترکوں نے غلام بنایا ہوا ہے...... حالانکہ ترکوں نے غلام نہیں بنایا ہوا تھا ...... ترکوں کا وہاں نظام خلافت کا تھا...... انگریزوں نے کہا کہ تم عرب اونچے ہو اور ترک تمہارے مقابلے میں کیا ہیں۔

اور جو گورنر حجاز تھا...... اس کو کہا انگریزوں نے کہ ہم تجھے حاکم مانیں گے تجھے آگے کریں گے...... تم ذرا خلافت کے خلاف بغاوت کردو...... ترکوں کے خلاف بغاوت کردو...... ہم تجھے آگے لائیں گے۔ پھر ترکوں کے خلاف شریف مکہ نے بغاوت کرائی اور یہ شریف مکہ کون تھا؟ یہ ہاشمی خاندان کا تھا جو بڑا اونچا خاندان ہے...... اس نے اسلام کی عزت کے خلاف انگریز سے سمجھوتہ کر کے بغاوت کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ڈاکٹر اقبال پر...... ڈاکٹر اقبال نے عجیب بات کہی کہا۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ
خاک و خون میں مل رہا ہے سر کمان سخت کوش

کہ دیکھو جو ہاشمی خاندان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن کو چاہیے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کیلئے مٹیں...... لیکن انگریزوں کا آلہ کار بن کو کام کر رہے ہیں...... اور وہ ترک جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے بھی نہیں...... وہ لڑ رہے ہیں اسلام کے لئے غیرت بن کر...... یہ دین تو اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے کہ ہاشمی خاندان کے سیّد کہلانے اپنی ذمہ داری چھوڑ جائیں...... اور اللہ رب العزت لاہور میں قرآن کا درس جاری کرنے کی توفیق مولانا احمد علیؒ کو دی...... جو سکھوں کے خاندان سے ہیں...... یہ خدا کا چناؤ ہے...... کہ دینے پر آئے......تو جس کو چاہے دے۔

تحریک خلافت کا مقصد:

میں عرض کر رہا تھا کہ ترکوں کے نام پر ایک تحریک چلی ہندوستان میں...... جس کا نام تحریک خلافت تھا ...... اس میں غرض کیا تھی؟ کہ ترکی، افغانستان اور آزاد قبائل مل کر ہندوستان پر حملہ کریں اور جو مسلمان ہیں ہندوستان میں رہنے والے اور ہندوستان کے باشندے وہ ان کا استقبال کریں۔

بھائی جو حملہ آوروں کا استقبال کرے تو وہ ملک باقی رہ سکتا ہے؟ (نہیں) لوگ ہمیں کہا کرتے ہیں...... میں لندن میں تھا......تو کئی لوگ کہنے لگے ......کئی انگریز کہنے لگے...... کہ مسلمانوں نے تو تاریخ میں کبھی کافروں سے مار نہیں کھائی......تو ڈھاکہ میں مسلمانوں نے کیوں مار کھائی؟ میں نے کہا کہ ڈھاکہ میں جو مار کھائی وہ ہندوستان والوں سے نہیں...... وہ اپنے بھائیوں سے جو بنگلہ دیش کے ہیں...... اگر ہمارے اپنے بھائی ادھر نہ ملے ہوتے......تو ہندوستان میں کوئی

ہمیں شکست دے سکتا تھا؟...... (نہیں)

تو یہ بات کبھی نہ کہیں کہ ہندوستان نے پاکستان کو شکست دی...... پاکستان کا ایک حصہ ہم سے کٹا...... جدا ہوا...... مشرقی پاکستان...... لیکن ہوا اس لئے کہ ہمارے اپنے مخالف ہوگئے تھے...... ہم نے مار ہندوؤں سے نہیں اپنوں سے کھائی ہے۔

تو میں نے جب بھی یہ بات کہی...... تو آگے ان کو جواب نہیں آیا وہ مان جاتے ہیں کہ ہاں واقعی پاکستان کے وہ لوگ...... جو مشرقی پاکستان میں رہتے تھے ...... اگر وہ دوسری طرف نہ ملے ہوئے ہوتے...... تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی تھی...... پاکستان ایک حقیقت ہے...... کوئی غیر پاکستان کو بری نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتا...... ختم کرنا تو درکنار یہ سلطنت ہے اور قائم رہے گی۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کی دعائیں:

ہم نے اس سلطنت کے لئے حضرت مولانا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کو تہجد میں رو رو کر دعائیں کرتے دیکھا ہے...... حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب پاکستان زیر بحث تھا...... تو میری رائے تھی اس کے خلاف...... جس طرح کسی جگہ مسجد بنی ہو تو اختلاف ہوتا ہے یہاں بنے یا وہاں بنے...... لیکن جب بن جائے تو اس کی تعظیم سب کے ذمہ...... اب مسلمانوں کا یہ ملک بن چکا ہے۔ اس کو

قوی کرنا

طاقتور کرنا

مستحکم کرنا

ہر ایک کا کام ہے تو حضرت رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ یا اللہ ایک عظیم اسلامی سلطنت بنی ہے...... اس کو مستحکم فرما۔

وطن عزیز کیلئے حضرت لاہوریؒ کا فرمان:

میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کسی زمانے میں جمعیت علماء ھند پنجاب کے نمائندے تھے......انہوں نے صدر ایوب کے وقت میں موچی دروازہ کے باہر ایک بڑے اجتماع میں یہ فتوی دیا تھا کہ اس ملک کی

حفاظت کے لئے

اس کی ناموس کے لئے

اس کی عزت کے لئے

مرنا شہادت ہے جن علماء نے وقت کی ہر پکار پر پاکستان کیلئے خون کے قطرے گرانا...... اپنی جان اس کے لئے پیش کرنا...... وقف کرنا...... نذر کرنا...... اپنی سعادت سمجھی وہ پاکستان کے بہتر خیر خواہ تھے...... اور پہلے جو اختلاف ہوا...... کہ مسجد بنے یا نہ بنے ان اختلافات کو اچھالنا ہمارے دشمنوں کا کام ہے۔

صلح کا تذکرہ کرو:

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کسی محلے میں کسی علاقے میں لڑائی کے بعد جو صلح ہو جائے تو جو صلح کے بعد لڑائی کی باتیں دہرائے وہ کون ہوتا ہے ''شرارتی'' اور جو صلح کے بعد پیار کی باتیں کرے وہ امن پسند کیوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔......العبرۃ بالخواتیم...... کہ فیصلہ اور انجام آخری چیزوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی جنگیں ہوئیں لیکن امام حسنؓ نے پھر امیر معاویہؓ سے صلح کر لی...... اب امیر معاویہؓ کا تذکرہ ہم لڑائیوں کی شکل میں کریں یا صلح کی شکل میں؟...... (صلح کی شکل میں)

بڑا مزا اس پیار میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

مسلمان کا کام ہے کہ جہاں بھی کوئی لڑائی صلح پر ختم ہوئی تو صلح کا تذکرہ

کرو لڑائی کا نہیں...... مولانا مدنیؒ نے تحریک پاکستان سے اختلاف کیا...... لیکن 14 اگست کے بعد جونہی پاکستان بنا...... انہوں نے خود اور سارے ساتھیوں کو کہا کہ اب ایک اسلامی سلطنت قائم ہو چکی...... اس کے استحکام کیلئے دعا کرنا اور اس کی عزت و ناموس کیلئے مرمٹنا بہت بڑی قربانی ہے۔

مسلمانوں کی خوش قسمتی:

برادران قوم! میں عرض کر رہا تھا کہ ترکی خلافت کی تحریک ہندوستان میں چلی...... پروگرام کیا تھا کہ ترک آزاد قبائل کے علاقے...... افغانستان اور کچھ ایران کے علاقے...... یہ علاقے مل کر ہندوستان پر حملہ کریں تو یہ حملہ اصل میں کن کے خلاف تجویز کیا جاتا تھا (انگریزوں کے خلاف) اور یہاں کے لوگ ان کے ساتھ مل جائیں......اور کسی طرح ہندوستان انگریزوں سے آزاد ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ پر انہوں نے علی گڑھ میں خطبہ دیا انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔

مسلمانو! تمہاری خوش قسمتی ہے کہ یہ تحریک خلافت...... ہے تو خالص مسلمانوں کی......ترکوں کی خلافت ہوگی تو ان کی ہوگی اقتدار ہوگا تو مسلمانوں کا ہوگا ...... لیکن انگریز دشمنی کی وجہ سے اگر ہندو ہمارے ساتھ مل رہے ہیں...... علی گڑھ میں تو وہ اقلیت میں ہیں...... ہمارے ساتھ آرہے ہیں...... ہندوؤں کے ساتھ ہمارا اتحاد جو ہے......وہ اس طرح ہے کہ اس میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔

ترکی

افغانستان

آزاد قبائل

کردستان

اور ایران کا ایک حصہ

اور پھر ہندوستان کے مسلمان

یہ سارے مل کر مسلمانوں اکثریت ہیں......ان کے مقابلے میں ہندو اقلیت میں تھے......تو شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ مسلمانو تمہاری اتنی بڑی تعداد، تم ہو اکثریت میں اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے......کہ ہندوستان کی یہ اقلیت جو ہندوستان میں اکثریت میں ہیں......لیکن پورے نظام میں پوری تحریک میں یہ اقلیت میں ہیں ......ان کا مذہب ہمارے مذہب سے جدا......لیکن ان کی حمایت ہمیں حاصل ہے۔

مولانا شیخ الہندؒ اور دوقومی نظریہ:

اس وقت شیخ الہندؒ نے کہا تھا کہ مسلمانو تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہارے ساتھ دوسری قوم انگریز کے خلاف ساتھ دینے کو تیار ہے...... حالانکہ ان کا مذہب دوسرا ہے تو شیخ الہندؒ پہلے بزرگ ہیں......جنہوں نے ہندوؤں اور مسلمان کیلئے دو قومی نظریہ پیش کیا...... کہ تم مسلمان ہو اور وہ دوسری قوم ہیں......تو دوقوم کا لفظ تحریک آزادی میں شیخ الہندؒ کی زبان سے نکلا اور انہوں نے بتایا کہ مسلمان اکثریت کے ساتھ ان کی اقلیت کی اگر ہمیں مدد مل جائے تو ہم اس کو قبول کرتے ہیں......لیکن انگریز اسے کب برداشت کرسکتا تھا......اس تحریک کا نام ہے ''تحریک ریشمی رومال'' اسکے قائد کون تھے؟ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

چار درجے:

تو پہلی تحریک آزادی غلام ہندوستان میں چلی مولانا اسماعیلؒ شہید اور سیّد احمدؒ شہید کی قیادت میں اور دوسری چلی بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں مولانا گنگوہیؒ، مولانا نانوتویؒ حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی اور ان بزرگوں کی سرپرستی میں......

تیسری تحریک، تحریک ریشمی رومال، ترکی خلافت کے سائے میں یہ تحریک چلی اس کے بعد چوتھے درجے میں یہ تحریک، تحریک پاکستان ہے۔

شیخ الہندؒ فوت ہو چکے تھے...... تو حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) (اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ان پر) جس طرح مولانا شہید کے بعد مولانا قاسم نانوتویؒ آئے...... ان کے بعد ان کے شاگرد شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ آئے...... شیخ الہندؒ کے بعد اس ملک کیلئے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ آئے۔

قائداعظم اور مولانا اشرف علی تھانویؒ:

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا...... مجھے یاد پڑ رہا ہے کہ ایک دفعہ قائداعظم کو ان لوگوں نے کہا کہ علماء تحریک پاکستان کے خلاف ہیں...... تو قائداعظم نے جواب دیا کہ تحریک پاکستان کی حمایت میں ایک اتنا بڑا عالم ہے کہ اگر اس کا علم پورے علماء کے علم کے ساتھ تولا جائے تو ایک کا علم ان سب سے بڑھ کر ہے...... اچھا وہ کون؟ فرمایا کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

جب مولانا تھانویؒ کا نام قائداعظمؒ نے لیا...... پھر مولانا تھانویؒ اور علماء دیوبند کو برا کہنے والے جو تھے...... جو دیوبند کے خلاف جو ہر وقت بولتے رہتے ہیں...... ان پر کیا گزری ہوگی اس وقت میرا موضوع نہیں ہے۔

بدعت پسند طبقہ قائداعظم کے خلاف:

پھر یہ بگڑے قائداعظم کے خلاف...... پھر یہ بگڑے مسلم لیگ کے خلاف اور پھر اس وقت موہرہ شریف ایک گدی ہے وہاں سے ایک رسالہ شائع ہوا "مسلم لیگ کی

زریں بخیہ دری" یہ ساری کتاب مسلم لیگ کے خلاف لکھی گئی ہے......اس میں مسلم لیگ اور قائداعظم کے بارے میں وہ وہ الفاظ استعمال کئے۔ الامان والحفیظ۔

سوال یہ تھا کہ محمد علی جناح کو قائداعظم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ انہوں نے اتنے سخت لفظ کہے کہ میں جشن آزادی کے موقع پر ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن "مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری" مسلم لیگ کے خلاف قائداعظم کے خلاف...... تحریک پاکستان کے خلاف......ایک تاریخی دستاویز ہے......انہوں نے وہ پروپیگنڈہ کیا......الامان والحفیظ...... یہ شائع کس نے کی؟ ایک گدی ہندوستان میں...... جس کا نام ہے "مارہرہ شریف" کی گدی اور جتنے بھی علماء دیوبند پر تنقید کرنے والے علماء ہیں سارے کے سارے اسی گدی کے مرید رہے ہیں۔ جب انہوں نے مخالفت کی تو قائداعظم مرد آہن تھے (Man of Resolution) ایک قوی عزم کے آدمی تھے...... ان کے عزم کو...... ارادے کو کوئی توڑ نہیں سکتا تھا...... یہ پروپیگنڈہ کرتے گئے......لیکن قائداعظم نے کہا۔

"پاکستان کا جھنڈا لہرائے گا......تو مولانا شبیر احمد عثمانی جو دیوبند سے آئے ہیں۔" پھر کوئی روک نہیں سکا...... کسی نے نہیں کہا کہ پاکستان میں ان پڑھ اکثریت میں ہیں پڑھے ہوئے اقلیت میں ہیں......تو ان پڑھوں کا نمائندہ لہرائے...... کسی نے نہیں کہا کیوں؟ اس لئے کہ قائداعظم ایک عزم والے انسان تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ صوبہ سرحد ہندوستان میں چلا جاتا اگر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا وجود نہ ہوتا۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا کردار:

آپ کو پتہ ہے کہ جب پاکستان کا اعلان ہوا۔ تو صوبہ سرحد پاکستان میں نہیں تھا وہاں پھر ریفرنڈم کروایا گیا اور پھر ریفرنڈم جیتا کس نے؟ عنوان تو یہ ہے کہ مسلم لیگ نے جیتا......لیکن وہاں صوبہ سرحد میں چونکہ علماء دیوبند کا دخل ہے اور

دنیا نے اب اس کی مثال دیکھی...... کہ مفتی محمودؒ صاحب نے صوبہ سرحد کی وزارت کی تو ایک دیوبند کا پڑھا عالم کسی علاقے میں وزارت عظمی پر نہیں آ سکتا...... جب تک کہ اس علاقے میں اس کی اکثریت نہ ہو...... علماء دیوبند کی اکثریت صوبہ سرحد میں تھی۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمدؒ عثمانی نے یہاں کا بھی اور سینٹ کا بھی الیکشن جیتا...... مشرقی پاکستان کا ایک بڑا حصہ پاکستان کو ملا مولانا ظفر احمد عثمانی کی وجہ سے...... اور صوبہ سرحد کا حصہ ملا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وجہ سے۔

پرچم پاکستان کیلئے:

قائداعظم محسن شناس تھے محسن کو فراموش نہیں کرنے والے تھے...... انہوں نے کہا کہ مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرائیں...... تو مولانا شبیر احمدؒ مشرقی پاکستان میں لہرائیں تو مولانا ظفر احمد عثمانیؒ۔

اس وقت پاکستان میں ہر فرقے کے لوگ تھے...... ہر طبقے کے لوگ تھے لیکن دوسری کوئی آواز اٹھی؟ (نہیں) کیوں؟ اس لئے کہ پاکستان کا آفتاب علم و عرفان مولانا شبیر احمدؒ عثمانی تھے اور شبیر احمد ان کے ساتھ تھے۔

دارالعلوم دیوبند اور تحریک پاکستان:

دارالعلوم دیوبند اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے فیض کو جاری و ساری رکھے ......اس کے عہدیدار پانچ ہوتے ہیں...... ہر بڑا ادارہ ایک نظم سے چلتا ہے......تو بڑے عہدیدار دارالعلوم دیوبند کے پانچ......

صدر مہتمم

مہتمم

صدر مدرس

ناظم تعلیمات

مفتی اعظم

ہر مدرسے کا کوئی نہ کوئی مفتی بھی ہوتا ہے تو دیو بند کے پانچ بڑے عہدیدار صدر مہتمم کون تھے؟ مولانا شبیر احمد عثمانی مہتمم کون تھے؟ قاری محمد طیب، صدر مدرس مولانا حسین احمد مدنی اور ناظم تعلیمات مولانا مرتضیٰ حسن اور مفتی اعظم مفتی محمد شفیع ان پانچ عہدیداروں میں سے چار پاکستان کے حامی تھے اور ایک خلاف تھا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی صدر مہتمم .... پاکستان کے حق میں

مولانا محمد طیب .... پاکستان کے حق میں

مولانا مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات .... پاکستان کے حق میں

مفتی محمد شفیع صاحب .... پاکستان کے حق میں

تو جس ادارے کے پانچ عہدیداروں میں چار پاکستان کے حق میں رہے اور ایک خلاف...... اس کے بارے میں پروپیگنڈہ کرتے ہو کہ دیو بند پاکستان کے خلاف تھا...... شرم نہیں آتی...... پھر پاکستان بننے کے بعد پانچویں عہدیدار بھی پاکستان کے حق میں دعا گو رہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان اور یہاں کی دستور سازی کے مرحلے میں علامہ سید سلیمان ندوی ہوں، مفتی محمد شفیع ہوں، مولانا احتشام الحق ہوں...... جن لوگوں نے اپنی محنتوں کے ساتھ تحریک پاکستان کو اٹھایا اور آگے کیا یہ کیا تھا کہ

جب دیو بند کے محدث آئے پاکستان میں
درس گاہیں علم دین کی ہو گئیں پھر استوار

یہ جامعہ اشرفیہ...... دار العلوم کراچی...... خیر المدارس ملتان

یہ بڑی بڑی درس گاہیں کن لوگوں کے ہاتھوں قائم ہوئیں...... جو تحریک

پاکستان میں آگے آگے تھے...... اور علماء دیوبند کی آواز تھے...... یہ اس تحریک آزادی کی چوتھی منزل ہے۔

محسنین اسلام کو خراجِ تحسین:

آج ہمیں اس جشن آزادی میں ان چاروں دوروں میں جو لوگ شہید ہوئے اور جنہوں نے محنتیں کیں...... ان کو خراج تحسین ادا کرنا ہے...... تحریک آزادی کے چاروں دوروں میں......

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک ہو
مولانا قاسم نانوتویؒ کی تحریک ہو
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تحریک ہو
شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تحریک ہو
یا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تحریک ہو

یہ جتنی بھی تحریکیں ہیں...... ان میں جو جو لوگ بھی آئے...... جو جو قربانیاں پیش کیں آج ہم نے ان کو خراج تحسین ادا کرنا ہے...... اور یہ دینی طبقہ ہے...... جس کی وجہ سے اسلام کی غیرت اب تک قائم ہے...... اور اس ملک میں اس ملک کی بقا اب اسلام کے نام سے ہے۔

مسلمان قربانی کے میدان میں کبھی پیچھے نہیں رہا ہے...... لیکن یہ اسلام کی شمع...... یہ ایمان کی شمع...... تو اندر روشن ہونی چاہیے...... صدر ایوب کے وقت میں چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے شہیدوں نے کیا قربانی نہیں دی۔

سیالکوٹ کے شہداء تمہارے خون کی قسم
جلائی تم نے حیات دوام کی قندیل

تمہارے جذبہ ایمان نے کر دیا ثابت
کہ اس دیار میں باقی ابھی ہیں اسماعیلؒ

یعنی تمہارے عزم نے یہ ثابت کر کے رکھ دیا کہ اس دیار میں ابھی اسماعیل باقی ہیں جو جان دینا جانتے ہیں۔

تمہارے عزم نے پندار کفر توڑ دیا
بنا کے ٹینکوں کے سامنے چھاتیوں کی فصیل

چار ادوار کی قربانیوں کا حاصل:

حضرات یہ چھاتیوں کی فصل کن لوگوں نے لگائی؟...... (اسماعیلؒ شہید کے وارثوں نے)...... میں یہ عرض کر رہا ہوں آج بہت خوشی کا موقع ہے کہ وہ قربانیاں جو چار دوروں میں ہوتی رہیں ان کے ثمرہ میں ان کے نتیجہ میں آج یہ مملکت خدا داد پاکستان موجود ہے...... مولانا اسماعیلؒ شہید تو تھوڑے سے آزاد علاقے کو ترستے تھے...... جہاں سے وہ جہاد کی تحریک شروع کر سکیں...... اور اللہ نے ہمیں تو اتنا بڑا علاقہ دیا ہے...... خدارا! اس کو تابندہ پائندہ رکھے۔

سچے مسلمان بن جائیں:

کئی لوگ کہتے ہیں کہ علاقہ تھوڑا ہے میں کہتا ہوں کہ مولانا اسماعیلؒ شہید نے جو تحریک کے لئے ضروری قرار دیا تھا...... ہم اس سے تو زیادہ ہیں اور میرا تو ایمان ہے...... اگر ہم صحیح معنی میں مسلمان بن جائیں اور جس غرض کیلئے پاکستان بنایا تھا۔ وہ غرض پوری کریں...... پاکستان کے پاکستانی ہونے کا حق ادا کریں...... تو میں یقین رکھتا ہوں...... کہ پھر اسلام کا جھنڈا یہیں نہیں پورے ہندوستان پر لہرائے گا۔

ہم نے یہ جگہ جو حاصل کی تھی وہ اس لئے نہیں کی تھی کہ علیحدگی پسندی کو

ہم اچھا سمجھتے تھے اب نہیں ۔ہاں ایک مرکز چاہیے تھا...... جہاں سے محنت شروع کی جاسکے...... یہی ہندوستان کے ہندو ہیں...... جن پر ہم نے سات سو سال حکومت کی آج اگر ہم مسلمان بن جائیں اور دل و جان سے مسلمان ہو جائیں۔

ہمارا کردار...... ہماری گفتار...... ہماری رفتار

ہر چیز بتائے کہ ہم مسلمان ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہیں......تو کیا یہ بات قطعی اور یقینی نہیں...... کہ پھر یہ پاکستان پوری دنیا کیلئے روشنی کا مینار ہوگا۔

پاکستان روشنی کا مینار ہے:

اب بھی الحمدللہ مجھے دنیا کے مختلف ملکوں میں جانے کا موقع ملا اور عرب ملکوں میں تو بہت دفعہ جانے کا موقع ملا...... میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ہر ملک میں پاکستان کو اپنے لئے لوگ ایک روشنی کا مینار سمجھتے ہیں...... جو امید انہیں پاکستان سے ہے...... وہ شاید کسی اور سے کم ہوا......کوئی اسلامی ملک' کسی معرکے میں کسی کمزوری کا شکار ہو تو...... فوراً ان کی امید پاکستان تک دراز ہوتی ہے...... اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری حکومتوں کو بھی موقع عطا فرماتے رہے کہ جب بھی اسلامی ممالک میں کسی ملک پر کوئی ضرورت کا وقت آیا...... اور کسی ملک نے پکارا تو پاکستانی پیچھے نہیں رہے۔

تو اب بھی ہمیں صحیح معنوں میں پاکستانی بننا چاہیے...... پاکستان ہمارا فخر ہے...... پاکستان ہمارا مرکز ہے پوری دنیا کے مسلمانوں کی امید گاہ ہے...... تمام مسلم ممالک کیلئے روشنی کا مینارہ ہے یہ جو خطہ ہم نے حاصل کیا...... اپنے باہمی اختلافات کو چھوڑو...... اس میدان میں قربانی جو لوگ کر گئے...... ان کو نیکی سے یاد کرو۔

مولانا اسماعیلؒ شہید کی گستاخیاں چھوڑو انہیں نیکی سے یاد کرو

مولانا گنگوہیؒ کی گستاخیاں نہ کرو انہیں بھی نیکی سے یاد کرو۔

مولانا محمود الحسنؒ کی گستاخیاں نہ کرو نیکی سے یاد کرو

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو بھی نیکی سے یاد کرو

جن لوگوں نے اس چراغ میں جو ہمارا چراغ روشن ہے اس میں خون کا تیل کن لوگوں نے ڈالا؟ مسلمانو دیکھو ہماری آزادی کے چراغ میں کن لوگوں کا تیل جل رہا ہے...... یہ کون لوگ ہیں؟ جن کی تاریخ روشن ہے۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

محسنین اسلام کی قربانیاں:

آج اس موقعہ پر اگر ہم ان عظیم محسنین ملک کو خراج تحسین ادا نہ کریں اور یہ تو قریب کا دور ہے کہ دین کی خاطر پاکستان بننے سے پہلے کس جماعت کے علماء تھے ...... جو جیلوں میں آتے جاتے رہے...... مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو تو آپ نے خود دیکھا...... مولانا سید عطاء اللہ شاہؒ بخاری ان کا مرکز پنجاب میں تھا...... یہ علماء جو دین حق کیلئے جیل جاتے رہے...... اور آپ ایمانداری سے بتائیں کہ 1947ء کی آزادی ملنے سے پہلے ان بزرگوں پر اعتراض کرنے والا ایک نام بھی کسی کو یاد ہے؟ ...... (نہیں)...... جس نے قید و بند کی صعوبتیں اس طرح کھلے دل سے برداشت کی ہوں۔

اللہ ہمیں ان محسنین ملک اور محسنین اسلام سے سچی وفا کرنے اور ان کی قربانیوں سے حاصل ہونے والے گلشن کو آباد رکھنے کی توفیق بخشے...... (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

﴿ہم کون ہیں؟﴾

خطبہ:

الحمدللّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی خصوصا علیٰ سیّد الرسل و خاتم افضی الانبیاء وعلیٰ الہ الاتقیاء و اصحابہ الاصفیاء ...... امابعد ......فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ...... بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم......وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّاالْعَالِمُوْنَ......

صدق اللّٰہ مولانا العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم...... و نحن علی ذالك لمن الشاهدین و الشاکرین و الحمدللّٰہ رب العلمین......

تمہید:

جس کے ناموں کی نہیں ہے انتہا
ابتداء کرتا ہوں اس کے نام سے

حضرات علماء کرام...... واجب الاحترام...... بزرگان قوم...... سامعین عزیز...... دوستو اور بھائیو!

مجھے پاکستان آئے اب دو مہینے سے زیادہ مدت ہونے کو ہے...... جب کبھی پاکستان آنا ہوتا ہے......تو دور دراز کے علاقوں میں جانا...... دیہات میں پہنچنا بڑا مشکل ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائی...... اللہ تعالیٰ اس مل بیٹھنے کو قبول فرمائے...... (آمین)

ایک غلطی کی اصلاح:

حضرات! دین اتنی قیمتی چیز ہے......اور اتنی عزیز چیز کہ اس کے لئے کوئی

وقت لگانا...... ہم مسلمانوں کے ذمہ ضروری ہے...... اور دین کے لئے وقت لگانا اور اس کو سمجھنا...... یہ کوئی آپ کا اور ہمارا تقاضا بھی ہونا چاہیے کہ نہیں؟ (چاہیے) کیونکہ مجھے آج ایک لفظ سن کر بڑا دکھ ہوا ہے۔

میں آپ سے عرض کرتا ہوں ایک بات میں نے یہاں آ کر سنی...... اعلان میں یا منادی میں...... حضرات مسجد میں آئیں...... اور ثواب حاصل کریں...... آپ ثواب حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں...... یا دین سمجھنے کے لئے؟...... (سمجھنے کے لئے)...... جو ثواب حاصل کرنے آتے ہیں وہ آ کر سو جاتے ہیں...... کہ ثواب تو ہو ہی رہا ہے...... اور بات سمجھنے کے لئے کوئی جلدی تیار نہیں ہوتا۔

کبھی سکول میں بھی طالب علم اس نیت سے گئے کہ ثواب حاصل کریں ......(نہیں)

سکول میں؟ (نہیں)

کالج میں؟ (نہیں)

یونیورسٹی میں؟ (نہیں)

جہاں جاتے ہیں...... نیت یہی ہوتی ہے کچھ سیکھیں پڑھیں...... دین ہی اتنا یتیم ہو گیا کہ صرف ثواب کیلئے آئیں...... کیا اعلان ہو رہا ہے؟ کہ مسجد میں آؤ ثواب حاصل کرو...... جو ثواب حاصل کرنے آئے ہیں...... ان کو کوئی سمجھ نہیں آئے گی...... جو سمجھنے آئے ہیں...... انہیں اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل سامنے رکھنا ہوتا ہے...... اگر دین آپ سمجھیں گے نہیں...... تو آپ کی نسلیں بچیں گی؟...... (نہیں)

یہاں ایک دو آدمی ایسے بھی آئے ہیں...... جنہوں نے کہا کہ ہم سمجھنے کے لئے نہیں...... ہم تو خوش الحانی سننے کے لئے آئے ہیں...... اچھی آواز اور لچھے

دار الفاظ آپ سنیں..... تو کیا اس سے آپ کی نسلیں الحاد اور بے دینی سے بچیں گی؟ نہیں جب تک دین نہ سمجھیں..... نہ اپنا مسلک سمجھیں..... نہ اپنے بچوں کو اپنا مسلک سمجھانے کی کوشش کریں..... تو آپ کا یہ پورا علاقہ بے دینی سے بچ نہ سکے گا..... پہلے آپ کے دیہات میں اس علاقے میں کتنی مسجدیں تھیں؟

ایک مسجد مرکزی..... لیکن جب آپ نے خود فکر نہ کی اپنے عقیدے..... مسلک کو سمجھنے اور سمجھانے کی اور نئی نسلوں کو ان پر لگانے کی..... تو آپ کے اسی گاؤں میں معلوم نہیں کتنے فرقے بنیں گے..... اور کتنی مسجدیں بنیں گی..... ان سب کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا..... کہ جو کہتے ہیں کہ ہم سمجھنے کے لئے نہیں..... ثواب لینے کے لئے ان مجلسوں میں آتے ہیں..... میں بڑے دکھے دل سے یہ بات کہہ رہا ہوں..... آپ خوش الحانی کے لئے آئے ہیں..... تو آپ نے نعتیں سن لیں..... ایمان کو تازہ کرلیا بس آپ کا تقاضا پورا ہوگیا..... یہ دین کو سمجھا تم پر بڑا مشکل ہے..... بعض لوگ تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو آتے ہیں..... اشعار سننے کے لئے..... نعتیں سننے کے لئے..... نعتیں سنیں بس ہمارا کام ہوگیا..... میں منع نہیں کرتا..... لیکن آپ کو اپنی نسلوں کی بھی کوئی فکر ہے یا نہیں؟ (ہے) اور وہ فکر تبھی پوری ہوگی کہ اگر آپ بات سمجھیں اور نہ آئیں اور صرف ثواب کی نیت سے..... گو ثواب بھی آپ کو مل ہی جائے گا..... اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ لائے..... کہ آپ کے اس گاؤں میں اس علاقے میں ہر عقیدے اور مسلک کی اپنی الگ الگ مسجدیں اور بن جائیں..... اور جتنے فرقے اور بن رہے ہیں..... ان سب نے آپ کے ہی گاؤں میں ڈیرہ لگانا ہے..... معلوم ہوتا ہے کہ یہیں لگانا ہے..... کیوں کہ یہاں ایسے لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں آکر دین سمجھنا نہیں..... ثواب لینے کے لئے آنا ہے..... مجھے بڑا دکھ ہوا کہ آپ کو اپنی نہیں..... تو کم از کم

اپنی اولاد ہی کی فکر کریں...... کہ جب تک ان نوجوانوں کو دین صحیح نہ سکھایا جائے...... یہ اپنے مسلک پر قائم نہیں رہ سکیں گے......آپ جو اپنے مسلک پر قائم نہیں رہنا چاہتے...... ذرا ہاتھ کھڑا کردیں...... جن کی نیت ہے کہ ہمیں اپنے مسلک پر قائم نہیں رہنا......صرف نعت خوانی سنی ہے......تو نعتیں پڑھنے والے یہاں موجود ہیں......تو نعتیں شروع کرادیتے ہیں...... چلو آپ سن لیں اور اگر سمجھنا ہے تو قرآن سمجھیں......اور سنیں تو غور کے ساتھ صرف ثواب حاصل کرنے کے لئے نہیں...... آپ کو اپنے مسلک کا پتہ ہونا چاہئے......اور یہی بات آپ کی نئی نسلیں کے ذہن میں اترے......اور وہ بھی اپنے مسلک کو اپنی عزت سمجھیں......

ہمارا نام اہلسنّت والجماعت ہے:

پہلے آپ یہ سمجھیں کہ آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کو اپنے نام کا پتہ ہونا چاہیے اور گول بات نہیں ہونی چاہیے...... آپ اپنا وہ نام لیں جو قادیانی نہ لے سکے...... نہ رافضی لے سکے......صرف اسلام کا نام لیں تو وہ یہ لوگ بھی لے سکیں گے تم جن سے متفق نہ ہو...... مرزائی سے پوچھا جائے...... باہر کے ملک میں کہ وہ کون ہے......؟ تو وہ بھی کہے گا...... کہ میں مسلمان ہوں......تو آپ بھی اس طرح کے مسلمان ہیں؟ آپ کو پتہ ہونا چاہئے۔

اپنے ایمان کا

اپنے مسلک کا

اپنے طریقے کا

آپ اپنے ایمان کا تحفظ نہیں کرسکیں گے...... جب تک کہ آپ بات کو سمجھیں گے نہیں...... گول بات نہ کریں...... کہ ہم صرف مسلمان ہیں...... اس کے سوا ہماری کوئی اور پہچان نہیں...... یاد رکھیئے! ہم وہ مسلمان نہیں ہیں جو صحابہ کرام

(رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو اپنا پیشوا مانتے ہیں...... ہم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ماننے والے مسلمان ہیں۔

رافضی اپنے آپ کو کیا کہے گا؟ مسلمان' تو گویا آپ میں اور رافضی میں کوئی فرق نہیں؟ (ہے) تو پھر آپ وہ جواب دے رہے ہیں...... کہ جو وہ بھی دے رہے ہیں...... آپ اپنے آپ کو پہچانیں...... میں اس بات کی درخواست کر رہا ہوں کہ اپنے مسلک کو پہچانتے ہوئے آپ اپنا تعارف کرائیں...... سمجھیں اور اپنے ذہن کو سمجھائیں...... اور اپنے بچوں کو سمجھائیں...... نئی نسل کو سمجھائیں...... تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ کا نام کیا ہے؟ بھائی آپ اور میں مسلمان ہیں...... اللہ تعالٰی اسلام پر رکھے...... (آمین)

آخری وقت بھی اسلام پر آئے...... لیکن اسلام کی آواز تو ہر ایک لگا رہا ہے...... آپ

رافضی سے سنیں ...... وہ کہے گا میں مسلمان ہوں
پرویزی سے سنیں ...... وہ بھی کہے گا میں مسلمان ہوں
اسماعیلی آغا خانی سے سنیں ...... وہ بھی کہے گا میں مسلمان ہوں
بیرون ملک کسی قادیانی سے سنیں ...... وہ بھی کہے گا ہم مسلمان ہیں

ہر کوئی جب یہ آواز لگا رہا ہے تو آپ اگر گول رہنا چاہتے ہیں...... تو پھر آپ کا کام گول ہو جائے گا...... آپ کا نام ہے اہلسنّت والجماعت اور یہ نام کن کے مقابلہ میں ہے ان کا آپ کو پتہ ہونا چاہیے۔

۱) رافضی............اور ہیں اور اہلسنّت والجماعت اور
۲) وہ خارجی............اور ہیں اور اہلسنّت والجماعت اور
۳) معتزلی............اور ہیں اور اہلسنّت والجماعت اور

۴) مُرجیۂ اور ہیں اور اہلسنت والجماعت اور

اہلسنت والجماعت وہ نام ہے...... جس نام کے ساتھ آپ نے پچھلی تاریخ میں ان باطل فرقوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا ہے...... اور اپنے آپ کو صحابہ کرامؓ سے الگ نہیں ہونے دیا...... آپ نے کن کا مقابلہ کیا۔

جبریہ ...... کا

قدریہ ...... کا

معتزلہ ...... کا

رافضی ...... کا

خوارج ...... کا

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے اپنی پہچان کی بنیاد نے رکھی...... اپنا نام اہلسنت والجماعت قائم رکھا۔

ایک نام اپنا صحیح ایمان کے ساتھ قائم رکھا...... جس کے ساتھ کتاب اللہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت نصیب ہوئی...... تو آپ کا نام کیا ہے؟ (اہلسنت والجماعت) اگر کوئی اس نام سے گریز کرے کہ یہ میرا نام نہیں...... میرا نام صرف مسلمان ہے...... تو یاد رکھو اس کا ایمان خطرے میں ہے...... اور مرتے وقت ممکن ہے...... خاتمہ بھی ایمان پر نہ ہو...... اتنی گول بات اسلام کے نام پر...... ہر کوئی کہہ رہا ہے...... ہر طبقہ اپنی آواز لگا رہا ہے...... تو آپ کا کوئی تو تشخص ہونا چاہیے...... کہ آپ کون سے مسلمان ہیں؟ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں...... کہ آپ کا نام کیا ہے؟ (اہلسنت والجماعت) اور اس کے معنی ہیں صحابہ کرامؓ کے ساتھ لگاؤ رکھنے والے مسلمان...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... ما انا علیہ واصحابی......

آپ کے فرقے کا نام حنفی نہیں...... بطور فرقہ آپ کا نام ہے...... اہلسنت و الجماعت' حنفی...... ایک طریقہ ہے...... ایک راستہ ہے' طریقہ اور ہے ......فرقہ اور ہے۔

حنفی ...... ایک طریقہ ہے

مالکی ...... ایک طریقہ ہے

شافعی ...... ایک طریقہ ہے

حنبلی ...... ایک طریقہ ہے

اور طریقے کا آسان ترجمہ ہے راستہ...... پہاڑ پر چڑھنا ہو تو راستے کئی ہیں اِدھر سے چڑھو...... اُدھر سے چڑھو...... اِدھر سے چڑھو...... اُدھر سے چڑھو۔

تو یہ سارے راستے ہیں...... لیکن منزل ایک ہے...... جب آپ پہاڑ کے اوپر چڑھیں...... تو پھر آپ کو چاروں راستے برابر نظر آتے ہیں...... لیکن جب چڑھیں گے تو راستے چار ہوں گے یا ایک؟...... (ایک)

آپ کا اپنا راستہ

دوسرے کا اپنا راستہ

تیسرے کا اپنا راستہ

چوتھے کا اپنا راستہ

پانچویں کا اپنا طریقہ

اگر ایک شخص کہے کہ میں چاروں طریقوں سے چڑھوں تو وہ کبھی پہنچے گا؟...... (نہیں)...... ادھر چڑھے پھر ادھر سے چڑھنے کے لئے اتر آئے۔ پھر ادھر سے چڑھے اور پھر اتر آئے تو کبھی بھی اسے منزل نصیب ہو گی؟...... (نہیں)

اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا بھی ٹھیک نہیں۔ پہاڑ پر کوئی ادھر سے

چڑھ رہا ہے کوئی ادھر سے، تو آپس میں لڑیں گے؟...... (نہیں)...... کیا ایک دوسرے سے نفرت ہوگی؟ (نہیں) کیوں؟ منزل ایک ہے اس میں لڑائی نہیں...... اور اگر اس بات پر لڑائی ہو کہ تم اس طریقے سے کیوں چڑھ رہے ہو...... تم اس طریقے سے کیوں نہیں چڑھ رہے ہو...... تو پھر لڑائی ہوگی چڑھنا نصیب نہیں ہوگا...... پھر کوئی اوپر جا نہیں سکے گا...... سب لڑائی میں ہی گھر کر رہ جائیں گے۔

تو پہلے آپ اپنا یہ عزم رکھیں کہ آپ نے لڑنا نہیں ہے...... اور یہ طریقہ کہ نہیں لڑنا یہ کن کا تھا؟ (صحابہ کرامؓ کا) صحابہ کرامؓ...... کا طریقہ لڑنے کا نہیں تھا...... وہ حضور علیہ السلام کے اختیار کردہ مختلف طریقوں پر مختلف طور پر عمل کرتے رہے...... لیکن وہ سب طریقوں کو حق سمجھتے تھے...... لیکن ترجیح کی بنیاد پر وہ ایک ہی طریقے پر عمل کرتے رہتے...... ان میں رکوع کے وقت رفع یدین کرنے والے بھی تھے...... اور نہ کرنے والے بھی تھے...... ہاتھ سینے پر باندھنے والے بھی تھے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والے بھی تھے...... اور کوئی کسی پر نکیر نہ کرتا تھا۔

صحابہ کرامؓ کا طریقہ:

دیکھئے میں آپ کے سامنے ایک بات عرض کرتا ہوں...... ترمذی شریف کے حوالے سے اور وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے...... اس میں امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ بعض صحابہؓ سے نماز میں ہاتھ باندھنا یہاں ثابت ہے...... اور بعض سے ناف کے اوپر اور بعض سے ناف کے نیچے...... یہ تینوں طریقے بتانے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی نفیس بات کہی...... فرمایا:

وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ

صحابہ کرامؓ کے نزدیک ان تمام طریقوں میں وسعت ہے...... اور ان میں ہر ایک طریق ثابت ہے...... یہاں باندھو...... یہاں باندھو...... یہاں باندھو......

وہ آپس میں لڑتے نہیں تھے...... اس بات پر ہمارے لئے اب یہی ہے کہ جب ثابت ہو جائے...... کہ یہ طریقہ صحابہ کرامؓ میں تھا...... خواہ کچھ صحابہ کرامؓ میں ہو......اور کچھ صحابہ کرامؓ میں نہ ہو تو یہ...... اہلسنت کا موقف ہے...... کہ اس میں لڑائی نہیں کرنی کیوں؟ اگر ہم نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھے تو کچھ صحابہ کرامؓ کے طریقے پر تو عمل کر لیا؟...... (جی)...... اور اب جنہوں نے اوپر باندھے...... تو کچھ صحابہ کرامؓ کے طریقے پر تو عمل کر لیا؟...... (جی)...... اور اب جنہوں نے اوپر باندھے...... ان سے ہماری لڑائی نہیں...... کیونکہ ادھر بھی صحابہ کرامؓ ہیں۔

تو اہلسنت کا طریقہ یہ ہے کہ جن مسائل میں صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوا ...... ان کو وہ حق و باطل کے فاصلے نہیں کہتے۔

معتزلہ سے اختلاف ہو ...... تو یہ حق و باطل کا اختلاف ہے

ہمارا روافض سے اختلاف ہو ...... تو یہ حق و باطل کا اختلاف ہے

خارجیوں کے ساتھ اختلاف ہو ...... تو یہ حق و باطل کا اختلاف ہے

لیکن جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا آپس میں کوئی عملی اختلاف ہو...... تو وہ حق و باطل کا اختلاف نہیں...... تو پھر یہ راستے ہیں مختلف اور ہم ان میں سے کسی کو باطل نہیں کہتے...... وہ طریقہ بھی صحیح...... جو صحابہ کرامؓ سے نماز میں ہاتھ یہاں باندھنے کا منقول ہے...... اور یہ بھی صحیح...... ہماری طرف سے ان چیزوں میں کبھی تردید دیکھی؟ (نہیں) صحابہ کرامؓ میں ایسے بھی تھے...... جو رکوع کے وقت رفع یدین کرنے والے تھے...... اور ایسے بھی تھے ...... جو رفع یدین کرنے والے نہ تھے۔

اور یہ بھی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دونوں طرح کے تھے...... اب ہمارے اسٹیج پر کبھی ان مسئلوں کو اختلافی بنایا گیا؟ (نہیں) کیوں؟ ہم

بنیادی طور پر اہلسنت والجماعت ہیں اور صحابہ کرامؓ میں جو مسائل بھی محل اختلاف رہتے ہم ان کو حق اور باطل کا معرکہ نہیں بناتے...... کیوں کہ ہم صحابہ کرامؓ کے جو ماننے والے ہوئے۔

اب آپ نے ایک سوال کیا ہے کہ یہ جو طریقہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں ...... جو اختلافات ہوئے...... کسی کو باطل نہیں کہنا...... اور اس کو حق و باطل کی معرکہ آرائی نہیں کہنا...... اس طریقے کے خلاف کون ہے؟ جو صحابہ کرامؓ کے طریقے کو چھوڑ رہا ہو...... یہ روافض کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ آگے ان کی کچھ اقسام ہیں ...... کچھ چھوٹے روافض اور کچھ بڑے روافض...... بڑے وہ ہیں جو تبرا اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں۔

ضدی فرقہ:

اب چونکہ آپ نے پوچھا ہے میں بتانے پر مجبور ہوں...... کہ اس طریقے کے خلاف وہ لوگ ہیں جو ان دنوں اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں...... ان کا سارا معرکہ انہی مسئلوں پر ہوتا ہے...... ان سے کبھی پوچھیں کہ رفع یدین نہ کرنا بھی ٹھیک ہے؟ کبھی نہیں کہیں گے کہ ٹھیک ہے...... کہیں گے نہیں نہیں غلط ہے...... پوچھا جائے کہ کیا صحابہ کرامؓ و تابعین سے کچھ لوگ ترک رفع یدین پر عمل پیرا نہیں رہے؟ کہیں گے کوئی بھی ہوں وہ حق پر نہ تھے...... جو نبی علیہ السلام کے خلاف چلیں وہ حق پر کیسے ہو سکتے ہیں...... اگر یہ کہیں...... امام کے پیچھے...... اَلْحَمْد...... نہ پڑھیں...... اسے بھی برا منائیں گے...... کیا صحابہ کرامؓ میں اس کی بھی کوئی گنجائش نہ تھی...... کہ امام کے پیچھے...... اَلْحَمْدُ...... پڑھنا ضروری نہیں...... مگر یہ کبھی ہاں نہیں کریں گے...... اپنے فروعی موقف کو یہ قطعی درجہ دیتے ہیں...... انہیں فروعی مسائل مانتے ہوئے ان کی تبلیغ کا سارا زور رفع یدین پر ہوتا ہے...... سارا زور فاتحہ

خلف الامام پر لگاتے ہیں...... یہ طریقہ یاد رکھیے! صحابہ کرامؓ کا نہیں تھا...... اہلسنت کا نہیں تھا...... صحابہ کرامؓ اور تابعین میں دونوں طرف کے ثبوت موجود ہیں...... اور ان میں رکوع کے وقت یہ رفع یدین نہ کرنے والے بھی ملتے تھے...... اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو فرض نہ کہنے والے بھی تھے۔

صحابہ کرامؓ میں یہ جو مختلف روایات ہیں ہر ایک کا اپنا عمل ہے...... لیکن دوسرا کسی کو باطل پر نہیں کہتا...... دوسرا کسی کو غلط نہیں کہہ رہا...... لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے...... کہ اس دور کے اہلحدیث جو غیر مقلد ہیں...... ان کی ساری جدو جہد ان چند مسئلوں میں...... محدود ہو کر رہ گئی ہے...... انہی مسئلوں کی تبلیغ کر کے یہ کہتے ہیں کہ اپنی جماعت بناؤ...... میں کہتا ہوں تاریخ کی طرف لوٹیں حنفی فرقے کی۔

حنفی نام کی جماعت تاریخ میں کبھی نہیں بنی
شافعی مسلک کی جماعت کوئی نہیں بنی

شافعیوں کا مسلک ہے رفع یدین کرنا...... لیکن (مولانا) آپ بتائیں تاریخ میں رفع یدین کرنے والوں کی کبھی علیحدہ جماعت پہلی صدیوں میں قائم ہوئی؟...... (نہیں)...... ہاتھ یہاں باندھنے والوں نے کبھی اپنی علیحدہ جماعت بندی کی؟...... (نہیں)...... اس وقت ذوق یہ تھا کہ اس پر بھی صحابہ کرامؓ رہے ہیں اور اس پر بھی صحابہ کرامؓ ہیں۔

ان مسائل کو جنگ کا میدان بنانا

ان مسائل کو مناظرہ بازی کا میدان بنانا

اور ان مسائل پر اپنا فرقہ علیحدہ بنانا اور نام اس کا اہلحدیث رکھنا...... اور اس فرقہ بندی پر مسجدیں علیحدہ بنانا...... یہ طریقہ سلف کا نہیں تھا...... صحابہ کرام

(رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا یہ طریقہ نہیں تھا...... فروعی مسائل پر علیحدہ جماعت بندی جائز نہیں...... ہم اس کو اپنی تحقیق میں بدعت کہتے ہیں...... جو بات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی نہ ہو...... اس کا نام کیا ہے؟...... (بدعت) ......تو فروعی مسائل پر...... فروعی اختلاف پر علیحدہ جماعت بندی کرنا...... یہ پہلے دور میں بات نہیں تھی یہ بدعت ہے...... جس نے اس دور میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کے ایک پورے طبقے پر زبان طعن دراز کر رکھی ہے۔

ہرنئی بات گمراہی ہے:

ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے...... فروعی مسائل پر مسجدیں علیحدہ بنانا یہ واقعی بدعت ہے...... آپ سوال نہ کرتے ...... میں بات نہ کہتا...... لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان دنوں جو لوگ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں...... وہ اس بدعت میں مبتلا نہیں کہ انہوں نے فروعی مسائل پر جماعت بندی بنا رکھی ہے۔

آپ دیکھیں رافضی کے ساتھ ہمارا اختلاف اعتقادی ہے یا بنیادی؟...... (بنیادی)...... خارجیوں کے ساتھ بھی ہمارا بنیادی اختلاف ہے...... اور اعتقادی ......لیکن فروعی مسائل کے نام پر ہم نے پوری تاریخ میں کبھی علیحدہ جماعت بندی کی؟ (نہیں) تو یہ غیر مقلد کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنی مسجدیں تک نمایاں کر رکھی ہیں۔

مولانا! آپ نے تو دنیا عرب کی بھی سیر کی ہے...... دوسرے ملکوں کو بھی دیکھا ہوگا...... وہاں سفر بھی کئے ہوں گے...... میں آپ کے سامنے صاف کہتا ہوں کہ

امریکہ میں

افریقہ میں

برطانیہ میں

یورپ میں

ہم گئے...... ایک مسجد بھی میں نے نہیں دیکھی کہ جس کا نام ہو ”حنفی مسجد“ ایک مسجد نہیں دیکھی جس کا نام ہو ”شافعی مسجد“ ایک مسجد نہیں دیکھی جس کا نام ہو...... ”مالکی مسجد“ نماز پڑھانے والا امام گو

وہ حنفی ہو

وہ مالکی ہو

وہ شافعی ہو

وہ حنبلی ہو

یہ سب ہے لیکن کسی مسجد کا نام ہم نے یہ نہیں دیکھا...... لیکن یہ دیکھا اور سنا ہم نے...... یہاں اپنے ملک میں...... یہ مسجد کن کی ہے اہلحدیث کی مسجد...... فروعی اختلافات پر علیحدہ مسجدیں بنانا...... عقیدے کا اختلاف نہ ہو...... بنیادی اختلاف نہ ہو...... رفع یدین اور آمین پر علیحدہ مسجدیں بنانا...... یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ نہیں تھا...... اللہ تعالیٰ بدعات سے بچائے...... (آمین)

ہر وہ چیز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھی وہ ”بدعت“ ہے...... اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں فروعی مسائل پر مختلف عمل تھے...... لیکن ان اختلافات پر جماعت بندی نہ تھی۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ...... کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وسعت تھی...... تو جن میں وسعت تھی ...... ان کے ہاں اس نام پر علیحدہ مسجدیں نہیں بنتی تھیں...... اور اگر ان ناموں پر

علیحدہ مسجدیں بنیں...... تو سمجھو کہ یہ بدعت کا آغاز ہوگیا ہے...... جو چیز صحابہ کرامؓ سے نہ ملے وہ ''بدعت'' ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ایسی ایسی روایات بھی ہیں حدیث میں...... کہ دو صحابیؓ اکھٹے آئے مسجد میں...... مسجد میں جماعت ہورہی تھی...... فجر کی جماعت...... ایک صحابیؓ فوراً جماعت میں مل گیا...... اور ایک صحابیؓ نے پیچھے ہٹ کر پہلے سنتیں پڑھیں...... اور پھر جماعت میں ملا...... نہ اس نے اس سے لڑائی کی...... نہ اس نے اس سے لڑائی کی۔

اگر آج کا دور ہوتا یا ان میں کوئی غیر مقلد بنا ہوتا...... جس طرح آج کل اہلحدیث ہیں تو آپس میں لڑ پڑتے۔

اہلسنت بھائیو! میں مسلمانوں کو جوڑنے کیلئے کہہ رہا ہوں...... کہ آپ اسلام کی پہلی چودہ صدیوں میں دیکھیں...... کہ طریقہ مختلف...... عمل مختلف...... لیکن اس نام پر علیحدہ جماعت بندی نہیں...... اور مسجدوں کے یہ عنوان نہیں۔

یہ حنفی مسجد ہے
یہ شافعی مسجد ہے
یہ مالکی مسجد ہے
یہ حنبلی مسجد ہے
یہ اہلحدیثوں کی مسجد ہے

آج جو اہلحدیث کے نام پر مسجدیں بن رہی ہیں...... یقیناً ہم اپنے اس مقام وحدت کو چھوڑ چکے...... اور ہم بدعت میں داخل ہو چکے ہیں...... فروعی مسائل پر جماعت بندی...... فروعی مسائل پر علیحدہ مسجدیں بنانا کیا یہ بدعت نہیں؟ اب یہ جو میں نے بات کی...... یہ جوڑنے کی ہے یا توڑنے کی؟ (جوڑنے کی) اور جو اس

نام پر علیحدہ جماعت بندی کرے اس نے توڑنے کی بات کی......کا وحدت کے موقف پر اب بھی نہیں...... یہ اس زمانے کے اہلحدیث نہیں......جنہوں نے چار مذاہب کے بعد یہ پانچواں مذہب قائم کر رکھا ہے......اور اپنے آپ کو یہ اہلسنّت کے پانچویں سوار سمجھتے نہیں......اب آپ ہی سوچیں ان کی چار مذاہب کے خلاف تبلیغ اختلافات کو گھٹا رہی ہے...... یا بڑھا رہی ہے؟ ان کی محنت سے پہلے چار مذاہب تو ختم نہ ہوئے لیکن ایک اور مذہب قائم ہو گیا...... یہ فرقہ پہلے دور میں نہ تھا......ابھی ابھی قائم ہوا...... جب انگریز ہندوستان میں حکمران ہوئے۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام:

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ:

حنفی "

شافعی "

مالکی "

حنبلی "

یہ چار فرقے نہیں...... یہ چار راستے ہیں کس طرح؟ کہ پہاڑ پر چڑھنا ہو تو کئی راستے ہیں......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل میں گنجائش تھی......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل میں وسعت تھی...... میں ایک مثال دیتا ہوں۔

(نکالیں جامع ترمذی جلد اول صفحہ نمبر 42) یہ میرے ہاتھ میں جامع ترمذی ہے اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی ایک روایت ہے...... ان کا ارشاد ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھو......تو نماز نہیں ہوتی......مگر امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

اللہ کے گھر میں کہہ رہا ہوں...... کتاب میرے ہاتھ میں ہے...... جلد

اول صفحہ 42...... ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں...... باوضو کہہ رہا ہوں۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں...... وہ فرماتے ہیں ...... کہ کوئی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے نماز نہیں ہوتی...... مگر امام کے پیچھے ہو جاتی ہے...... اور ساتھ امام ترمذی یہ بھی لکھتے ہیں...... کہ یہ حدیث صحیح ہے کمزور بھی نہیں۔

آپ ان غیر مقلدین کے پاس صبح جا کر پوچھیں...... فوراً کہیں گے کہ یہ جابرؓ کا قول ہے...... صحابی کا نام آئے اور کوئی کہہ دے کہ ہم نہیں مانتے...... بھائی تم اسے کیا کہتے ہو؟...... (رافضی)...... میں ان دوستوں سے کہتا ہوں تم یہ کہو کہ ہم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ امام کے پڑھنے کو نہیں سنتے...... اس لئے فاتحہ پڑھتے ہیں...... ہم اس قولِ جابرؓ پر عمل نہیں کرتے...... لیکن یہ تو نہ کہو کہ فاتحہ پڑھی نہ جائے...... تو نماز نہیں ہوتی کیوں؟ ادھر صحابیؓ کھڑا ہے...... ہم کسی صحابی کے بارے نہیں کہتے کہ اس کی نماز اللہ کے ہاں قبول نہ تھی۔

اہلسنت والجماعت اس طبقے کا نام ہے...... کہ جو صحابہ کرامؓ کے اختلاف کو حق و باطل کے درمیان دائر نہیں کرتے...... اور کسی صحابیؓ کے بارے میں نہیں کہتے کہ وہ باطل پر ہے...... یا یہ کہ وہ بے نماز تھا۔

ان سے پوچھیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا کیا یہ باطل ہے؟ فوراً کہیں گے یہ باطل ہے...... ہم کہتے ہیں کہ اس باطل کی زد میں صرف مولانا عبدالمجید نہیں آرہے...... مولانا قاری عبدالسمیع نہیں آرہے...... اس باطل میں حضرت جابر صحابیؓ آتے ہیں اور کسی اہلسنت والجماعت کی یہ جرأت ہو سکتی ہے...... کہ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرے...... کہ وہ حق پر نہیں تھے۔

جو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے وہ پڑھے...... ہم اس کے پیچھے جا کر یہ

نہیں کہتے کہ تیری نماز نہیں ہوتی...... لیکن جو نہیں پڑھتا اس کے پیچھے تم آ کر کیوں کہتے ہو کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی...... جبکہ حدیث کی کتابوں میں یہ موجود ہے...... کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کے دین کے محافظ:

بھائی ہم صحابہ کرامؓ کے ماننے والے ہیں یا نہیں؟...... (ہیں)...... تو یہ کس نے کہا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز ہو جاتی ہے؟...... (صحابیؓ نے)...... اور اگر آپ یہ جواب دیں کہ یہ صحابی غلط ہے...... تو پھر صحابی غلط نہیں ...... آپ غلط ہیں؟ ...... (یہ اس دور کے اہلحدیث غلط ہیں)...... ہمارے سامنے تو معیار صحابہ کرامؓ ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر صحابہ کرامؓ تھے یا نہیں؟...... (تھے)...... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا کرنا...... کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کے دین پر نہیں تھے...... یہ کن کا کام ہے؟...... (روافض کا)...... تو اگر آپ یہ سنیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ فاتحہ جب نہ پڑھی...... تو نماز نہیں ہوتی اور امام کے پیچھے ہو جاتی ہے...... تو یہ کہیں گے کہ حضرت جابرؓ کی یہ بات نبی کے خلاف ہے...... تو یہ اس قسم کی بات ہے...... جس قسم کی بات آپ رافضی سے سنتے ہیں...... روافض کی ساری مہم اسی بنیاد پر ہے...... کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھے...... تو کل اگر آپ یہ سنیں کہ جابرؓ کی یہ حدیث نبی کے خلاف ہے...... تو بات تو وہی ہوگئی نا؟ کہ قوم کو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ رافضی بھی دو قسم کے ہیں...... ایک بڑے اور ایک چھوٹے۔

ہم کون ہیں؟ ...... (اہلسنت والجماعت)...... اور ہم کہتے ہیں کہ صحابہ

کرامؓ میں جو مختلف اعمال اور مختلف طریقے اور مختلف راستے قائم ہیں..... یا قائم ہوئے ان میں سے کسی کو بھی باطل نہ کہو..... ہم تحقیق کے ساتھ کہتے ہیں..... کہ امام کے پیچھے ہم قرآن نہیں پڑھتے..... لیکن اگر کسی صحابیؓ سے منقول ہو تو..... ہم یہ بھی کہنے کو تیار نہیں کہ وہ باطل پر ہے..... ہماری اس بات پر جماعت بندی نہیں کرنی ہوگی..... ہماری مسلمانوں کی پہلی تاریخ چودہ سو سال کی گزر چکی..... صحابہ کرامؓ سے لے کر تیرہویں صدی تک یا بارہویں صدی تک مسلمان اس طرح آئے کہ طریقے سارے صحابہ کرامؓ والے ہیں..... لیکن فروعی مسائل پر علیحدہ جماعت بندی نہیں تھی..... یہ کب سے ہوئی؟ انگریزوں کے اس ملک میں آنے سے..... جو مسلمانوں میں اختلافات بڑھا کر اپنی حکومت کو مضبوط کرتے رہے..... ان کا بطور استاد کے چونکہ زیادہ عرصہ مجھے کالجوں میں پڑھانے کا موقع ملا..... بطور استاد کے پڑھانے کی عادت رہی..... جامعہ اشرفیہ میں بھی کچھ عرصہ پڑھانے کا موقع ملا..... تو تقریر میں بھی پڑھانے کی عادت قائم رہی ہے..... میں ذرا بات کو سمجھا کر آگے چلتا ہوں..... میں آپ سے یہ کہتا ہوں ہمارا پڑھانے کا یہ طریقہ رہا ہے..... کہ کوئی چیز زیر بحث آئے..... تو بات یہاں سے شروع کرتے ہیں کہ بات کب سے چلی؟ عدالت میں کوئی مقدمہ آتا ہے تو مجسٹریٹ پہلے بات یہاں سے شروع کرتا ہے کہ:

یہ واقعہ کہاں سے چلا؟

لڑائی کہاں سے چلی؟

جھگڑا کہاں سے چلا؟

تو تاریخی طور پر اس بات کے پیچھے محنت کی جاتی ہے۔

سکولوں میں

کالجوں میں بھی

عدالتوں میں بھی

پڑھائی کے مدارس میں بھی

میں ایک ہی بات کہتا ہوں...... بحث نہیں کرتا...... اس لئے کہ میں یہاں اپنے بھائیوں کے ساتھ جوڑ کا حامی ہوں...... توڑ کا نہیں...... لیکن بطور طالب علم کے آپ کبھی یہ بھی سوچیں کہ یہ فرقہ اہلحدیث اسلام کی پہلی بارہ صدیوں میں بطور ایک فروعی مسلک کے دنیا میں کہیں تھا...... کہیں تاریخ اس کا پتہ دیتی ہے؟ یہ اب جو علیحدہ بن گیا...... یہ ہندوستان اور پاکستان میں بنا کب سے؟ تاریخی طور پر پیچھے جانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟...... (ہے)...... میں آج آپ کی اس مسجد میں آیا...... میں آپ سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں...... کہ یہ مسجد کب بنی؟ آپ کوئی نہ کوئی سال بتائیں گے؟ ......(جی)...... اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مرمت ہوئی؟ یہ کب ہوئی؟ آپ نے کہا...... فلاں وقت کی...... تو اگر سوال کیا جائے تو ناجائز تو نہیں؟...... (نہیں)...... تو اگر تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے آپ جاننے کی کوشش کریں کہ اہلحدیث فرقہ کب بنا ہندوستان میں...... تو یہ ایک تحقیق کی راہ ہے...... اسے ان پر تنقید نہ سمجھیں۔

انگریز کا خود کاشتہ پودا:

انگریز کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اس نام سے کوئی مسجد ہندوستان میں تھی؟...... (نہیں)...... ہندوستان میں ایک بادشاہ ہوا ہے...... بہت بڑا بادشاہ...... آپ نے اس کا نام سنا ہوگا...... اورنگ زیبؒ...... اورنگ زیبؒ کی حکومت تک پورے ہندوستان بنگلہ دیش اور پاکستان میں...... برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث فرقہ کے نام کی کوئی مسجد نہیں تھی...... اگر تھی تو میں آپ حضرات

سے کہتا ہوں...... ابھی رقعہ لکھ کر مجھے بھیجیں کہ فلاں جگہ تھی...... میں تسلیم کرلوں گا......اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ جس کے وقت میں مغلیہ اقتدار کا سورج ڈھل رہا تھا...... اس کے کچھ عرصہ بعد انگریز آگئے...... انگریز اس برصغیر میں آئے تھے یا نہیں؟ (آئے تھے) انگریزوں کے آنے سے پہلے یہاں کن کی حکومت تھی؟...... (اورنگ زیبؒ کی) ...... (مسلمانوں کی)......تو مسلمانوں کی حکومتیں تھیں......تو مسلمانوں کی مسجدیں بھی تھیں یا نہیں؟...... (تھیں)...... مدارس بھی تھے یا نہیں؟ ......(تھے) ...... عالم بھی تھے یا نہیں؟ ......(تھے) ......تو بتاؤ کہ انگریزوں کے آنے سے پہلے پورے برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث نام کی ایک مسجد بھی کہیں تھی؟......بطور تاریخ کے طالب علم کے یہ جاننا چاہیے یا نہیں؟...... (چاہیے)...... یہ فرقہ کب سے چلا؟ کب سے بنا؟ یادرکھیں!

چودہویں صدی میں جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی......تو حکومت نے ایک جماعت کو اہلحدیث نام الاٹ کیا تھا......اس سے پہلے یہ لوگ

کبھی اپنے آپ کو کہتے تھے محمدی
کبھی اپنے آپ کو کہتے تھے سلفی
کبھی اپنے آپ کو کہتے تھے موحد

کبھی انہیں کہا جاتا تھا لامذہب لیکن ایک نام اہلحدیث، اس نام پر آج مسجدیں بھی ہیں اور فرقہ بھی ہے یہ نام الاٹ کیا تھا انگریز حکومت نے...... اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو مرزا غلام احمد کے کچھ عرصہ دوست رہے......پھر مخالف ہوئے یہ نام ان کو الاٹ ہوا تھا......انہوں نے یہ نام اپنے ہم خیال دوستوں کیلئے انگریز گورنر سے الاٹ کروایا تھا......اس سے جماعت کا آغاز ہوا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ انہوں نے اپنی جماعت کا آغاز کرتے ہوئے کوئی

نئے عقیدے بنائے نہیں...... لیکن فروعی اعمال کے ساتھ اپنے فرقے کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ کرنا...... اور ایک علیحدہ نام دینا اور اس نام کی مسجد بنانا...... اس کا آغاز اس وقت سے ہوا...... جب انگریز یہاں کی پالیسی پر عمل پیرا تھا۔

میں نے تو آپ سے صحیح صحیح کہہ دیا ہے لیکن کل آپ ان سے سن لیں گے...... کہ نہیں ہم تو پہلے بھی تھے...... تو پھر آپ کا حق ہے کہ پوچھیں کس شہر میں تھے؟ ہر شہر میں سب سے پہلی مسجد جو ہے...... سب سے بڑی مسجد اور نمایاں مسجد ہے وہ کن کی رہی؟...... (اہلسنت والجماعت کی)...... لاہور کی سب سے بڑی مسجد کون سی ہے؟...... (بادشاہی مسجد)...... کس نے بنائی تھی؟...... (عالمگیر نے)...... اس وقت سے لیکر اب تک یہ مسجد اہلسنت والجماعت کی ہے یا نہیں؟...... (ہے) ...... تو لاہور کی جتنی بھی اہلحدیث مسجدیں ہیں۔ وہ اس کے بعد بنی ہیں اس سے پہلے کی کوئی نہیں...... میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ ان مسجدوں کے خلاف محاذ بنائیں...... (نہیں)...... جنہوں نے بنائی ہیں بنائیں لیکن یہ تو مانیں کہ ہمارا فرقہ اس عنوان کے ساتھ پیداوار ہے انگریزی دور کی...... یہ جو طریقے ہیں مختلف...... یہ صحابہ کرامؓ کے پہلے دور میں بھی تھے...... لیکن اس نام پر جماعت بندی نہیں تھی۔

سنت پر عمل کرنے کی تلقین:

اس طرف پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارا نام کیا ہے۔ (اہلسنت والجماعت) تو آپ نے کبھی لفظ سنت پر بھی غور کیا ہے...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ فرمایا تھا...... تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ...... میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں...... کیا؟...... كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّتُ رَسُوْلِه...... اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سنت...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے ہوئے...... کون سی چیز دی؟ سنت یا حدیث؟ (سنت) آپ نے فرمایا...... كِتَابُ اللّٰه...... اور

...... سُنَّتُ رَسُوْلِ اللّٰہ ...... یہ نہیں کہا کہ ...... حدیث پر عمل کرنا ...... سنت پر عمل کرنا لازمی ٹھہرایا۔

سنت اور حدیث میں فرق کیا ہے؟ حدیث ایک علمی ذخیرہ ہے ...... حدیث جب تک سنت کے درجے کو نہ پہنچے اس پر عمل نہیں ...... یہ جو آپ کے سامنے حدیث کی بڑی بڑی کتابیں ہیں ...... ان حدیث کی کتابوں میں بڑا علمی ذخیرہ ہے ...... اور اختلافات بھی بہت ہیں ...... ان میں وہ روایتیں بھی ہیں جو رفع یدین کرنے کی ہیں ...... وہ بھی ہیں ...... جو نہ کرنے کی ہیں ...... وہ بھی ہیں جو ہاتھ یہاں ...... (سینے پر) ...... باندھنے کی ہیں ...... وہ بھی ہیں جو ناف کے نیچے باندھنے کی ہیں ...... یہ کتابیں ایک علم کا ذخیرہ ہیں ...... علم کا ذخیرہ جب تحقیق اور پڑتال کے بعد سنت کے درجے میں آئے ...... تو لائق عمل ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ بات بتائی تھی ...... حکم فرمایا تھا کہ میرے بعد کتاب اور سنت پر عمل کرنا ...... حدیث پر عمل کرنے کی وصیت نہ کی تھی ...... آپ حدیث کا مطالعہ کریں ...... حدیث کے ترجمے کی کتابیں دیکھیں ...... تو یاد رکھیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ...... یہ دیکھو کہ حدیث سنت کے درجے میں آئی ہے یا نہیں؟ جب تک حدیث سنت کے درجے میں نہ آئے ...... عمل نہ کریں ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت حدیث پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی یا سنت پر عمل کرنے کی؟ ...... (سنت پر عمل کرنے کی) ...... علماء سے جا کر پوچھیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے ...... حضور ﷺ نے آخری وقت میں نصیحت یہ کی تھی کہ میرے بعد کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرنا ...... سنت کہا تھا یا حدیث؟ (سنت) حضور ﷺ نے جب جاتے ہوئے کہا کہ میرے بعد کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرنا ...... تو

جو اس حدیث پر عمل کرنے کا اقرار کریں...... وہ اہلسنت ہیں یا اہلحدیث؟...... (اہلسنّت)...... تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں یہ کہیں کہ سنت پر عمل کرنا...... اور ہم کہیں کہ نہیں...... حدیث پر عمل کرنا ہے...... اگر ہم حدیث پر عمل کریں گے...... تو نام ہوگا اہلحدیث...... سنت پر عمل کریں گے...... تو نام ہوگا اہلسنّت۔

والجماعت سے کیا مراد ہے؟

ایک ساتھی کہنے لگے کہ پھر وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں...... تو تم کہو اہلسنت فرق ظاہر ہو جائے گا...... لیکن مراد نبی کی جماعت ہے ......تم اپنے آپ کو والجماعت کیوں کہتے ہو؟ تو ہم کہتے ہیں کہ والجماعت ہماری مراد نبی کی جماعت ہے ہم اہلسنّت سے ...... نبیؐ کی سنت پر اور والجماعت سے ...... نبیؐ کی جماعت پر...... قائم ہیں...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہم چھوڑ نہیں سکتے...... صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہمارا تعلق ہے ہم والجماعت ہیں اور نبیؐ کے ساتھ جو تعلق ہے اس پہلو سے ہم اہلسنّت ہیں۔

آپ کا نام تو اہلسنّت و الجماعت ہے...... ان کا نام بھی اہلحدیث و الجماعت ہے؟...... (نہیں)...... وہاں جماعت کی بات ہی نہیں...... ''صرف اہلحدیث'' آپ صرف اہلسنّت ہیں یا والجماعت؟...... (اہلسنّت والجماعت)...... اہلسنّت کا معنی...... نبی ﷺ کی بات کے پابند...... والجماعت نبیؐ کی جماعت کے پابند...... ہم نہ نبی ﷺ کی بات کو چھوڑیں...... نہ جماعت کو چھوڑیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آئیں اہلسنّت کہلائیں...... اور جماعت پر آئیں...... والجماعت کہلائیں...... آپ کا پورا نام اہلسنّت والجماعت ہے۔

حدیث ضعیف ہو سکتی ہے سنت نہیں:

میں پھر پوچھتا ہوں آپ کا نام کیا ہے؟......(اہلسنّت والجماعت)......

سنت اور حدیث میں فرق کیا ہے؟

سنیں! حدیث کبھی ضعیف بھی ہوتی ہے...... اور سنت کبھی ضعیف نہیں ہوتی...... آپ نے علماء سے بارہا سنا ہوگا...... کہ یہ حدیث ضعیف ہے...... یہ حدیث ضعیف ہے...... لیکن کبھی یہ سنا ہے کہ سنت ضعیف ہے؟ (نہیں) حدیث کبھی ناسخ ہوتی ہے...... اور کبھی منسوخ...... اور سنت کبھی منسوخ نہیں ہوتی۔

میں پھر آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ آپ کا نام......

حنفی ...... نہیں

شافعی ...... نہیں

مالکی ...... نہیں

حنبلی ...... نہیں

یہ چاروں طریقے ہیں فرقے نہیں...... بطور فرقے کے اور طبقے کے آپ کا نام ہے...... اہلسنت والجماعت...... اور اہلسنت والجماعت کا تقابل......

رافضی سے ہے

خارجیوں سے ہے

معتزلہ سے ہے

جبریہ سے ہے

قدریہ سے ہے

کرامیہ سے ہے

مختلف فرقوں سے...... لیکن اپنے اندر یہ چار جو طریقے ہیں...... یہ فرقے نہیں...... ہاں...... یہ بات جانیں...... اور اس کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں...... کہ اللہ تعالیٰ سے آپ مانگتے کیا ہیں؟ نماز آپ نے پڑھی ہے؟...... (جی)......

فرض نماز میں امام نے اور سنتوں میں آپ نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے...... یا نہیں؟......(پڑھی ہے)......ہم نے اس میں اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی ہے۔

صراط مستقیم کی دعا:

سورۃ فاتحہ میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا؟

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ

اے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلا......صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ...... صراط مستقیم راہ ہے......ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔

سنیں! اے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلا اور صراط مستقیم صرف نبیوں کی راہ ہے؟......(نہیں)

نبیوں	....	کی
صدیقوں	....	کی
شہداء	....	کی
اور صالحین	....	کی

ان چاروں کو کہا جاتا ہے...... کہ ان پر اللہ کا انعام ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں صرف یہ کہنا کہ صرف نبی ﷺ کی راہ پر چلا ہم نے کسی اور کو نہیں ماننا ...... یہ ہرگز اہل حق کا طریقہ نہیں ہے...... جن جن پر تیرے انعام ہوئے ہم ان سب کے طریقے پر چلنے کی دعا کرتے ہیں۔

تو سورۃ فاتحہ کیا سکھاتی ہے؟ سورۃ فاتحہ یہ بتاتی ہے کہ تم نے صرف نبیوں کے راستے پر نہیں چلنا...... بزرگوں کے راستے پر بھی چلنا ہے...... اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کی پیروی بھی کرنی ہے......اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ...... صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ...... یہ ہے...... یا...... صِرَاطَ النَّبِيّٖنَ......(صِرَاطَ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ)...... تو...... اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ...... میں چاروں آتے ہیں یا نہیں؟ (آتے ہیں) تو پھر آپ نے چاروں کا راستہ مانگا یا نہیں؟ (مانگا) یہ صرف نبی ﷺ تھے یا ساتھ بزرگوں کا راستہ بھی مانگا؟...... (بزرگوں کا بھی)...... تو بزرگوں کی پیروی ان کی تقلید میں ہے۔

ان کے طریقوں پر چلنا
صحابہ کرامؓ کے طریقوں پر چلنا
صالحینؒ کے طریقوں پر چلنا
آئمہ دینؒ کے طریقوں پر چلنا
امام ابوحنیفہؒ کے طریقے پر چلنا
امام مالکؒ کے طریقے پر چلنا

کیا یہ سب لوگ اللہ کے انعام یافتہ لوگ نہ تھے؟...... (تھے)...... تو نماز میں آپ نے ان کے طریقوں پر چلنے کی دعا مانگی...... اور سلام پھیرنے کے بعد تم نے الٹی زقند لگائی...... اور کہا کہ پس دکا اصرف نبیوں کا طریقہ...... صرف نبیوں کا طریقہ یہ کوئی بات ہے؟

بھائی ایک یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ صحابہ کرامؓ کے پیچھے چلنا ہے یا نہیں؟ ...... (چلنا ہے)...... سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والے کون تھے؟...... (حضرت سیّدنا ابوہریرہؓ)...... اور ان کی حدیثیں ہماری حدیث کی کتابوں میں ہزاروں ہیں۔

حضرت عمرؓ کی جو روایات ہیں وہ ہزاروں نہیں
حضرت عثمانؓ کی بھی ہزاروں نہیں
حضرت ابوہریرہؓ کی ہزاروں ہیں

تو درجہ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کا زیادہ ہے...... یا حضرت عثمانؓ کا؟ (حضرت عثمانؓ کا) اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس تو ہزاروں حدیثیں تھیں...... حضرت عثمانؓ کے پاس کم ہیں...... لہٰذا درجہ ابو ہریرہؓ کا زیادہ ہے...... تو یہ اس کی بات غلط ہوگی یا صحیح؟...... (غلط)...... تو اگر کوئی یہ کہے کہ امام بخاریؒ نے جو حدیثیں بیان کیں...... ان کی تعداد زیادہ ہے...... اور جو امام محمدؒ نے بیان کیں...... جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے وہ کم ہیں...... تو کیا امام بخاریؒ کا درجہ امام محمدؒ سے زیادہ ہو جائے گا؟...... (نہیں)...... اگر کوئی کہے کہ حدیثیں بخاریؒ کی زیادہ ہیں...... اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد کی اتنی نہیں...... اس لئے میں اس کو بڑا سمجھوں گا...... جس کے پاس روایات زیادہ ہیں...... تو پھر ہمیں سوال کرنے کا حق ہے...... کہ حضرت عثمانؓ کی روایات بھی اتنی نہیں بنیں...... جتنی حضرت ابو ہریرہؓ کی ہیں...... تو پھر حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا کہو گے؟ ہمارا تو اعتقاد ہے کہ سارے صحابہ کرامؓ میں......

سب سے اعلیٰ ...... حضرت ابو بکر صدیقؓ

ان کے بعد ...... حضرت عمر فاروقؓ

ان کے بعد ...... حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا درجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ ہے...... اگر ان کا درجہ آگے ہے...... تو کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام بخاریؒ سے درجہ آگے نہیں ہو سکتا؟...... (یقیناً)...... کہ جی امام بخاری کی کتاب ہے اتنی بڑی...... ٹھیک ہے بخاری کی کتاب...... لیکن امام بیہقی کی کتاب تو ان سے بھی بڑی ہے...... یہ ہمارے پاس صحیح بخاری موجود ہے...... اس کی دو بڑی بڑی جلدیں ہیں...... اور سنن کبریٰ بیہقی کی جلدیں کتنی ہیں؟...... (دس)...... تو کیا

کہا جائے گا...... کہ امام بیہقیؒ ان سے مقام و مرتبہ میں زیادہ ہیں؟...... (نہیں)

فقہاء اور محدثین کا درجہ:

اس کے ساتھ ساتھ آپ کبھی ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس بھی گئے ہیں یا نہیں؟ ......(گئے ہیں)...... اور کمپوڈر کے پاس بھی گئے؟...... (گئے ہیں)...... جب دوائی بنوانے جاتے ہیں کس کے پاس جاتے ہیں پرچی لیکر؟...... (کمپوڈر کے پاس) ......تو زیادہ شیشیاں زیادہ دوائیں اور زیادہ ڈبے کمپوڈر کے پاس ہوتے ہیں...... یا ڈاکٹر کے پاس؟...... (کمپوڈر کے پاس)...... لیکن درجہ زیادہ ڈاکٹر کا ہے کیوں؟ جو کچھ کمپوڈر کے پاس ہے...... اس کا فیصلہ ڈاکٹر کرے گا...... تو کمپوڈر کے پاس دیکھنا کہ اس کے پاس شیشیاں زیادہ ہیں...... ڈبے زیادہ ہیں...... یہ سمجھنا کہ اس کا درجہ ڈاکٹر سے زیادہ ہے...... یہ دانائی نہیں ہے...... نادانی ہے۔

تو جو محدثین ہیں، وہ حدیثیں جمع کرتے ہیں یہ دین کے محافظ اور Custodion ہیں...... لیکن ان کے بارہ میں فیصلہ کرنا ان کے بارے میں حکم لگانا یہ مجتہد کا کام ہے...... فقہاء کا کام ہے اور امام ترمذی جامع میں امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں...... فقہاء ہیں کہ جو حدیث کے معنی بہتر سمجھتے ہیں تو فقہا کا درجہ ڈاکٹر کا ہے...... محدثین جن کے پاس حدیث کے ذخیرے ہیں...... اور انہوں نے محنت کی اور حفاظت کا پہرہ دیا...... ان کے پاس حدیث کے ذخیرے دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ ان کا درجہ مجتہدین کے برابر ہے...... مجتہدین ڈاکٹر ہیں اپنے فن کے...... ڈاکٹر اکیلا بھی بیٹھا ہو تو اس کا پرچی لکھنا وزن رکھتا ہے...... مجتہد بغیر حوالے کے بھی اگر بات کہے...... تو وہ وزن رکھتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ...... مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ علی مَنْ اَفْتَاہ...... کہ جس کے پاس علم نہیں وہ کسی کے فتوے پر عمل کرے فتویٰ غلط بھی ہو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے

اس پر نہیں ۔۔۔ اگر کوئی فتویٰ غلط دے تو گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے دینے والے پر
(دینے والے پر)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ لینے والے کو گناہ گار نہیں کہا فرمایا۔۔۔ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ ۔۔۔ تو اگر دلیل کی پڑتال کرنی اس کے ذمہ تھی ۔۔۔ تو وہ بھی گناہ گار ہوتا ۔۔۔ جب شریعت نے اس کو گناہ گار نہیں ٹھہرایا ۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ دلیل کی پڑتال اس کے ذمہ نہ تھی ۔۔۔ کسی کے اعتماد پر اس کے علم کے اعتماد پر ۔۔۔ اس کے اجتہاد کے اعتماد پر ۔۔۔ اس کی بات پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا ۔۔۔ دلیل کی پڑتال نہ کرنا اگر یہ عمل ناجائز ہوتا ۔۔۔ تو نبی پاک اس عمل کا گناہ فتویٰ دینے والے پر نہ ڈالتے ۔۔۔ اس کو بھی کہتے کہ تو بھی گناہ گار ہے ۔۔۔، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ ۔۔۔ تو میں جب دعا کے لئے کہتا ہوں ۔۔۔ کہ اللہ حق کی توفیق دے تو آمین تو کہہ دیں ۔۔۔ (آمین)

آمین کی برکت سے:

میں نے آپ سے کہا کہ آپ آمین کہہ دیں ۔۔۔ تو آپ نے کہہ دی ۔۔۔ (جی) ۔۔۔ لیکن آپ کو کوئی آمین کی سمجھ بھی ہے؟ آمین کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس نے کہا یا اللہ میری طرف سے بھی وہی ہے ۔۔۔ میں نے کہا یا اللہ اپنی محبت عطا فرما ۔۔۔ آپ نے کہا "آمین" ۔۔۔ تو آمین کا مطلب کیا ہے؟ کہ جو کچھ میں نے کہا وہ آپ نے بھی لے لیا ۔۔۔ میں نے زبان سے کہا اے اللہ اپنی محبت عطا فرما ۔۔۔ اس جملے کے ساتھ آپ نے یہ جملہ کس طرح لیا؟ ۔۔۔ (آمین کہہ کر) ۔۔۔ تو آمین کہہ کر جو بات کہی گئی ہو ۔۔۔ وہ مل جاتی ہے یا نہیں؟ ۔۔۔ (مل جاتی ہے) ۔۔۔ میں نے کہا یا اللہ اپنی محبت عطا فرما۔ آپ نے کہا آمین ۔۔۔ میں نے یہ بات کہی آٹھ لفظوں میں ۔۔۔ آپ نے آمین کہہ کر لے لی۔ تو آمین کب کہی جاتی

ہے کہ...... جب کہا جائے کہ یہ بات میری طرف سے بھی قبول ہو...... آپ نے وہ میرے لفظ دہرائے؟ ...... (نہیں) ...... میرا فقرہ دہرایا؟ ...... (نہیں) ...... میرا جملہ دہرایا؟ ...... (نہیں) ...... کیا کہا؟ ...... (آمین) ...... تو آمین کہہ کر آپ نے میرا سارا جملہ لے لیا...... تو آمین کہاں کہی جاتی ہے؟ جب اصل لفظ نہ کہے جائیں...... اصل فقرے نہ پڑھے جائیں...... اور آمین کہہ کر لے لئے جائیں۔

تو یاد رکھو نماز میں ہمیں یہ حکم دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام ...... غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ...... پر آئے...... تو تم آمین کہو...... تو معلوم ہوا کہ تم نے سورۃ فاتحہ لے لینی ہے...... آمین کہہ کر...... اگر پڑھنی ہوتی آمین مقتدی کے ذمہ نہ ہوتی۔

آپ نے نماز میں...... امام کے پیچھے جب امام نے...... غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ...... کہا تو آپ نے آمین کہہ کر سورۃ فاتحہ لے لی...... تو آپ نے فاتحہ پڑھ لی یا آمین کہہ کر لے لی؟ (آمین کہہ کر) جب آپ نے آمین کہہ کر لے لی تو آپ کی نماز سورۃ فاتحہ سے خالی ہوئی؟ ...... (نہیں) ...... تو جب کوئی آپ کو کہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی...... تو کہو کہ ہماری نماز میں بھی سورۃ فاتحہ آجاتی ہے...... وہ پوچھیں کس طرح؟ کہو...... (آمین کہہ کر)

میں پھر کہتا ہوں کہ آپ سے کہا جائے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی...... تو آپ نے کیا کہنا ہے کہ ہماری نماز میں سورۃ فاتحہ آجاتی ہے...... ہم مقتدی ہیں...... لیکن مقتدی کی نماز میں بھی فاتحہ ہے...... وہ پوچھیں کیسے؟ کہو آمین کہہ کر...... امام کی نماز میں فاتحہ ہے کس طرح...... اپنے الفاظ سے پڑھ کر...... اور مقتدی کی نماز میں فاتحہ ہے...... آمین کہہ کر...... نماز کے کسی اور حصے میں آمین ہے؟ ...... (نہیں) ...... صرف فاتحہ میں ہے...... معلوم ہوا کہ امام کے

پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی...... یہ آمین کہہ کر لینی ہے...... آمین کہہ کر وہ چیز ملے گی یا نہیں؟...... (ملے گی)

قرآن کی شہادت:

ایک شخص نے سوال کیا ہے کہ آمین کہہ کر وہ چیز کیسے مل جاتی ہے؟

سنیئے! میں اس پر قرآن کی شہادت پیش کرتا ہوں...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... قَالَ مُوْسٰی...... موسیٰ نے دعا کی...... رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِہِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ...... (پارہ 11 یونس 88) یہ...... قال...... صیغہ کون سا ہے؟ واحد کا...... قال...... کا معنی...... ایک آدمی نے کہا...... موسیٰ نے کہا...... کہنے والا کون تھا؟ (موسیٰ ایک) تو عربی میں دو کہنے والے ہوں...... تو کہتے ہیں...... قَالَا...... زیادہ ہوں...... قَالُوْا...... عورت ہو...... قَالَتْ...... تو ایک نے کہا...... قَالَ...... کس نے کہا موسیٰ نے...... اور بیان کس نے کیا قرآن نے...... قرآن میں ہے کہ موسیٰ نے کہا...... اور بیان کس نے کیا قرآن نے...... قرآن میں ہے کہ موسیٰ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... قَالَ مُوْسٰی...... موسیٰ نے کہا۔ جب موسیٰ نے دعا کر لی پوری...... تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں بڑی عجیب بات کہی فرمایا...... قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا...... تم دونوں کی دعا قبول...... اُجِیْبَتْ...... قبول کر لی گئی۔ دَّعْوَتُکُمَا...... تم دونوں کی دعا۔

یہاں قرآن کے طالب علم حیران ہیں کہ یہ دعا کی تھی...... دو نے یا ایک نے؟ ......(ایک نے)...... یہ کیوں کہا...... کہ دونوں کی دعا قبول کر لی گئی...... بات یہ تھی کہ دوسرے ساتھ ہارونؑ تھے موسیٰؑ کے...... وہ دعا کرتے جاتے یہ آمین کہتے جاتے۔ جب یہ آمین کہتے تو خدا نے کہا کہ دونوں کی دعا قبول کر لی...... معلوم ہوا کہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ آمین کرنے والے کو وہ دعا مل گئی...... یہ دعا

کس نے کی تھی؟ (موسیٰ نے) دوسرے نے کہی...... آمین...... خدا نے کہا......
أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا...... تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی...... مگر ہارونؑ کی دعا لفظوں میں کیوں تھی...... آمین کی صورت تھی اور آمین کہنے سے ملی...... وہ ہوسکتی ہے ...... تو ہمیں آمین کہہ کر فاتحہ کیوں نہیں مل سکتی؟ تو حنفی مقتدیوں کی نماز میں بھی آمین کہنے سے سورۃ فاتحہ آجاتی ہے۔ اب کسی کی نماز سورہ فاتحہ سے خالی نہ رہی ...... نہ امام کی نہ مقتدیوں کی...... سو قرأت بھی دو قسم کی ہوگئی۔ ایک حقیقی اور دوسری حکمی...... امام ابوحنیفہؒ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور مقتدی حکما اسے آمین کہنے سے سورۂ فاتحہ مل جاتی ہے۔

ہوش سے کام لینے کی ضرورت ہے:

اہلسنت والجماعت بھائیو! آپ کی نماز سورۃ فاتحہ سے خالی نہیں...... امام نے لفظاً پڑھی آپ نے آمین کہہ کر پڑھی...... لیکن ہمارے یہ غیر مقلد دوست یہ بات سمجھتے ہی نہیں...... اگر انہوں نے آمین پر ہی غور کیا ہوتا تو یہ بھی سمجھ جاتے...... ایک طالب علم کہنے لگا کہ کیا غور نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ غور کس طرح کریں ...... آمین کہتے ہی اتنے زور سے ہیں کہ غور کا ہوش ہی نہیں رہتا...... بھائی غور کرنے کا موقع سکون اور آرام سے ملتا ہے یا شور میں؟...... (آرام سے)...... اور تب ملتا ہے جب شور نہ ہو۔

ایک جگہ میں تقریر کررہا تھا ماتم کے مسئلے کے خلاف تو میں نے دلائل پیش کیے...... تو ایک رافضی اٹھ کر کہنے لگا کہ یہ جو دلائل آپ بیان کرتے ہیں یہ رافضی علماء کو معلوم نہیں؟ میں نے کہا کہ یہ تو ان سے پوچھو...... اس نے کہا آپ کا اندازہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ان کو معلوم ہیں...... لیکن جب وہ اپنا وعظ ختم کرلیتے ہیں...... اور ان کو اندیشہ ہوتا ہے کہ اب قوم سمجھ جائے گی تو وہ فوراً

کہتے ہیں...... کہ حضرات! ماتم کیجئے تا کہ اتنا جوش ہو کہ پھر ہوش نہ رہے...... جب قوم سوچنے پر آ گئی ہے...... تو ذاکر کہتے ہیں ماتم کیجئے...... سینہ کوبی کیجئے...... حضرت حسینؓ پر گریہ کیجئے ...... اور جب انسان اس طرح روئے تو بتائیں ہوش رہتا ہے؟...... (نہیں)...... یہ رافضی کے علماء' ذاکر' بڑے دانا ہیں...... جب ان کو اندیشہ ہوتا ہے کہ اب قوم سوچنے لگے گی ہوش میں آ جائے گی تو کہتے ہیں حضرات......

گریہ کیجئے

ماتم کیجئے

مطلب کیا؟ شور کیجئے پھر کسی کو ہوش نہ رہے...... میں عرض کرتا ہوں کہ آمین اگر آپ اتنا زور سے کہیں کہ شور مچ جائے......تو پھر غور کا موقع ہوگا؟...... (نہیں)...... لیکن خدارا آپ تو غور کریں...... کہ آمین کہہ کر چیز مل جاتی ہے یا نہیں؟ ......(مل جاتی ہے)......میری عادت لڑانے کی نہیں...... میں تو ہمیشہ جوڑ کی تعلیم دیتا ہوں۔

عجیب انداز:

ایک ہمارا دوست تھا اس دور کا...... اہلحدیث...... وہ مجھے کہنے لگا...... علامہ صاحب اگر پڑھ بھی لیں تو حرج کیا ہے؟ اگر امام کے پیچھے پڑھ بھی لیں تو حرج کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے پڑھنی آتی نہیں...... مجھے تو سیکھنی پڑے گی...... کہنے لگا...... میں سکھاتا ہوں...... میں نے کہا سکھاؤ میں پڑھوں گا...... میں نے پوچھا کہ امام جب کہے...... اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ...... تو میں کیا کہوں؟ کہنے لگا کہ آپ بھی کہیں...... اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ...... میں نے کہا...... جزاك اللّٰه ...... ٹھیک ہے۔امام نے کہا...... اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ...... میں کیا ہوں؟ کہنے لگا...... اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم...... میں نے کہا' کہ امام نے کہا...... مَالِكِ یَوْمِ

الدِّیْنِ...... وہ کہنے لگا کہ آپ بھی کہیں...... مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ...... آگے چلو...... امام کہے...... اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ...... میں کیا کہوں؟ کہنے لگا آپ بھی کہیں...... اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ...... میں نے کہا کہ امام کہے...... صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ...... تو میں کیا کہوں؟ کہنے گا آپ بھی کہیں...... صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ...... میں نے کہ امام کہتا ہے...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ...... تو میں کیا کہوں؟ تو کہتا ہے کہ آپ بھی کہیں...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ...... میں نے کہا کہ یہ اٹھاؤ حدیث کی کتاب بخاری شریف...... بخاری میں ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ...... کہے تو تم ''آمین'' کہو...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ تم آمین کہو...... اور تم کہتے ہو کہ امام کہے...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ...... میں بھی کہوں کہ...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ......

بھائی دیکھیں! اگر امام نے کہا...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ...... تو میں کیا کہوں؟ اگر...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ...... کہوں تو یہ تو بخاری کی حدیث کے خلاف ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام...... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ...... کہے تو تم آمین کہو...... اگر اس کے کہنے پر میں بھی وہی کہوں تو نبیؐ کی مخالفت ہوئی یا نہیں؟...... (ہوئی)...... آمین نہ کہو تو فاتحہ کہی یا نہ؟ (کہی) اب ان کو ہوش آیا کہ پھر کہنے لگا کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھو لیکن ساری نہیں...... آخری فقرہ نہیں...... کیونکہ حدیث کے خلاف ہے...... فاتحہ امام کے پیچھے پڑھو لیکن آخری بات نہیں ......تو پھر میں نے کہا کہ پھر ساری تو فرض نہیں ہوئی؟ جا کر اس نے اپنے مولویوں

سے پوچھا تو مولوی کہنے لگے...... نرکہ بھائی دیکھو جتنا وقت لگتا ہے ایک پر...... تم جلدی جلدی اتنے میں دونوں چیزیں کہہ لو...... غیر المغضوب...... بھی اور آمین بھی کہو...... تم جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہو کیا کسی حدیث میں آیا ہے کہ جلدی جلدی دونوں چیزیں کہو...... اگر نہیں آیا تو پھر کریں کیا؟ بھائی بہتر علاج یہی ہے کہ پڑھو ہی نہ...... آمین کہہ کر پڑھی پڑھائی لے لو...... اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں...... سورۃ فاتحہ نہ پڑھائی جائے...... تو نماز امام کے پیچھے ہو جاتی ہے...... یہ اعلان امام ابو حنیفہؒ کا نہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے...... ہم صحابیؓ کی بات چھوڑ سکتے ہیں؟...... (نہیں) ...... اور والجماعت کہنے سے منہ موڑ سکتے ہیں؟ ...... (نہیں) ...... اور صحابیؓ کا یہ کہنا کہاں ہے؟ ...... (ترمذی میں) ...... ترمذی صحاح ستہ کی کتاب ہے...... حدیث کی کتاب میں موجود ہے...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور آگے لکھا ہے کہ...... یہ حدیث صحیح ہے...... اگر ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہیں کہ فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھی جائے...... نماز ہو جاتی ہے اس میں کوئی عیب ہے؟...... (نہیں)...... اور نہ ماننے کا تو علاج ہی کوئی نہیں ہے۔

سائل کا رقعہ اور جواب:

میں پھر اس طرف توجہ دلاتا ہوں...... بھائی میں نے رقعہ پڑھا تو نہیں تھا ...... اس کا جواب تو آ ہی گیا...... کہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ بنیادی ہے...... تو یہ بنیادی ہمارے ساتھ نہیں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہے...... اگر کسی نے یہ رقعہ ہوش سے لکھا ہے تو بالکل ٹھیک ہے کہ غیر مقلد کہتے ہیں...... کہ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ بنیادی ہے...... ہم کہتے ہیں کہ ہاں ان کا اختلاف

بنیادی ہے کیوں؟ وہ صحابہ کرامؓ کے خلاف چل سکتے ہیں...... جو صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے...... ان کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی ہے...... بنیادی نہیں۔ جو امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کے قائل تھے گو فرض کے درجے میں نہیں...... ان کے ساتھ بھی ہمارا اختلاف فروعی ہے...... بنیادی نہیں۔

اور اگر غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہمارا اختلاف فروعی نہیں...... بلکہ بنیادی ہے...... آپ فوراً اپنے ذہن میں یہ بات رکھیں کہ یہ بنیادی اختلاف ہمارے ساتھ نہیں...... بلکہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہے...... کس سے ہے؟ حضرت جابرؓ سے ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سارے مسلمان...... اور سارے امتی...... لیکن ان میں جو بڑے بڑے عالم تھے...... جیسے حضرت جابرؓ...... یہ علماء صحابہ کرامؓ میں سے تھے...... فقہاء صحابہ کرامؓ میں...... حضرت زیدؓ بن ثابت...... زید بن ثابتؓ کون ہیں؟ یہ وہ صحابیؓ ہیں...... کہ جو جامع القرآن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مل کر انہوں نے قرآن کی محنت کی...... کیا نام لیا میں نے؟ حضرت زید بن ثابتؓ...... یہ میرے پاس صحیح مسلم موجود ہے۔

صحیح مسلم میں روایت ہے...... حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں......
لَاقِرَأَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْئٍ...... امام کے ساتھ قرآن پڑھنا ہے ہی نہیں۔ کسی حصے میں...... فِیْ شَیْئٍ...... قرآن پڑھنے کے امام کے پیچھے کتنے حصے ہیں؟ دو...... ایک سورۃ فاتحہ...... ایک...... مَازَادَ عَلَی الْفَاتِحَۃُ...... تو حضرت زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں کہ...... لَاقِرَأَۃَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْئٍ...... امام کے ساتھ قراءت ہے ہی نہیں...... کسی بھی حصے میں...... نہ فاتحہ میں نہ...... مازاد علی الفاتحہ...... میں یہ کس نے کہا؟ حضرت زید بن ثابتؓ نے...... اور اس کو نقل کس نے کیا امام مسلم

نے...... لَاقِرَاْئَۃَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْئٍ ...... اس لئے ہم صاف کہتے ہیں کہ بھائی مقتدیو مسلمانو...... امام کے پیچھے تم نے قرآن نہیں پڑھنا...... نہ فاتحہ نہ اگلی سورت...... فِیْ شَیْئٍ ...... تمہارے ذمہ قرات ہے ہی نہیں...... صحابیؓ نے روک دیا...... لَاقِرَاْتَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْئٍ...... اور روایت بھی مسلم کی۔

اور میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں...... کہ ان لوگوں نے جو عام لوگوں کو حدیث بتا رکھی ہے...... کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو...... سوائے سورۃ فاتحہ کے...... وہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں...... وہاں روایت صرف عبادہؓ بن صامت کی ہے...... لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْءَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ...... لیکن اس میں امام کے پیچھے کی بات نہیں...... بس صحیح حدیث اتنی ہی ہے۔

اور جو یہ حدیث ہے کہ میرے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو سوائے فاتحہ کے...... اور یہاں بھی نام عبادہؓ بن صامت کا ہے...... تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس حدیث میں کوئی جان ہوتی...... صحیح ہوتی...... تو امام بخاری اسے کیوں نہ لاتے...... امام بخاریؒ اتنی لائے جس میں امام کی بات نہیں...... کیونکہ صحیح اتنی تھی...... اور جن میں امام کی بات ہے...... وہ حدیث ضعیف ہے۔

مشکوٰۃ میں......... تو ضعیف

ابوداؤد میں......... تو ضعیف

ترمذی میں......... تو ضعیف

جن لوگوں کے پاس ضعیف حدیثوں کے سوا کچھ ہے ہی نہیں...... وہ جابر رضی اللہ عنہم کا مقابلہ کریں گے...... زید بن ثابتؓ کا مقابلہ کریں...... میں ان اختلافات میں جانا نہیں چاہتا...... اتنی بات کہتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کے جتنے بھی اختلاف ہیں...... ان کو حق و باطل کا معرکہ نہ کہو...... وہ حق و باطل کا معرکہ نہیں......

تمہارا عمل کسی طریقے پر ہو...... لیکن دوسرے کے طریقے کو غلط نہ کہو...... ہم آمین آہستہ کہتے ہیں...... اور جو اونچی آواز سے کہتا ہے...... ہم اس پر تنقید نہیں کرتے کبھی ہمیں تنقید کرتے دیکھا...... لیکن جو نام کے اہلحدیث ہمارے نوجوانوں کو بلا کر کہتے ہیں کہ دیکھو حدیث میں ہے...... اونچا آمین کہو...... دیکھو حدیث میں رفع یدین...... تو ان موضوعات کو وہ دعوت کے مقام پر لے آئے لائے ہیں تو یہ زیادتی ہے...... فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنا...... اور فروعی مسائل پر علیحدہ جماعت بنانا اور فروعی مسائل پر اصرار کرنا...... اور ان کے سوا دوسرے سارے طریقے کو باطل قرار دینا یہ کہنا فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھو...... تو نماز نہیں ہوتی...... یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

برادران عزیز! یہ جو رقعہ آیا ہے کہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ ہمارا اختلاف بنیادی ہے...... تو یہ بنیادی کن کے ساتھ ہے؟...... (صحابہ کرامؓ کے ساتھ)...... تو صحابہ کرامؓ کے خلاف دو طبقے ہوئے...... ایک جو انہیں گالی دیتے ہیں...... اور ایک جو گالی نہیں دیتے...... لیکن ان کو حق پر نہیں سمجھتے فرق کیا رہا۔

ایک بڑے رافضی ہیں

ایک چھوٹے رافضی ہیں

سوال: علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: اس میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ لیکن جو پڑھنے والا ہے اس کو تم برا نہ کہو ہمارے نزدیک پڑھنی نہیں چاہیے...... یہ فیصلہ قرآن کا ہے اور قرآن میں ہے...... وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ...... کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر کان لگاؤ...... وَأَنصِتُوا...... چپ رہو...... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ...... تاکہ تم پر رحم ہو...... تو قرآن کا ارشاد کیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش ہو

کر سنو...... تو جب امام پڑھتا ہے تو خاموش ہو کر سنو یا یہ کہا ہے کہ سنو؟ ...... (سنو)

سوال: اس پر سوال آیا کہ کیا یہ آیت نماز کے متعلق ہے؟

جواب: میرا جواب...... ہاں...... میں یہ سنن نسائی ہے...... جلد اول صفحہ نمبر **107**

...... یہ آیت لکھ کر امام نسائی پہلے آیت لکھتے ہیں قرآن کی...... تَاوِیلِ قَوْلُ عَزَّوَجَلَّ دَاءِ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ...... یہ آیت لکھنے کے بعد امام نسائی حدیث نقل کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ...... اِنَّمَا جُعِلَ اِلْاِمَامُ لیو تم بہ...... امام اس لئے بنایا گیا کہ اس کی پیروی کی جائے...... وَاِذَا قَراءَ...... جب امام پڑھنا شروع کرے...... فَاَنْصِتُوْا...... تو تم چپ رہو۔

یہ حدیث صحاح ستہ کی اس کتاب میں کس باب میں ہے...... جس باب میں یہ آیت لکھی ہے...... اِذَا قَرَاءَ الْقُرْآنَ...... معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک یہ آیت ہے ہی نماز کے بارے میں...... اور ہے ہی اس لئے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنا۔

سوال: غیر مقلد کہتے ہیں کہ یہ آیت مکی ہے اور مکے میں نماز تھی ہی نہیں فرض نہ ہوئی؟

جواب: یہ آیت مکی ہے اور مکے میں بھی نماز ہوتی تھی...... گو ابھی پانچ نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں...... اور آپ کو پتہ ہے کہ نماز مکہ میں بھی تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدائی دور میں ہی نماز تہجد مقرر ہو گئی تھی...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ بھی پڑھتے تھے...... وطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ...... (المزمل)

سب سے پہلے جو آیتیں اتریں...... سورتیں اتریں...... ان میں ایک یہ سورۃ بھی ہے...... سورۃ المدثر ...... اقراء والی آیت سب سے پہلے اتری ...... پھر ابتدائی دور میں ہی جو سورتیں اتریں...... ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھیں...... تو تہجد کی نماز معراج سے پہلے تھی یا نہیں؟ ...... (تھی)...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی پڑھتے تھے...... تو یہ کہنا کہ مکے میں نماز ہی نہیں تھی...... یہ انہی کا کام ہے...... جن کو ہوش ہی نہ ہو۔

اللہ جل شانہ...... یَـاَیُّهَـا الْـمُـزَّمِّـلُ...... قُـمِ الَّيْلَ اِلَّاقَلِيْلًا...... نِصْفَـهٗ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ...... اَوْزِدْ عَلَيْهِ ...... یہ بالکل ابتدائی دور کی آیتیں ہیں...... کہ اے مزمل...... قُـمِ الَّيْـلَ...... رات تک قیام کریں رات کو نماز پڑھیں ساری رات نہیں کچھ کم کرو۔

یہ کہتے ہیں کہ نماز ہی نہیں تھی بڑی عجیب بات ہے...... کیا یہ بات امام نسائی کو پتہ نہیں تھا؟ انہوں نے یہ جو حدیث بیان کی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم چپ رہو...... اس پر امام نسائی نے باب باندھا ہے اسی آیت کا...... تو کیا امام نسائی کو اور محدثین کو پتہ نہیں تھا...... کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں...... نَـزَلَـتْ هٰـذِهِ الْاٰيَـتُ فِـى الصَّلٰوةِ...... یہ آیت اتری ہی نماز کے بارے میں ہے...... یہ کس نے کہا؟ ...... (امام احمد بن حنبلؒ نے)...... اور صرف اکیلے نہیں بلکہ فرمایا...... اَجْمَعُ النَّاسُ...... علماء کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں ہی ہے ...... صرف اپنا ہی نہیں علماء کا اجماع ہے۔

بھائی! یہ بات میں پھر آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میرا مقصد آپ کو سمجھانا ہے کہ آپ اس گاؤں میں...... اس چک میں یہ پرانی مسجد ہے...... اور اس میں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ اہلسنت والجماعت کے طریقے پر...... اپنے طریقے کے سوا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو طریقہ تھا وہ اسے باطل نہیں کہتے...... نہ اس کو

موضوع دعوت بناتے ہیں نہ اس سے فاصلہ رکھے ہوئے علیحدہ جماعت بندی کرتے ہیں۔

جس طرح تاریخ کے پچھلے دور میں
حنفی نام پر
شافعی نام پر
مالکی نام پر
حنبلی نام پر

کوئی جماعت بندی نہیں تھی...... کیوں؟ فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنا جائز نہیں...... اگر غیر مقلدوں کا ہمارے ساتھ اختلاف صرف فروعی ہے...... تو پھر ان کا فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنا اور اس پر علیحدہ مسجدیں بنانا ایک بدعت ہے...... اور اگر ان کا اصولی اختلاف ہے تو آپ بھی ان سے بچیں...... جن سے اختلاف اصولی ہے۔

تو برادران عزیز! آپ میری تقریر سن رہے ہیں؟...... (سن رہے ہیں) ...... اگر کوئی کہے کہ مولانا عبدالمعید تقریر کیوں نہیں کرتے؟ آپ کہیں گے کہ ایک وقت میں تو ایک نے ہی کرنی ہے...... اب یہ سوال کہ یہ تقریر کیوں نہیں کرتے؟ یہ سوال ٹھیک ہے؟...... (نہیں)...... کیوں؟...... (ایک وقت میں ایک نے ہی تقریر کرنی ہے)۔

سوال: کسی نے کہا ہے کہ تقلید ایک امام کی کیوں کرتے ہیں؟

جواب: بھائی ایک وقت میں ایک مسئلے میں پیروی تو ایک ہی کریں گے...... یہ سوال کرنا کہ تقلید امام ابوحنیفہؒ کی کرتے ہیں اور کسی کی کیوں نہیں کرتے؟ بھائی ایک مسئلے میں...... ایک وقت میں ایک کی کریں گے...... دوسرے کی کر ہی نہیں

سکتے...... یہ تو اس طرح ہے کہ میں تقریر کر رہا ہوں تو کوئی اس طرح کہے کہ یہ دوسرے صاحب تقریر کیوں نہیں کرتے...... یہ تو نادانی ہوگی۔ کسی نے کہا نماز میں ہاتھ کہاں باندھنے ہیں...... آپ فرمائیں ناف کے نیچے...... ہاں صحابہ کرامؓ باندھتے تھے...... ناف کے اوپر...... صحابہ کرامؓ باندھتے تھے سینہ پر...... صحابہ کرامؓ باندھتے تھے...... بقول امام ترمذی کے...... كُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعَ عِنۡدَهُمۡ ...... ان میں سے کسی ایک طریقے کو بھی غلط نہیں کہنا...... تو جو کہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والے خلاف سنت ہیں...... تو یہ غلطی ہوئی یا نہیں؟ (ہوئی) اور یہ...... كُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعَ عِنۡدَهُمۡ...... کی خلاف ورزی ہوئی یا نہ؟

تو اب ایک آدمی کہتا ہے کہ دو طریقوں کو جوڑو ایک طریقے پر ہم سب چلیں اس سے پوچھا ایک طریقہ دو طریقے کیسے؟ ایک ناف سے نیچے باندھو ایک ناف کے اوپر...... یعنی دو طریقے جوڑنے ہیں۔

اللہ کے بندو جو صحابہ کرامؓ سے طریقہ ہے وہ ایک ہے...... کسی ایک پر چلو...... یا ہاتھ یہاں ہیں یا یہاں ہیں یا وہاں ہیں...... لیکن یہ نہیں کہ ایک اوپر ایک نیچے...... یہ جو کہا ہے کہ ایک امام کی تقلید کیوں کرتے ہیں...... بندہ خدا عملی طور پر ہی ایک صورت عمل ہے...... جو نقشہ ہے...... اس کے مطابق آپ دیکھیں کہ ایک شخص نماز پڑھنے لگا...... اس نے وضو کیا...... اس کو لگ گیا کہیں کانٹا...... جب کانٹا لگا، تو خون بہنے لگا...... اب تھا موسم سردیوں کا...... تو وضو اس نے کیا تھا بڑا مشکل...... اب شیطان بات دل میں ڈالتا ہے کہ مولوی صاحب وضو پھر نہ کرنا پڑے...... مصیبت ہے تو شافعیؒ بن جاؤ...... امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ خون نکلے بہہ جائے وضو نہیں ٹوٹتا...... اور امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ٹوٹ جاتا ہے...... اب جب اس کا خون بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا...... اور سردی میں وضو کرنا مشکل

تھا...... اس کے جی میں آیا کہ چلو شافعیؒ ہو جاؤ...... وہ شافعی بن گیا..... اب آپ بتائیں وہ شافعیؒ بنا سہولت کی خاطر...... یا قوت دلیل کی وجہ سے؟ (سہولت کی خاطر) تو دوسرے مذہب پر عمل ہو سکتا ہے......قوت دلیل کی بناء پر...... سہولت کی خاطر نہیں...... اب وہ جو شافعی بن گیا تو وہ سہولت کی خاطر...... دوسرے مذہب پر گیا...... یا قوت دلیل کی وجہ سے؟...... (سہولت کی خاطر)...... اب نماز جو پڑھنی شروع کی......تو آندھی آ گئی...... جب آندھی آئی تو اس نے چادر باندھی ہوئی تھی ......تو چادر بھی جب اڑی تو چادر سنبھالتے اس کا ہاتھ لگ گیا ستر پر...... جان کر تو نہیں لیکن لگ گیا...... اب شافعیؒ مذہب یہ ہے کہ ستر پر ہاتھ لگ جائے ستر کو چھو لیں......تو وضو ٹوٹ جاتا ہے......نماز بھی گئی......اب اسے خیال آیا کہ حنفی بن جاؤ...... کیونکہ حنفی مذہب میں نماز نہیں ٹوٹی...... پھر وہ حنفی ہو گیا۔

اب آپ ہی اندازہ کریں اور خدارا بتائیں کہ یہ دین ہے یا کھیل؟ (کھیل) یہ جب ذرا سہولت نظر آئی تو شافعیؒ پھر سہولت نظر آئی تو حنفی ہو گیا۔

اس لئے ایک وقت میں ایک امامؒ کی تقلید ہی ہے نہ کہ لوگ اپنی سہولت کے لئے اور اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے...... آزاد رہنے کے لئے سہولت مہیا کرنے کے لئے برابر مذہب بدلتے پھریں۔

ہمیں لندن میں سب سے زیادہ مشکل کام یہ ہوتا ہے کہ سفر میں نمازیں آئیں...... راستے میں کوئی گاؤں آ جائے......تو مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں...... لیکن جب لندن میں چل رہے ہوں تو میلوں کے فاصلے پر کوئی مسلمانوں کی بستی نہیں ملتی اور سڑکوں پر آپ نماز پڑھیں تو وہاں کے لوگ مذاق اڑاتے ہیں......تو وہاں راستے میں نماز پڑھنے کی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ میں ایک کار میں جا رہا تھا۔ تو ایک نماز تو پڑھ لی ہمارا وضو تھا...... ظہر کی نماز پڑھ لی...... ایک ساتھی کہنے لگا کہ

عصر کی نماز بھی ساتھ ہی نہ پڑھ لیں...... میں نے کہا کیسے؟ کہنے گے کہ امام شافعیؒ کے مذہب پر تو ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ

امام شافعیؒ عالم ہیں

امام ابو حنیفہؒ عالم ہیں

لیکن شریعت والا ایک ہے......اور وہ پیغمبر ﷺ ہے ان بزرگوں نے جو شریعت بیان کی...... اسی پیغمبر کی...... خود اپنی طرف سے کسی مسئلے کو بنانے کا انہیں اختیار نہیں ہے...... اب جو امام ہیں تم ان میں سے کسی کی پیروی کرو...... لیکن یہ نہ کرو کہ کبھی اس کی...... کبھی اس کی...... اس سے دین بالکل کھیل بن جائے گا...... تم جو کہہ رہے ہو کہ عصر کی نماز ساتھ پڑھ لیں...... ایمانداری سے بتاؤ کہ تمہارے نزدیک وضو کی دقت ہے...... یا مسئلہ حدیث کی رو سے اس طرح ہے...... کہ دونوں نمازیں جوڑو...... وہ تو قرآن کا فیصلہ ہے...... اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ...... کہ نماز وقت پر مقرر ہے...... اب جو تم نے کہا کہ دونوں پڑھ لیں...... یہ سہولت کی خاطر ہے...... میں نے کہا کہ سہولت کی خاطر امام بدلنا...... سہولت کی خاطر فقہ بدلنا...... یہ دین کو مذاق بنا لینا ہے...... ہاں تحقیق کے لئے ہو اور کوئی چارہ کار نہ ہو...... یہ مفقود الخبر کے مسئلے میں حنفی فقہ میں...... امام مالک کے قول پر فتویٰ ہے...... یہ کیوں؟ اس کی قوت دلیل کی وجہ سے...... تو دوسرے امام کی بات کو ماننا حرج نہیں۔ لیکن قوت دلیل پر ہو سہولت کے لئے نہ ہو ...... کہ وضو کرنا پڑے تو شافعی ہو جاؤ...... اور آندھی آجائے...... تو حنفی ہو جاؤ۔

سوال: بریلوی اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں...... اس لئے ہم اہلسنت نہیں کہلاتے تا کہ ہمیں بدعتی نہ سمجھا جائے۔

جواب: رافضی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو کیا ہم مسلمان کہلانا چھوڑ دیں

...... کیوں کہ رافضی اپنے آپ کو کہتے ہیں بھائی...... رافضی اگر اپنے آپ کو مسلمان کہیں تو ہم مسلمان کہلانا چھوڑ دیں گے؟...... (نہیں)...... تو یہ کوئی جواب ہے...... بریلوی اپنے آپ کو اہلسنّت و الجماعت کہتے ہیں...... اس لئے ہم نہ کہیں...... میں عرض کرتا ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہم چھوڑ نہیں سکتے...... اگر اہلسنّت ہیں تو والجماعت بھی ہیں اگر غیر مقلد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے ہوتے اس طرح تو ان کا نام بھی اہلحدیث والجماعت ہوتا......تو یہ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا پیشوا مانتے ہیں؟...... (نہیں)......تو اگر یہ کہیں کہ ہماری ہمدردیاں سپاہ صحابہؓ کے ساتھ ہیں......تو یہ کہنا اوپر اوپر سے ہوگا یا دل سے؟...... (اوپر اوپر سے)۔

اب تم ہی کہو کس کی صدا دل کی صدا ہے

میں تو آپ کے سامنے اس وقت آیت کی تفسیر نہیں کر رہا...... میں تو آپ کو دین کے کچھ بنیادی اصول سمجھا رہا ہوں...... کہ ہمیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دین ملا...... وہ کن کے ذریعہ ملا؟...... (صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے) ...... تو صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہمارا ایک بنیادی عقیدہ ہے...... اہلسنّت و الجماعت کا کیا؟ کہ صحابہ کرامؓ سارے ہی حق پر ہیں......سارے عادل ہیں۔

میں ایک مثال دیتا ہوں...... حاضرین میں کوئی دکاندار ہے؟...... (ہے)...... میں ایک سوال آپ سے پوچھتا ہوں کہ دکانداروں میں اچھے برے دونوں ہوتے ہیں...... یہ صرف تاجروں کی بات نہیں......حکمرانوں کی بات بھی یہی ہے......حکمرانوں سارے عادل ہیں یا اچھے برے دونوں؟...... (اچھے برے دونوں) ......کالج میں پڑھنے والے سارے اچھے یا اچھے برے دونوں؟...... (دونوں) ......اور ڈاکٹر پوری توجہ سے علاج کرنے والے یا لاپرواہی کرنے

والے...... اچھے برے دونوں یا سارے اچھے ......(اچھے برے دونوں)...... آپ کہیں گے کہ سب کا نام لیا...... لیکن اپنا مولویوں کا نام نہیں لیا...... تو میں مولویوں سے پوچھتا ہوں (مولانا) مولوی سارے اچھے یا اچھے برے دونوں؟ سب نے کہا ......(اچھے برے دونوں)

تاجروں میں بھی	....	اچھے برے دونوں
مولویوں میں بھی	....	اچھے برے دونوں
طالب علموں میں بھی	....	اچھے برے دونوں
حکمرانوں میں بھی	....	اچھے برے دونوں
ڈاکٹروں میں بھی	....	اچھے برے دونوں

انسانی سوسائٹی میں ہر طبقے میں یہ تقسیم چلتی ہے...... اچھے اور برے...... لیکن کیا صحابہ کرامؓ میں بھی یہ دو طبقے ہیں؟ کی ان میں بھی یہ تقسیم چلتی ہے؟ اچھے اور برے؟ (دونوں کی) لیکن صحابہ کرامؓ میں یہ دو طبقے نہیں...... وہ سارے اچھے ہیں...... یہاں اچھے......اور برے کی تقسیم نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قاعدہ بدلا انسانی سوسائٹی کے ہر طبقے میں دو طبقے رکھے اچھے اور برے...... لیکن اصحابؓ رسولؐ میں خدا نے یہ تقسیم ہونے نہیں دی...... کیوں؟ یہ نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہ تھے......تو صحابہ کرامؓ سارے اچھے ہیں...... یہاں اچھے اور برے کی تقسیم نہیں ہے...... کچھ گواہ بھی غلط ہو جائیں ......تو مقدمہ جاتا رہتا ہے۔

ایک شخص نے رقعہ بھیج دیا...... کہنے لگا کہ امیر معاویہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا دونوں ایک درجے کے تھے......؟ میں نے کہا کہ صحابہؓ سارے اچھے اور کسی کو برا نہیں کہنا...... انہوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ میں امیر معاویہؓ اور

حضرت عمرؓ دونوں ایک ہی درجے کے تھے؟ میں نے کہا کہ تم بتاؤ سارے ستارے ایک جیسے چمکتے ہیں یا کوئی تیز کوئی کم؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو ستارے کہا...... معلوم ہوا چمک ہر ایک کی اپنی اپنی...... ان کا مقابلہ نہ کرو...... چمک ہر ایک کی اپنی اپنی ہے...... جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان ہے وہ اپنی جگہ ہے...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام اپنی جگہ ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کیا کہا؟ ستارے...... جب ستارے کہا تو معلوم ہوا کہ چمک اپنی اپنی...... لیکن ستارہ کوئی ہو ملے گی اس سے روشنی ہی...... اندھیرا کسی سے نہیں ملے گا...... تو صحابی کوئی ہو...... اندھیرا نہیں ملے گا...... ہر صحابیؓ جو ہے...... ہم ان کو آنکھوں کے تارے سمجھتے ہیں...... اہلسنّت والجماعت...... جو جماعت کے ساتھ نہیں نہ وہ سنت پر ہے نہ حدیث پر ہے۔

اگر ہمارے دوستوں نے نام رکھا ہوتا اہلحدیث والجماعت تو شاید لوگ مغالطے میں پڑ جاتے...... شاید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے ہوں...... (نہ)...... انہوں نے صرف نام رکھا ہے "اہلحدیث" اور اگر آپ کہیں گے کہ حضرت جابرؓ نے کیوں کہا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی جائے...... تو نماز ہو جاتی ہے...... یہ تو کہہ دیتے ہیں حضرت جابرؓ ہے...... جابرؓ اس معنی سے تو کسی صحابیؓ کو جابر کہنا ہی جائز نہیں...... کہ یہ جابرؓ ہے...... بھائی جابر ان کا نام ہے...... محدثین نے یہ نہیں کیا کہ یہ کرنے والے کا نام جابرؓ ہے...... تو جابر نے کہا کہ امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے...... زید بن ثابتؓ نے کہا کہ امام کے ساتھ قرأت نہیں...... کسی حصے میں بھی نہ اول میں نہ دوسرے میں...... اور اگر ہم پڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں...... تو کہتے ہیں کہ جب امام...... غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ...... کہے...... تو تم یہاں رک جاؤ...... تم فاتحہ نہ پڑھو...... صرف آمین

کہو کیوں کہ حدیث میں یہی حکم ہے؟

اور مسجد میں اونچی آواز نکالنا کس کا حق ہے امام کا یا موذن کا...... اگر مقتدی اونچی آواز نہیں نکالتے...... آمین آہستہ کہتے ہیں...... تو کیا نقصان ہو گیا...... صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ آمین دعا ہے...... اور قرآن میں ہے کہ دعا آہستہ کرو...... اگر ہم نے آہستہ کہی تو ہم تمہیں روکتے نہیں کہ تم آمین ایسے کیوں کہتے ہو...... تو تم ہمارے آدمیوں کو کیوں کہتے ہو...... کہ اگر آمین آہستہ کہی تو تم باطل پر ہو۔

سوال: فقہ کی ضرورت کیا ہے؟

جواب: حدیثوں میں اختلافات بہت ہیں ان اختلافات کو حل کرنے کے لئے فقہ کی ضرورت ہے...... لَوُلَاتولد الائمۃُ لَم تَعُمَلُ الُبِلُ...... اگر یہ آئمہ نہ ہوتے تو سمجھ ہی نہ آتی...... تو فقہا وہ ہیں...... جنہوں نے دین سمجھایا...... اور بعد میں حدیثیں مرتب ہوئیں۔

سب سے پہلا دور پیغمبر ﷺ کا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کے بعد دور صحابہ کرامؓ کا...... صحابہ کرامؓ کے بعد دور ہے...... آئمہ مجتہدین کا...... چار اماموں کا...... اور محدثین کا دوران کے بعد کا ہے...... امام بخاریؒ پہلے ہوئے...... یا امام ابو حنیفہؒ؟ (امام ابو حنیفہؒ) امام مسلمؒ پہلے ہوئے یا امام ابو حنیفہؒ؟ (امام ابو حنیفہؒ) تو امام پہلے ہوئے ہیں فقہ کے چار امام...... جن کو کہا جاتا ہے مجتہدین۔

امام ابو حنیفہؒ

امام مالکؒ

امام شافعیؒ

امام احمدؒ

تو جو امام احمدؒ تھے وہ امام بخاریؒ کے استاد تھے...... تو مجتہدین پہلے ہوئے حدیث کی کتابیں بعد میں مرتب ہوئیں۔

ایک طالب علم مجھے آ کر کہنے لگا کہ امام ابو حنیفہ بخاریؒ کی حدیث پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ اس وقت تو بخاری تھی نہیں...... یہ لکھی بعد میں گئی، اچھا یہ بعد میں لکھی گئی؟ ہمارے علماء تو کہتے ہیں...... کہ دیکھو امام صاحب جو ہیں انہوں نے بخاری کی اس حدیث پر عمل نہیں کیا...... بخاری تو مرتب بعد میں ہوئی امام پہلے ہوئے ہیں؟

یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی بات کیوں نہیں مانی...... یہ نہیں کہا جا سکتا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بخاری کیوں نہیں مانی۔

پہلا دور حضور ﷺ کا

دوسرا دور صحابہ کرامؓ کا

تیسرا دور چار آئمہ کا جو فقہ کے امام ہیں

پھر دور ہے محدثین کا

تو حدیث پر عمل کرنا چاہیے...... یا حدیث جب سنت بنے گی تب اس پر عمل کرنا ہے؟...... (حدیث جب سنت بنے گی)

اب بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا...... کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حدیث ہے یا سنت؟ ...... (حدیث) ......اس کی کوئی وجہ محدثین بیان کریں گے...... کوئی مجبوری بیان کریں گے...... کوئی ایسی جگہ بیان کریں گے...... جہاں چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ تھا...... لیکن اس کا نام حدیث ہے سنت نہیں ...... (حدیث) ......تو جو لوگ کہیں کہ حدیث اور سنت میں فرق کرو...... تو فوراً کہو کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بخاری کی حدیث

ہے..... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے۔

اور بخاری شریف میں ایک حدیث یہ بھی ہے کہ جو جانور حلال ہیں...... ان کا پیشاب پاک ہے..... پاک نہیں بلکہ پینا جائز ہے..... اب پیشاب پینا حدیث ہے.....لیکن سنت نہیں.....تو پینا کہاں لکھا ہے.....صحیح بخاری میں۔

محدثین اس کی تشریح کریں گے ہمارے اساتذہ بھی کرتے ہیں.....لیکن پیشاب پینا یہ حدیث ہے سنت نہیں..... کھڑے ہوکر پیشاب کرنا حدیث ہے...... سنت نہیں.....تم اہلسنت ہو یا اہلحدیث؟ ......(اہلسنّت) .....تو حدیث جب تک سنت کا درجہ اختیار نہ کرلے اس پر عمل نہیں کرنا۔

تو جو لوگ حدیث کی کتابیں اردو کی پڑھ کر ان پر عمل کرنے لگتے ہیں..... وہ دو غلطیاں کرتے ہیں..... ایک تو یہ کہ حدیث پر عمل کیا' عمل کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کا نام لیا ہے یا سنت کا؟ ......(سنت کا)...... آخری وقت میں حدیث پر چلنے کے لئے کہا یا سنت پر؟ ......(سنت پر)...... حدیث ایک علمی ذخیرہ ہے..... اس کے اندر سے سنت کی تلاش کرنا یہ علماء کا کام ہے.....فقہاء کا کام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)...... میں نے آپ کو دین سمجھانے کی کوشش کی ہے..... تقریر کرنے کی کوشش نہیں کی..... اگر تقریر میں خوش کرنیکی کوشش کروں اور آپ جوش میں آکر نعرے بھی لگائیں اور خوش بھی ہوتے رہیں..... تو اس سے دین کی کوئی خدمت نہ ہوگی اور بات سمجھ میں نہ آئی شمار ہوگی اگر سمجھ آجائے یہ بات اچھی ہے یا ذہنی تسکین ہو جائے تو اچھی بات ہے...... (سمجھ آگئی)...... اگر سمجھ آجائے ان شاء اللہ العزیز..... آپ کا علاقہ پورے کا پورا صحابہ کرامؓ کے [illegible] گا......اور یہاں صحابہ کرامؓ کے

دین کے خلاف جو بدعت جاری کی گئی...... اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

سوال: فجر، مغرب اور عشاء میں ہم آمین کہہ کر فاتحہ لے لیتے ہیں...... لیکن ظہر اور عصر کی نماز میں کیسے لیتے ہیں۔

جواب: اول پہلے ان تین نمازوں کا فیصلہ ہو جائے پھر دو (2) کا بھی کر لیں گے...... تین کا انہوں نے مان لیا ہے؟...... (نہیں)...... باقی جو ہے کہ امام کے پیچھے تم نے قرآن نہیں پڑھنا...... نہ فاتحہ نہ غیر فاتحہ...... اس کی دلیل ہمارے پاس صرف آمین ہی ہے...... یا کوئی اور بھی ہے؟ اور میں نے بتائی یا نہیں؟...... (بتائی) ...... کہ حضرت زیدؓ کہتے ہیں...... لَاقِرَاءَۃَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْئٍ...... کہ امام کے ساتھ قرات کرنی ہی نہیں...... کیا آپ اس کو ظہر عصر پر نہیں فٹ کر سکتے؟...... (کر سکتے ہیں)...... یہاں اگر آمین والے مسئلے پر ہی ہماری دلیل ہو...... پھر تو آپ کہیں کہ تین نمازیں حل ہوگئیں دو نہیں ہوئیں...... تو اگر ہمارے پاس مستقل دلیل بھی موجود ہے...... اس بات کے لیے تو ان دو کو اس میں حل کر لیں...... جب حدیث میں ہے کہ زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ امام کے ساتھ قرأت نہیں...... تو اس کا مطلب اس سوا کیا ہے کہ امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی مقتدیوں کو قرأت کی اجازت نہیں۔

قرأت کہتے ہیں قرآن شریف کے پڑھنے کو...... اور سورۃ فاتحہ کو کہنا کہ یہ قرآن نہیں...... تو خود کفر ہے...... جو سورۃ فاتحہ کو کہے کہ قرآن نہیں...... قرآن کے کسی حصے کا یا ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے...... یہ سپارے کس نے بنائے...... یہ تو امت نے بنائے...... خدا نے تو نہیں بنائے...... نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائے...... جو ہمارے پاس سورتیں ہیں وہ 114 ہیں...... 114 میں فاتحہ بھی ہے

......اور سپارے میں اگر داخل کرنی ہے تو پہلے سپارے میں کر...... الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ...... سے شروع کریں...... پارہ جو...... الٓمّٓ...... سے شروع ہو تو اسے کاٹ دیں...... جس چھاپے والے نے لکھا ہے کہ پہلا سپارہ...... الٓمّٓ...... سے شروع ہوتا ہے...... تو وہ چھاپنے والے نے لکھا ہے...... آپ نہ لکھیں نہ خدا نے اس کا نام رکھا...... الٓمّٓ...... اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا...... اور نہ صحابہ کرامؓ نے کہا ...... جس نے لکھا ہے لکھا ہے...... تم نہ لکھو...... یہ سپاروں کی تقسیم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں...... تیس سپارے جو بنے وہ امت نے اپنی سہولت کے لئے بنائے ......ان میں یہ تقسیم توفیقی نہیں آسمانی نہیں۔

نہ ابوبکر صدیقؓ نے تیس سپارے بنائے

نہ حضرت عثمانؓ نے تیس سپارے بنائے

اور پھر زیریں...... زبریں پہلے نہیں تھیں...... تو سنیں! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ کا نام رکھا ہے...... قرآن عظیم کہ سارا قرآن...... قرآن ......لیکن سورۃ فاتحہ قرآن عظیم ہے...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ

ہم نے آپ کو...... سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ دی...... وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ...... اور قرآن عظیم، تو جب یہ آیت اتری...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ سورۃ نہ بتاؤں جس کا نام اللہ نے قرآن عظیم رکھا ہے...... تو سورۃ فاتحہ قرآن عظیم ہے...... تو سورۃ فاتحہ کے قرآن ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا...... کیونکہ یہ قرآن ہوئی بلکہ قرآن میں اس کا یہ درجہ ہے کہ ام القرآن ہے...... قرآن کی ماں ہے...... بنیاد ہے...... تو جو قرآن کے احکام ہوں گے...... وہ اس کے بھی ہوں گے۔

قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے؟...... (نہیں)......اور سورۃ فاتحہ کو؟
......(نہیں) ......جو قرآن کے احکام ہیں وہی سورۃ فاتحہ کے احکام ہیں...... اب اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم چپ ہو کر سنو اور جس پر بھی قرآن کا لفظ آئے گا......اس پر چپ ہونا فرض ہوگا۔

سورۃ فاتحہ ہو

یا

سورۃ الرحمٰن ہو

اور سورۃ یٰسین کو کہا کہ یہ قرآن کا دل ہے...... کیا وہ قرآن نہیں؟...... دل جو ہے کیا وہ قرآن نہیں؟...... جب وہ پڑھا جائے......تو کیا یہ قرآن نہ پڑھا جائے گا عجیب بات ہے...... مسئلہ یہ نہیں ہے۔ کہ قرآن پڑھا جائے......تو چپ رہو......دل پڑھا جائے تو چپ نہ ہو۔ سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے......اللہ کے بندو! یہ سارا قرآن ہے اور قرآن کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے......اور اس کو امام کے پیچھے پڑھنا بالکل درست نہیں...... یہ قرآن کی توہین ہے کہ اسے مقتدی کے قالب میں ڈھالا جائے...... جو کسی امام کی پیروی سے پڑھے اس کو تو معافی ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کا بوجھ امام پر......لیکن کوئی اپنے اختیار سے پڑھے......تو یہ قرآن پاک کی توہین ہے......اور قرآن پاک کو پشت کے پیچھے کرنا ہے قرآن پاک...... کہاں ہے پیچھے...... امام کے امام جب نماز پڑھا رہا ہے......تو اس کا مقتدیوں کی طرف چہرہ ہے یا پشت؟...... (پشت)...... اور اگر مقتدی پڑھ رہے ہوں قرآن تو قرآن کو پیچھا کیا یا نہیں؟......(کیا)......تو بھائی قرآن کی تعظیم کرو یہ امام ہے......مقتدی کے ظرف میں قرآن رکھا ہی نہیں گیا۔

مقتدی کیا ہے؟ ماتحت......اور مقتدی کی ہر چیز مقتدی ہوگی تو مقتدی کا

معنی ماتحت ہونے کا ہے......تو جب مقتدی ماتحت ہے......تو اس کی جو سورۃ فاتحہ ہے...... وہ بھی ماتحت ہے...... اس کا رکوع بھی ماتحت...... ساری چیزیں ماتحت ہوئیں......تو منشاء شریعت یہ ہے کہ قرآن ماتحت نہ ہو...... لیکن یہاں قرآن مقتدی کی نماز میں نہیں...... اگر مقتدی قرآن پڑھے تو قرآن ماتحت ہوگا......اور قرآن کی شان ہے کہ امام بن کر رہے......تو قرآن امام ہے...... اور امام کو آگے رکھنا ہے...... پیچھے نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع کی حالت میں قرآن نہ پڑھو ......کیوں؟ یہ عاجزی ہے مہمل ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن سجدے میں نہ پڑھو...... دعائیں مانگو......لیکن قرآن نہ پڑھو......کیوں؟ یہ عاجزی کی انتہا ہے......تو مقتدی ہونا ماتحتی ہے......تو ماتحتی میں بھی قرآن نہ پڑھو......تاکہ اللہ کی کتاب ماتحت نہ جائے ......تو مقتدی قرآن نہ پڑھے۔

اس پر سامعین میں سے ایک ساتھی نے سوال کیا کہ:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

یہ بھی تو قرآن ہے......یہ مقتدی کیوں پڑھتا ہے؟ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے......رَبِّ اجْعَلْنِیْ......سے پہلے......اَعُوْذُ بِاللّٰہ ...... پڑھا؟ (نہیں) سورۃ فاتحہ سے پہلے تو پڑھتے ہیں......اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ...... اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ...... کیونکہ قرآن پڑھنے کا قاعدہ ہے......اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ...... جب تم قرآن پڑھو...... فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ...... تو...... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ...... پہلے پڑھو...... اگر......رَبِّ اجْعَلْنِیْ ......ہم قرآن سمجھ کر پڑھیں تو پہلے...... اعوذ باللہ ......پڑھنا پڑتا ہے......اس لئے لکھا ہے کہ......رَبِّ اجْعَلْنِیْ......دعا کی نیت

سے پڑھو...... قرآن کی نیت سے نہیں...... قرآن کی نیت تب ہوتی اگر...... اعوذ بالله ...... پہلے ہوتا...... رَبِّ اجْعَلْنِی ...... تو ساری دعا ہے...... اور سورۃ فاتحہ میں دعا شروع ہوتی ہے...... اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم ...... سے اور...... رَبَّنَا اغْفِرْلِی...... ساری دعا ہے...... تو یہ ہماری بے وقوفی ہوگی کہ ہم...... رَبِّ اجْعَلْنِی...... بہ نیت قرآن پڑھیں...... ہم اسے بہ نیت دعا پڑھتے ہیں...... ہاں تراویح میں ہم سارا قرآن پڑھ پڑھیں گے قرآن سمجھ کر...... رَبِّ اجْعَلْنِی ...... پڑھنا بہ نیت قرآن ہوگا۔

اللہ کے بندو! دعا شروع ہوتی ہے...... اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم ...... سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے...... ان کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ...... الحمد لله رب العالمین...... نہیں ہے...... یہ بات کہ اپنی مرضی سے سورۃ فاتحہ کو بھی دعا سمجھ کر پڑھ لو...... اس کے بارے میں تو لکھا ہے کہ یہ دعا ہے سو سورۃ فاتحہ دعا سمجھ کر ہی پڑھا کرو یہ کسی غیر مقلد نے کسی کتاب میں لکھا ہے...... کہ دعا سمجھ کر پڑھو...... میں نے کہا پھر اس سے پہلے...... اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ...... کیوں پڑھتے ہو...... یہ تو قرآن کی شان ہے کہ اس سے پہلے...... اعوذ باللہ...... پڑھا جائے۔

یہ بات یاد رکھیں شادی ہوتی ہے دیگیں پکتی ہیں...... تو دیگوں والے دو دانے لیکر یا تین دانے لے کر چاولوں کے اندازہ کرتے ہیں...... کہ چاول پک گئے یا نہیں...... یا ایک ایک چاول کو چکھا جاتا ہے؟ تو اتنے مسائل سن کر بھی یقین نہیں ہوا کہ غیر مقلدین کا سارا طریقہ غلط ہے...... اب کیا آپ ان کی ایک ایک بات پوچھیں گے؟ جب انہوں نے کہہ دیا کہ صحابہؓ سے ہمارا بنیادی اختلافِ ہے ...... تو آپ کو اگلی بات پوچھنی نہیں چاہیے...... کچھ تو اپنے مسلک کا خیال کرو جب

انہوں نے کہہ دیا کہ ہمارا مذاہب اربعہ سے اختلاف بنیادی ہے...... تو پھر کوئی بات پیچھے رہ جاتی ہے اب کوئی سوال کرنے کی ضرورت ہے؟...... (نہیں)

جنوبی امریکہ میں ہندوؤں سے مناظرہ تھا...... ہندو بھی وہاں کچھ تعداد میں ہیں ان سے مناظرہ تھا...... تو مجھے وہ کہنے لگے کہ وضو میں پاؤں دھونے چاہئیں یا مسح کرنا چاہیے؟ میں نے کہا کہ تمہیں کیا حق ہے...... تمہارا ہندوؤں کا ہمارے ساتھ بنیادی اختلاف ہے...... جب تم اسلام ہی قبول نہیں کرتے...... تو ہمارا آپ سے بنیادی اختلاف ہے...... پاؤں وضو میں دھونے ہیں یا مسح کرنا ہے اس پر تمہیں بحث کرنے کا کیا حق ہے؟

ہمارے ساتھ ایک مولوی صاحب سیکرٹری تھے وہ کہنے لگے کہ ان کو بتا دیں...... میں نے کہا کہ میں تو اس کی طرح بے وقوف نہیں...... ہندو کے ساتھ اس بات میں بحث کرنی کہ وضو میں پاؤں دھونے یا مسح کرنا ہے کوئی عقل ہے کیوں؟ جن کے ساتھ بنیادی اختلاف ہے۔ وہاں فروعی مسائل پر بحث نہیں ہوتی۔

وہاں مردوں کے جلانے پر یا دفن کرنے پر مناظرہ تھا...... کہنے لگے کہ مردہ جب دفن کیا جائے تو قبر کے اندر پھٹتا ہے اور جب پھٹتا ہے تو گند نکلتا ہے...... اور لاش کا بڑا برا حال ہوتا ہے...... تو ہم اس کو جلا دیتے ہیں تا کہ یہ جو برا حال ہے قبر کے اندر یہ ہو ہی نہ...... میں نے کہا نے مردے کو دفن کر کے یہ جو گند نکلا ہے...... تمہارے خیال میں ہے اور اہل اللہ کی میت کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا...... لیکن تمہاری بات مانیں کہ ہم نے اگر دفن کیا...... تو اس کا جو گند نکلا ہے وہ کتنی زمین پر ہے...... کہنے لگا کہ ڈیڑھ گز جگہ پر...... میں نے کہا کہ تم نے جب مردہ جلایا تو جب گوشت جلتا ہے...... اور اوپر تیل پڑتا ہے اور گوشت جلنے کی بو پھیلتی ہے...... تو اس نے کتنی زمین کو گھیرا؟ کتنی فضا کو گھیرا؟ کتنی ہوا پر اس کی

بدبو پھیلے گی اور گوشت کے سڑنے کے لئے تو وہ تو بڑا میدان ہے...... میں نے کہا کہ ہمارا ڈیڑھ گز تمہیں برا لگتا ہے...... اور اپنا چالیس گز تمہیں برا نہیں لگتا؟ چالیس گز میں تمہارا تعفن پھیل رہا ہے۔ اور چمڑے کے جلنے کی بو آ رہی ہے...... وہ تمہیں برا نہیں لگتا...... اور ہمارا برا لگتا ہے اور فرق کیا ہے؟ ہمارے ہاں جو کچھ ہوا وہ پردے میں ہوا...... سب کے سامنے نہیں اور تم سب کے سامنے جلاتے ہو...... اپنے عزیزوں کی لاشیں...... ہم نے جب قبر میں ڈھانپ دیا...... اللہ کے سپرد کر دیا...... تو جو کچھ ہوا پردے میں ہوا...... سامنے تو نہیں...... اور تم نے تو اپنے عزیزوں اور اپنے ماں باپ کو سب کے سامنے رسوا کیا۔

اور پھر جب میت کو قبر میں اتارا تو ہم نے...... بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ...... کہہ کر اتارا...... پورے اکرام کے ساتھ...... ہمارے ہاں میت کے ساتھ بھی اکرام درکار ہے...... اور تم جب خود آگ لگاتے ہو تو اس میں میت کی کونسی عزت رہی...... یہ جب میت کو آگ لگاتے ہیں تو ماچس کون لگاتا ہے؟ جو سب سے قریب کا رشتہ دار ہے...... قریبی رشتہ دار ہی آگ لگاتا ہے۔ کیا اس کو براہمن خود آگ لگاتا ہے؟...... (نہیں)...... اس کو کہتا ہے تو ہی کر...... تو ہی کر...... اور ہمارے ہاں جنازہ پڑھنا ہے...... تو امام آگے بڑھتا ہے کہ میں آگے بڑھتا ہوں ...... یہاں امام آگے اور وہاں براہمن پیچھے...... اور جب میت کو جلاتے ہیں...... تو سارا اس کا گوشت سڑ گیا...... مگر جو دماغ کا بھیجا ہے...... وہ اوپر اوپر سے سڑ گیا...... وہ بھیجا تو نہیں نکلا...... تو پھر جو قریبی رشتہ دار ہے وہ راکھ اور بیلچے کا ڈنڈا اس کی کھوپڑی پر مارتے ہیں کون مارتا ہے؟ وہی جس نے ماچس جلائی تھی...... یہ تمہارے ہاں اکرام میت ہے...... میت کا اکرام اور عزت یہ ہے؟ ہم نے تو اس کو بڑے احترام کے ساتھ نماز پڑھ کر قبر میں اتار دیا...... اور ڈھانپ دیا...... خیر یہ

مناظرہ ان کے ساتھ جاری تھا...... وہ لاجواب ہوگیا...... تو کہنے لگا کہ اسلام میں وضو میں پاؤں دھونے ہیں یا مسح؟ مجھے پتہ تھا کہ چونکہ یہ عاجز آ گیا ہے...... ہماری دلیل سے یہ عاجز آ گیا ہے...... اس کے پاس جواب نہیں ہے...... اس لئے اب یہ ان باتوں پر آ گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام جیتا، وہ ہارے...... اللہ ہمیں سمجھ دے اور عمل کی توفیق بخشے......(آمین)۔

وما علینا الاالبلاغ

